

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224039

UNIVERSAL
LIBRARY

OUNP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

19180100

Accession No.

P.G.
1002

Author

1. 1002-51

Title

12. 1002-51

This book should be returned on or before the date last marked below.

--	--	--	--

ادب

ادب اردو کا ایک ماہوار صورتہ سالہ

اڈیٹر:- میر حسیم عظیم آبادی
(سابین محقق السنہ مشرقیہ سرکار ہند)

تصاویر:- (۱) اہتیا (رنگین)

(۲) چاندنی بی (۳) مساحبہ بڑودہ (۴) مجلس مفیرس لکھنؤ (۵) جدید علمیات یونیورسٹی الہ آباد

مضامین

- (۱) فلسفہ غالب - مولوی عبد الماجد صاحب بی۔ اے ۱
 (۲) چاندنی بی - مولوی قطب الدین خان صاحب راجی ۱۳
 (۳) تاریخ حکومین فلسفہ - خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ۲۰
 (۴) خالاول کا مارا آغا - نواب سید فیض میر خان صاحب خیال عظیم آبادی ۲۶
 (۵) کلا بھون - منشی نواب اے صاحب ۳۴
 (۶) بیفیس لکھنؤ - خواجہ محمد عبداللہ صاحب عشرت لکھنؤ ۳۸
 (۷) اخبار و اخبار نگاری - اڈیٹر ۴۳
 (۸) ادھر آؤ پھول والے - مصنفہ مرزا پوری ۵۱
 (۹) بیبا - ماسٹر باسط علی صاحب باسط بیوانی ۵۱
- (۱۰) شام جوانی و صبح پیری - شفق عادی پوری ۵۱
 (۱۱) انقلاب - پنڈت برجموہن دتاریہ صاحب کیتی دہلی ۵۲
 (۱۲) آیام طفلی - منشی اقبال ویرا صاحب تحہ ۵۳
 (۱۳) یاد اودھ - میر احمد حسین صاحب ماہ عظیم آبادی ۵۴
 (۱۴) غزلیات - ماہ عظیم آبادی - سبیل موہانی - بیدل جینھالوی -
 حامد لکھنؤ - محمد و اسرار علی ۵۴
 (۱۵) سال نو کا تیرہ مقدم - ابو المینہ صاحب اشکات بلند شہری ۵۵
 (۱۶) سال نو مولوی موسیٰ حسین صاحب اختر جلال آبادی ۵۶
 (۱۷) اڈیٹر میل ۶۷



ہندوستان بیدار ہو جا

اور اپنے ملک کی تجارت کی حمایت کر۔ اپنے پوشاک کے سامان ایسے کارخانہ سے خرید کر اظہار قومیت کا ثبوت دو جو ہزار ہا ہندوستانیوں کو نوکریاں دیتا ہے اور جو ہمارے ملک کے صلاح و فلاح کے سامان بھرم پہنچاتا ہے۔

لال املی

CHECKED 1968

جو بالکل اوان ہی اوان ہو

اہل ہند کے لئے ہندوستانی کارکنان کے ذریعہ سب سے بچوں بیچ ہندوستان میں تیار کیا جاتا ہے اور جو سارے لوگ نفیس ترین سامان پوشیدہ جو دستیاب ہو سکتے ہیں تسلیم کرتے ہیں ہندوستان کے لئے یہ مایہ فخر ہے مشہور لال املی کے سامان پوشاک اچھے کوٹ کے کپڑوں ٹوئیس کمبل۔ لوئی قمیص وغیرہ وغیرہ کے نمونے اور شرح قیمت کیلئے لکھ جو مفت بھیجے جاتے ہیں

کا پوراولن بلس کمپنی لمیٹڈ۔ کانپور



ادیب کا نیا دور

اس مہینے سے ادیب کے چوتھے سال اور ساتویں جلد کی ابتدا ہوتی ہے۔ اب جدید انتظامات کئے گئے ہیں اور اس ماہ سے ادیب کو ایسے تجربہ کار ہاتھوں میں دیا گیا ہے جس سے قوی اُمید ہے کہ یہ رسالہ اپنے اغراض و مقاصد کا پورا نمونہ ہوگا۔

اس امر کے اظہار کرنے میں بڑی مسرت ہوتی ہے کہ ادیب کے لئے مشہور اہل قلم کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اب سے ادیب کے مہتمم ہمارے کارخانے کے لائق علمی مشیر اور مسلم الثبوت زبانداں مولانا مرزا ابوالفضل صاحب بالقابہ ہونگے جو انگریزی سنسکرت عربی فارسی اردو اور ہنگلہ زبانوں پر یکساں طور پر حاوی ہیں۔ آپ سابق میں سرکار ہند کی طرف سے مستشرقین متجدد بھی رہ چکے ہیں۔ مذاہب عالم سے متعلق آپکی تاریخی فلسفیانہ تحقیقات کافی معلومات سے مالا مال ہیں۔ سب سے زیادہ آپکی تصانیف کی عام مقبولیت آپکے کمالات کے لئے کافی سند ہے۔

اسکی ادیبی جناب مولانا مہر حسین صاحب عظیم آبادی کے ہاتھوں میں دی گئی ہے۔ ممدوح نے سرکار کی ماتحتی میں بہت سے علمی صیغوں میں کام کیا ہے۔ ایک زمانے تک آپ ایمپریل انڈینری و ایشیائیک سوسائٹی کلکتہ کے مستشرقین بھروسے سے متعلق رہے ہیں۔ آپ کلکتہ یونیورسٹی کے سند یافتہ ہیں۔ فائیلوجی یعنی علم الانسان کے اچھے ماہر ہونے کے علاوہ آپ ایک تجربہ کار ادیب ہیں۔ آپکی شہرت محتاج بیان نہیں۔

مجھے کافی اُمید ہے کہ اس اہتمام و انتظام سے ادیب یقینی اپنے اُسی طرز کا ایک خوش اسلوب و اثری پزیر نمونہ ہوگا جسکا وہ مؤید ہے اور جو بطور مسلك اسکے سربلوح لکھا ہوا ہے۔ مجھے اسکی بھی کامل اُمید ہے کہ نامور دانش برداران جو اردو کے عمدہ ہیں اپنے ہمہ مسائل سے آزادانہ مدد دیتے رہیں گے اور ادیب جو علم و اخلاق کا حامی ہے اسکی طرف خاص توجہ مبذول فرما کر اسکی صلاح و فلاح کے بہترین سامان بہم پہنچائیں گے۔

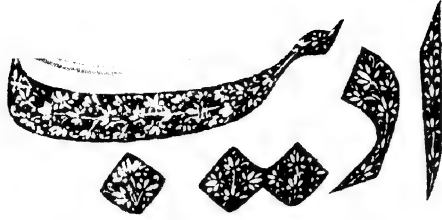
مالک ادیب



اعلیٰ

عالم مصروفیت کی ایک دلکش تصویر

انڈین پریس الہ آباد



فلسفہ غالب

گزرے ہیں جن کے کلام میں ایسے فلسفیانہ خیالات بھید موجود ہیں۔ لیکن اب نہ وہ زبانیں یہاں مروج ہیں اور نہ روشن خیال اس طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ تنقید کلام ایک اعلیٰ فن ہے جس کی طرف اہل قلم کو خصوصییت کے ساتھ رجوع ہونا چاہئے۔ یہ صحیح ہے کہ شعر گوئی سے شعری شکل ہے۔ خود سمجھ لینا آسان ہے مگر اوروں کو سمجھانا دشوار ہے۔ پھر بھی حشر مہم جو کہ اس تنقید کلام میں ایک حد تک غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ [اڈیلٹر]

فلسفہ اور شاعری نظامِ دونوں بالکل متضاد چیزیں نظر آتی ہیں، شعر کے حالات زندگی بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں لیکن زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فی نفسہ یہ دونوں چیزیں متحد الماہیت ہیں، تضاد کچھ ہے وہ ان کی ماہیت میں نہیں، بلکہ اسلوب بیان میں ہے۔ فلسفہ کا منشا کیا ہے؟ موجوداتِ عالم کے بعض مظاہر کے مشاہدہ پر اکتفا نہ کر کے ان کی تہ بن جانا،

[جذبات و تصورات سے جو خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کو سچے سچے ہوئے الفاظ میں ظاہر کرنے کی صنعت کا نام ہے شاعری اور علم و وجود موجوداتِ خواہ جملہ مناظر کے اسباب و اصول کی دانست کا نام ہے فلسفہ، اس اعتبار سے فلسفہ و شاعری میں وہی فرق ہے جو ظاہر و باطن میں، چونکہ ہر شے کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ پیداؤں پنہاں، اسلئے ان کا لازم و ملزوم ہونا بھی ضروری ہے، اور جب یک حیثیتیں یکجا ہو جاسکتی ہیں تو شاعری کے تحت میں فلسفہ کا آجانا غیر ممکن نہیں ہے۔ حضرت مہم جو کا موضوع اصلی یہی ہے اور اس کی زندہ مثال غالب کے حالات و خیالات سے اخذ کر کے مدوح لکھانے کی کوشش کرتے ہیں، جو مضمون کے دلچسپ بنانے کے لئے کافی ہے۔ یوں تو ایرانی شعر میں سلطان ابوالخیر البوسیدی، ہمنیام، بابا افضل کاشی، ابن سینا، سعدی، حافظ وغیرہ ہندوستان میں شنسی داس، سورداش، کبیر داس وغیرہ ایسے ممتاز

محافظ سے ایک خاص فرق یہ ہوتا ہے کہ ایک حکیم تشخصات و خصوصیات انفرادی کی آلودگی سے حتی الامکان اپنا دامن بالکل پاک رکھتا ہے، حالانکہ شعر اسی دریا کی پھیلی ہوئی ہے۔ روزانہ زندگی کے جزئی واقعات، فلسفی کے بھی پیش نظر رہتے ہیں لیکن وہ ان کا مطالعہ کرتے وقت ان کے مختصات شخصی سے بالکل قطع نظر کر لیتا ہے، بلکہ صرف ان کے خواص عمومی کو ترجیح کر کے انھیں ایک مجرد کلیہ کی صورت میں ترتیب دے دیتا ہے لیکن شاعری کے مذهب میں یہ تجرید و انتزاع خواص ایک مصیبت عظیم ہے۔ شاعر بجائے کلیات قائم کرنے کے، جزئیات ہی میں سے ایک کا انتخاب کر لیتا ہے، مگر وہ جزئیہ ایسا ہوتا ہے کہ اپنے مفہم کے محافظ اس کلی کے تمام افراد پر یکساں طور پر تطبیق ہو سکتا ہے مثلاً ایک فلسفی اگر یہ مسئلہ بتانا چاہتا ہے، کہ دُنیا میں قبولیت اثر کے مختلف مدارج ہوتے ہیں، اور ہر شے، دیگر شایہ سے اپنی استعداد قبولیت کے مطابق متاثر ہوتی ہے، تو وہ اس کو بعینہ اسی پیرایہ میں بیان کر دے گا، لیکن شاعر اسی مفہم کو، بجائے کسی کلیہ کے مقابل میں دھالنے کے، ایک مثال کے ذریعہ سے ادا کر دے گا، چنانچہ سعدی نے بارش اور زمین کی استعداد قبولیت کی تمثیل اختیار کی ہے:-

”مال کردار طافت طیش فلان بیت در باغ لارید و در شورہ بوغم“

غالب نے اسی مفہم کو، اس سے بھی لطیف تر پیرایہ میں ادا کیا ہے:-

”لوفیق - اندازہ بہت جازلے آنکھوں میں ہے وہ قطرہ گزیر ہوا تھا“

یہ سچ ہے کہ کہیں کہیں شاعر بھی تعلیلات کے بجائے کلیات، اولادیات کی جا مجزوات سے کام لینے لگتا ہے، لیکن ایسی حالت میں یقیناً اس کا قدم فلسفہ کی سرحد میں جا پڑتا ہے، اور اس کو ایک فلسفی سے ممتاز کرنے کی

اور اس سے نفس انسانی پر جو اثرات مترتب ہوتے ہیں، ان سے ایک سبق آموز ہدایت حاصل کرنا۔ لیکن یہ بعینہ وہ مقاصد ہیں جنھیں ایک اعلیٰ شاعری بھی پورا کرتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ فلسفہ دلائل و براہین سے کام لیتا ہے، اور شاعری احساسات طبعی سے فلسفہ کا تخم، استدلال کی آب و ہوا میں نشوونما پاتا ہے، اور شاعر کے پھولوں کی آبیاری وجدان سے ہوتی ہے مثلاً ایک جوہر جو کا مسئلہ ہے۔ ایک فلسفی پہلے خواص مادہ کا متقصا کرتا ہے، بہتیت حیات پر غور کرتا ہے، بطریق اصول کو پیش نظر رکھتا ہے، علم نفس سے مدد لیتا ہے، پھر ان سب شواہد کو مقدمات کی شکل میں ترتیب دیکر تائید منطق کی رو سے اُن پر رد و قیاس کرتا ہے، اس کے بعد کہیں وہ شاید وجود روح کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ لیکن شاعر کو ان مراحل کے طے کرنے کی مطلق ضرورت نہیں، احساسات طبعی کی مدد سے اس کا ذہن (انجود) اس یقین پر پہنچ جاتا ہے، کہ انسان سے جو افعال سرزد ہو کرتے ہیں، بیخوض مادہ کی ترکیب کا نتیجہ نہیں، بلکہ جزو و کونی جو ہر لطیف اُن کا محرک ہے، اور اس کے اس عقیدہ کو کوئی استدلال نہیں نازل کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے احساسات شاعر سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، وہ بلا تامل اس کی باتیں قبول کر لیتے ہیں گویا ان کے دل خود بخود اندر سے اس کی تائید میں گواہی دینے لگتے ہیں لیکن جن لوگوں کا مذاق اس سے مختلف ہوتا ہے، ان کے سامنے شاعر بالکل ٹپٹ ہو جاتا ہے، اور کسی بُر بان اور جنت سے انھیں اپنا ہم خیال نہیں بنا سکتا۔ گویا ایک ہی صداقت، ایک ہی حقیقت، کو شاعر وجدانی حیثیت سے دُنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، اور فلسفی استدلالی حیثیت سے۔

اس اسلوب بیان کے علاوہ، شاعر اور فلسفی میں پرواز فکر کے

کے رائج ثانی میں جبکہ ہندوستان، ظاہر سیاسی اور باطناً اخلاقی و ذہنی حیثیت سے مغرب کے مقابلہ میں شکست پر شکست کھارہا تھا، اور اس کے کمالات علمی ایک ایک کر کے مٹتے جا رہے تھے، دفعۃً دلی کی سرزمین پر ایک ایسا شخص عالم وجود میں آگیا جس کی نظر شاعری کے حقیقی مقصد تک پہنچ گئی، اور جس کے وجدان صحیح نے اس کو اسرارِ فطرت کا رازدار بنا دیا۔ حقیقت

اُردو شعرا میں صرف غالب ایسا شخص گرا رہے، جس کا نام آج بے خوف و خطر دنیا کے ممتاز ترین شاعروں کے پہلو پر پیدا ان کے ہمسر و مد مقابل کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ غالب کی اصل تعلیم یہ ہے، کہ دنیا ایک بے حقیقت و بے ثبات چیز ہے، ہمیں جو کچھ نظر آ رہا ہے، اُس کی ہستی مراب کی سی ہے، اس لئے یہاں کی کسی چیز پر غرور و مونا حاقت ہے، انسانی مصلحت و تحقیقات کے جو نتائج ہیں، یہ سب ایک اضافی و اعتباری وقت رکھتے ہیں، ورنہ کسی شے کی اصل ماہیت کا علم انسان کے امکان میں نہیں۔ اس عقیدہ کے لحاظ سے غالب اُن حکما کا پیرو ہے جنہیں مشکلیں کہا جاتا ہے لیکن مشکلیں کے بظلاف دور بہانیت کی تعلیم نہیں دیتا، وہ کتاب ہے بے ثباتی عالم کے عقیدہ کا نتیجہ ترک دنیا ہونا چاہئے، بلکہ بیگاری و زاوہ رُو کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی کا طو دینا چاہئے، اور اس حیثیت سے غالب حکما، لذتین کا ہم آہنگ ہے صفحات ذیل میں ہم غالب کی ان تعلیمات کی تشریح اسی کے (اُردو و فارسی دونوں کے) کلام سے کرتے ہیں۔

لیکن اس سے قبل ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کلاس قسم کے مضامین تو اور بھی بہت سے شعرا نے باندھے ہیں، اُن پر غالب کو کیوں ترجیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ دوسروں

کوئی شے مجزاس کے نہیں باقی رہتی کلاس کا کلام منظم ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ بناء اختیار کس قدر سطحی ہے۔

غرض فلسفہ اور شاعری کی راہیں اگرچہ مختلف ہیں لیکن دونوں کی منزل مقصود ایک ہی ہے۔ بااینہم چونکہ شاعری کا راستہ تمارتِ جذبات کے خوشنما پھولوں اور وجدانیات کے نظریہ مناظر سے آراستہ ہے، اس لئے بہتر سے مسافراس پر قدم کھلے راستہ کی دلفریبیوں میں ایسا محو ہو جاتے ہیں، کہ منزل مقصود کی جانب نظر اٹھانے کی بھی محنت نہیں پاتے، چنانچہ شعرا کی بیشتر جماعت، تشبیہات و استعارات، تلمیحات و کنایات، جن عشق کی داستانوں، اور صنایعِ لفظی وغیرہ کو، ان چہریت آلی سے نظر کرنے کی جگہ مقصود بالذات سمجھ لیتی ہے گویا چھپیزیں شاعری کے چہرہ پر آب و رنگ کا کام دیتی ہیں، وہ انہیں اس کی روح و مدارجیات قرار دے لیتی ہے لیکن ہر ملک و ہر زمانہ میں تنبیہات کے طور پر بعض شعرا ایسے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے شاعری کے حقیقی مقصد کو پہچانا، اور عام شہار سے ہٹ کر وہ روش اختیار کی جس کے باعث ان کا نام شعرا اور حکماء دونوں گروہوں میں مساوی احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ایران کے عمر خیام و حافظ، جرمنی کے گیتے و شلر، انگلستان کے برنٹنک و ٹینسن، میں سے کوئی شاعر ایسا ہوا ہے، جس کا فلسفہ حیات، دنیا کے فلسفی کی تعلیمات سے کچھ کم و بیش ہے؟

اُردو شاعری اب بھی نسبتاً بہت کم عمر ہے، اور آج سے نصف صدی پیشتر تو گویا اُس کا بچپن ہی تھا، لیکن قدرت کی فیاضیاں، تقویم انسانی کی قیادہ کردہ حدود کی پابند نہیں ہوتیں، اور یہ انہیں کی شتاب کاریوں کا نتیجہ تھا، کہ انیسویں صدی

مطابق سوال کے دئے جاتا ہوں۔ یہ دریا نہیں ہے سرب
ہے۔ ہستی نہیں ہے پندار ہے۔ ہم تم دونوں اچھے خاصے شاعر
ہیں۔ مانا کہ سعدی و حافظ کے برابر شہر ہوئے، ان کو شہر
سے کیا حاصل ہوا کہ ہم کو ہم کو ہو گا؟
ایک اور دوست کو، جنھوں نے کسی رئیس کے متعلق لکھا
تھا کہ وہ حکیمانہ اصول کے مطابق رہتا ہے، غالب نے
یوں مخاطب کیا ہے:-

”ایگفتی فلائے ز روش حکیمانہ در دوزخ دنیا را کار کا ہا ہنگامہ
بایں ہمہ اندوہنا کی خندہ ام در گرفت، و عنوان ضبط خویش
از کفم بدر رفت۔ ندانی کہ یراسپان باد رفتار بربشتن گوہا
گروہ مردم را پیشاپیش دوانیدن، تن را بر لباس رنگارنگ
برآستن و معدہ را بہ الوان خوردنیہا متلی گردانیدن
شہوہ را از اندازہ بیسروں راندن و غبار مصیبت برفرق
افشاندن از حکمانیہ و پزیشکان را نشاید کا واضعواراں
چیت؟ دوزخ آبادی در بن کو ہے نشستن و از شمش
بعت در بروے خلائیق لبستن، تن را بر ایصنت فرسودن
و جان را بخریدی پالودن، ہر کہ حکیم خرد گزین ست کار و بارش
این ست“

ان اقتباسات سے معلوم ہوا ہوگا، کہ کائنات کی زو و فانی،
دُنیا کی بے ثباتی، موجودات عالم کی بے حقیقی، یہ سارے
خصوصیات، ایک پختہ یقین، ایک قافی اذعان، ایک حکم عقیدہ
کی طرح، غالب کی علمی زندگی کے جزو لاینفک بن گئے تھے؛
اور جن کی جھلک بیساختہ اس کی خاص الخاص تحریروں میں
لہجہ دگار غالب، از مولانا حالی صفحہ ۱۸۹ - ۱۹۰ -
۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ -

کے یہ دلی عقاید تھے، صرت محنتی مُسنائی باتیں تھیں جنھیں
انھوں نے رسمی طور پر نظم کر دیا، چنانچہ ان کے کلام میں
علانیہ اور معلوم ہوتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ کلام کی
بے اثری ہے۔ برخلاف اس کے غالب کا کلام اس کے
جذبات دلی کا آئینہ ہے، جو کچھ وہ خود محسوس کرتا ہے اسے
وہ صاف صاف کہہ دیتا ہے، اسی سے اس کے کلام میں وہ
خاص جوش و اثر پایا جاتا ہے، جو کسی راستہ باز شخص کے بیان
میں ہونا چاہئے۔ غالب، وحدت وجود کا قائل تھا، اس کے
عقیدہ میں حقیقی وجود صرف ایک ذات یا ہستی کا تھا، جس کے
پر تو مظاہر کے مجموعہ کا نام عالم ہے۔ اسی بنیاد پر دنیا و شہر
و عزت، دولت و جاہ، کی مطلق وقعت اس کے ذہن میں
نہ تھی۔ چنانچہ اپنے ایک عزیز شاگرد (منشی ہرگوپال لکنتہ) کو
ایک خط میں لکھتا ہے:-

”تم مشق سخن کر رہے ہو اور میں مشق فنا میں متفرق ہوں۔
بوعلی سینا کے علم اور نظیری کے شعر کو ضائع اور بے فائدہ
اور موموم جاتا ہوں نہایت بسر کرنے کو کچھ تھوڑی سی
راحت درکار ہے اور باقی حکمت اور سلطنت اور شاعری
اور ساجری سب خرافات ہے۔ ہندوؤں میں اگر کوئی دوتا
ہوا تو کیا، اور مسلمانوں میں نبی بنا تو کیا۔ دُنیا میں نام آور
ہوئے تو کیا اور گنام ہے تو کیا کچھ معاش ہوا وصحت جہانی،
باقی سب وہم ہے۔ اے یار جانی، ہر چند کہ وہ بھی وہم ہے،
مگر میں ابھی اسی پایہ پر ہوں۔ شاید آگے بڑھ کر یہ پردہ بھی
اٹھ جائے، اور ہمیشہ صحت و راحت سے بھی گزر
جاؤں، عالم بے گری میں گزر پاؤں جس سناٹے میں ہوں
وہاں تمام عالم بلکہ دونوں عالم کا پتہ نہیں۔ ہر کسی کا جواب

ہے، کہ جو باتیں دل سے نکلتی ہیں، وہ دل ہی میں جا کر بیٹھتی بھی ہیں۔

غالب، جس شریعت کا رہبر ہے، اس کی تلقین یہ ہے، کہ عالم بذاتِ خود کوئی مستقل ہستی نہیں رکھتا، اس کا وجود جو کچھ ہے وہ محض ذہنی یا خیالی ہے۔ وہ کتنا ہے کہ جس طرح عقلا کا وجود ہم نے خواہ مخواہ فرض کر رکھا ہے، اسی طرح کائنات کا وجود بھی موهوم ہے۔ ۵

”زوم فاش خیالی کشیدہ ورد وجود خلق پر غفایہ نہایا بت“

اسی طرح ایک غزل کے سلسل اشعار میں کائنات کی مختلف موثر چیزوں، مثلاً آسمان، سمندر، بیابان، خزان، و بار وغیرہ کو الگ الگ گنوا کر بتایا ہے، کہ یہ کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے، سب واہمہ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ وہم نے آنکھ میں خاک ڈال دی، اُسے ہم بیابان کہنے لگے، ایک قطرہ پانی کی صورت میں بہا، اس کا نام ہم نے سمندر رکھ لیا، ورنہ خارج میں ان چیزوں کا کچھ بھی وجود نہیں ہے۔ ”دوسو دئے حق بست آسمان نیشک دیدہ خواب پشیمان نہ جان نامیدش“

وہم خاک کے غیت دشیم بیابان دیدش قطرہ بگذاخت بحریہ سیکلاں نامیدش بادوامن زور برآتش نو بہاراں خواہدش داغ گشت آن شعلہ زنی خزان نامیدش“

ایک جگہ ایک لطیف تشبیہ کے ساتھ اس خیال کو ادا کیا ہے، کہ عالم کے وجود وہی کو، تاکہ، وجود حقیقی فرض کیا جاسکتا ہے۔ ”عالم غبار و دشت مجنون ہے رہبر کب تک بیاں طوفانیالی کرے کوئی“

اشعار ذیل میں مختلف اسلوب سے عالم کے وجود وہی، اور مافی العالم کی بے حقیقی کو کس قدر دلنشین پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

”باز بچہ اطفال ہے دنیامے آگے جوتا ہے شب روز تماشا مے آگے

اک کھیل ہے اونگ لیاں مے نزدیک اک بات ہے ہماز تماشا مے آگے

جز نام نہیں صورت عالم مجھے منظور جز وہم نہیں ہستی انیامے آگے“

بھی نظر آ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ غالب کے یہاں یہ مضامین اس کے کلام کے چہرہ چرچن و لطافت کے قدرتی خطوطِ حال بن کر چلتے ہیں، لیکن ان ہی مضامین کو جب دوسرے باندھتے ہیں، تو صاف ان کی طبع سازیاں ظاہر ہوتے لگتی ہیں، مزید برا جو آمد بیاضنگی اور تاثیر غالب کے کلام میں ہے، وہ اوروں کو شاید ہی نصیب ہیں۔ اس لئے کہ یہ فطرت انسانی کا قانون طے مرزا غالب کے واقعات زندگی سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ صرت تصوف کا کامل مذاق نہ رکھتے تھے، بلکہ تصوف کے ساتھ فلسفہ تصوف کے بھی رز شناس تھے۔ کسی صاحب نے ایک کتاب، سراج الموعظ، تصوف پر لکھی تھی، اس کا دیباچہ مرنے تحریر کیا تھا۔ اس میں اورد و وظائف کا فلسفہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:-

”جب اولیاء اللہ نے کہ وہ اہلباء روحانی ہیں، دیکھا کہ نفوس بشری پر وہم

غالب ہے، اور یہ سبب سبباً وہم کے شادہ وحدت ذات سے محروم رہے جاتے ہیں۔ ہر چنان کو سمجھائیں کہ راست پر نہیں گئے۔ ناچار اشغالِ فکری وضع کے تاقوت تیناں سے میل بھی رہے اور رفتہ رفتہ بخودی طاری ہو جائے۔

وحدت وجود اس طرح کی بات تو نہیں کہہ سکتے، ہر اس کو یہ جبر یا تہکلف ثابت کرنا چاہتے ہوں، روحانی ہواست ورنہ دانی ہواست۔ وہم حد تک رہی و

بیک تراشی کر رہا ہے اور معدومات کو موجود سمجھ رہا ہے پس جب وہ وہم غفل و ذکر کی طرف مشغول ہو گیا، جب شہ اپنے کام سے غفلت سے غفلت ہو گیا،

معزول ہو گیا، بخیر اور بخیر چھائی، اور وہ کیفیت جو وحدت کو یہ جو غم حاصل ہوتی ہے، اس شاعری کے نفس کو بخیر میں آگئی۔ ایک دریا میں ان کر

کو دیا، ایک کوس کی غافل کر کے دیکھ لیا، انجام دونوں کا ایک ہے وہ لگجہ و شد

وجود کو سمجھ لیں، عین میں کتا کر نہیں میں لگ لگایں کم ہیں اوٹھنی میں اوٹھیں کہیں ہیں اور ایسے نفوس جو کہ حالت بخودی کے واسطے محتاج اشغال و اذکار ہیں

ہیں بلکہ بشمار ہیں“ (منقول از یادگار غالب، صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)۔

ادب - جنوری ۱۹۹۷ء

محض وہی یا خیالی ہے۔ فرق یہ ہے کہ فلسفی کو جس عقیدہ کی توضیح میں صد باصفیات اور بیسیوں دلائل استعمال کرنا پڑے ہیں، اس نکتہ تک شاعر کا وجدان، ایک آن میں پہنچ جاتا ہے۔

اگرچہ غالب برکت کی طرح، عالم کا وجود مہوم سمجھتا ہے، پھر بھی وہ اس امر کا قائل نہیں کہ مستقل و قائم بالذات ہستی ذہن کی ہے۔ اس کے عقیدہ میں جو واحد شے، قائم بالذات ہے، وہ نہ روح ہے نہ مادہ نہ جسم ہے نہ ذہن، بلکہ ان تمام قیود سے معرا ایک ”ہستی مطلق“ ہے جو خلق و فنا کے قوانین سے مستثنیٰ ہے، جو ازلی وابدی ہے، اور اشیاء عالم تمام اس کے مظاہر ہیں جس طرح آفتاب کی شگنائی کوئی علیحدہ ہستی نہیں کہتیں، اور نہ آفتاب سے خلق ہوئی ہیں بلکہ محض آفتاب کی ایک حالت ظہور کا نام ہیں، اسی طرح یہ کائنات بھی ہستی مطلق کی ایک طرز جلہ آرائی ایک حالت ظہور ہے۔ یہ عقیدہ وہی ہے جسے صوفیہ کی مصطلح میں وحدت وجود کہتے ہیں حکماء دیورپ میں اسپینوزا، اس کا ایک سربراہ و مدعی ہو گئے۔ غالب کے کلام میں اس عقیدہ کی تعلیم مختلف پیرایوں میں، نہایت کثرت سے ملتی ہے۔ ایک فارسی رباعی میں کہتے ہیں کہ

”اے کرد بآرایش گفتار پیچ درلف سخن کثودہ را نم و پیچ

عالم کہ تو خیز دیگرش می دانی ذاتے ست بسیط بسط دیگر پیچ“

ایک تجاہد تخیل کے پردہ میں نصیحت کرتے ہیں، کہ جس طرح قطر و موج، و حباب، فی نفسہ کوئی چیز نہیں، بلکہ سمندر یا دریا کے مختلف مظاہر ہیں، اسی طرح اس عالم کی اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں، کہ یہ بھی ایک ذات بسیط کے مختلف مظاہر کا مجموعہ ہے۔

”بے مثل نمود صور پر و جو کبیر یاں کیا دھارے قطر و موج و حباب“

وحدت میں کثرت نظر آنا، عین وہم پرستی ہے، اور حقیقت شناسی کے مذہب میں یہ کفر ہے۔

ذیل کا شعر جس قدر بلند ہے، اور اس کے پڑھنے سے اثر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کی تلیقہ خود غالب کے کلام میں بھی نہیں ملتی۔

”ہستی کے مت ذہب میں جانو بسد عالم تمام حلقہ دام خیال ہے“

”عالم تمام حلقہ دام خیال ہے“ اس مصرعہ کو معانی مختلفہ کے لحاظ سے بار بار پڑھو، اور فیصلہ کرو کیا برکت کے منبع کو اس پر ایک نقطہ کے بھی اضافہ کی گنجائش ہے؟ کیا کلمہ خشک لیکن اپنے سارے ادب میں کوئی بات اس سے زیادہ جامع اور اس سے زیادہ باوزن دکھا سکتے ہیں؟

اسی مضمون کو کئی جگہ اس سے اور زیادہ صاف کر دیا ہے۔ مثلاً

”ہاں کھائی موت ذریعہ ہستی چرچہ کہیں کہے نہیں ہے

ہستی ہے کچھ عدم ہے غالب آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے“

پھر کائنات کا وجود، وہی و خیالی جیسا کچھ بھی ہے، زود فنا کتب ہے۔ مرزا اپنی تعلیم میں یہ نکتہ بھی نظر انداز نہیں کرتے، بلکہ ایک نہایت پُر اثر پیرایہ میں حیات انسانی کے سریع الزوال ہونے پر اس طرح توجہ دلاتے ہیں کہ

”ایک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل گرمی زم جیس قصہ ٹھہرنے لگا“

یاد ہو گا، کہ سترھویں صدی میں ایک انگریز فلاسفہ برکت نے یہ

مذہب قائم کیا تھا، کہ عالم مادی کوئی قائم بالذات شے نہیں۔

مستقل ہستی صرف ذہن کی ہے، بحر و برا، شجر و حجر، آسمان و زمین،

جتنی چیزیں ہم محسوس کرتے ہیں، یہ سب ذہن آفریدہ ہستیاں

ہیں یعنی ان کا وجود، ذہن کے ساتھ و البتہ و مشرطاً ہے، اور اگر

ذہن فنا ہو جائے تو یہ تمام چیزیں بھی لباس وجود سے معرا ہو جائیں

غالب کے کلام کا جو نمونہ اوپر پیش کیا گیا، اس سے معلوم ہوا ہو گا،

کہ اس حیثیت سے غالب تقریباً بالکل برکت کا مہتوا ہے، برکت

کی طرح وہ بھی نہایت شد و مد سے یہ دعویٰ کرتا ہے، کہ عالم کا وجود

لئے لفظ ”ہے“ استعمال کرتے ہیں، جو پھر بھی ایک کلمہ ایجاب ہے، حالانکہ ایک معنوی محض شے کے متعلق اس حد تک بھی ایجابی دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے

”شاید ہی مطلق کی کرہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ پرمین نظونیں“ نفس الامر کے لحاظ سے شخص ”انا الحق“ کہہ سکتا ہے، لیکن اس راز کو برسرِ عالم کتنا تک ظنی ہے

”قطرہ یا بھی حقیقت میں ہے دیا لیکن ہم کو قلب تک ظنی مسموم نہیں“

ان اشعار سے معلوم ہوا ہو گا کہ مذہباً غالب حد درجہ موجد و موجدی تھا۔ لیکن وحدت وجود کا اعتقاد، عین وہ مقام ہے، جس سے فلسفہ تشکیک کے ڈانڈے ملے ہوئے ہیں یعنی انسان کو

جب اس امر کا اذعان ہو جاتا ہے کہ عالم مادی، کوئی مستقل اور خارجی، ہستی نہیں رکھتا، تو عموماً اس کا ذہن اس یقین پر بھی پہنچ جاتا ہے کہ کائنات کی ہر شے ایک حیثیت اضافی رکھتی ہے

مطلق کوئی چیز نہیں۔ ایک شے کو ایک وقت میں ہم جان کے برابر عزیز رکھتے ہیں، دوسرے حالات میں اسی چیز کے نام سے نفرت ہو جاتی ہے۔ ایک ہی چیز ہمارے لئے نہر ہلال کا اثر

رکھتی ہے، مگر دوسرے کے حق میں آپ حیات ثابت ہوتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تاثیر اشیاء فی انفسہ باطل ہے، ہر شے اعتبارات کے ماتحت ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ فلاں شے، فی انفسہ

مضر یا مفید، مستحسن یا قبیح ہے، سخت غلطی ہے۔ حسن و قبح، مضرت و منفعت، الم و مسرت، یہ سب اضافی چیزیں ہیں، یہ مذہب گو

آج یورپ میں ناپید ہے، لیکن قدامیوں ان میں تشکیک نے اسے معراج کمال پر پہنچا دیا تھا۔ فارسی شعر میں خیام و حافظ بھی کبھی کبھی ایسے ہی خیالات ظاہر کر گئے ہیں۔ غالب اقلیم کا تاجدار ہے۔ اُس نے اس موضوع پر جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت

”کثرت آرائی وحدت ہے پستلانی دم کرو یا کا فزان صنام خالی نے مجھے“ بحر موجودات کا ایک ایک قطر و زبان حال سے بچار رہا ہے کہ ہم اس بحر بیکراں (ہستی مطلق) کے ایک جزو ہیں

”دلی ہر قطرہ ہے ساز انا ہمسر ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا“ جس طرح ذرہ کی چمک دمک حرف نور آفتاب پر منحصر ہے، اسی طرح ہمارا وجود، ہستی مطلق کے وجود پر مبنی ہے

”ہے تجلی تری سامانِ وجود ذرہ بے بر تو نور خورشید نہیں“

اگر انسان، منگا و نمکتہ رس رکھتا ہو تو ممکن نہیں، کہ اپنی بے حقیقتی اور وجود، ہستی مطلق پر مبنی ہونے کا علم اسے نہ ہو

”قطرہ میں جلدا کھائی نہ لے اور جزو میں کل کھیل لو کل کا ہوا دیدہ بینا نہ ہوا“ چونکہ بحر ایک ذات بسیط کے اور کوئی شے موجود نہیں اس لئے انسان دنیا کی دیگر مستقل ہستیوں کا جتنا زیادہ کھوج کرتا ہے

اتنا ہی اصل حقیقت سے، بیکار ہو جاتا ہے

”اتنا ہی جھکنا ہی حقیقت سے بعد ہے جتنا کہ وہم غیر سے ہوں پیچ و تاب میں“ غالب کو اس پخت حیرت، ہے کہ جب سارے عالم میں ایک ہی ذات موجود ہے، اور تماشا اور تماشاوی دونوں ایک ہی چیز ہیں

ہیں، تو مشاہدہ کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ مشاہدہ، دو چیزیں (مشاہد و مشہود) چاہتا ہے

”اصل مشہود و مشاہد ایک ہے جڑاں ہوں پھر مشاہدہ کہ کس تار میں“ ایک اور موقع پر شاعرانہ مبالغہ کے ساتھ اس عقیدہ میں اس قدر غلو سے کام لیا ہے کہ وجود عالم سے تقریباً قطعی انکار کر بیٹھے ہیں فرماتے ہیں کہ لوگ عالم کو معشوق حقیقی (شاید ہی مطلق) کی مکر قرار دیتے ہیں، اور معشوق کی مکر جو کیا ہے وہ ہوتی ہے اسلئے یہ بھی معنوی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ طرز تعبیر بھی صحیح نہیں، اس لئے کہ یہ کہنے میں کہ ”عالم معدوم ہے“ ہم اس کے

اسی کے ہم معنی ان کا یہ مصرع ”درو کا حد سے گزرنابہ دھوا ہوجانا“ ہماری زبان میں بطور ضرب اشل کے مستعمل ہے۔

اس اصول کی بنا پر ایک دانشمن کا مسکب ترک لذات خواہشات ہونا چاہئے، تاکہ ان کے ہم نہ ہو پچھنے کا رنج اُسے کبھی نہ برداشت کرنا پڑے۔ مرناس اس طرز زندگی کو حقیقی جنت سے تعبیر کرتے ہیں۔

”غالب روش مردم آزاد جد است ز قنار اسیران رہ و زاد جد است ماترک رادر ارم می دایم وال باغیہ مضطعی شد جد است“

ترک لذات کا پہلا مقدمہ ترک تعلقات ہے۔ انسان جس وقت تک اہل و عیال کی پابندیوں میں گرفتار ہے، ممکن نہیں کہ علاقہ دنیوی سے آزار دہ سکے۔ غالب کے نزدیک انسان کا اپنے پیارے انھیں بیڑیوں کا کاٹنا، اصل نشاے عبادت ہے۔

”ز آنجا کہ دلم بہ وچہ دہ بند نبود با پنج علاقہ سخت میزند نمود مقصود من از کعبہ و آہنگ سفر جز ترک دیار وزن و وزن نمود“

رنج و راحت، دولت و افلاس، دونوں چیزیں جب یکساں طور پر غیر حقیقی ثابت ہو چکیں، تو اُمرا کی نخوت اور مفلسوں کی حسرت، مساوی درجہ کی غلطیاں ہیں۔ غالب کو ان دونوں کی حماقت پر مبنی آتی ہے۔

”آن جہاد طرب این نہ زور تو بست خندہ بغلغت رویش تو لگا دام“

خیر، دولت وغیرہ کی بنا پر غور کرنا تو نہایت ہی کم ظرفی ہے، لیکن اس سے اونچے درجہ کی چیز مذہب ہے۔ مذہب کی آڑ میں اچھے اچھے تعلیم یافتہ و بااخلاق افراد، مناقشات میں مصروف رہتے ہیں اور بجائے خود یہ سمجھتے رہتے ہیں، کہ ان کی یہ صفات ایسا حالت حق میں ہیں۔ لیکن غالب کے لاعلمی نقطہ خیال سے، کفر یا دین کی پابندی بھی محض ایک عصیت کا ثمر ہے، جس سے آزاد ہونا ہی عین حقیقت ہے۔

مذہبے شکیں کے امام پرستہ کی صدائے بازگشت ہے ایک جگہ یہ کہنا مقصود ہے، کہ نفع و ضرر، حظ و کرب، وغیرہ اضافیات کے دام میں صرف غافل چپس سکتے ہیں۔ لیکن جنم حقیقت میں کے ساننے سے یہ فریب کا پردہ ہٹ جاتا ہے تو اس کو اپنے مخصوص شفاء انداز سے یوں ادا کیا ہے۔

”تنہا خواب میں خیال کو تجھے غلط جب تک لکھ گئی تو زبان تھما نہ سود تھا“

ایک فارسی رباعی میں کنایہ و تشبیہ کا یہ دھج اٹھا دیا ہے۔

”دنیا بیچ ست و شادی و غم بیچ ست ہنگامہ شور و غم تمام بیچ ست زو، دل بیکہ و دو کہ دم بیچ ست ایں نیز و گزرا کیں ہم بیچ ست“

اس خیال کے تسلیم کر لینے پر کہ خواص اشیاء بذات خود کوئی وجود نہیں رکھتے، بلکہ ان کی بنا محض رسم و رواج اور عادت ہے، ایک سمجھدار شخص کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے، کہ غم و لذت، حظ و کرب کے جذبات سے مساوی طور پر بالکل آزاد ہوجا، تاکہ تعرف الاشیاء، باضداد ہائے کے اصول کے مطابق، جس طرح گرمی کے بغیر سردی، اور روشنی کے بغیر تاریکی کو کوئی اتیانیں حاصل ہو سکتا، اسی طرح اگر ہم کو دنیا میں کسی شے سے وابستگی نہ ہو، تو کسی چیز کے ترک کا غم بھی نہ ہو گا۔ مرناسکتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ نزاں کا صدمہ نہ اٹھائیں، تو بہار کی خوشی چھوڑ دیں۔

”شادی سے گزرنہ غم نہ ہو سے ارد سے جو نہ تو دم سے نہیں ہے“

اس خیال کی تصدیق روزمرہ کے تجربہ سے بھی ہوتی ہے، ایک کام جو آغاز عمل میں نہایت تکلیف دہ و ناگوار معلوم ہوتا ہے، عادت ڈالنے سے رفتہ رفتہ خوشگوار محسوس ہونے لگتا ہے۔ مرناس نے اس عام تجربہ کو سیرھے سادے طور پر نظم کر دیا ہے۔

”سچ سے شوگر ہو جب انسان تو مت جا بجا شکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ اس گڑبگڑ سے نہ فارسی میں ارد سے، بہار اور دے، خزاں کے مینوں کے نام ہیں۔

پڑنے گزیرا تو کوئی نہ ہو بیمار دار اور گمراہیے تو نوہ خواں کوئی نہ ہو“
 لیکن ایسے اشعار اتفاقی طور پر ان کے کلام میں آگئے ہیں، ورنہ
 ان کی اصل تعلیم یہ ہے کہ دنیا ہی میں رہ کر علاقیت دنیوی سے
 آزاد ہونا چاہئے۔ دنیا میں جو لذتیں اور نعمتیں ہیں، اُن سے
 لطف اٹھاؤ، مگر ان کے ہو کر نہ رہ جاؤ، شکر پر بیٹھنے والی کھٹی
 کا سا طرہ رکھو، کہ جب تک چاہتی ہے، شکر کھاتی رہتی ہے، اور
 جب چاہتی ہے اُڑ جاتی ہے، لیکن شکر پر بیٹھنے والی کھٹی نہ ہو،
 جس کے بال و پر اس میں پھنس جاتے ہیں اور اُڑ نہیں سکتی یہ
 ”درد پر فورفتہ لذت نہ توں بُو برقت نہ برشد نشینہ مگس“

مگر انسان کی سب سے بڑی بد نصیبی یہ ہے کہ اُس نے جہاں
 ایک مرتبہ ہوا وہیں کی متابعت کی، اُس کے نفس میں ایک
 مستقل کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو ہمیشہ اسی لذت کے اعادہ
 کی خواہش کیا کرتی ہے، اور انسان ہمیشہ اس فکر میں غلط
 و چچاں رہتا ہے، کہ اس لذت پر اور لذت کا اضافہ ہو۔
 یہی شے وہ ہے جو سکون قلب کے حق میں ستم قاتل ہے
 اور یہی چیز ہے جو رفتہ رفتہ انسان کو نفس پرست بنا دیتی ہے
 اگر انسان کسی طرح اپنے نفس پر اتنا قابو حاصل کر لے، کہ جب
 چاہے تو لطف لذت اٹھائے، لیکن اپنے تئیں اس کا عاقل
 نہ بنے دے، تاکہ اس کے چھٹنے کا کبھی سبب نہ ہو، تو اس کی زندگی
 قابل رشک ہے، وہ جو کچھ چاہے کرے، اس کے لئے سب جائز
 ہے۔ مگر آتے ہیں کہ یہ بے تعلق زندگی بھی کس قدر پر لطف ہے۔
 ”اگر یہ دل نہ غلدم چہ از نظر گزرد نہ روائی عمرے کہ در سفر گزرد“

جو علاقیت دنیوی سے تنگ آکر رہبانیت اختیار کرنے لگتے ہیں،
 انہیں مخاطب کر کے غالب نصیحت کرتا ہے، کہ وحشت کی گمانگی
 اگر اختیار کرنا چاہتے ہو، تو خود اپنے نفس سے کرو، دوسروں

”کھود و جہیت جزا لایش نہارد جو پاک شو پاک کہ ہم کھود وین تو نشود“
 اس اصول کی صحت کو تسلیم کر لینے پر بعض لوگ مذاہب مروجہ
 سے ایک حد تک منحرف ہو جاتے ہیں، کیونکہ انہیں یہ نظر نہ
 لگتا ہے، کہ کسی خاص مذہب کا اتباع، حقیقت جوئی کے منافی
 ہے۔ لیکن غالب کے نزدیک یہ بالکل ممکن ہے کہ کوئی شخص دل
 سے تلاشِ حق میں مشغول رہے، اور اسی کے ساتھ اعمال
 ظاہر میں کسی خاص روش کا پابند رہے، جس طرح کہ بنون
 کے دل میں صرف یسائی کی گنجائش ہے، لیکن اس کی زبان ساربان
 کے ساتھ مصروف گفتگو ہے۔

”شرح آورو حق سے جو بنون کم نہ بہا“ ”بشیرِ محبت اما زبان با سازاں او“
 جن لوگوں کو اپنے کسی کمال یا حسن پر ناز ہے، انہیں یہ سمجھنا
 چاہئے، کہ اپنی اپنی حیثیت و بساط کے موافق، دنیا کا فزہ و فزہ
 ایک خاص جگہ یا کمال رکھتا ہے، یہاں تک کہ گھاس کی پتیوں
 میں بھی وہ خوشنماں ہے، کہ معلوم ہوتا ہے باد صبا اُن میں
 کنگھی کر گئی ہے۔ اس لئے کسی خاص شخص کا اپنے کمال پر
 مغرور ہونا جاہالت ہے۔

”غافل بوم باز خود آرا ہے دریاں بے ساز نہ بانیں طرہ گسیاد کا“
 غالب کو اگرچہ دنیا کی بے ثباتی اور اشیاء عالم کے اضافی ہونے
 کا انتہائی یقین ہے، تاہم وہ ترک دنیا کی تعلیم نہیں دیتا، یہ سچ
 ہے کہ اس کے کلام میں کہیں کہیں بوسے رہبانیت آنے لگتی
 ہے، مثلاً ایک غزل میں وہ اس تمنا کا اظہار کرتا ہے، کہ دنیا
 اور تعلقات دنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے ایسی جگہ سکونت کریں
 ہونا چاہئے جہاں کسی نفس کی بھی رسانی نہ ہو سکے۔

”رہے یہاں بیگانیہ کوئی نہ ہو ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم باں کوئی نہ ہو
 بے دیو دیوار سا گھر اک بنایا چاہے کوئی نہ ہو یہاں نہ ہو دیو دیوار کوئی نہ ہو“

عملی حیثیت سے غم و حیات انسانی بھی مراد ف ہیں، اور یہ ممکن ہے کہ انسان زندہ رہے اور غم و الم میں گرفتار نہ رہے، اس مضمون کو مختلف پیرایوں میں ادا کیا ہے۔ مثلاً

”غیر حیات و غیر غم اہل میں توں ایک موت تہ پتا آدمی غم تہ نجات پنے کیلئے“
 ”غم ہستی کا اس کس سے ہو جو مگر علاج فتح بہ رنگ میں جانی ہے جو ہونے تک“

لیکن موجودہ زندگی، اگرچہ انواع و اقسام کے آلام و مصائب سے بھرپور ہے، اور انسان کو طبعی طرح کے انقلابات کا متاثر ہونا ہو گا، تاہم حیات کو اطمینان ہے کہ آخر کار ایک روز حقایق آشیا کے چہرے سے نقاب اٹھ جائے گا، اور کثرتِ مٹ کر صرف وحدت رہ جائے گی، اسلئے

حیات موجودہ پر ناخوش نہ ہو، بلکہ اسے ہمیشہ خوشی کاٹ دوسے
 ”شاد باش لے دل دین مثل کہہ جانو بہت شیدوں پنج فراق جان تن خواہ شدن
 ہم فرخ شمع ہستی تیسیر کی خواہ گزیر ہم بساط یرم سستی بہ شکن خواہ شدن
 گرد پندار وجود از گرد نہ خواہ پست بحر تجو بیانی مع تن خواہ شدن“

ان امور کے تسلیم کر لینے پر کہ عالم اس قدر مہوم ہے، اس قدر بے ثبات ہے، اس قدر غیر حقیقی ہے، ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر مذہب کی کیا حقیقت ہے؟ آسمان و زمین، آفتاب

ماہتاب، شجر و حجر، چرند و پرند، ممکن ہے کہ ان سب کا وجود صرف ذہنی ہو، لیکن خسرو، شہر اطراف و نیز ان دور و نزدیک جن کے وجود خارجی کی دستاویز پر مذہب کی مہر لگی ہوئی ہے، انھیں کیونکر

وہمی و خیالی فرض کیا جا سکتا ہے؟ غالب نے اس سوال کا جواب دیا ہے، اور اسی جرأت و آزادی کے ساتھ دیا ہے، جس کی ہم کو ایک سچے فلسفی سے توقع تھی۔ وہ نہایت صفائی سے لکھتا ہے،

”اس طرح سے غالب کے یہاں نہایت کثرت سے اشعار موجود ہیں، لیکن پھر یہ عینہ و نقطہ ہے جہاں سے فلسفہ کی سرچشمہ ہو کر تعویذ کی بجائے نمایاں شروع ہوتی ہیں، اسلئے انھیں یہاں زیادہ نہیں پھیلا سکتے۔“

سے کیوں کرتے ہو۔ بھاگتے ہو تو اپنے آپ بھاگو، دوسروں سے کیا بھاگتا ہے

”وارثگی، بہاء، بیگانگی نہیں اپنے سے کفر غیرت و جنت ہی کہیں“
 غالب کا فلسفہ، خواہ بادی النظر میں سہل الحصول معلوم ہوتا ہو، لیکن اس پر عمل پیرا ہونا تسلیت ہی دشوار ہے، غالب کو خود

بھی اس کا احساس تھا، استعارات کے پردہ میں ایک جگہ اعتراض کرتے ہیں، کہ جس وقت سے دنیا کی بے حقیقتی منکشف ہو گئی ہے، اس وقت سے برابر ترکِ علاق میں مشغول ہوں۔ لیکن

صفائی باطن حاصل ہونے کے لحاظ سے ہنوز رونا ول ہے
 ”یک الف بیش نیں صیق آئینہ منور چاک آیتا ہوں میں جے گریباں بھا“

لیکن اس فلسفہ کے عیر العمل ہونے کی وجہ نہیں، کہ موجودات عالم کی طرف سے ہمیں کوئی خارجی دقیقہ پیش آتی ہیں، بلکہ اس کا اصل باعث خود ہمارے نفس کی کمزوری اور ہماری ناقابلیت

ہے۔ کائنات کا ایک ایک ذرہ ہمیں حقیقت شناسی کی دعوت دے رہا ہے، لیکن ہماری نااہلی ہے کہ ہم خود اوجھڑتوچہ نہیں ہوتے۔

”محم نہیں ہے تو ہی نوابے لڑکا یاں در نہ جو جایت پردہ ب ساز کا“
 غالب کا اصلی فلسفہ غم و مسرت اگرچہ وہی ہے جس کی تصریح اوپر ہو چکی ہے، لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی مانتا ہے، کہ غم و کرب سے کلی نجات پانا، اس عالم میں انسان کے لئے ممکن نہیں، اور

اس میں قصور حوادثِ عالم کا نہیں، بلکہ خود انسان کا ہے جس کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی ناکوئی سامانِ غم ہمیشہ پیدا کر لیتا ہے۔

”قفص و دام راگنا ہے نیست یخین در نسا و بال و پرست“
 جس طرح شمع کی روشنی، اور اس کا جلا کرنا، لازم و ملزوم ہیں، اسی طرح

”قفص و دام راگنا ہے نیست یخین در نسا و بال و پرست“
 جس طرح شمع کی روشنی، اور اس کا جلا کرنا، لازم و ملزوم ہیں، اسی طرح

”قفص و دام راگنا ہے نیست یخین در نسا و بال و پرست“
 جس طرح شمع کی روشنی، اور اس کا جلا کرنا، لازم و ملزوم ہیں، اسی طرح

”قفص و دام راگنا ہے نیست یخین در نسا و بال و پرست“
 جس طرح شمع کی روشنی، اور اس کا جلا کرنا، لازم و ملزوم ہیں، اسی طرح

طوالت ہوگی۔ ذیل میں ہم نمونہ کے طور پر دو چار شعر نقل کئے گئے ہیں اور باقی کے لئے ناظرین سے، غالب کے فارسی وارڈوں کے اصل دواوین کے مطالعہ کی شفاشن کرتے ہیں۔

عام خیال یہ ہے کہ قانوناً، ایک دوسرے کی ضد میں، اور ایک حد تک یہ خیال صحیح ہے۔ لیکن غور کرو، تو معلوم ہوگا کہ کسی چیز کا وجود، ایک لحاظ سے اس کے فنا کی علت بھی ہے، اس لئے کہ نہ وہ شے موجود ہوتی، اور نہ اس پر عمل فناطاری ہوتا۔ مرزا اس مسئلہ کو اس پیرہ میں بیان کرتے ہیں، کہ کاشنکار کا تکیہ دہی اس کے برق خرمین کا باعث ہے کہ نہ وہ اتنی سعی و محنت کر کے خرمین جمع کرتا، اور نہ وہ بجلی سے برباد ہوتا۔

”میری تعلیم میں غمزدگی، اک صورت خرابی کی، میدانی برق خرمین کا بے خون گرم ہونا کا“
فلسفہ لغوی کا ایک قانون یہ ہے کہ جن نہ سال کی ہمیں عادت پڑ جاتی ہے، وہ ہمیشہ اضطراباً سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ تاوقتیکہ موت ارادی کی مدد سے ہم ان کی خاص طور پر روک تمام ذکریں مرزا اس مضمون کو یوں باندھتے ہیں، کہ ہمارا محبوب اضطراباً الیفاء عہد کرتا رہتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کی عادت یہی ہے، ہاں یہ بات ہے، کہ وہ ضد کی وجہ سے کبھی کبھی قصداً وعدہ خلافی کر دیتا ہے۔

”ضد کی ہے اور بات مگر خبری نہیں بھولے اس نے کیڑوں کے دنا کے“
علماء اخلاق کے دو گروہ ہیں۔ ایک کا مذہب یہ ہے، کہ اصل قابل لحاظ شے، نیت یا مقصد ہے۔ اگر ہمارا مقصد نیک ہے، تو ہمیں اس کی کچھ پروا نہ کرنی چاہئے، کہ ہم اس کے لئے کیا کیا ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ برخلاف اس کے، اس امر کا قابل ہے، کہ اصل شے ہی وسایط و وسایل ہیں، اگر یہ درست ہیں تو ہم خواہ مخواہ اخلاقی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

کرد و رنخ سے یہ مراد نہیں، کہ اس کا کوئی وجود خارجی ہے جس میں واقعی، گناہ گار حیوان کے جائیں گے، بلکہ اس کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ لوگوں میں تہذیب نفس پیدا ہو، یعنی جو لوگ اس کا اعتقاد رکھتے ہیں، وہ اس کے خوف سے پابند اخلاق رہیں گے۔
”اے داود! با دہر را و دہر توں ز نمازشور رحمت حق مابوس

”تہذیب را کہ آتش جہنم حق را تہذیب غرض بود تہذیب نفس“
یہی حال خست کا بھی ہے، کہ اس کا اعتقاد رکھنے سے انسان اطمینان قلب حاصل کر لیتا ہے۔

”ہم کو معلوم ہے بہت کی حقیقت غالب، دل کے خوش رکھنے، لیکن خیال بچتا“
جو محبوب حقیقی ہے، وہ ہمارے حواس و ادراک سے بالاتر ہے، ہر باکبہ وغیرہ، جن کی پرستش کو عوام مقصود بالذات سمجھے ہوئے ہیں، یہ نکتہ سنجوں کے نزدیک محض حالات کی طرح پڑیں جن کی وساطت سے انسان منازل معرفت طے کر سکتا ہے۔
”جہ سے ہر ادراک سے اپنا بھو، قبلہ کو اہل نظر قلباً مکتے ہیں“

دورنخ و جنت کا اعتقاد، اگرچہ عوام کو ضابطہ اخلاق پر تسلیم رکھنے کے لئے بہترین محرک ہے، تاہم اس میں نقص یہ ہے کہ اس اخلاق کی بنیاد، خوف یا لالچ پر ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی اعلیٰ معیار اخلاق نہیں، اس لئے مرزا کی رائے میں اگر جنت کا اعتقاد مٹ جائے، تو پرہیزگاروں کی نیت میں زیادہ خلوص و صداقت پیدا ہو جائے، اور طاعت گذاریوں کی محرک ہو جس حور اور جام کے کی آرزو نہ رہے۔

”طاعت میں تپے نہ، و انگیں کی آگ“
دفع میں ڈال دو کوئی لے کرشت کو“
غالب کا خاص فلسفیانہ مسلک جو تھا، اس کی تفصیل مختصر الفاظ میں اوپر کی جا چکی، لیکن اس کے علاوہ غالب نے اور بھی صد ہا فلسفیانہ مضامین باندھے ہیں، جن کی تفصیل حسب

حسد کے لئے یہ شے تجھ کو کرتے ہیں کہ چونکہ اس مرض کا باعث عموماً تنگ نظری ہوتی ہے، اسلئے محاسد کو چاہئے کہ اپنی نظر وسیع کرے۔ ”حسد سے دل گرفتہ ہو کر ہم تماشا ہو کر چشم تنگ شاید کفر سے نظارہ سے وا ہو“ الغرض اسی طرح کے اور صد ہا مسائل میں جنہیں ہم یہاں طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں۔ لیکن خاتمہ کے قبل ہم مرزا کا ایک قطعہ بھی نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں، جس میں اگرچہ یہ ظاہر کسی فلسفیانہ مسئلہ کا بیان نہیں معلوم ہوتا، تاہم یہ وہ موضوع ہے، جس پر مرزا کی ہر تان ٹوٹتی ہے، یعنی کائنات کی زوفا کی دنیا کی بے ثباتی، لذات حیات کی ناپائیداری، اس کی تصویر ایک مرتبہ نظر کے سامنے پھر جاتی ہے، اور انسان ہمہ تن اثر کے رنگ میں ڈوب جاتا ہے۔

”اے تازہ وارداں بولے بساط دل زناگر تمہیں ہوس ناؤں نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدہ و عبرت نگاہ ہو میری سُنو جو کوشش نصیحت نوش ہے
ساقی بہ جلوہ دشمن بیان واگئی مُطرب لغو بہر تملین و ہوش ہے
یاشب کو دیکھتے تھے کہہ گوشہ بساط دامن باغبان و کفن گل فروش ہے
لطف نزام ساقی و ذوق مدلسہ تنگ یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا جسم جو دیکھئے آکر تو بزم میں نے وہ سرور و سوز نہ جوشِ خوش ہے
دراغ فراق صمیم شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی ہے سودہ بھی خوش ہے“

موجودہ

کسی کا دل نہ کیا ہم نے بائال کبھی چلے جورا تو جیو غلی کو ہم بچا کے چلے
مقام یوں ہوا اس کا نگاہ دنیا میں کہ جیسے دن کو سافر سرا میں آکے چلے
طلب سے عار ہے اللہ کے فیوض کو کبھی جو ہو گیا پھیرا صد سنا کے چلے
انہیں آدم کا بھر وہ میں ٹھہراؤ
پراغ نیکے کماں اس سے ہوا کے چلے

غالب نے بھی آخر الذکر شوق اختیار کی۔ اس کے نزدیک اخلاقی جو اندوہی، منزل مقصود تک جا پہنچنے میں نہیں، بلکہ صعوبات را کے مقابلہ کرنے میں ہے۔ ایک جوان مرزا جگر کے لئے وہ راستہ کیا، جس میں سرمایہ کے ٹٹ جانے کا خوف نہ ہو؟ اس خیال کو غالب نے اپنے کلام میں بکثرت مختلف پیرایوں میں ادا کیا ہے، مثلاً

”ماجر شوق بال رہ بہ تجلات زلف کرہ انجماد سرمایہ بہ غارت زرد“
”ریشک تر شستہ تنار وادی دلم نہ بر اسودہ دلاں حرم و زفرم شان“
”چو لطف ہر وہی آئے کہ غافلست مرو بہ کسب اگر راہ ایمنی دارد“
گنگا کو بخش دینا یہ ظاہر نہایت رحمانہ فعل معلوم ہوتا ہے، لیکن علم النفس کے اصول بتاتے ہیں کہ خاں الافعال کی غلٹس، تعزیرات خارجی کی جراثیم سے بدرجہا زیادہ دلفگار ہوتی ہے۔ غالب کی نظر بھی اس نکتہ تک پہنچ گئی ہے۔

”ہفت دوزخ در نادر سرمایہ ہفت انعام ست این کہ باجمہ دار کردہ“
علم النفس کا ایک باریک مسئلہ یہ ہے، کہ بلا و صعبیت سے زیادہ اس کی دہشت و تکلیف وہ وایذارساں ہوتی ہے۔ مرزا کی نظر سے یہ نکتہ بھی نہ بچ سکا۔

”بے تکلف در بلا و دن بازمیر بلاست تو در سلیل و روئے دریا زشت“
کسین کہیں امراض اخلاقی کا علاج بھی بتایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ

رباعی —

پیری آئی اعضا سب چرم ہوئے یا رن شباب پاس سے دور ہوئے
رہتی ہے کن کی یاد رفت آئیں جوشک سے بال تھے کافر ہوئے

غزل —

گنہ کا بوجھ جو گون پر ہم ٹھاکے چلے خدا کے آگے تجلات سے رجحکا کے چلے

چاند بی بی

سرزمین دکن ایسے حالات سے گزر رہے اور خواتین میں سب سے زیادہ شہور اور تاریخ دکن میں سب سے زیادہ روشن نام ہیں چاند بی بی کا نظر آتا ہے۔

چاند بی بی حسین نظام شاہ احمد نگر کی لڑکی اور علی عادل شاہ اول بیجا پور کی ملکہ تھی۔ شہزادہ میں پیدا ہوئی اور احمد نگر ہی میں بچپن کا زمانہ گزرا۔ فارسی اور عربی زبانوں کے علاوہ وہ دکن کی مروجہ زبانیں بھی اچھی طرح جانتی تھی۔ خدیجہ سلطانہ یعنی اس کی ماں نے اسے عمدہ تربیت دی اور جن باتوں کی واقفیت شہزادیوں کے لئے ضروری ہے وہ سب اُسے بتائیں۔

علی عادل شاہ اول بیجا پور کا زمانہ حکومت عرصہ ۱۵۷۵ء سے ۱۵۸۵ء تک گزرا ہے۔ شہزادہ علی عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ میں دو شاہانہ یا کسی سیاسی جھگڑوں کا فیصلہ ہونے کے بعد میل ملاپ ہو گیا تھا اور اسے قائم رکھنے کے لئے چاند بی بی علی عادل شاہ سے بیاہ دی گئی ساتھ ہی ساتھ بادشاہ احمد نگر سے قلمہ شوالار بھی جیمز میں دیدیا۔

یہ تہانے کی ضرورت نہیں کہ علی عادل شاہ بیجا پور کو ایک لائٹانی مشیر ملا لیں۔ نہ کہ خدائے عزوجل نے وہ ساری خوبیاں چاند بی بی میں ودیعت رکھی تھیں جو ایک حکمران اور سپاہ سالار کے لئے ضروری ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں تو یقیناً مبالغہ میں داخل نہ ہوگا کہ چاند بی بی میں ان سے بھی زیادہ اوصاف موجود تھے۔ یہ ذہنی خاتون ہے جو امور سلطنت میں اپنے شوہر کے ساتھ حصہ لیتی اور شوہر کے برابر گھوڑے پر سوار ہو کر قواعد فوج لیتی اور بعض اوقات جنگ میں بھی شریک رہا کرتی تھی۔

[ذیل کے مضمون میں حضرت رافتی نے سلطانہ چاند بی بی کے مختصر سوانح یک جاکے ہیں۔ یونق سیاسی کاروانی علی مذاق عزم و استقلال کے لئے ضمیمہ سلطانہ۔ نورجہاں۔ جہان آرا اور زیب النساء کے علاوہ اور بھی خواتین ایسی ہو گئیں ہیں جن کی داستانیں زبان زد ہونے میں لیکن چاند بی بی کو قدرت نے جود و دماغ عطا کیا تھا اُس کی مثال اکثر مردوں میں نہیں ملتی۔ اسی سے اندازہ کرو کہ اکبر اعظم جیسا اولوالعزم بادشاہ بظلم اللہ کسے جانے کا مدعی ہو ایک چاند بی بی کو شکست دینے کے لئے خاص اہتمام کرے۔ قلعہ ہی سہی، کمانا تو جاتا ہے کہ پستل پیل جب احمد نگر پر مغلوں نے فوج کشی کی اور چاند بی بی پوری ممانعت کے لئے کمر بستہ ہوئی تو مغلوں کے قدم اٹھانے لگے۔ یہ سب جب اکبر اعظم کو پہنچائی گئی تو درباری اُمرا گنگے خود شانی سے بادشاہ کو بلا کر حانے کہ ہم جانتے ہیں اور چاند بی بی کو قید کر لاتے ہیں۔ کہیں ملا دو بیازہ بھی بیٹھے تھے۔ بول اٹھے ”یہ حضوری کا جو عہد تھا کہ چاند بی بی پر فوج کشی کی ورنہ ہتیرے بادشاہوں سے اس عورت کا مقابلہ نہ ہو سکا“ بادشاہ اس نکتہ یا جو طبع کو سمجھ گیا۔ اور اپنے سپہ سالار کو لکھ بھیجا کہ محاصرہ اٹھا کر صلح کر لے اور چاند بی بی کو ہماری طرف سے چاند سلطانہ کا خطاب عطا کرے۔ (ڈیپلٹو)

تاریخ ہند میں بہادر دانشمند، مدبر، نیک، محنت خیز خواہ ملک محبت قوم، نام کے لئے جان دینے والے، اور خدا پرست وغیرہ اوصاف کے بہت سے نفوس نظر آتے ہیں۔ اور جوت مردوں ہی میں نہیں بلکہ ان اوصاف کی جھلک مستورات میں بھی نظر آئے گی۔ جن کے حالات اگر روشنی میں لائے جائیں گے تو ایک نیا منظر آنکھوں کے سامنے پھر جائے گا۔

سنا میں علی عادل شاہ اول بجا پور کا انتقال ہو گیا۔ لاولد ہونے کی وجہ سے اس کا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ جس کی عمر صرف نو سال کی تھی تخت نشین کرایا گیا۔ بجا پور کے لئے یہ وقت نہایت ہی نازک تھا مگر جوم بادشاہ کی حیثیت تھی کہ ”میرے بعد کل امور مملکت کی عنان چاندنی بی کے ہاتھ میں رہے“ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سب سے پہلے چاندنی بی نے یہ کام کیا کہ ابراہیم عادل شاہ کو تعلیم دینی شروع کی اور لائق اشخاص کی صحبت میں اسے رکھا تاکہ امور سلطنت کو انجام دینے کا ملکہ اس میں پیدا ہو جائے۔ کامل ناں سلطنت بجا پور کا ایک لایق بار سوخ امیر تھا۔ چاندنی بی نے اسے قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اس زمانہ میں یہ سلطنت دکن میں سب سے زیادہ قومی اور بڑی سمجھی جاتی تھی جس کروفر کے ساتھ علی عادل شاہ نے حکومت کی تھی یہی تڑک و احتشام قائم رکھنے کے لئے چاندنی بی نے بھی حتی الامکان کوششیں کرنی شروع کیں اور جس طرح اس کے شوہر کے عہد میں رعایا خوش و خرم تھی ویسا ہی طریقہ اس نے بھی رکھا اور یہی وجہ تھی جو اب تک چاندنی بی کا نام آسمانِ اربعہ پر چاند سے زیادہ روشن نظر رہا ہے۔

سب سے زیادہ اچھا طریقہ جس سے رعایا خوش رہے اور ہر ایک کی کافی داد دی ہو۔ وہ یہ تھا کہ چاندنی بی قلعہ میں وزٹ (چمار شنبہ اور جمعہ کے علاوہ) دربار کرتی اور صوفیوں بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر آپ پیچھے پردہ کے اندر حاضر رہتی۔ امرا سلطنت بھی حاضر ہا کرتے تھے اور اس طرح ہر ایک کام انجام دیا جاتا تھا۔ امرا کے لئے سخت حکم تھا کہ ان میں ہرگز نہ ملائی جائے بلکہ اپنی سچی رائیں ظاہر کی جائیں اگر کسی کام میں چاندنی بی کی رائے سے اختلاف ہو جاتا تو کثرت رائے اس کا فیصلہ کر دیا جاتا مگر ایسے مواقع بہت ہی کم ہوا کرتے تھے۔

کامل خاں کو اپنے دماغ اور اپنی ایماقت پر گھمبہ تھا۔ جب چاندنی بی کے آگے اس کی کوئی پیش نہ گئی تو آتش حسد بھڑک اٹھی اور دل ہی دل میں چاندنی بی کے رسوخ کو ملیا سیدٹ کر کے اس کی سازش کرنے لگا۔ مگر خدا کی مہربانی کہ فوراً یہ رائے کشف ہو گیا اور چاندنی بی نے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کامل خاں کو وزارت سے عطفہ کر ڈالا۔

اب کشور خاں کو منصب وزارت عطا کیا گیا جو تجربہ کار ہونے کے علاوہ ملکی و فوجی امور میں اپنا تامل نہ رکھتا تھا مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے بھی چاندنی بی سے نفرت کرنی شروع کی اور دوسرے امرا کو ایک بغاوت نیزی کرنے لگا۔ اسے بھی اس عہدہ سے الگ کرنے اور موافق امراء کی رائے بنکا پور کے حاکم مصطفیٰ خاں کو سلطنت کا وزیر اعظم مقرر کرنے کا ارادہ چاندنی بی نے کیا۔ مگر قسمی سے اس کی خبر کشور خاں کو لگ گئی۔ کشور خاں اس وقت نہایت ہی زبردست امیر تھا۔ عنان سلطنت بالکل اس کے ہاتھ میں تھی۔ چاندنی بی قلعہ کی چار دیواری سے کیونکر باہر نکل سکتی تھی۔ آخر اس نے اپنے رسوخ سے کھلم کھلا کارروائی شروع کی اور چاندنی بی کو اس الزام پر قید کیا کہ اپنے بھائی کو بجا پور پر حملہ کرنے کے لئے بلایا ہے۔ عام لوگوں میں یہ افواہ فوراً پھیل گئی۔ یہ سن کر بادشاہ کا ذکر ہے۔

ستارہ اس وقت بکئی علاقہ کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہاں پر ایک زبردست پہاڑی قلعہ ہے جس کا مقابلہ شاید ہی دکن کا کوئی قلعہ کر سکتا ہو۔ ستارہ احمد نگر اور بجا پور کے جنوب میں کوئی بیچاس کوس پر واقع ہے یہیں کے قلعہ میں چاندنی بی قید کی گئی تھی۔ کشور خاں نے چاندنی بی کو قید تو کیا مگر تمام امراء ابراہیم

چاندنی بی

چاندنی بی نے اپنی سلطنت کے بکھرے ہوئے شیرازے کو اکٹھا کر کے دشمن کے دانت کھٹے کر دیے۔

۱۷۵۷ء میں پھر بجا پور اور احمد نگر میں دوسری شہزادہ شروع ہوئی۔ یعنی چاندنی بی کے بھائی مرٹھی نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کی بہن خدیجہ بیگم سے شادی کی اور دہلی کے ساتھ چاندنی بی بھی اپنے میکہ جلی آئی۔

چاندنی بی کا بصرہ ارادہ ہو چکا تھا کہ اس سلطنت سے دست بردار ہو جائے اور اپنی زندگی کے باقی ایام تنہائی اور خدا کی عبادت میں گزارے۔ مگر جب یہاں آئی ہے تو معاملہ ہی دگرگوں ہو گیا تھا۔ بجا پور سے زیادہ بدتر حالت احمد نگر کی ہو چکی تھی۔ باپ بیٹے آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ آخر مرٹھی نظام شاہ کا کام تمام کر دیا گیا۔ فرشتہ دکن کا مشہور اور معتبر معزز اُس وقت قلعہ میں موجود تھا۔ اُس نے بڑے دھڑاں الفاظ میں اس واقعہ کو قلعہ بند کیا ہے۔ چاندنی بی بھی قلعہ ہی میں حاصر تھی اس نے ہزاروں ہی تدابیر کیں کہ کسی طرح باپ بیٹے میں میل ملاپ ہو جائے مگر اس کی ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

میران نظام شاہ نے اگرچہ باپ کو قتل کر کے تخت اپنے قبضہ میں کر لیا تھا مگر یہ کچھ راس نہ آیا اور اس کا بھی وہی انجام ہوا جو مرٹھی کا ہوا تھا۔ اسی نڈلی کی حالت میں بارہ سو چھٹا مرٹھی نظام کے بھائی کے ملنے کو تخت پر بٹھایا اور حال خال کو منصب وزارت سپرد کیا۔ مگر بجا پور اور برار والوں نے اس بادشاہ کی سخت مخالفت کی اور احمد نگر چڑھائی کر کے جال خال کو شکست بھی دی لیکن چاندنی بی نے اپنے خاندان کی ڈوٹی جوئی کشتی کو ابھارا اور صلح کر کر اس آئی ہوئی بلا کو رفع دفع کر دیا۔

ہو گئے اور ہر طرف پھیل سی پڑ گئی۔ آخر کثرت راس سے کشمیر کا کو بیجا پور سے نکال دیا اور سلطنت کے خیر خواہوں نے ستارہ سے چاندنی بی کو قید سے چھڑا کر پھر عنان حکومت اس کے پر دکھا۔ کشمیر خاں کے بیحد مخالف پیدا ہو گئے تھے۔ آخر چاندنی بی کے موافقین نے اسے قتل کر ڈالا اور وزارت ایک حبشی نژاد امیر اخلاص خاں کو دی گئی۔ سلطنت بجا پور اور احمد نگر میں پہلے ہی سے حبشی غلاموں کا رواج پڑ گیا تھا۔ ان میں بعض تو اتنے لائق ثبات ہونے میں کہ ان کا نام اب تک مثال کے طور پر لیا جاتا ہے چنانچہ انھیں حبشی نژادوں میں اخلاص خاں بھی ایک لائق اور قابل شخص شمار کیا جاسکتا ہے۔

جس جگہ دو مخالفت جماعتیں ہو جائیں وہاں کا خدا ہی فٹا ہے۔ بنے بنائے کام گھڑ جاتے ہیں۔ بجا پور کا بھی یہی حال تھا۔ ایک طرف دکنی اپنی دیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہے تھے اور دوسری طرف حبشی اپنے پیر پھیلا رہے تھے اور ان دونوں جماعتوں کی تو توئیں میں سلطنت کو سخت نقصان پہنچا رہی تھی۔

بجا پور کی ابتر حالت دیکھ کر ہر چار طرف سے مخالفت حکومتوں نے سر اٹھانا شروع کیا اور برار، بمید، اور گولکنڈہ والوں نے سلطنت کی حدود میں اپنے قدم بھی بڑھانے شروع کر دیے بلکہ ایک مخالفت سلطنت نے تو بجا پور پر بھی چڑھائی کر دی مگر چاندنی بی نے خوب داد شجاعت دی کہ لٹن سلطنت جس راستہ سے آئی تھی اسی راستہ بے نیل مرام واپس گئی۔ یہ واقعہ ۱۷۵۷ء کا بتایا جاتا ہے مگر افوس ہے کہ مورخین نے یہ نہ بتایا کہ وہ کون سی سلطنت تھی۔ کتنے میں سال بھر سے اس سلطنت نے بجا پور کا محاصرہ کر رکھا تھا مگر

کی جماعت فوراً بجا پور گئی اور چاند بی بی سے عرض معروض کر کے اُسے اپنے خاندان کا نام زندہ رکھنے کے لئے احمد نگر لائی اس وقت چاند بی بی کی عمر کوئی پچاس سال کی ہو گئی تھی۔ اگرچہ بڑھاپا آ رہا تھا مگر اس کی وہ بہادری جو خاص قدرت نے اسے عطا کی تھی وہی تھی۔ چاند بی بی نے اتنے ہی سب سے پہلے دونوں شاہی بچوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور میاں بنجو کو فوراً گولکنڈہ اور بیجا پور روانہ کر دیا کہ وہاں سے امداد لے آئے۔ اور آپ قلعہ کو مستحکم بنانے اور مورچہ بندی میں مشغول ہو گئی۔ ابھی ان کارروائیوں کو پورا نہ کرنے پائی تھی کہ اکبری فوج نے احمد نگر کا محاصرہ کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۵۹۵ء کا ہے۔

ناظرین اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ چاند بی بی کے لئے یہ کتنی مصیبت کا وقت تھا۔ ایک تو پہلے ہی سے نظمی پہلی ہوئی تھی دوسرے کافی فوج نہ تھی اور تیسری آفت یہ کہ ایک زبردست فوج نے کھیر لیا تھا۔ مگر چاند بی بی ہمت نہ ہاری اپنے سپاہیوں کو قلعہ کے ہر ایک برج اور درجہ میں مقرر کر دیا۔ پھانسیوں پر چڑھا اور کارآمد مودہ سپاہیوں کی جماعتیں بٹھادیں۔ اُدھر شاہزادہ مراد نے قلعہ کی دیوار اڑانے کے لئے نیچے ہی نیچے سرنگ لگانا شروع کی۔ خواجہ محمد خاں شیرازی نے فوراً اس کارروائی سے چاند بی بی کو آگاہ کیا اور اُسی دم چاند بی بی نے بھی سرنگ در سرنگ لگا کر دشمن کو بھی اڑا دینے کا انتظام کرنا شروع کیا۔ شاہزادہ مراد نے جب یہ کارروائی دیکھی تو ذنگ ہو گیا اور قلعہ کو فتح کرنے کی تدبیر سوچنے لگا۔

اب شاہزادہ مراد کے لئے کوئی دوسری تدبیر نہ تھی۔ اس نے فوراً قلعہ کی دیوار پھوٹ کر سرنگ لگانے والوں پر حملہ کرنے کا

یہاں کی ناگفتہ بہ حالت اور اپنی کچھ پیش جاتی نہ دیکھ کر چاند بی بی مجبوراً بیجا پور چلی آئی۔ ابراہیم نے جواب جوان ہو گیا تھا اپنی چچی کی بڑی ہرم جو شہی کے ساتھ آؤ بھگت کی اور اُس کے ساتھ نہایت ہی عزت اور احترام سے پیش آیا۔

جب شہزادہ میں چاند بی بی بیجا پور چلی آئی تو احمد نگر بھی زیادہ دھماکوڑی نہ لگی۔ خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ بہانہ نظام شاہ احمد نگر کا تخت حاصل کرنے کے لئے ابراہیم بادشاہ کے پاس امداد طلب کرنے کے لئے چلا گیا اور شہزادہ میں واپس آیا۔ اپنے بیٹے اسماعیل نظام شاہ سے ابراہیم احمد نگر کا تخت حاصل کیا اور ۱۵۹۵ء تک سلطنت کی لیکن اس کا سارا زمانہ حکومت بد نظمی اور شرف و فساد ہی میں گذرا۔ اس کے انتقال کے بعد احمد نگر میں اور بھی مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ دو جماعتیں ہو گئیں اور دونوں ایک دوسرے کے خون کی پیٹا بن گئیں۔ ایک جماعت بہادر شاہ کو اور دوسری احمد شاہ کو (جو دونوں بالکل بچے تھے) تخت پر بٹھانا چاہتی تھی۔ اسی اثنا میں میاں بنجو ایک بار سوخ امیر نکل آئے اور گنگا شہزادہ کو وارث تخت قرار دیکر اس کی حمایت کرنے لگا۔ مگر احمد شاہ کے پہلے ہی سے لوگ مخالفت تھے۔ میاں بنجو نے اپنی مدد کے شاہزادہ مراد کو جو گجرات میں تیس ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا بلایا۔ جب شاہزادہ مراد احمد نگر کے سامنے اکھڑا ہوا تو میاں بنجو کی آنکھیں کھلیں کیونکہ اسے معلوم ہو گیا کہ شاہزادہ مراد کا آنا اس کے لئے اچھا نہیں تھا۔ اپنے چند بار سوخ احباب کو جمع کر کے صلاح و مشورت کی کہ اب کیا کیا جائے۔ سب کی رائے یہی تھی کہ چاند بی بی کے سوا کوئی اس کام کو لو نہیں کر سکتا لہذا اُسی کو بیجا پور سے بلایا جائے۔ ایک بار سوخ امیر

بلالیا اور آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ بہادر شاہ ہی تخت کا مالک رہے گا۔ اب چاند سلطانہ کو ذرا اطمینان نصیب ہوا اور انتظام مملکت میں مصروف ہو گئی۔

۱۷۴۷ء میں شاہزادہ مراد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کے بعد اکبر بادشاہ نے دکن کی صوبہ داری پر شاہزادہ دانیال کو مقرر کیا۔ اکبر کا برسوں سے یہ ارادہ تھا کہ کسی طرح نظام شاہی سلطنت پر تقاضے ہو جائے اور شاہزادہ مراد کے انتقال سے تو اسے اور بھی ایک نیا موقع مل گیا۔ چنانچہ تیسرے دکن کے لئے شاہزادہ دانیال کے زیر حکم ایک زبردست لشکر دیکر روانہ کیا۔ ادھر چاند سلطانہ نے مغلیہ فوج کا رخ دیکھ کر بچاؤ سے کچھ امداد طلب کی اور سہیل خاں مشہور بجا پوری سپاہ سالار کو بھی مانگ لیا۔ ادھر شاہزادہ دانیال کے ہمراہ اکبر کے مشہور افسر جن کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بچ چکا تھا آ رہے تھے۔ چنانچہ خان خانان، راجہ علی خاں، راجہ جگن ناتھ، (وغیرہ) تجربہ کار جنگ آزمودہ افسر تھے مگر اس پر بھی چاندنی بی نے مقابلہ کی ٹھہرائی اور اپنے بچاؤ کی تیاریاں کرنے لگی۔ آخر مغلیہ فوج آگئی اور قلعہ کا محاصرہ ہو گیا۔ ابوالفضل نے اس محاصرہ کی مفصل کیفیت لکھی ہے جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دکنیوں نے اپنا خون پانی ایک کر دیا تھا اور چاند سلطانہ نے بھی جواں مردی کے جوہر دکھانے میں کوئی بات نہ اٹھا رکھی تھی۔ مگر مغلیہ فوج کی تعداد دکنیوں سے کہیں زیادہ تھی اس کے علاوہ دکنیوں میں صرف ایک عورت اور صرف سہیل خاں ہی تھا اور ادھر کوئی نصف دین تجربہ کار اور جنگ آزمودہ افسر تھے۔ آخر دکنیوں کی شکست اور مغلیہ فوج کی جیت ہوئی۔

حکم دیا۔ اور ایک زبردست جماعت اس طرف روانہ کی۔ چاندنی بالکل گھبرائی۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور ستر بقیہ اور حکمرانہ میں تلوار لیکر اُس جگہ آن کھڑی ہوئی جہاں اکبری فوج نے دیوار میں رخنہ ڈال دیا تھا۔ اُس نے اپنی فوج کو فوراً گولیوں کی بارش چلانے کا حکم دیا اور دوسری طرف سے توپیں داغنا شروع کیں۔ شام تک چاندنی بی اسی جگہ جمی رہی اور دشمنوں کو بھی طرح برابری کا جواب دیتی رہی۔ اس خاتون کی بہادری اور زبردست فوجی انتظامات کو دیکھ کر اکبری فوج کے افسروں کی عقل دنگ تھی اور شاہزادہ مراد بھی سمجھ گیا کہ اس خاتون کے آگے اپنی کچھ نہ بیلے گی۔ چنانچہ اُس نے محاصرہ اٹھالینے کا ارادہ کر لیا۔ مراد نے چاندنی بی کی طرف اپنے چند معزز سرداروں کو اس کی بہادری کی تعریف اور جنگی کامیابیوں پر مبارکباد پیش کے لئے روانہ کیا اور چاندنی بی کو ”چاند سلطانہ“ کا مسند خطاب بھی دیا۔

شرائط صلح جو شاہزادہ مراد نے کمالی بی بی سے پہلے تو چاند سلطانہ سے انھیں منظور نہ کیا مگر چند امیروں کے مشورے سے برار کی حکومت دینے پر راضی ہو گئی اور اس طرح ۱۷۵۷ء میں مخالفین کے پیچھے سے اپنی آبائی سلطنت کو اس خاتون نے بچایا۔ ع آفریں بادیں بہت مراد نہ تو! اسی محاصرہ سے چاندنی بی کا نام فوجی کارناموں میں مشہور ہے۔

لیکن اب بھی مصیبتوں سے چھڑکارا نہ تھا۔ میاں منجھو نے پھر اپنی بیوقوفی ظاہر کی اور احمد نظام شاہ کو تخت نشین کرنے کے لئے سازشیں کرنی شروع کیں۔ چاندنی بی نے کہا کہ بہادر نظام شاہ ہی اصلی وارث ہے۔ چاند سلطانہ نے فوراً ابراہیم عادل شاہ کو بجا پور سے فیصلہ کرنے کے لئے احمد گڑ

اور چاند سلطانہ کے ہاتھ سے چھین کر باہر آکر امیر اُم کے سامنے
 چھینے لگا کہ دغا! دغا! اور وہ خط پڑھ کر بھی سُنا دیا جو چاند سلطانہ
 نے مغلیہ سپہ سالار کو لکھا تھا۔ الغرض ہر جہا طر ت دغا بی دغا کی
 آوازیں آرہی تھیں اور شہزادہ سمجھ رہا تھا کہ چاند سلطانہ مغلوں
 سے مل گئی اور ہم سے دغا بازی کر رہی ہے۔ حمید خاں تو یہ
 چاہتا ہی تھا، سب کو ہکا بکا چاند بی بی سے بدلہ لینے یعنی اُسے
 قتل کرنے کے لئے ایک زبردست جماعت ساتھ لیکر محل میں
 گھس پڑا۔ چاند بی بی نے اگرچہ اس وقت بھی اپنا اچھا بچاؤ
 کیا مگر عورت ذات آخر کیا کرتی حمید خاں نے چاند بی بی کا
 سر اتار ہی لیا۔

زہرہ نامی عورت عباس کی بی بی تھی یہ شور و غل سسٹکر
 چاند بی بی کے کمرے میں آئی تو دیکھا کہ چاند بی بی زمین پر خون میں
 غلطاں پڑی ہے۔ عباس خاں اس وقت حاضر تھا۔
 مغلیہ فوج کی روک تھام میں مصروف تھا۔ لیکن جب اسے
 خبر لگی تو دیوانہ وار دوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو مقتول دیکھ کر پوچھنے
 لگا کہ قاتل کون ہے۔ لوگوں نے حمید خاں کا نام بتلایا۔
 عباس خاں شیر کی مانند حمید خاں کی جستجو میں گیا اور اُسے
 ڈھونڈ کر اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

ایک انگریز مورخ (کرنل میڈوز ٹیلر) چاند بی بی کے
 اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ [دکن کی ملکہ چاند بی بی صرف
 انگلستان کی ملکہ الیزابت کی معصر ہی نہ تھی بلکہ اُسی شان و شوکت
 سے حکومت کرتی تھی۔ خداے تعالیٰ نے وہی لیاقت و حکمرانی
 کا جوہر دونوں کو یکساں عطا فرمایا تھا۔ چاند سلطانہ کی حکمرانی
 اتنی ہی تھی جتنی کہ ملکہ الیزابت کی تھی۔ مگر چاند سلطانہ نہ ہزاروں کلین
 جھیلکے تھیں نہ دم میں دم رہا اپنی سلطنت دشمنوں کے

۹۹ء میں ننگ خاں نے بیٹھے بٹھائے اُس غلیہ فوج
 پر حملہ کر دیا جو بی بی تھی اور اس طرح گھر بیٹھ جنگ مول لی کبر
 نے پھر شاہزادہ و آتیال اور خان خانان کو ایک زبردست
 فوج کے ساتھ احمد نگر کو بالکل ملیا میٹ کر دینے کے لئے
 روانہ کیا۔

چاند سلطانہ ننگ خاں کی اس بیوقوفی پر نہایت ہی
 برا فروخت ہوئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ خراس نے یہ فیصلہ کیا
 کہ اب جو کچھ کیا جائے وہ اپنی ہی راسے سے کرنا چاہئے لیکن
 جب مغلیہ فوج آن پہنچی تو چاند سلطانہ نے دیکھا کہ اُن کی تعداد
 اتنی زیادہ ہے کہ ہماری فوج اُن کا مقابلہ کر سکتی
 لڑنا گویا جان بُجھ کر جان دینا ہے۔ یہ خیالات آتے ہی
 چاند بی بی مصلحتاً ذرا پست ہمت ہو گئی۔ لہذا اس نے خیال
 کیا کہ صفر بن بادشاہ کو لیکر حیدر کی طرف نکل جائے اور شہر
 مغلوں کے حوالے کر دیا جائے۔

اب دوسری مصیبت سُنئے۔ چاند بی بی کو جن لوگوں پر
 پورا اعتماد تھا ان میں ایک حمید خاں نامی سردار تھا۔ چاند بی بی
 اس کی بہادری اور جوازداری کی بڑی ہی قدر دانتھی اور یہی
 وجہ تھی کہ چاند سلطانہ نے اسے پستی سے بلندی پر پہنچا دیا
 تھا اور اپنی فوج کا سپہ سالار بھی بننا یا تھا۔ مگر چاند بی بی کے
 تہذیبی عباس خاں سے حمید خاں کو سخت عداوت تھی اور
 موقع دیکھ رہا تھا کہ اپنے ہاتھ کے جوہر دکھلائے کیونکہ عباس خاں
 چاند بی بی اپنا حقیقی بیٹا سمجھتی تھی۔ الغرض حمید خاں کو بلا کر
 چاند سلطانہ نے اپنا منشاء ظاہر کیا اور جو خط مغلیہ سپہ سالار
 کو چاند بی بی نے لکھا تھا وہ بھی پڑھ کر سُنا دیا اور اسے پوچھتی
 مگر حمید خاں کا تو کچھ اور ہی ارادہ تھا۔ یہ خط دیکھتے ہی اچھل پڑا

چاندنی بی

ایک وقت کا ذکر ہے کہ یہ خاتون محافہ میں احمد نگر سے
بجپور آ رہی تھی ساتھ صرف ایک مختصر سا باڈی گاڑ تھی۔

حکومت گولکنڈہ کے سپاہیوں سے کہیں راستہ میں چاندنی بی
کی محافظین سپاہ سے چل گئی اور بات کا بتلار بن گیا۔ دوپا
طرف سے تلواریں نکل پڑیں۔ مخالفین زیادہ تھے اور باڈی گاڑ
کے سپاہی کم۔ اپنے سپاہیوں کو قتل ہوتے دیکھ کر فوراً
محافہ سے نکل پڑی اور اپنے پھیل گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ
میں کھڑی ہو گئی اور مخالفین پر ایسے حملے کئے کہ انھیں بھاگتے ہی بن پڑی۔
ہر ایک موثر اس بات کا اقبال کرتا ہے کہ چاند سلطانہ

ایک زبردست شہسوار تھی اور بار بار اپنے شوہر کے ساتھ
میدان جنگ میں جایا کی ہے۔ عرف جاتی ہی نہ تھی بلکہ ساری فوج
کاپور انتظام کرتی اور موثر جنگ بتایا کرتی تھی۔ اگر اتفاق سے
سپاہی پست ہمت ہو جاتے تو فوراً وہاں پہنچ جاتی اور ہمت
دلا دلا کر لڑاتی جس طرح یہ خاتون دلاور کاٹل سپاہی تھی اس طرح
بست بڑی لایق اور زباں داں بھی تھی۔ یہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں
کہ فارسی اور عربی کے علاوہ دکن کی مروجہ زبانیں یعنی تملک،
تامل، اور مرٹھی (وغیرہ) بھی جانتی تھی اور ان میں بے تکلف
گفتگو کرتی تھی۔

ایک معتبر مورخ (قاضی احمد نگر شہاب الدین) لکھتا
ہے کہ چاند خاتون نے اپنی خواہوں میں ہر فن اور ہر علم
کی جاننے والی عورتیں رکھی تھیں۔

مذکورہ بالا حالات پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ چاند سلطانہ
نے اپنے ملک کو بچانے اور اپنے خاندان کا نام روشن کرنے میں
کیسی کیسی کوششیں کیں اور کن کن مصیبتوں کا سامنا کیا۔

قطب الدین خاں راتی

بچوں سے بچاتی رہی جس کی مثال تاریخ ہند میں کیا مستی
تو اسے عالم میں شکل سے ملے گی]

مرہٹہ مورخ چٹنویس کا ایک خط مورخہ ۱۲۷۱ء شعل ہو ہے،
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلیہ فوج سے جس وقت چاندنی بی
لڑ رہی تھی چاروں طرف سے گولوں کی جھڑی لگی ہوئی تھی
اور گولہ بارود ختم ہو جانے سے چاندنی بی نے خزانہ کھلوایا
اور تانے وغیرہ کے پیسے بھر کر دشمن پر گولہ باری کی ہے۔
اگرچہ یہ بیان معلوم ہوتا ہے لیکن بہت سے معتبر اور مشہور
مورخین نے بھی اس کی تصدیق کی ہے چنانچہ مسٹر فیلسٹن نے
بھی مسٹر چٹنویس کے الفاظ سچ مانے ہیں۔

ایک اور مورخ (شفیع احمد) اس خاتون کی بہادری کا قصہ
اس طرح بیان کرتا ہے کہ چاند خاتون کے شوہر کے عموما بہت
لوگ دشمن ہو گئے تھے اور یہ فکر کر رہے تھے کہ کسی نہ کسی طرح
سے علی عادل شاہ کو قتل کر ڈالیں۔ اگرچہ علی عادل شاہ ایسی
باتوں کی پروا نہ کرتا تھا تاہم متوحش تھا اور تین روز سے
برابر جاگ رہا تھا۔ چاندنی بی نے اپنے شوہر کو بہت دلائی
اور آرام سے سو جانے کو کہا اور خود ہوشیار پڑی رہی۔ اتنے
میں بالآخر کسی کے کودنے کی آواز چاندنی بی کو سنانی لگی
یہ بہادر خاتون فوراً اپنے شوہر کی تلوار لیکر باہر نکل آئی اور
دیکھا کہ دو شخص کھڑے ہیں۔ فوراً اُن پر جھپٹ پڑی اور پہلے ہی
حملہ میں ایک کا تو سر اڑا دیا اور دوسرے حملہ میں ایک کو سخت
زخمی کر ڈالا۔ بالآخر ان پر دھماکہ کی آواز سے علی عادل شاہ فوراً
جاگ پڑا اور باہر آ کے دیکھا تو چاند سلطانہ تلوار لئے کھڑی
ہے۔ علی عادل شاہ کو آتے دیکھ کر چاندنی بی نے کہا: بھئی
آپ کے دونوں مہمان ہمیشہ کے لئے آپ سے جدا ہو گئے۔

تاریخ مکوین فلسفہ

ہاں، یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلاں شخص نے نسبتاً اس میں جدت لکھی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ بعض اقوام اور بعض ممالک میں خصوصیت سے اس کے جاننے والے گزرے ہیں، اور بعض اقوام میں بعض اشخاص اس کے متعلق شہرت رکھتے ہیں، جیسے ہندی و یونانی فلسفہ متقابلتاً بعض امور میں شہرت پذیر ہے۔ اور ان دونوں ممالک میں بہت سے لوگ گذشتہ مشاہیر کے سلسلہ میں لئے جاسکتے ہیں۔ لیکن کسی حالت میں بھی نہیں کہا جاسکتا کہ سولے ان دو قوموں کے روئے زمین کی اور کسی قوم میں فلسفہ کا مادہ یا طبعی میلان تھا ہی نہیں۔ مانا کہ بعض قوموں کے افراد کثیر وہیں اس کی مہارت و شہرت تھی۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دنیا بھر میں اور کوئی قوم یا اور کوئی شخص ان راہوں سے واقف ہی نہ تھا، یا اور کسی قوم کے طبائع میں یہ مواد مودعہ ہی نہ تھے۔

جن زمانوں میں ہندوستان و یونان کا فلسفہ بعض ماہرین کے اعتبار و کمال کی وجہ سے دنیا بھر میں شہرت رکھتا تھا ان ہی زمانوں میں دنیا کی اور قوموں اور دیگر ملکوں میں بھی کچھ نہ کچھ فلسفی مزاج یا فلاسفر موجود تھے۔ گو ان سے عام طور پر لوگ واقف نہ ہوں یا انھوں نے فلسفہ پر کوئی کتاب یا مضمون نہ لکھا۔ اس سے ثابت ہے کہ فلسفہ کی تدوین یا تکوین کا کوئی خاص زمانہ نہیں تھا، یا کوئی خاص قوم اس کے واسطے کلیتاً مخصوص نہ تھی جن قوموں کو اس بارہ میں نسبتاً فوقیت و شہرت و سجاتی ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ انھیں نسبتاً اس میں ایک شہرت حاصل تھی، نہ یہ کہ ان کے سوا کسی اور قوم میں اس قسم کے فلسفیانہ جذبات پائے ہی نہیں جاتے تھے۔

[فلسفیانہ خیالات کے علمبرکاران ہمارے مرزا سلطان احمد صاحب کو ایک خاص سلیقہ و ملکہ ہے مستقل ثبوت کے لئے ممدوح کا مجموعہ خیالات کافی ہے۔ یہ مضمون بھی آپ ہی کے ذہن رسا کا نتیجہ ہے۔ عنوان سے زیادہ اچھوتا متن ہے۔ افلاطون و سقراط، نیکو و ہیکل، معلم تانی و آئین رشد و الیہ و تپس کے اقوال نقل نہیں کئے ہیں بلکہ محض وہ فلسفیانہ کیفیات جن کو ہر ذی عقل محسوس ضرور کرتا ہے ملامتوں کے ذہن نشین کرانے کی کوشش نہیں کرتا جس کی مثال یہ ہے کہ لوگ دوڑنے اور لپکنے کی کیفیت میں ہر شخص تفریق کر دے گا۔ یا ان دو حالتوں میں جو فرق واقع ہوتا ہے اس کو ہر آدمی بخوبی سمجھتا ہے۔ لیکن کم ایسے لوگ ہوں گے جو غور و خوض کے بعد اس تعریف تک پہنچیں کہ دوڑنے میں بچوں پر زور پڑتا ہے اور لپکنے میں ایڑیوں پر۔ اڈیٹر]

فلسفہ کے متعلق ذیل کے سوالات دلچسپی کے ساتھ موعود بحث میں آسکتے ہیں :-

(الف) فلسفہ کی بنیاد کب پڑی؟

(ب) کس زمانہ میں یہ وجود پذیر ہوا؟

(ج) کس نے اس کی بنیاد ڈالی؟

اگرچہ تاریخی رنگ کی سرسری بحث میں ہم یہ کہنے کے قابل ہوں گے کہ ”فلسفہ فلاں زمانہ میں وجود پذیر ہوا۔ فلاں شخص اس کا بانی یا مرتب تھا۔ فلاں شخص کی کوشش سے یہ شاعت پذیر ہوا۔ شروع شروع فلاں شخص کو اس میں کمال تھا۔ فلاں سرزمین یا فلاں قوم میں اس کی نشو و نما ہوئی“ لیکن یا اینہم ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کا مرتب یا بانی خصوصیت سے فلاں شخص ہوا۔

زیادہ تر وابستہ و آراستہ ہے، یا اُس کی طبیعت میں ایسا مادہ خصوصیت سے پایا جاتا ہے۔

اگرچہ فلسفی اور چند ایسے اشخاص کا مقابلہ کیا جائے جو فلسفہ کے نام سے بھی نا آشنا ہوں تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ جو لوگ فلسفہ کے نام خواہ فلسفہ کے قوانین سے محض نا بلد ہیں ان کے بعض خیالات و احساسات بھی فلسفہ سے بہت کچھ نسبت رکھتے ہیں، اور ان کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ ان میں بھی فلسفہ کے جذبات موجود ہیں۔ یہ ثبوت اس امر کا ہے کہ قدرت، ہی کی جانب سے ہر شخص کی طبیعت میں فلسفہ کے جذبات کا بھی کسی نہ کسی حد تک مادہ و دلچیت رکھا گیا ہے۔ یہ جذبات ہے کہ کسی کی طبیعت میں کچھ مواد میں اور کسی کی طبیعت میں کچھ۔ کوئی طبیعت ایسے مواد سے کام لے رہی ہے اور کوئی کام میں نہیں لاتی۔

فلسفہ کوئی نیا علم، نیا فن، انوکھا انکشاف، یا انوکھا اجتہاد نہیں ہے، یا دائرۂ کائنات سے باہر نہیں ہے۔ وہی جہاد اور وہی جذبہ ہے جو ہر ایک شخص کی طبیعت میں علی قدر مراتب پایا جاتا ہے وہی ودیعت ہے جو ہر ایک شخص کو حاصل ہے۔ وہی فیضانِ جو طبعاً ہر ایک شخص کے حصہ میں کسی نہ کسی قدر آچکا ہے۔

شروع ہی سے اس کی ہستی چلی آئی ہے اور شروع ہی سے مختلف مقادیر میں اور مختلف پیمانوں پر لوگ اس سے کام لیتے رہے ہیں۔ ہر ہستی اور ہر وجود میں بالخصوص انسانی ہستی وجود میں اس کا شاہدہ و تماشا کیا جاسکتا ہے۔ کوئی ہستی اور کوئی انسان اس سے معز اور خالی نہیں۔ اس کی تاریخ کل موجودات یا انسان کی تاریخ سے، اور اس کی تدوین جملہ کائنات یا انسان کی تکوین سے ٹکرتھائی اور نسبت رکھتی نظر آتی ہے۔

انسان اور دیگر کلی ہستیاں ایک فلسفہ یا موادِ فلسفہ ہیں،

میری رائے میں توجہ سے انسانی بساط کچھی، یا جب سے دنیا کا آغاز ہوا اور انسان و دیگر جاندار و بیجان مخلوق کی بنیاد پڑی اُسی وقت سے فلسفہ کی بھی ابتدا ہوئی۔ غرض کہ وجودِ عالم کے ساتھ ساتھ وجودِ فلسفہ بھی وابستہ ہے۔

”ہر شخص اپنی اپنی حد، یا اپنے اپنے رنگ میں فلسفی ہے یا یہ کہ ہر شخص کی ذات و طبیعت فلسفہ سے مناسبت رکھتی ہے اور اس طرح ہر شخص کسی نہ کسی حد تک فلسفہ سے کام لیتا ہے۔“

”ہر سستی، ہر شے اور ہر وجود بجائے خود ایک فلسفہ ہے۔“

”تمام کائنات اور تمام موجودات ایک فلسفہ ہے اور تمام فلسفہ کائنات و موجودات ہے۔“

”فلسفہ کا وہی شروع ہے جو خود انسان و دیگر ہستیوں کا۔“

”فلسفہ ہم سے الگ نہیں اور ہم فلسفہ سے جدا نہیں۔“

”جب تک ایک ہستی زندہ و موجود رہتی ہے اُسی وقت تک اُس کا فلسفہ بھی زندہ و موجود رہتا ہے۔“

”جب کوئی ہستی اپنی ہستی کھو بیٹھتی ہے تو اُس کا فلسفہ بھی نابود ہو جاتا ہے۔“

”فلسفہ کوئی جداگانہ علم یا جداگانہ فن نہیں ہے، کائنات ہی سے نکلتا، وجود پذیر اور شروع ہوتا ہے اور کائنات ہی کے

ساتھ ختم بھی ہو جاتا ہے۔“

جب کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلسفی ہے تو اُس کا یہ

منشا نہیں ہوتا کہ ایسا شخص کائنات سے کوئی الگ جذبہ یا

جداگانہ طاقت رکھتا ہے، بلکہ یہ کہ ایسا شخص بمقابلہ دیگر اشخاص

کے نسبتاً کائنات کی بعض خصوصیتوں سے زیادہ تر واقفیت و

احساس رکھتا ہے۔ اور ان کے سمجھنے اور بیان کرنے میں اُسے

ایک خاص ملکہ حاصل ہے، یا اُس کی فطرت ایسی حقیقت و کیفیت سے

اگر ہم مان بھی لیں کہ سب سے اول فلسفہ کا لفظ بصورت فلاسوفاس ارسطو کے شاگردوں کی تصانیف میں استعمال کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ ہیروڈوٹس کے خطاطی میں لفظ فلاسوفی یا فلاسوفیا پایا جاتا ہے، اور سقراط کے زمانہ سے پیشتر ہر لوگ علم کے اعلیٰ بہروں میں امتیاز حاصل کرتے تھے انھیں فلاسوف کہا جاتا تھا، اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ ایک طبقہ نے اپنے شاگردوں کے فلسفی کہے جانے سے روکنا تھا، تو ان تمام اقوال اور ایرادات سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ یونان یا فلاں خطہ ہی سے یہ علم نکلا یا اسی اعتبار سے اس کا اطلاق ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ عربوں اور فارسیوں نے عاریتاً یہ لفظ لیا۔ مگر جن اقوام مثلاً ہنروؤں نے یہ لفظ نہیں لیا ہے، ان کی نسبت کب اور کیونکر کہا جائے گا کہ ان میں بھی اس علم کے عاملوں پر اسی لفظ کا اطلاق ہوتا تھا۔ چونکہ اس قسم کے لوگ اور قوموں میں بھی پائے جاتے تھے اس لئے ان کی اپنی زبان ہی میں اس کے لئے کوئی لفظ وضع کیا گیا ہو گا۔ ہاں اس قدر بخوبی کہہ سکتے ہیں کہ ہندی، یونانی، اور مصری خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس خیال کے لوگ ان میں بکثرت پیدا ہوتے گئے اور اس طرح ان کی شہرت بھی بڑھتی گئی۔

چونکہ یہ نگاہ خطری ہے اس لئے لازم آتا ہے کہ جس نے اس کا بنیادی پتھر رکھا وہ خود قدرت و فطرت ہے۔ البتہ چند اقوام کے بعض نامور و ممتاز افراد نے نسبتاً اس میں زیادہ وسعت سے مہارت و شہرت حاصل کی ہے۔ کیا یہ مان لیا جائے گا کہ صرف خطہ یونان کے لوگ فہم و فراست اور عقل و دانش سے محبت رکھتے تھے، ان کے سواے اور کوئی قوم عقل و فراست سے آشنائی نہ تھی؟

اور فلسفہ بھی بشمول کل ہستیوں کے ایک ہستی اور ایک حقیقت ہے فلسفہ کی ہستی دوسری ہستیوں کے روپ میں اپنا مشاہدہ و تماشا کراتی ہے۔ اگرچہ کتابوں میں فلسفہ کی بحثیں بڑی شرح و بسط سے پائی جاتی ہیں اور خود فلاسفر بحثوں اور تقریروں میں اس کی بابت بہت کچھ کہتے اور چہان بین کرتے ہیں پھر بھی جس خوبصورتی سے مختلف ہستیوں میں اس کا تماشا و نظارہ ہو سکتا ہے وہ کتابوں اور تقریروں میں نہیں ہو سکتا جب کتاب میں نہیں تھیں اس وقت بھی فلسفہ موجود تھا۔ جب بول علی سینا، ابن رشد، ہربرٹ اسپنسر وغیرہ وغیرہ نہ تھے اس وقت بھی اسی آب و تاب سے فلسفہ وجود پذیر تھا۔ انسان کی بیداری کے ساتھ ہی فلسفہ بھی وجود میں آیا ہے۔ فلسفہ انسان سے الگ نہیں اور انسان فلسفہ سے جدا نہیں۔

اسماز فلسفہ

اسی بحث میں فلسفہ کے متعلق خلاصہ مسائل بالخصوص قابل بحث ہیں :-

(الف) فلسفہ کب شروع ہوا؟

(ب) کہاں سے فلسفہ شروع ہوا یا ہوتا ہے؟

مسئلہ اول کی بابت بعض لوگوں کی جانب سے تاریخی رنگ میں مختصر جواب دیا گیا ہے اور چند حکما کو اس کا موجود ثابت کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے لیکن میرے خیال میں یہ جواب یا یہ ثابت کرنا کہ فلسفہ کا آغاز فیثاغورث یا ارسطو سے ہوا، یا یہ کہ فلسفہ چونکہ فلاں یاں کا لفظ ہے اس لئے اس کا آغاز فلاں نے کیا یا فلاں نے کیا ہوا، ایسی صورت میں ایک فضول اور بے بنیاد بحث ہوگی جبکہ ہم یہ تسلیم کرانے کے لئے براہین رکھتے ہیں کہ فلسفہ تمام ہستیوں اور انسانی ہستی کے ساتھ ہی شروع ہوا اور ان ہی کا ایک جزو ہے۔

تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ بعض علوم و فنون کا آغاز کسی ایک قوم کا کوئی خاص فرد کرتا ہے اور اُس کے متعلق صرف اُسی کی شہرت بڑھتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ یہ سہرا اُسی کے سر پہنچا بھی ہے لیکن یہی کی طرح نہیں کہا جاسکتا کہ فطری رنگ میں اس کے سوائے اور کسی فرد بشر کے حصہ میں ایسا مبلغ علم نہیں ہے یا نہیں ہوتا علم کی طاقت تو سب اقوام اور سب افراد کے حصہ میں آچکی ہوتی ہے لیکن شاید ہی کوئی ایجاد دی اور اختراعی رنگ میں مقابلتا گویا سبقت لے جاتا ہے اور اُسی کی شہرت بھی ہو جاتی ہے۔

انصاف کا تقاضا ضرور یہی ہوتا ہے کہ ایجاد دی لحاظ سے اُسی شخص کو اُس کا مختص و موجد کہا جائے اور اُسی کی جدت طبع و ذہانت کا اعتراف کیا جائے۔ ان حالات میں ہم معترف ہیں کہ اہل یونان میں سے چند لوگوں نے جدت و اختراع سے بہت کچھ کام لیا ہے۔ اور اس اعتبار سے وہ خصوصیت کے ساتھ قابلِ تعظیم ہیں۔ اسی طرح اہل ہند کے مشاہیر گذشتہ اور ان دونوں کے بعد اہل عرب عظمت کے قابل ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ ”فلسفہ کہاں سے شروع ہوا یا ہوتا ہے؟“ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ فلسفہ کے منافذ کیا کیا ہیں اور کن کن وسائل سے یہ وابستہ ہے؟

میری رائے میں فلسفہ کا شروع قدرت ہی سے ہوا اور قدرت ہی نے اُسے ہر جہتی میں ودیعت رکھا۔ اس طرح ہر جہتی بجائے خود ایک فلسفہ ہے اور ہر جہتی جدا گانہ رنگ میں اپنے اپنے فلسفہ کا کائنات پر اعلان کر رہی ہے۔ انسانی ہستی میں فلسفہ کا شروع انسان کے ضمیر و دماغ، آنکھ، کان اور مختلف قوتوں سے ہوتا ہے۔ یہ سارے پرزے فلسفہ کے ابواب ہیں۔ ان ہی میں سے فلسفہ داخل ہوتا اور نکلتا ہے۔ ان ہی سے شروع ہوتا ہے

ہر علم اور ہر فن کا جہاں گانہ فلسفہ ہے۔ سیاست، سیاست، ہندسہ، ہیئت، مذہب، اخلاق، شاعری، موسیقی، اور مصوری اپنی اپنی جگہ یہ سارے علوم فلسفہ ہی ہیں۔ اور یہ سب عقل و دانش کے ثمرے ہیں۔ کیا جن دیگر اقوام نے ان علوم و فنون یا بعض دیگر علوم و فنون میں مہارت و شہرت حاصل کی ہے انھیں یونانیوں اور مصریوں کی طرح خصوصیت کی سند نہیں دی جاسکتی جبکہ بابل، یونان، ہندوستان کے اکثر آریہ و ہندو فلسفہ میں ایک خاص شہرت و مہارت رکھتے تھے۔ پھر اُن کے سروں پر یہ سہرا کیوں نہ بندھے؟ بات یہ ہے کہ کسی قوم اور کسی ملک کو کسی علم یا کسی فن کے ساتھ کوئی خاص خصوصیت نہیں ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم میں علوم و فنون کے سامان و وسائل پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے کہ کوئی اُن وسائل و ذرائع سے کام لیتا ہے اور کوئی نہیں لیتا۔ یا آب و ہوا کے اعتبار سے بعض ممالک کے انسانی طبائع میں بعض علوم و فنون سے متعلق ایک خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اقوام و افراد ان میں کمزور رہتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ایک ہی ملک یا ایک ہی قوم کے صرف بعض افراد کو کسی ایک علم یا کسی ایک فن کے ساتھ خصوصیت ہوتی ہے تو حقیقت میں یہ ایک لغزش آمیز خیال ہے۔ کیونکہ جب کسی دوسری قوم کا کوئی شخص اُس علم یا اُس فن میں ملکہ حاصل کرتا ہے تو باعتبار جدید مترعات اُس میں وہ پہلے سے بھی بڑھ کر ترقی دکھاتا ہے۔ اگر صرف ایک ہی قوم یا ایک ہی شخص کے ساتھ خصوصیت ہوتی تو چاہئے تھا کہ ایسا اجنبی شخص ترقی نہ کر سکتا۔

لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایک اجنبی شخص بھی بعد میں بہت کچھ ترقیات کرتا ہے اور یہ اس امر کے لئے کافی ثبوت ہے کہ ہر قدرت نے اپنے فیضان میں بہت کچھ وسعت رکھی ہے۔ بیشک

میں ایک ہستی یا ایک حقیقت اور ایک کیفیت کی لئے میں تنگ و دوکرتا ہے۔

وہ چیز جو پیشتر کبھی ہمارے دیکھنے میں نہ آئی تھی جب پہلے ہمارے مشاہدہ و احساس میں آتی ہے تو فطرنا ہم اس کو وہ میں لگ جاتے ہیں کہ اُس کی حقیقت یا کیفیت سے واقف ہوں۔ اگرچہ ہم ناکامیاب ہی کیوں نہ ہوں یا ایسی کوشش بھی نہ کریں پھر بھی ایسا اشتیاق ضرور ہوتا ہے۔

ان ہی معنوں میں کہا گیا ہے کہ ہر شخص بجائے خود اپنی طبیعت میں فلسفی مواد رکھتا ہے۔ قدرت نے جتنی قوتیں ہمیں عطا کی ہیں وہ سب کی سب موادِ فلسفہ سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی ایسی قوت نہیں جس میں فلسفہ کے مواد نہ بھرے گئے ہوں۔ فہم و تفکر کی قوت کیا ہے؟ فلسفہ کی بنیاد و فلسفہ کا شروع۔ قوتِ تخیل کیا ہے؟ فلسفہ کی جھلکی جس میں سے روی مواد پھینچتے ہیں۔ قوتِ خالص جو ہر وہ جاتا ہے۔ قوتِ حاسہ کیا ہے؟ تبارِ برقی فلسفہ جو موقع موقع سے ہر ایک قسم کی اطلاعِ ضمیر و دماغ تک پہنچاتا ہے۔ قوتِ ادراک کیا ہے؟ فلسفہ کا ایک ایسا مخبر جو ہر حال میں اپنے ذرائع کے انجام دینے پر تیار رہتا ہے۔ اور جو کچھ اُس کے پیش آئے بے کم و کاست عرض کرتا ہے۔ آنکھ؟ وہ دروازہ ہے جس کے راستے تمام اطلاعات منزلِ ضمیر تک پہنچتی ہیں۔ اور اپنا اپنا تاشا دکھاتی ہیں۔ کان؟ ایسے متدینِ خبر ہیں جو حرفِ بحرف دماغ و ضمیر کے حضور میں عرض کرتے ہیں۔ وجدان کیا ہے؟ وہ چراغ جو بغیر وسائلِ باطنی رنگ میں صد ہا مسائل پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور مبادیِ قیاس کی چھان میں کرتا ہے۔ خدا سخاوتہ اگر کوئی شخص آنکھ، کان، اور وجدان نہ رکھے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ فیضانِ فلسفہ سے کچھ بھی مستفیض ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

اور ان ہی پر ختم بھی ہو جاتا ہے ضمیر و دماغ فلسفہ کی کانِ منبع ہیں، آنکھ اور کان ایسے ظاہری ذرائع ہیں جن کے ذریعہ سے فلسفیانہ رشتات اندرونی قوتوں کے ملائی ہوتے اور پھر رفتہ رفتہ باہر نکلتے ہیں۔

ان بیرونی ذرائع کے سوا سہ وجدان بھی ایک روحانی ذریعہ ہے۔ وجدان و دیگر ذرائع بیرونی میں ایک لطیف نسبت ہے۔ اگرچہ وجدان ایک جداگانہ مرحلہ ہے پھر بھی جیسے جسم و روح میں ایک نسبت ہے ایسے ہی وجدان و دیگر ذرائع میں بھی ایک تعلق ہے۔ آنکھیں جو کچھ دیکھتی اور کان جو کچھ سنتے ہیں اُس سے ضمیر اور دماغ پر ایک اثر ہوتا ہے اور ضمیری جذبات میں ایک جوش و تموج پیدا ہو کر مزید مراحل پیش آتے ہیں۔ یہ ہی فلسفہ کا شروع ہے۔ ایک بچہ جب کوئی منظر یا شے دیکھ کر اُس کی کیفیت سے آشنا ہونا چاہتا ہے تو اُس کی قوتِ فلسفہ جوش و تموج میں آتی ہے اور انکشافِ حقیقت پر زور دیتی ہے۔

حیرت اور تعجب کیا ہے؟ فلسفہ کا شروع اور فلسفہ کی ابتدا! یہ پوچھنا کہ: ”یہ کیوں ہے؟ یہ کیا ہے؟ یہ کیسا ہے؟ یہ کب سے ہے؟ یہ کس سے ہے؟“ تمام فلسفی مراتب میں پایہ کہ فلسفہ کے ایجاد کو جویوں بتایا گیا ہے کہ فلسفہ لو آت و زوڑم ہے اس کا دوسرا الفاظ میں یہ ہی مطلب ہے کہ جو چیز اُس میں آتی ہے اُس کی تہ یا حقیقت تک پہنچنے کا عدم و شوق وجدانی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان یہ کوشش کرتا ہے کہ اُس کی وضاحت یا تکمیل عمل میں آئے۔ یا اُس کی حقیقت و کیفیت پر مزید روشنی پڑے۔ یہ سارے خیالات و جذبات محبت ہی کے آثار ہیں؛ محبت کا مفہوم ایک ایسا جذبہ ہے جو توری رنگ ملے لوٹ و زوڑم کے معنی ہیں انس و فہم و ذراست (Love of Wisdom)

یہ درست نہیں۔ فلسفہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ ایک سلسلہ کائنات، ایک سلسلہ اشیا پر غور کرنے سے جو حقیقت و کیفیت منکشف ہوتی ہے اس کا ایک خاص رنگ میں اظہار کیا جاتا ہے۔ مثلاً اب ایک فلسفی اقلان حقیقت کی بابت بحث کرتا ہے تو یہ کوئی نئی بحث نہیں ہوتی، لیکن یقین دلانے کے لئے وہ جو خاص صورتیں اور خاص راہیں نکالتا ہے البتہ وہ ایک ضابطہ یا ایک قانون کے تحت بعض یا اکثر کے لئے جدید یا انوکھی ہوتی ہیں۔ چونکہ بعض فلاسفہ ایسی تنقید میں شب و روز یا از مستر یا مستغرق رہتے ہیں اس واسطے عوام کے خیال میں ان کی تنقیدات کو دہی کہا جاتا ہے۔

اگر دماغ پر غور سے کام لیا جائے تو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ فلسفی رنگ میں وہم یا قوت و اہم بھی بجائے خود ایک طاقت ہے۔ اور طاقت بھی اسی جو کائنات علیہ کے حل کرنے میں حد درجہ بکار آتا ہے۔ ہر شے یا ہر شے کی تحقیقات کے لئے مزید شوق و توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ان امور کے لئے کامل انماک درکار ہے۔ اس مرحلہ کے طے کرنے کے لئے قوت و اہم یا وہم کی ضرورت نہایت ہے۔ فلسفی رنگ میں قوت و اہم یا وہم سے مراد جنون اور بے عقلی نہیں ہے بلکہ ایک کامل توجہ اور اسل انماک اور پتہ پوچھو تو کسی شے، کسی ہستی کے دریافت کرنے کے لئے جنون بھی ایک حد تک سبیل فلسفہ ہے۔ قوت و اہم یا وہم اس صورت میں مفید نہیں جب اسے محض وہم کے منہ میں لیا جائے۔ فلسفین وہم سے مراد ایک ایسی قوت ہے جو لگاتار اراک و انکشاف حقائق میں مصروف رہتی ہے۔ اور جس کا کام صرف یہ ہی ہوتا ہے کہ قتلہ۔

مرزا سلطان احمد

اس سے ثابت ہے کہ جن وسائل اور جن ذرائع کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہی موجدات و بنیاد فلسفہ ہیں۔

کیا ان حالات میں یہ کہا جائے گا کہ فلسفہ اس کائنات سے کوئی جدا کائنات یا غائبی مواد ہے یا ہستیوں کے مملکت سے وہ کوئی غائب طاقت ہے یا کائنات اور ہستیوں میں اس کا وجود نہیں پایا جاتا؟ بعض وقت یہ یہ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ جو نکل ایک وہی علم ہے اور اس کی بنیاد محض توہمات پر ہے اس لئے اس کا اس عمومیت سے تسلیم کیا جاتا ہے درست نہیں ہے۔ فلسفہ کی نسبت یہ ایک قدیم اعتراض چلا آتا ہے۔ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ فلسفہ ایک وہی علم ہے یا یہ کہ اس کی بنیاد توہمات پر رکھی گئی ہے یا یہ کہ وہ لڑوہم ہی وہم ہے۔

لیکن میری رائے میں تو یہ درست نہیں فلسفہ نہ تو وہم ہے اور نہ توہمات، پراس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اگر قوت و دانش کی بنیاد وہم پر ہے تو یہ ضرور کہا جائے گا کہ فلسفہ کی بنیاد بھی وہم پر ہے۔ یہ اعتراض اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے یا دارد ہو سکتا ہے جب فلسفہ کو دور از قیاس یا دور از فہم و فراست کہا جائے گا۔ جب فلسفہ فہم و فراست ہی ہے اور ہر شے میں مودعہ ہے اور ہر انسانی ہستی اس سے اپنے اپنے رنگ میں آشنا ہو کر عالی قدر تجربہ کام لے رہی ہے تو پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ فلسفہ ایک وہی کیفیت یا سلسلہ توہمات ہے۔

ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ دور از علوم کی طرح اس میں بھی توہمات یا تیرشوں کی نگہداشت ہو سکتی ہے۔ لیکن سرے سے اسے توہمات قرار دینا حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ بات یہ ہے کہ فلسفہ کا نام سننے ہی لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ کوئی ایسا علم یا ایسی کیفیت ہے جو حقائق سے دور تر یا بغیر ہے۔

خالاؤں کا مارا آغا

[تیس طرح پانچنی کلام کے لئے نسل اور ذالین زبان کے لئے نکل
دکار ہے اسی طرح تعریض و مانع کے لئے متانت آمیز ظرافت بھی
چاہئے۔ اس کی زندہ مثال ذیل کی داستان میں دکھائی گئی ہے۔
نواب رفیع الدین خان صاحب خیال عظیم آبادی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔
مضمون کی کچھ کوانداز بیان اور بڑھا دتا ہے۔ اور یہ حقیقت بیان
کا حصہ ہے۔ اس داستان کا آغا مولانا شکر کا "آغا صادق" نہیں
ہے بلکہ خالاؤں کا مارا آغا کیسکین بھی وہ نہیں جو فقیر عمار کے تھے
نماز بڑھا کرتی تھی جس کی نسبت حافظ شیرازی فرماتے ہیں ۵
"لے بکبک خوشخرام کجا میری نہ غوہ شوکہ گریہ بایں ز کرد"
یا وہ بلی نہیں جس کی قیمت شوقی موش و گریہ میں عقیدہ رکھانی نہ
لکھا ہے "فرخہ بادا کہ گریہ ز اہلشت" بلکہ فرحان کی پسلی جس نے
مزا کا نالوں دم کر دیا۔ اور اس سے بھی سوا ام کی خاتون کا وہ
ظالم مٹو جو تم ٹھوک کر غریب آغا ظاہر کے سامنے آ گیا۔ دیکھا گیا
کہ بڑے بڑے رستم دل جو شیر وں کو بھی مال موجود نہیں سمجھتے کبھی
کبھی ایسی خفیف چیز یا ادنیٰ جانور سے ڈرتے ہیں جس سے
حیرت ہوجاتی ہے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہچہن میں کسی خال
شے یا جانور سے وہ اس طرح ڈرتے ہیں کہ رفتہ رفتہ خوف ان کی
عادت میں داخل ہوجاتا ہے۔ اڈیل]

ڈرم ڈرم ڈرم۔ دارجلنگ میں بہترین ہوٹل ہے اور میرے تجربے
میں تو یہاں گھر کا سا آرام ملتا ہے۔ اس دفعہ کی گرمی حسد کی
پناہ! آئی تو یہ! پھر خدا نہ دکھائے! کچھ تو اس سے بعض شکایتیں
کے سبب کلکتہ چھوڑ کر آخر ہاپٹا پر بھاگنا پڑا۔ رات میں سر فریل
لے خالہ کا کناہ محاورے میں بلی سے ہوا کرتا ہے۔

مسترفیل ان کی ایک سیانی جوان لڑکی، اور اُس کی اوصیٰ خالہ، سفر
مل گئیں۔ اچھے اور منسا لوگ مشکل ملتے ہیں آخر شکل بھی آسان
ہو گئی! ہم سب دارجلنگ پہنچے اور اُسی ڈرم ڈرم میں اُترے۔
دن کے کھانے میں قید رہی، ہاں رات کو ہم سب ایک ہی میز
پر ساتھ کھاتے تھے۔ میز گول تھی۔ صدر کوئی نہیں اور پھر سب
مسترفیل کی لڑکی سر فرحان کو صدر مان لیں تو عموماً لوں شست ہوتی
تھی۔ اُس کے دائیں طرف باپ۔ بائیں پرماں۔ اُس کے بعد خالہ
میں اور س فرحان آئے سناٹے!

گو اُس میز پر کسی کا نام کھانا تھا مگر وہ ہماری ملکیت سمجھ لی گئی
تھی۔ کوئی اُس طرف آنے کی ہمت بھی نہیں کرتا تھا۔ کوئی نہیں؟
کوئی حاکم بھی نہیں؟ ہاں تھے تو بہت سے مگر ان کی کچھ پسلی نہ تھی۔
کوئی زمیندار۔ ڈپٹی کلرک۔ یا آئری میٹریٹ نہ تھا۔ کوئی خطاب کا
بھوکا بھی سر نہ دیکھا تھا! (قسمتی سے) سب پیٹ بھرے
تھے اور ادھر آتے کیونکر؟ اپنا خشک و خراشٹ چہرے لئے خود
غریب الگ بیٹھتے۔ اور اسی میں اُن بیچاروں کی عزت بھی تھی!
ہم سب کھاتے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ پچی (دلی) کو قوت
معلوم تھا۔ آدھا کھانا ختم ہو چکا تو وہ، پہنچی، خالہ، زانو بولا
تو سمجھے کہ پسلی آئی۔ بے تکلف گود میں جا بیٹھی۔ ایک سچی رکابی
مڑکا لی گئی۔ سب نے اپنے آگے سے تھوڑا تھوڑا اُس میں ڈالا۔
فرحانے منہ سے منہ ملا کر اُسے پیا لیا۔ اُس کا کیا! پیادست ہوا اگر
مضبوط دی اور اٹھا کر میز پر چھوڑ دیا! وہ کلدان سے ملکر بیٹھی رکابی
کی طرف جھکی منہ ڈالا، اور مشغول ہو گئی! پسلی سب کو عزیز تھی۔
پیش خدمت، باورچی، خانساں یا سیانک کہ متر بھی چاہنے لگا تھا۔

بعضوں کو اُس جوان سے نفرت بھی ہوئی! نہ معلوم وہ سمجھا لیا یا نہ۔
بے مزا ہوا۔ نہیں ڈرا۔ جلی سے؟ تعجب! اور پھر پستی سے؟ عجیب!
خند نگار (ویٹر) بھی پکڑا تھا۔ ہنسی ضبط نہ کر سکا! منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔
باورِ چنانہ کی طرف بھاگا مگر کچھ بدناما بھی جاسا تھا! اُس جوان
نے دو مرتبہ بھجارا بھی۔ نہ بولا۔ بڑی دیر کے بعد اُدھر سے رکابی میں
گوشت کا ٹکڑا لے آیا شاید سزا دی! پستی سے ڈرنے والے پر
ہنسا۔ اُس سے نفرت کرنے والے پر بد نما یا۔ دانت پیسے۔
دانت گوشت کم۔ اور کسی قدر ٹھنڈا لایا!

آج پستی کو نیز پر قرار نہیں۔ دن بھر کھیلنا نہیں ملا۔ اب
خوش فحلیوں پر ہے! افرحانے اُس کی ریشمی ڈوری کی سی کے بازو
میں باندھ دی ہے۔ وہ مین پرست کبھی پہنچے کبھی اوپر ابھی فرحا
کے زانو پر تھی ابھی اُس کے کندھے پر پہنچی۔ گردن پر منہ رکھ لگی
بالوں کی خوشبو سونگنے! ہوٹل میں شاید اس کا چچا ہوا۔ ایک
ایک کر کے دیکھنے آیا۔ بعض جھانک ہی کر بھاگے۔ بعض قریب
بھی آئے۔ مگر اُس جوان کی طرف پیٹھ کے ہونے! اباورچی بھی
پہنچا چوٹے پر ہنڈیا چڑھی چھوڑ کے آیا! ایک نے دو سرے کو
دکھایا۔ پستی کے نصیب پر شاید سب نے رشک کھایا۔ اُس وقت
بعض تک چڑھ کر حکام بھی اُدھر ہی مخاطب تھے۔ اکثر بڑنگ
مجھری سے کاٹنے لگے۔ اُدھر سے نظر ہٹا تو اپنی حرکت پر شرماے۔
مجھری الگ کی اور پھر لگے دیکھنے!

آج کھانے میں بڑی دیر لگی۔ مینو! لٹ پلٹ ہو گیا۔ پڑنگ کے

لٹ پڑنگا بچے کا کٹے کھاتے ہیں سخت نہیں موتی جو چھری کی نوبت آئے۔ جو کچھ ہوا
بدحوہی کا ایک نسل تھا! حضرت یوسف کو دیکھا زلیخا کی ساتھیوں نے یوسف کے بدلے
انگلیاں کاٹ لیں۔ یہاں مجھری سے اگر پڑنگ کی تو پکا کاہنہ کی۔
لٹ مینو! کھانے کی وہ فرست جو کلمہ کر رہی رکھ دیتے ہیں۔

اس لئے نہیں کہ وہ فرحا کی تھی۔ بلکہ واقعی وہ تھی بھی پیاری پیاری!
اور ہم کو بھی اُس ہو گیا تھا۔ وہ بھی بچان گئی تھی۔ اُس کے کمرے
میں جاتے تو سب سے آگے وہی دور کے استقبال کرتی۔ گوئی
اُٹھا لیتے۔ پیار بھی کرتے اور پھر اُس کی ملک کی گود میں چھوڑ دیتے!
پستی! ابھی بچہ تھی۔ شوخ تھی۔ جیل تھی۔ میر تقی میر کی نہیں،
فرحا کی جلی تھی! دن کو اکثر کھیلتے کھیلتے بھاگ جاتی۔ نہ ملتی تو فرحا
بے چین ہو جاتی۔ ہوٹل بھر ڈھونڈنے لگ جاتا، اور جو لے آتا
وہ فخر کرتا۔ کتنا کہ "مس بابا اب اسے باندھ کے رکھئے" اُس کٹے
ریشم آیا۔ ڈوری جلی گئی۔ اس میں دن بھر لگ گیا۔ اسی سے آج دیر
ہوئی۔ ہم لوگوں کو پندرہ منٹ انتظار کرنا پڑا۔ سوا آٹھ بجے مس
فرحا اُسے لئے۔ ڈوری کا ایک سراپے کے پتے میں اور دوسرا
اُن کے گلہ کے انگلی میں۔ اس طرح کھانے کے کمرے میں آئیں!
ہم لوگ دروازے سے فرافاصلہ پر تھے مگر ٹھیک سامنے۔ کمرے
میں قدم آٹھانے لگے تھے۔ بجلی کی روشنی میں عکس پڑا تو سب نے
مڑ مڑ کے دیکھا اور دیکھتے رہے۔ راستہ کے بیچ میں ایک میز تھی۔ گرد
سب کرسیاں خالی۔ حرف ایک پر ایک جوان بیٹھا اپنے آگے کی
رکابی کی چھبلی کے کانٹے نکال رہا تھا۔ آہٹ سے وہ بھی چونکا۔
متوجہ ہوا کچھ گھبرا یا۔ فرحا کو سر سے پیر تک بغور دیکھا۔ چہرے پر
خون دوڑنے لگا! ساتھ ہی پستی پر نظر جا پڑی اور چہرہ زرد و جھٹ
کری چھوڑ کھڑا ہو گیا پچھے ہٹا۔ پھر پستی کو غور سے دیکھا اور مسیز کی
آڑ میں ہو گیا۔

راستہ چلنے والے کو کیا خبر؟ مگر ہم سب نے دیکھا خیرت ہوئی!
لٹ مینو صاحب کے پاس بھی "مائی نام" انٹینس کے مزاج و رنگ کی سی
ایک جلی تھی۔ اپنی غنوی میں اُس کی سلیمانی۔ غربت اور نیک فزاجی کو نظم
کر گئے ہیں، آبِ حیات میں ذکرِ موجد ہے۔

میاں بچہ کچھ حاتم سے فزاعنت ہوئی۔ آیا اپنی سرمہ والی لیکر
 عمل خانہ میں گئی تو سچے کلاب کنگھی ہو رہی ہے، کوئی آدھ گھنٹہ
 بعد نکلیں۔ باپ کی نظر پڑی، سکا دیا۔ ماں نے دیکھا اور دیکھتے ہی
 نظر ہٹا لی، اِخالہ ہے اختیار نہیں پڑیں۔ بعد سے گالوں پر ذرا
 بے موقعہ جھک آئے تھے۔ آئینہ میں دیکھا کچھ خود روت کرے!
 سرمہ ایک طرف ذرا پھیل گیا تھا، رومال بھگدے کے پونچھا چا ہوا اور
 پھیلا دیا ہو سکا تو آیا پکاری گئی۔ دو آئی جنس کے اس نے برابر
 کودیا، شلوکہ ٹھیک ہوا۔ سانس اور آئینوں میں وہ تمام تھے، کچھ
 چھوٹے اور وہ تمام کچھ بڑے۔ نیکرسی ٹٹے لگا سٹے گئے۔ ساری
 کی چسٹ ذرا زیادہ لے لی تھی اور اس سے پہلے کچھ چھوٹا پڑ گیا
 تھا۔ پھر کچھ خوب بندھی تھی۔ ہم نے بتایا تو فوراً ٹھیک کر لی!
 پیر (نولہ) دوکان سے نیا پیرپ (جوڑا) لایا تو آتے ہی گھوم گیا
 کس کو دے؟ پچانا نہیں اپنی نے بھی نہیں پہچانا، اچھکاری گئی۔
 بلانی گئی۔ نہیں آئی۔ پھولی ہوئی دور ہی مٹھی رہی!

ماں نے کہا، "اے اب اٹھو۔ دیر ہو رہی ہے۔ منہ مناسا
 کے یہاں اس وقت کھانا ہے۔ وہیں سے ہم لوگ رنگ اٹھا لینگے
 کہہ گئے تمہارے باپ بہرا ہوا، پچانا، یہ تم صاحب (مناجم)
 رکشا تیار رہے، سب کمرے سے نکلے، یہی بھی نکلی سب چلے پسی
 بھی چلی۔ ایک رکشا پر جا کر خود پہلے بیٹھ گئی۔ برساتی پچان لی!
 فرقا پہنچیں تو کوو کر کہا گئی۔ اب بھی نہیں پہچانا، پیرائے اسے
 گود میں اٹھایا اور کمرے کی طرف لے چلا۔

۳۰ رکنا، پٹاؤں کی ایک سواری جس میں راجاڑوں کے غرض پہاڑی مزدور
 عموماً ایک آگے اور دو پیچھے بٹھتے ہیں اور اوپر سے نیچے۔ نیچے سے اوپر سے پتہ کی
 طع اٹانے اٹانے پھرتے ہیں۔ غیر معمولی جسم کے سٹہ پٹی کی جگہ
 پتہ۔ اور چھ کی جگہ ڈبل.....!

بعد مرعی آئی سب نے کھا بھی لی، میوؤں کو سب بھولے شاید
 کھانے اور کھلانے والے دونوں زیادہ پنی گئے تھے، پونچھا اور
 یاد رکھنا کون! دس کے بعد کمیں کمرہ خالی ہوا۔ نہ معلوم وہ جوان
 کب اٹھا؟ کسی نے خیال بھی نہیں کیا، مسٹر فریل انھیں تو ہم سب
 بھی اٹھے، پسی جس شان سے آئی تھی اسی شان سے سر جاکر!
 ہم نے کمرے تک پہنچا بھی دیا۔ خدا حافظی کی اور رخصت ہوا۔
 وہ معلوم فرقا اسے لانی کماں سے تھی۔ پونچھا نہیں نہ پونچھتے
 بھولے نہیں۔ پیٹ میں بات تھی۔ مگر راجاڑوں میں اس کا فرقہ
 ہی نہ ملا۔ افسوس!

(۲)

آج کئی دنوں سے تھلا تھا کہ سنیچر کی رات کو رنگ میں نکلنے سے
 بال ہونے والا ہے۔ جانے والوں سے بڑی پڑی تیاریاں کی تھیں
 کلکتہ سے کپڑے اور سامان تار دیکر نکالنے گئے تھے۔ مسٹر فریل
 نے سپر کے ماروپ بھرا، مسٹر فریل اس بڑھاپے میں سلسلہ سنان
 نہیں۔ ان کی بہن کو بھڑوٹی کا جامہ بھجایا، رگھین فرقا۔ دو پونگ
 کسی کو معلوم نہ تھا کہ آج یہ کیا کرنے والی ہیں، اماں نے کئی دفعہ
 پوچھا بھی کہ تم نے اپنے لئے اب تک کچھ نہیں سوچا؟ وہاں تین
 بیچ تک تصفیہ ہی نہیں ہوا تھا، اچاسے کے وقت فرمائش ہوئی
 کہ دم نہ جوشہ کے یہاں سے ساری آئے، آدمی دوڑا گیا، بچاری
 نے اپنی نئی ریشمی دھانی ساری نکال کر فوراً بھیج دی، شاید کبھی
 ساتھ کر دیا اور لکھا کہ "ساری باندھ نہ سکو تو ہم آئیں!"

۳۱ رنگ، ناپ گھر، مٹھنی ٹرس بال وہ پانچ جس میں طرح کے پڑے پٹے، تم
 قسم کے روپ بھرتے اور وہاں اچھا خاندان لوگ لاتے ہیں، مشین پر کہ اس کے
 لئے انعام بھی رکھا جاتا ہے کہ جس کی سب میں عجیب، نئی، اور واقعی زیب و
 پوشاک نکلتی، اسی کو وہ انعام ملے گا۔

گویا! دھاکھا مامو پکٹا تھا کہ سو نکلتے سو نکلتے پسی (ادب) پھی او
 دم سے میری گود میں پھر عادت کے مطابق میز پر ایسی ابھی
 بیٹھی بھی نہ تھی کہ وہ جوان کھڑا ہو گیا۔ چھری ہاتھ میں لے لی۔
 چہرہ تمنا یا کان سرخ ہو گئے۔ سانس تیز ہوئی۔ نکلیں بل کیں
 تھنے بونے لکچھے پٹا اور پچھے پٹا۔ چچا اٹھا کر پسی کی طرف مارا غالباً
 خوف یا گھبراہٹ میں) بول اٹھا: برو۔ برو۔ دور۔ دور۔ سنگ
 صورت و خنزیر سیرت۔ ہئی۔ ہئی۔ مراشتی۔ لاجول۔ ولا۔ ایش
 کہ مودم۔ مودم! کمار کی طرف ہاتھ لے جا کر: واولا۔ واصلیتا۔
 خدایا چہ کنم۔ ہرگز نہ شدنی (بے) سرخ (گدبا) زندگی کتم! او
 بھرائی۔ اونچی ہوئی۔ پھر گلو گلو ہوئی۔ ہوٹل بھر دوڑا۔ ایک بیٹ
 لگ گئی سب ششدر۔ حیران۔ سکتے ہیں۔ میں خود ستائے میں!
 ڈرا کہ جاٹکلو کیں پسی کو چھری نہ کھینچ مارے۔ خدایتکار سے کتنے
 والا ہی تھا کہ وہ خود دُست اٹھا کر بھاگا۔ تو وہ (شخص) ذرا
 دھیمہ ہوا۔ آدمی بنا۔ میرا بچان بھی کم ہوا!

قائدہ ہے کہ خوشی، خوف اور گھبراہٹ میں بے اختیار
 انسان اپنی مادی زبان بول اٹھتا ہے۔ میں جسے کچھ اور سمجھے
 ہوئے تھا وہ ایرانی نکلا! ہم ہندوستانی کیسے ہی کچھ ہوں مگر
 اپنے مجنس کو پا کر ہ نہیں سکتے۔ دل کھینچنے ہی لگتا ہے۔ تماشہ
 ہے۔ اس وقت پسی سے زیادہ آغا عزیز مہور ہا ہے! وہ اب بیٹھا
 تو کچھ غوطہ میں چلا گیا۔ ہاتھ ماسٹے پر اور بدن اب تک کانپ رہا
 تھا۔ مجھے واقعی رحم آ گیا۔ اور محض اس کی تسلی کی نظر سے پوچھا
 ”آغا کجائی۔ کمی شریف اور دیدہ ساعستہ! بیجا خیال قیام دارید؟
 میرا اتنا کلام اور اُس پر اُس کی حالت۔ اُف۔ بے اختیار پھر کھڑا
 ہو گیا۔ میری طرف جھپٹا۔ میں سمجھا یہ مجھے بھی پسی سمجھ رہا ہے! میں
 پیچھے ہٹا۔ وہ اور بڑھا۔ لپٹ گیا۔ روئے لگا۔ اور اپنی اُس کرت

شام تھی۔ ابر تھا۔ دھندھلاکا ہو چلا تھا۔ ہوٹل بھر لوگ جا کر
 سب نکل آئے۔ جیسے کوئی تماشہ تھا۔ کھڑے دیکھتے رہے۔
 سواری چلی تو سب پھرے! آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے۔
 باورچی قریب تھا مگر ذرا ناک میں بولتا تھا اس سے اچھی طرح بات
 سمجھ میں نہیں آئی۔ ہم کو آتے دیکھا تو سب چپ ہو رہے۔ منتر
 نے اور اکثر لوگوں نے میجر کی ڈانٹ بھی نہیں کی۔ آج تم لوگ
 سارا کام کاج بھولے۔ کیوں؟ غنا سنا ماں دور جا کر ناک پڑھا کر
 بولا۔ آج چھ بجے (شام) ست تو صاحب خود برآمدے میں نکل
 اٹھا ہے۔ تھے۔ دو متبہ حساب لیکر گئے بھی تو! آٹ کے نہیں آچھا۔
 میرا کیا تصور! مسٹر مناسا کے یہاں ہم بھی مدعو تھے۔
 رنگ میں بھی جانا تھا۔ چندہ تک دے چکے تھے۔ نہ جاسکے۔
 کیوں؟ کیا بتائیں۔ دانتوں میں درد تھا!!

(۳)

آج رات ہم اکیلے پڑ گئے کچھ کھا لینا ضرور تھا گئے تو کھانا
 کے بال میں نانا۔ دروازے سے قریب ایک کرسی پر بیٹھے۔
 شور باہر مچا رہا تھا کہ کل رات والا وہ جوان بچا اور سانس
 والی کرسی پر بیٹھا۔ میرے لئے بھلی آئی۔ انکار کر دیا۔ وہ جوان
 کھاتا رہا۔ صورت سے شریف معلوم ہوتا تھا۔ مونچھیں گھنی، لمبی،
 خمدار اور سیاہی مائل۔ سر کے بال خرمی اور کچھ بڑھے ہوئے۔
 ماتھا شفاف۔ رنگت مصلحتی ہوئی۔ مگر چہرہ خرم وہ اور ہڈے نکلے
 ہوئے۔ جاگرافا و صورت سے ظاہر! دانتوں سے کم سن مگر
 دیکھنے میں سن معلوم ہوتا تھا۔ آنکلیں شرمگین اور چہن حیا آگین
 پنچھی نظر کئے کسی سوچ میں تھا۔ میں سمجھا کہ کوئی اظالمین ہے۔
 اور نفرت ہوئی! نوکر میں (گوشت) لایا (میں نے) کھائیں
 رہنے دیا۔ خالی ٹوسٹ ہی ٹوٹتا رہا۔

کی کاریگریاں اور تماشے دیکھتا۔ اُسے کبھی مچوہی تھا۔ آغا نے ٹوکا۔
کرسی بڑھائی تو چپکا!

آغا پھر اٹھا۔ نوکر کو آواز دی اور کمرے کی دوسری بجلی بھی جلا دی۔
میں سمجھا ہمارے غم نکلے گی۔ اپنا احوال سنائیں گے وہاں ڈنڈا بٹھا لیا
گیا اور بہشت بہشت کر کے کمرے کا نوکڑا کونا۔ چپے چپے دیکھا بھا لگایا۔
بکس بٹھا ہٹا کے۔ جھانک جھانک کے دیکھا۔ الماسی کھولی۔ بند کی
اُس کی چھت ڈنڈے سے کھٹ کھٹائی۔ میز کا دراز کھینچا۔ بند کیا۔ عمل خا
بھی خوب سا دیکھ آئے۔ جھاڑ آئے۔ اطمینان ہوا۔ اُس کڑی منزل
سے پلٹے تو نوکر کو حکم دیا گیا۔ ”کل اٹھا کے۔ خوب جھاڑ کے دیکھو“ پہلے
ہنس کے کہا۔ ”نہیں آغا صاحب۔ یہاں بلی کہاں؟ اس طرح حایرہ
لیا جا چکا تو ڈنڈا فرسید مارتے ہوئے دروازے تک پہنچے۔ خوب
مضبوطی سے اُسے بند کیا۔ آغا بھی لیا کہ لکین کھل تو نہیں جائے گا۔
اس مہم سے بھی فراغت ہوئی۔ نچنت ہوئے تو تشریف لائے۔
بیٹھے۔ مگر سانس اکٹڑی ہوئی، میرا مارے ہنسی کے بڑا حال۔ سگریٹر
کسی طرح دانتوں پر دانت جمائے رہا۔ اللہ نے آبرو رکھی!

میرا خیال تھا کہ ہم ہندوستانیوں کے سوا کسی میں یہ قدرت
نہیں کہ غیر زبان رواں اور مزے میں بول سکے۔ مگر آغا اس میں بھی
طاق نکلا۔ اچھے سے اردو میں باتیں شروع کیں تو تعجب ہوا۔ پوچھا تو
کہا کہ ہندوستان میں کل بچے مینے گزرے ہیں۔ اور تعجب ہوا۔ آغا
کچھ دیر چپ اور غوط میں رہا۔ میں نے عرض کیا کہ انہ امتحان نہ کیجئے
غلیل۔ طینچہ۔ بندوق۔ توپ۔ سب کچھ حاضر ہے۔ کوئی بلی نڈا کرے
آئی تو چاند ماری بنا دی جائے گی۔ ”نہیں آغا وو (وہ) خیال نہیں
از زمین حرف واد از آسمان (آسمان) گھلما دارم! براسے سچے آخر زندہ ام؟
واللہ خودی دامن آغا شام ہمدردا ہستید۔ عرض میکنم قصہ پچھسا بچہ آ
لازل و (وہ) ہم کو کبھی (کبھی) نہیں بٹھے گی! لگنہ گرام آغا۔ واللہ

کی معافی مانگی۔ میں نے نرمی کہا۔ معلوم ہوتا ہے آپ جی سے
ڈرتے ہیں! (سر جھکا کر جواب دیا۔) بے آغا ہم جنین ست نفر ہم
دارم۔ تنفر قاسمی۔ چکنم مجبورم۔ ہیبات۔ ہیبات۔ واللہ قابل! آ
ہستم! آغا پھر ذرا تھم کر مایہ بندی ہستید۔ مسلمان؟ ہیں۔ بے آغا۔
خادم شما ہستم۔ وہ۔ الحمد للہ۔ شکر کہ من پیش غیر خجالت نہ لیدم
پھر کہا۔ از بد فر سرکار شرافت ظاہر است۔ نظر ترم و انصاف ہم
دارید محسن ما۔ آقا سے ما۔ سرکار ما۔ حرفے دارم باید عرض میکنم میں
”بفرمائید۔ بشوق۔ فرصت ہم دارم۔ حالاً ساعت بڑا است، بڑا
خواب نیلے زودا است۔ بفرمائید۔ تالار نال، خوب سے تحلیلہ ہم
وارد آغا۔ اطاق (کمرہ) فقیر ہم وصل ست۔ خوب جا وارو۔ نیلے
کشادہ و تشنگ (عدہ نفیس) و مرغوب بسم اللہ آنجا تشریف بہ بریم
میرا ہم ایک چائے (ایک پیالی چائے) بخورم۔ اس پر نوکڑا موہ دی دہند
یا آب گوشت آغا مرد مسلمان ہستید۔ از شما بوسے و غامی آید قصہ
ایں روسیا و طول ست۔ آغا۔ یک معرکت ست۔ دیگر زندہ نیستم۔ واللہ
از جامہ انسانیت گذشتہ ام۔ لا حول ولا جبر عرض میکنم بسم اللہ
بسم اللہ! آغا بڑھے۔ میں ساتھ ہو لیا۔ کرا بعل ہی میں تھا۔ پہنچے۔
انھوں نے نوکر کو پکارا اور چائے کا حکم دیا۔

برسات کی چاندنی اور پھر وہ بھی پہاڑوں پر

عجب لطف تھا سیر مہتاب کا کئے نوکر دیا تھا سیاب کا

اللہ اکبر! خدا ہر ایک کو نصیب کرے! اور آج بھی چاندنی تھی، آغا
کا کمرہ کیا موقع پر تھا تین طرف سے گھلما ہوا۔ اور ہر سمت کھڑکیاں
اور دروازے آئینہ دار کسی رخ بیٹھے جائے اور خلوت میں اکبمن کا
مزا پائے۔ زمین اور آسمان میں آج (گویا) چمک تھی۔ یہاں دوالی
وہاں شیراز! اس دہی تھی اور دانتوں میں درد نہ ہوتا تو کھل لیا
کھو لکرجی بھر کے ان خاک کے پتلوں اور ان آگ کے پتلوں (زخمت)

شرمندہ ام - آغا! اڑکی؟ ازخوش و اقربا۔ از زمین و آسمان؟ نہ! نہ! مگر اذیلا سے من - مگر اذول من - مگر از جون (جان) من - مگر از روح من! یہ کتے کتے آغا کے چہرے پر مردی سی چھا گئی۔ میں نے کڑی اور بڑھالی۔ ہاتھ میں ہاتھ لے لیا۔ اور تسلی بخشی دی۔ اس کا دل فرانتہ تو اپنی داستان یوں شروع کی۔

(۴)

آغا کا اردو فارسی آموز (مخلصی) بیان!
بتاریخہ مرحوم الشاعریہ بوقت شب

عجم سے (ارویہ یورپ

"در زمانہ ناصر الدین شاہ (ایران) آقا بیا از مقربین و امرای سلطنت دل بخواستہ ہو کر غیر ممالک میں مقیم ہو گئے۔ نظام الملک عثمائی اس بد نصیب ہم ہمیں بطور سفر حج کا بہانہ کر کے فرانسی (فرنگ) چلا گیا۔ عثمائی نے مرحوم فارغ البال و دولتمند تھا۔ قریب وہ لک پور اس کا بانک (بنک) پارسیں (پیرس) دو یا نہ میں جمع تھا۔ ووردہ (الودہ) تھا۔ ملکرات (ملک) دیکھ کر کو پارسیں بلالیا۔

"وہاں آقا ایک ایرانی نژاد یہودی تھا۔ میسور (مسنولن) من - خیلے زرنگ بود! عمو نظام الملک کو ترغیب و تکریم کیلئے بزرگ ہمیں (ہمان) سراے (ہوٹل) اس نے وہاں ترتیب دیا۔ آقا و فرمایا ہوا سال موجود ہے۔ ووردہ (اس درجہ شہر و معروف ہوا کہ عامی لہو شامہ اداگان دنیا اس میں فروکش ہوتے تھے۔ سنولن آقا اس کا منیر تھا۔ قریب شش سال عثمائی نے مرحوم زندہ رہا وہاں ہوٹل سے واقعی نفع کثیر حاصل کیا۔ نظام الملک کو آغا باز پائے کا بنے حد شوق تھا۔ پارسیں میں بھی اس کے پاس ایک نایاب باز تھا۔ ایک روز آقا دیکھ کر (دیکھو) عثمائی نے محفل طاعت قفس (چغزل) بند کر کے خانہ سے لے کر کھینچ کر لے آغا کا سخن دیکھ تھا۔

باہر گیا۔ واپس آیا تو کمرے میں جا کر دیکھا (دیکھنا) کہ ایک گرہ جہاز اڑہ خیلے فرہ و توند مثل یک گرگ بازن دہلاں دیدہ بغراغت آنجا شستہ اس کو نوش کر رہا ہے! آغا۔ نظام الملک اسی وقت گویا ماریا بنو تاب نہیں لایا۔ ات - فی الفور از ملک پنجہ ہلاک کروم ان پیر نامور! فرصت! الاکن ازین فکر ہم چہ سود؟ عثمائی نے چارہ بعد از روزانہ صدمہ ہلاک شدہ (مخندہ) سانس لیکر رحم اللہ علیہ۔ الاخوان و الاہل و العیال بریں دنیا سے ناپاکیا را راجع آغا۔ گرہ سے متفرق و غمتہ کی ہی یک چہ نہیں۔ آغا مرد مسلمان مستبد۔ واللہ از شما بوسے و فاقہ آید۔ آقا نے نہ ہمدرد من! ہمارا قصہ سنو! دلی دورست - می گویم عرض میکنم غیرہ۔ "آقا سنو ہم طفل کتب تھے۔ از نشیب و فراز۔ پتال بازی و مکرو فریب دنیا تا حال نامعلوم ہمیں یہ سائلین نے ہم کو آغا بلوغ سنر دکھایا۔ تمام نوعیتا سے دنیا پر اسے مافرا ہم آورد و ہم غافل ہو گئے! بعد از چند روز وہ (دہ) ایک کاغذ لایا و ہم سے اس پر دستخط کرالیا۔ سہ سال بعد آقا معلوم ہوا کہ اس نے جال بنایا اور ہم کو بالکل لاحق کر دیا ہے۔ ہم ناچار مجبور۔ غریب الوطن بینی یار و آشنا کیا کرتے۔ بخدا سپردم و صبر کردم و قسمت پر شاکر ہستہ۔ آغا!"

"ایک شب آقا ہم ایک چور و قصیدہ نظم کر رہے تھے۔ بعد چند شعر طبیعت قدر سے خستہ ہوئی و اسی فکر میں جن جاہم سو گئے کہ درویش ایک گرہ۔ نر - را دیدم خیلے قوی و بیکل و سیاہ رنگ۔ بد زور مثل خنزیر برمی آید! آمد! آمد! تا قریب فرش خواب آمد۔ حواہم رفت فرستہ۔ آواز م گرفت (گھٹکی بند ہوئی!) و بے حس و حرکت شد۔ مردہ۔ واللہ مردہ! دیدم کہ ایک مرتبہ تعینت حبت میکند۔ حبت مثل یک شیر زر سخرائی! ایک مرتبہ حمل کرد و ملعون و ملعونہ! گرفت (ٹیڈا لیا) ناقد و اتالیق! اجون! زکورد! زکورد! زکورد! داد! وین! شناء و فعتہ بیدار شد۔ دیدم آقا کہ چہ خیلے سنگین و سہ سینہ از کھل و بلال (شہرگم)

خواب گاہ یاد آمد و فرج نظام الملک پیش بالود۔ چارہ نہ دلا شہم۔ آنریش سولمن حاضر ہوئے آقا و عنین کر دم کہ عموں مرحوم دوست قلبی شام بودون
فرزند و اسب الرحم مرحوم۔ برائے خدا نظر کن بر حال من خستہ دل۔
لقد رحم ابقا۔ سوکمن آقا نموش رہا و بعد کولوالا۔ بہتر فردا جہانیدہ!
ہم فردا دوستون حاضر ہوئے اُس نے نہایت خشناک لمحہ میں ہم پر تھپا
”تم نے از بہر ہائے دنیا کیا حاصل کیا ہے؟“

”آقا۔ یہ اباب مرحوم ادیب الملک ایرن (ایران) میں بے شغل
شاعر و ادیب تھا۔ اُس کے قصائد و غزلیات ماحال وہاں شہور
معروف ہیں۔ ہمارے خاندان میں شعر و شاعری سے زیادہ کچھ
کوئی چیز عزیز نہیں۔ ہی والد مرحوم کا جملہ باب ادب انشاء امر او
رؤسا و علماء و فضلا ادب کرتے تھے۔ و موقوفہ شادی و غم میں ہمیشہ
تاج اُسی سے نظم و تصنیف کرتے تھے۔ حد ہا مصرعے ہائے تاج
والد مرحوم ماحال زبان زہد و خالیق ہے ابکا نہ تشریف بہ برید انشاء
بہ طہرن (لذات) ہستی روید بقرہ بارائے زیارت و قفا تھے۔ می بینید
تاجیخا سے مرحوم بر سر الوالٹ قربا خیر آقا۔ والد نے اتنا ابتدا ہم کو
اسی شعر و شاعری کی تعلیم دی۔ نہ سال کی عمر میں ہم کو آقا قصائد
افوری و خاقانی از بر تھے۔ قافا کی کارہار سے زمانہ میں بسیار شہر و تھا
والد مرحوم نے ایک خاص معلم کھار قافا کی کی ہم کو تعلیم دلوائی۔ وہ
بسیار جلد ہم تک قافا کی میں ایسے قصائد انشا کرنے لگے کہ تمام
مجمعہ حیرت و رشک کرتے تھے۔ ذوق و شوق شاعری بلکہ عشق انا
یہی ہم کو آقا فطری ہے۔ بارہا دو چار صد اسے۔ بہ۔ بہ۔ چھوٹ
گفت۔ مرحبا ماشا اللہ۔ احسنت۔ احسنت۔ اسے واسطے ہم نے
آقا متحد و شب بیداری و شعر گوئی میں گزار دی۔ و گاہ خستہ شہم۔ و
”والد مرحوم آقا ایک مرد شاعر بود۔ کچھ زرو مال و متاع اُس کے
لہ معلوم ہوتا ہے کہ ادیب الملک نے بھی ایسی بانی۔ کئی عمر غلام و زانہ!

”شہم۔ ست۔ بحضرت عباس روحم یک مرتبہ و داع گفت و سرد
شدم (ٹھٹھے ہو گئے)“
”لاکن قربان نہ گئی و اور و اورس! یک مرتبہ خدا ہمت و
حواس ما جمع آورد۔ شیر شدم آقا و گرفتہ نصیبت راز و دستہ مضبوط۔
خیط مضبوط و اندانتیم ملعون را تو سے فرش خواب۔ دور! آواز
مسیب و عجیب پیدا شد۔ من ہم بہم صدم و صدم کر دم۔ نوکر بار آواز
داوم۔ یک مرتبہ دیدم نصیبت و پہلو سے الماری ہشتہ ست
گرہ سکیں۔ حرام زادہ! وندا (ڈنڈا) گرفتہ آقا۔ وندا۔ جین کردہ دستہ
می بینی! از غم و غصہ بی حال بودم۔ نشاء کر دم نصیبت را و ز دم۔
زوم۔ زوم تا و دستہ من کار کرد۔ خیال کر دم کہ فردہ قدر سے
آسودہ شدم (ڈرا می بنے!) شکر رفت بلا الحمد للہ دشمن خود
را کشتم! یک مرتبہ بچہ (نوکر) آمد و شمعداں آورد و گفت۔ بھئی! بھئی
گرہ برابہ قیامت آدہ بود و لے گذشت خیسہ۔ حالام دوست
ملعون! بر در۔ بہر (اٹھائے جا۔ پھینک) اُطاق مارا پاک و صاف کن
ازیں چیز نجس و کرویہ! بچہ میر و نوزوان نصیبت۔ یہ شامل نظر میکند
یک مرتبہ فریاد می دہد! آقا جین کر کہ نیست! خدا لعنت کند ترا۔
آ۔ آ۔ آخر نصیبت! دوبارہ نظر میکند و میگوید۔ آقا جین! تھکا ست
شب و پہلو سے شام بود! بھئی! کو شہم۔ بہت۔ می ایم و می نیم
والدہ را و زکر دم آقا۔ نزدیک تر فرم و نظر کر دم۔ واقعی تھکا سے
بود۔ لا حول ولا۔ خیر! آغا سپیدہ صبح آٹھ گھنٹہ من تہتہ نماز کر دم!
”دن ہوا آقا و بر سر نہار بودم (ایسی کھانا کھا رہے تھے) کہ یک
آدم عدالت پیدا شد و کاغذ سے آورد۔ لیا آغا۔ آئی و او ملا۔
سولمن محسن کش فوتیں (نوش) فرستادہ است۔ میگوید خستہ
نظام الملک سے فی الفور نکل جاؤ۔ یکا ریہ دو۔ و (وہ) مکان خلا
مال ہو بل شہ۔ آقا۔ بے اختیار گریہم (رودہ) و فسہ یاد کر دم

وہیودہ سری و مثنوی لیلی و مجنوں! تو کہتا حال نثر زبان فرانسیسی - کہ کلید ہر گوند انشست، یاد رفتی - وہ از دیگر ہر باسے دنیا چیزے بہرہ حاصل کردی! فرزند من - افسوس دنیائے تو ہم مثل ملّا ہائے ایران (ایران) ہنوز بر پشت گاو ماہی ست! طہر سیاہ ندران (ایران) قصہ پارینہ ما با باس - این دفتر بلی معنی غرق منی ناب اولی! لا

”آقا - من بیچ جواب ندادم - با سہر خمیدہ استادہ بودم - چند ورق مسودہ مثنوی مذکور در پاکت (حبیب) ہا اتفاقاً حاضر بود - من پیش مرحوم گذارتم و فرار کردم! بتوں صبح مرا علیحدہ فرمود - اولہ سر لا بیہ ملاحظہ کردم مسودہ اسے - نیزہ اسطحضرت شاہنشاہ مظفر الدین تشریف می آرند بہ پاریس - من ترا حاضر خدمت اعلیٰ حضرت میکنم یا این مثنوی! مگر با با براسے خدا نظر کن بر حال خود - خدا - قدرے باریک بشو! (غفر کر) لا! مگر قسمت یا نصیب - اس کے ایک ہی ہفتہ بعد نظام الملک کی چارہ مرحوم شہزادہ من آوارہ شدم!!

”آقا تامل فرما - نظر کن بر حال ما مسودہ سولن ہم سے پوچھتا ہے کہ از ہر باسے دنیا چیز یاد گرفتیں؟ ہم نے بہر بہتہ جواب دیا آقا - من - من شاعر ہستم! شاعر پر ہنر و پر گوشت کتہ - فصیح لسان و شیریں زبان و نالک بیان! رشک فردوسی و قافانی ہم کہ ہمیں لا لہ جسم کردم - بیچ بخشیدم بہر بہتہ بود باس! نورانی عطا فرمودم سے

عیسیٰ انتم کہ من بخشم ہر دہ شعر مال القہ ننند سیماے شاعری! شاگرد من ہم لاکن کار استاد میکنم - دیگر جہی خواہی؟ غیر از شاعری بہر ما کہ بیچ!!

”آقا - اس پر وہ ہنرمند ہوا و لا - بلے خوب گفتی - میدانم - اشعار و ہنرمندوں - انہم من کل واد ہنرمندوں! آقا میں حرف مارا نیلے

ملے قرآن مجید کی آیت ہے مطلب - شعرا کی تقلید سے گراؤ کی کارتی میں - اور وہ اپنے خیالی میدان میں ایران و سرگرداں مارے مارے پھرتے ہیں!

پاس تھا و (وہ) سب راہ شاعری میں قربان کیا - اس کو اپنے ایک شعر قصیدہ کے سامنے (آگے) آقا دولت قان (آقا دولت) بیچ بود! و (وہ) مرحوم ہوا تو ہم کو ایک فرزند فقیدہ شدم - آقا خدا آباد فرزد نظام الملک! اس نے سہر پستی کی و ہم کو فرزند گردانا (نالیما) - غیر آقا - پاریس چنچا بھی ہم اپنے شغل میں متغور رہے - گاہے اس کو فراموش نہیں کیا - نظام الملک بہر چند قصہ بود کہ میں زبان فرانسیسی کا عالم بنوں یا کم از کم تحریر و تقریر اس میں ماہر ہوں! لیکن آقا بہر چیز پیش شاعری و معشوق حقیقی من بیچ! او کیونکہ میں اس سے دست کش ہو سکنا تھا و آغا لیلکاب میں ہی صفت اس کا پرستا و نگہبان باقی رہ گیا ہوں - ع - حصہ من آمدہ لیلکاب شاعری! گاہے آقا من بد گزشتہ لیاات من نکردم و جبہ تن اسی میں نہمک رہا - در مدت و وسال شش قصا مدغرا ہرنگ و ہمزون قافانی نظم کردم - آقا یاد دارید مطلع قافانی را؟ یہ خوش گنتہ ست بہر بہرہ سے ہمارا مد کہ از کلین ہمیں بانگ جزا یاد آتا آقا من ہم ہر طبیعت صرت کردم - خوب گفتم - واللہ - فرستادم بہ ایران (ایران) ہمہ دوست و آشنا - ہمہ بزرگان و آقا یاں و جد کردند - وجدہ واقعی ایلیرن متیہ بود متعجب کہ آغا ظاہر و دریں کوہ کی غضب کروت (کر دہ است) واللہ گویا قافانی زندہ شد ست (شدہ است)!!

”آقا - من بایں مجور (طرح) نہمک در کار خود بودم کہ دیگر کار بہر دین و دنیا را گاہے یاد آردم! آقا من یک مثنوی لیلی و مجنوں ہم نظم کردہ بودم - ایک روز (حبیب اتفاق) نظام الملک خبر یافت و طلب کرد مرا - فرمود - بابا عجیب بیچ کارہ شدہ فی - پیش من می آئی - نگاہے حساب و کتاب ہوتل را می بینی - تو کہ شاید و لا تو شد فی! شہیدم یک مثنوی لیلی و مجنوں ترتیب دادہ فی و بران فخر ہم میکنی حیث! لا حول ولا - دریں زمان ان جور (ظلم) ہا

خود را یکدم می سپارم؟ ہاقت غیبی مرا ندادہ وہ وقتیکہ آدم بھیاں
گفت جبرئیل - خالی ست از برے تو خود بجائے شاعری (حالانکہ (این
مشوق فریفتہ عاشق خود ست ابنہ واللہ - نخواستہم گذار - آخر فرزند
الملکیت ہم - وزن یکشمر طہر گون ست بزمہ این ولت ہاے چند روزہ پاریں!
”آغا - ہم مکان چلے آئے - دہشتہ بعد زبردستی خانہ نظام الملک ہم
چن گیا! آوارہ و در پادشہم - کسے جان داد - حیران کر دین کسی طرح چند
روز گذار آقا - نوبت ہفاکتہ کشی رسید - آقا تصویبہ مافز ند نظام الملک
کہ از دست خویش لکھا مرت کردہ امر و کو چہ کچہ میر و - حال اسل
شیبہ ست - دست سوال دراز میکند و کسے جواب تمید ہر بہرین اتفاق
اندک اکبر! آقا ہم مجبور ہوئے و آخر پیش سولمن حاضر شدم و عرض
حال کردم - وہ (وہ) شמוש رہا بعد کو دوی کسا قبول کیا کچا تھا -
آقا - اب ہم کیا کرتے ہناچار مجبوراً (چھک ماسکے) قبول کیا و رہوئل
جاگرتہم و قدرے آسودہ حال شدم!“ (باقی آئندہ)
خیال عظیم آبادی

بدگذشت - سکوت کردم - جواب جا ہلاں باشد خوشی! او (وہ) پھر ہوا
آقا طاہر ہم تم کو طفل سے جانتے ہیں - اویب الملک میرا دوست
تھا و نظام الملک محسن - تم اگر آسودہ حال رہنا چاہتے ہو تو اس ہوتل
میں رہو - ہم تم کو دو تصدیقہ ماہوار کی جادیتے ہیں - کل سے آؤ -
بابا کل حساب و کتاب اس کا تمہارے ہاتھ میں رہے گا - ہوتل خوب جا
رکھتا ہے - یک دو کر تمہارے واسطے مخصوص کر دیا جائے گا - صبح
ساعت ۱۲ سے آفیس (آفس) میں آؤ - بابا محنت کرو - کام سیکھو
شب کو فراغت حاصل ہوگی - آرام کرو!“

”آقا - واللہ و قاتم تلخ شد - بیج جواب ندا دم - بغیر از خدا حافظی
برگشتم! خیال کردم آقا کلا میں مرد ہو دی - غاصب حسد ام خور -
قاتل الانبیاء می خواہد یک شہد را - طاہر و این کار ہائے جس - شاعر و نظم
دنیا و ہوتل - آزاد نو کری - شاگرد محنت و ماتحتی یک مرد و فخر
بے ایمان! اوجھج الی شب اگر من بایں جھور دین (این) کار ہا
فصول و کلا یعنی اوقات خود راتخ میکشم - شاعری و مشوق حقیقی

کلا بھون

اخراجات کم و فاسطیش کے سامان زیادہ ہیں - اکساب کمال کھٹے
اس سے بہتر فریاد طلبا کو اور کیا میر کر سکتا ہے - مگر می نشی نواب ہے
صاحب کا یہ خیال صحیح ہے - کہ ہر می گورنٹ کے صنعتی کالجوں میں
طلبا کو اس کالج سے کہیں زیادہ خرچ کرنے کی نوبت آجاتی ہے - ہر
خیال میں تو یہ می حقوق کافی ہے جس سے کلا بھون رفتہ رفتہ ملک
میں ممتاز ہو جائے گا - (ادنیٹر]

ریاست بڑودہ نے صرف عام تعلیم اور معاشرتی مسائل ہی
میں حیرت انگیز ترقی نہیں کی ہے بلکہ صنعتی معاملات پر بھی وہاں پوری

[عنوان بالا کے لفظی معنی ہیں کارخانہ صنعت، صنعت کا گاہ یا
مرد صنعت و حرفت - صنعت میں نکلتے ہیں صنعت کو اور بھون کھٹے
مکان کو - کلا بھون محل میں ایک صنعتی کالج کا نام ہے جس کو ریاست
بڑودہ کے والاعظم والی نے قائم کیا ہے - ذیل کے مفصل حالات کھٹے
ہیں نشی نواب راسے صاحب کا مشورہ ہونا چاہیے - ہمارا بڑودہ کی
روشن خیالی پرچہ پوچھو تو اور ریاستوں کے لئے قابل شک و تقلید
ہے - بڑی بات یہ ہے کہ یہاں تعلیم دی جاتی ہے بڑودہ کی مرد بڑیا
یہی گجراتی میں جو اتمی نہایت آسان زبان ہے - بحال یہ کیا ہے کہ



معلي القاب مهراجہ سرساياجي راؤ گانگواڙ جي - سي - ايس - آئي - والي بڙودہ

کے تو پروفیسر ہندی، امرہٹی، اور انگریزی، اسے بھی کام لیا کرتے ہیں۔ کالج میں اس وقت تین پروفیسر ہیں، اور سب کے سب اپنے اپنے صیغہ کو تعلیم دینے کی پوری لیاقت رکھتے ہیں۔

امتحانات ہر ایک صیغہ کے لئے مدت تعلیم تین سال لگئی گئی ہے۔ اس کے بعد امتحان ہوتا ہے۔ محض زیادہ تر ریاست کے وہ فرائض ہوتے ہیں جو گورنٹ کی جانب سے صنعتی ذراعتی مشاغل میں مصروف ہیں اور جن میں سے اکثر یورپین لیونیورسٹیوں کے سند یافتہ ہیں۔ کامیاب طلباء کو نصاب تعلیم کے لحاظ سے انجینیئر، کیسٹ گری، پارچہ بانی، فن تصویر اور زراعت کی اعلیٰ ڈگریاں عطا ہوتی ہیں۔ ان مقامی امتحانات کے علاوہ کلاہنجون کے طلباء کو بھی اور انگلستان کے بعض خاص صنعتی امتحانات میں شریک ہونے کا مجاز ہے۔ یہی کمی کے جوشیدہ جی آرٹ اسکول کے امتحان، اور لیٹن کے کلاس اکرانیشن میں کلاہنجون کے طلباء سیکڑوں کی تعداد میں شریک اور کامیاب ہوتے ہیں۔

لیونیورسٹی (تجزیہ نگاہ) کلاہنجون کے طلباء کو ایک خاص سہولت یہ ہے کہ کلاہنجون کی آزمائش گاہیں اور کارخانے بہت اعلیٰ پیمانے پر قائم کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے کسی صنعتی کالج کو ایسی مکمل لیونیورسٹی رکھنے کا فخر نہیں حاصل ہے۔ اس کا کارخانہ انجینیئر خاص طور پر قابل ذکر ہے جو موجود زمانہ کے تازہ ترین ایجادات سے آراستہ ہے۔ ان کارخانوں میں انجینیئر، بخاری، آہستہ گری، زنگریزی، وغیرہ کا کام کیا جاتا ہے۔ ہر ایک صیغہ کے لئے مجازاً کارخانے قائم ہیں۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ یہ کارخانے محض تجربہ کی لیونیورسٹیاں نہیں ہیں بلکہ انھیں تجارتی اصولوں پر چلایا جاتا ہے۔ ریاست کے ہر صیغہ کی ضروریات خواہ وہ حکمہ نہرو یا انجینیئر، ڈاکٹری، موٹیو تعلیمی، سب انھیں کارخانوں سے پوری

توجہ صرف کی گئی ہے، اور اس عقدہ کے حل کرنے میں اس دورانیہ سے کام لیا گیا ہے جو ہندوستان کی دوسری ریاستوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ ہمارا جرم صاحب بڑو وہ جیسے پختہ کار مدبر اور منظم شخص سے یہ امر کیونکر محض رہ سکتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ صنعت و حرفت ہے۔ کلاہنجون جو ریاست بڑوہ کا پہلا صنعتی کالج ہے ہزباننس کی دورانیہ کی زندہ مثال ہے۔ کیا بلحاظ معیار تعلیم اور کیا بلحاظ تعداد طلباء، یہ کالج سب ہندوستانی ریاستوں کے کالجوں میں زیادہ ممتاز ہے، اور اس کے وجود سے صرف بڑوہ کے باشندے ہی نہیں فیضیاب ہوتے بلکہ گجرات اور صوبہ بمبئی کے دیگر مقامات سے بھی طلباء ہاں آتے ہیں۔ چونکہ وہاں تعلیم اڑاں ہے اور بڑوہ میں انسان کفایت سے رہ سکتا ہے اسلئے قرب و جوار کے طلباء اس میں بڑے شوق سے داخل ہوتے ہیں اس کالج کی سب سے قابل وقت تعلیمی خوبی یہ ہے کہ یہاں اصولی اور عملی ہر دو قسم کی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ زیادہ تر وقت عملی کام ہی میں صرف ہوتا ہے۔ اصولی تعلیم میں کل وقت کے ایک ثلث سے زیادہ صرف کرنا غیر مناسب سمجھا جاتا ہے، اور عملی تعلیم میں بھی صرف تجربات اور قیاسات پر قناعت نہیں کی جاتی بلکہ اسے تاجرانہ نگاہ سے دیکھنے اور برتنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ویلہ تعلیم گجراتی زبان ہے۔ ہمارا جرم صاحب ہمارے یہ طرز عمل اسلئے اختیار کیا ہے کہ اس کالج سے پیشہ و صنعت اور مزدور اور تاجر بھی مستفید ہو سکیں جو بالعموم انگریزی سے نااہل ہوتے ہیں گجراتی زبان بہت مشکل نہیں۔ ہر ایک طالب علم خواہ وہ درسی ہو یا تجارتی نیپالی ہو یا پنجابی، دو تین مہینوں میں اسے سمجھنے کی کافی لیاقت حاصل کر لیتا ہے، اور زبان کی بنا پر اسے کوئی شکایت نہیں باقی رہتی۔ اگر کوئی طالب علم گجراتی زبان اچھی طرح سے سمجھ

طالب علم کی حیثیت پر منحصر ہے۔ گویا کلاہون میں اقل درجہ ۱۶ روپیہ ماہوار صنعتی اور زراعتی تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کمی مصارف نے اس کالج کو بہت مقبول بنا دیا ہے۔ کچھ بچی کے جیشیدہ اسکول آف آرٹ اور پونا کے کالج آف سائنس میں اوسطاً ماہوار خرچ چالیس روپیہ سے کم نہیں پڑتا۔ دیگر مدارس میں بھی کم و بیش یہی اوسط آتا ہے۔ اس لحاظ سے کلاہون کو دوسرے مدارس پر ایک قابل رشک فضیلت حاصل ہے۔

وظائف کلاہون میں دلچسپی بھی فیاضی سے دئے جاتے ہیں ریاضت اور علمی سرگرمی کی داد و وظائف کی شکل میں دی جاتی ہے اور اس طرح صداہا طلباء کے تعلیمی مصارف میں اور بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ ریاست کے خاص خاص صوبوں کے لئے وظیفوں کی تعداد معین ہے، اور یہ انھیں صوبوں کے طلباء کو دئے جاتے ہیں۔ صوبہ متوسط کے سرشتہ تعلیم کی طرف سے دس روپیہ ماہوار کے گیارہ وظیفے قائم ہیں جو صوبہ مذکور کے طلباء کو ملتے ہیں۔ احاطہ مینی کی کمی ریاستوں اور کئی پبلک جماعتوں کی طرف سے بھی وظیفے معین ہیں۔

قواعد داخلہ کلاہون کا تعلیمی سال دو حصوں میں منقسم ہے پہلا زمانہ ۱ نومبر سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا دسمبر سے۔ عجمت میں شریک کرنے سے پہلے داخلہ کا ایک خاص امتحان لیا جاتا ہے۔ داخلہ کی فیس ایک روپیہ مقرر ہے۔ کامیاب طلباء میں سے بہترین امیدواروں کی ایک مخصوص تعداد ہر سال منتخب کر لی جاتی ہے۔ جس شخص نے عام مضامین میں ونیکولر ٹول تک تعلیم پائی ہو وہ داخلہ کے امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور اگر کچھ انگریزی شد بد جانتا ہو تو اور بھی بہتر ہے۔ نہ چندان مضائقہ نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعداد طلباء کا محدود

ہوتی ہیں۔ ڈاکٹری کے باریک و نازک اور پیچیدہ اوزار طبیعت کی تحقیقات کے آلات، انجینیئری کی کلوں اور مکینک ڈاک و بار برقی کے اوزاروں کے بنانے کے لئے اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ ہر مندی اور صفائی لازمی ہے۔ دولت برطانیہ نہ کو ان محکمات کی ضروریات کے لئے انگلستان کا دست نگرینا پڑتا ہے مگر پڑوہ میں کلاہون ان ضروریات کو کچھ نہ تمام پورا کر دیتا ہے۔ اس طرح گویا طلباء کو اصلی اور عملی تعلیم کے ساتھ اپنے معلومات کو تاجرانہ کاروبار میں صرف کرنے کا مادہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ کلاہون کی کیمیکل لیبرٹری (کیمیائی تجربہ گاہ) صوبہ بھی کے بہترین تجربہ گاہوں میں ہے۔ رنگ سازی اور رنگریزی کے کارخانے جڑا ہیں۔ کالج کے متعلق ایک کتب خانہ بھی ہے جس میں سائنس اور صنعت کی تازہ ترین اور تندرست کتابیں موجود رہتی ہیں۔

مصارف تعلیم کلاہون میں دوسری سہولیت یہ ہے کہ یہاں کے مصارف بہت کم ہیں، اور متوسط وسائل کا طالب علم بھی یہاں تحصیل علم کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ کیمیا گری، پارچہ بانی، صیغہ تصویر، صیغہ تعمیر کے چار اسکولوں میں صرف ۱۲ روپیہ سالانہ فیس لی جاتی ہے۔ ایک روپیہ ماہوار فیس ہر شخص آسانی سے دے سکتا ہے بعض دیگر صیغوں میں فیس اس سے کچھ زیادہ ہے مگر کسی صورت میں دور روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہے۔ کتا میں اور آلات کے لئے تین روپیہ سالانہ درکار ہوتا ہے۔ کلاہون کے متعلق ایک بورڈ ٹانگ ہاؤس بھی ہے جس میں اپنی تنخواہ طلباء ٹھہر سکتے ہیں۔ یہاں دو وقت کی خوراک کا سہرا سات روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہے۔ دیگر مصارف کے لئے آٹھ روپیہ ماہوار کافی ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ خرچ کرنا

حال میں گورنمنٹ آف انڈیا نے کانپور میں ایک صنعتی کالج قائم کرنے کی تجویز جناب سکریٹری صاحب بہادر ہندو کی خدمت میں پیش کی تھی مگر وہ مصارف کثیرہ کی بنیاد پر عمل میں نہ لائی جاسکی۔ ہمارے ملک کو فی الحال تحقیقاتی اربرج کا بھوج کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی مفید عام صنعتی کالجوں کی۔ ہماری گورنمنٹ کے صنعتی کالجوں کا خرچ اس رقم سے کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ شاید ہندوستان کے کسی دوسرے صنعتی کالج میں طلباء کو اپنے معلومات کے متاثرانہ پہلو کے پختہ کرنے کے ایسے موقع حاصل نہیں ہیں۔ اس کا خزانہ کی سرسبز کایا ایک بڑا سبب مہمدرہ تعلق ہے جو اس میں اور ریاست کے دیگر محکمات کے درمیان قائم ہے یہ سب محکمے اپنی ضروریات کلاجنون کے کاخانوں میں پیش کرتے ہیں اور اس طرح ریاست کا جو روپیہ دوسرے کاخانوں میں صرف ہو جاتا ہے اس سے کلاجنون مستفید ہو جاتا ہے۔ مگر خیال کرنا غلطی ہوگی کہ ریاست کی یہ طوفانی محض ہر پانچ سرسبز کے خیال پر ہی ہر تین اس کا انحصار اس کی کفایت اور خوبی ہے جس سے کلاجنون ان ضروریات کو انجام دیتا ہے۔

کارخانے کلاجنون میں پہلے کوئی کارخانہ نہ تھا۔ لوگوں کو دوسرے کالجوں کی طرح لیو بورڈ میں تجربات کرنے پڑتے تھے۔ ریاست کے محکمہ تعمیر کی طرف سے ایک کارخانہ قائم تھا جو اس محکمہ کی ضروریات کو انجام دیا کرتا تھا۔ خانگی حکمرانوں کی طرف سے بھی ایک کارخانہ کھلا ہوا تھا۔ ۱۹۰۷ء میں ہمارا جڑوہ کی گورنمنٹ نے ان دونوں کا خانہ کو ملحق کر دیا اور کلاجنون سے اس کا تعلق قائم کر دیا۔ اس وقت یہاں ۷۰ کاریگر منتقل طور پر ملازم ہیں۔ اس کارخانہ کی پہلک سے کیا قدر کی ہے؟ یہ ان آئینوں سے ثابت ہوتا ہے جو اس نے مختلف نمایاں میں پاسے ہیں۔ ان میں ۶ طلائی آئینے ہیں جو احمد آباد اور بمبئی کی نمائشوں میں اگلی اور لوہے کے کام کے لئے دئے گئے تھے۔

کر دینا صمد باطلاب ملوں کی دل شکنی کا باعث ہوتا ہے مگر یہ کتابی امتحان صرف اس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کثرت طلباء سے تعلیم میں ہرگز واقع ہوئے نہ ہوں۔ کلاجنون میں تقریباً ۱۰۰ طلباء زیر تعلیم تھے۔ صنیعہ دست کاری میں ۵۰، صنیعہ کیمیاگری میں ۴۰، صنیعہ پارچہ بانی میں ۴۰، صنیعہ تصویر میں ۵۰، صنیعہ تعمیر میں ۴۵، اور صنیعہ تجارت میں ۲۰۔ باقی طلباء دوسری جماعتوں میں شریک تھے۔ کلاجنون سے متعلق کلاجنون کے سالانہ مصارف ۸۰ ہزار سالانہ ریاست کا سالانہ خرچ تقریباً ۱۰۰ میں دو تین دستکاری کے چھوٹے چھوٹے درجے بھی شامل ہیں۔ ایک ایسے وسیع صنعتی کالج کا ایسی قلیل رقم میں کامیابی کے ساتھ چلنا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ فیس اس قدر کم کی جاتی ہے۔ فیس کی آمدنی کسی صورت میں دس ہزار سالانہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ دونوں دستکاری کے مدرسوں کی امداد بھی کم سے کم دس ہزار سالانہ ہوگی۔ ان رقم کو خارج کر دینے کو کلاجنون کا مہوار خرچ چھ ہزار سے زیادہ نہیں آتا۔ اس کا سب سے بڑا سبب غالباً یہ ہے کہ اس کالج کے متعلق جتنے کارخانے ہیں وہ سب کے سب تجارتی اصولوں پر چلائے جانے کے باعث کالج کے لئے بجائے ایک بار کے باعث تقویت ہیں۔ وہ صرف اپنا خرچ ہی نہیں نکال لیتے بلکہ کالج کو بہتر ہزار سالانہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ صنعتی کالجوں میں لیو بورڈ اور فنی کارخانوں کا خرچ اس کے مصارف کو بڑھا دیا کرتا ہے۔ کلاجنون کی کیفیت اس کے برعکس ہے۔ یہاں فی طالب علم ریاست کا دس روپیہ مہوار صرف ہوتا ہے۔ گویا اس کالج نے اس امر کی سبب شمال دیدی ہے کہ صنعتی کالج بمقابلہ آرٹ کالج کے زیادہ کفایت سے چلایا جاسکتا ہے، اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی کہ کسی قدر سالانہ مصارف میں دوسرے مقامات میں صنعتی کالج کیوں چلائے جاسکیں۔

نہیں ہے، اور کامپوزر کا مجوزہ کالج بننے بننے کہیں چار پانچ سال میں
بنکر تیار ہو گا اسلئے جن طلبہ کا رجحان صنعت کی طرف ہو ان کے لئے کالج
سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا کالج نہیں ہے۔ ۶۔ روپیہ یا مہوار کے صرفہ اور تین سال
کی تعلیم کے بعد اس قابل ہو جائیں گے کہ نایک مبلغش کو آسانی سے لکھ سکیں
نواب رائے

سات چاندی کے تھے ہیں جو مدراس اور احمد آباد کی نمائشوں میں
نفاذی، چھینٹ سازی، اور گھڑی سازی وغیرہ کاموں کے لئے
ملے تھے۔ الہ آباد کی نمائش کا دیں بھی بڑودہ کے کلا بھون سے کئی
پینز اس آئی تھیں جو قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئیں۔
چونکہ فی الحال صوبہ متحدہ میں کوئی دستکاری اور صناعی کا کالج

میر نفیس الحسنوی

میر غفر شہید علی لغیس کو ہم نے اُس وقت دیکھا جب اُن کا کلاس
اسی برس سے تیار و زکریا کا تھا۔ نہایت نیک مزاج، مہذب و تین تھے
سیٹل مڈل و، گنڈمی رنگ، کتابی چہرہ، کمرنگی آنکھیں، گول بدن،
اور دراز قد تھے۔ اس ضعیفی میں بھی کسرت کرنے کا شوق تھا، بازو
پر جوشن کے ٹکے بندھے ہوئے، اگر کسی قدر نرم ہو چلی تھی۔ ماتھے میں چڑکی
کی شام کی جیب، انگلیوں میں فیروزے کی انگوٹیاں، لباس میں دہلی
کا قلع کرتے، ڈھیلی مہری کا پاجامہ، گھٹنوں تک کا مین شرت کی
کرنا، نیچے کمر توئی کا جامدانی کا انگرکھا، چو گو شہ لٹوپ، ڈاڑھی مٹی
ہوئی، مچھیں بڑی بڑی۔

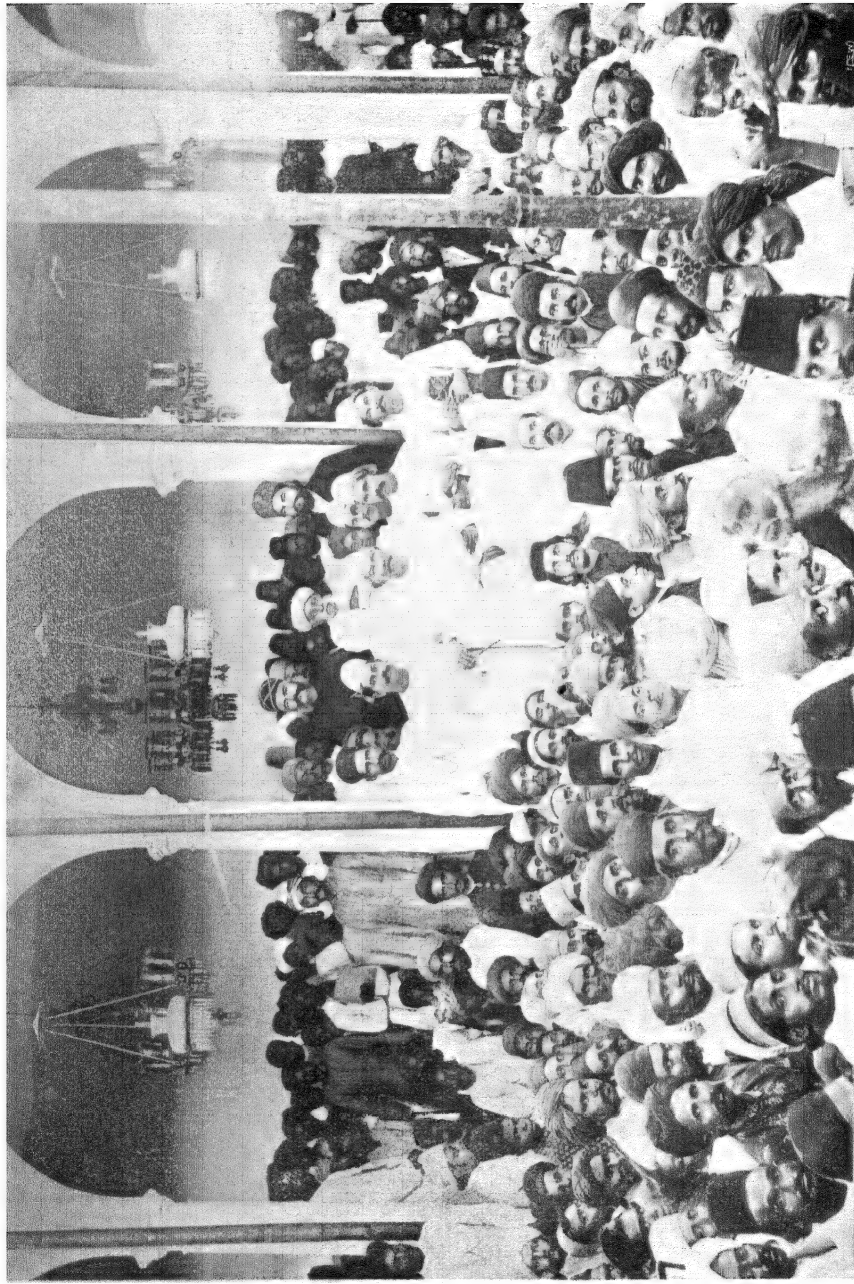
چوبہ اری محل میں رہتے تھے۔ پہرے سے عرب و مسلمان کے
آمنان ظاہر ہوتے تھے۔ سبزی منڈی سے ہو کر جو کہد میں اشیاء ضروریہ
خرید کرے کو تشریف لاتے تو ایک ملازم ضرور ساتھ ہوتا سودا اپنی
پسند اور کچھ سے خرید کے ملازم کو دیدیتے۔
ان کے والد میر علی انتہی میں نبھائی تھے۔

۱۹۱۲ء میں ان کے خاندان کی تھی۔ ان کے جدِ اعلیٰ میرسن بھی اسی وسیع کے پابند تھے۔ اور
 ۱۹۱۲ء میں ان کے خاندان میں انھیں سے ہوئی۔
 ۱۹۱۲ء میں ان کے خاندان میں انھیں سے ہوئی۔

[اس مضمون میں خواہر عشرت لکھنوی نے میر تقی میر مرحوم کے غفر حالات تک جاگئے ہیں۔ اور ضمناً ان کے بھائی میر اسحاق علی خاں مرحوم کا بھی ذکر کیا ہے شہرت و عبرت کے اعتبار سے میر انیس کے جانشین میر تقی میر ہی ہوئے۔ ان کیوں نہ ہو۔ یا گارائیس میر تقی لکھنوی خاندانی سیدہ آٹمی ہروی کی اولادِ نجات و شرافت کے ساتھ ساتھ ان کے یہاں شاعری بھی میر چلی آتی ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے: میر تقی میر ابن میر انیس ابن میر غلامی ابن میر حسن ابن میر صاحب ... ابن آٹمی ہرویؒ میر غلامیؒ کو میں اس خاندان کی مقبولیت عام ہے اور اچھے اچھے بالکال صاحب طرز ہوتے گئے۔ میر تقی میر کے بڑوں کے احوال ایک حد تک ادبیات میں جا بجا پائے جاتے ہیں ان کے جدا علی میر حسن کے منصل حالات ایک مرتبہ اردو سیٹھی میں شائع ہوئے تھے۔ میر حسن نے خود ایک تذکرہ اُردو شعرا لکھا ہے جو کہ کیا کیا معنی نایاب ہے حسن اتفاق سے نفیس خیر شاہ کا ایک قدیم نسخہ رکراکرا منہ کے لئے مجھ پہنچا ہے۔ تذکرہ کے علاوہ تمام احوال ہیں۔ جس پر موقع سے کبھی بحث کی جائے گی۔] [ادیلٹ]

۱۵۔ ان کے مفصل حالات زندگی کے لئے ملاحظہ ہو مفصل فہرست کتب خانہ بوہار
(امپیریل لائبریری کلکتہ)

ادیب جنوری سنہ ۱۹۱۳ء



حیدرآباد میں میر تقی میر کی ایک مجلس

انجمن پریس الہ آباد

میر نفیس لکھنوی

ایک مرتبہ میر صاحب مرثیہ جدید پڑھ رہے ہیں، لوگ کچا کچھ بھرے ہیں، صاحب مجلس ممبر کے پاس کھڑے ہیں، یہ بھی ایک من آدمی ہیں، میر انیس کے ملنے والے، میر عظم علی نام ہے، جب کی مجلس ان کی مشورہ ہے، لوگ دُور دُور سے آتے ہیں، آٹھ آٹھ روز تک اسی انتظار میں قیام کرتے ہیں۔

میر صاحب اسی انداز سے پڑھ رہے ہیں، محویت کا عالم ہے، ایک مرتبہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: ”وہ جگر بند تو اب آیا“ ممبر نے غم قد اٹھ کھڑے ہوئے، اور ہاتھ سے اشارہ کر کے ”وہ“ اس طرح کہا کہ لوگ پیچھے پھر کے دیکھنے لگے۔

حیدر آباد میں جب تشریف لے جاتے تو آپ کے رہنے کے واسطے ایک خاص کوٹھی ملتی، امرا اور رؤسا وہیں آپ سے ملنے آتے، آپ سب کی خاطر ملاقات کرتے، آنرےبل راجہ امیر حسن خاں صاحب والی محمود آباد کے زمانہ میں آپ اکثر ریاست میں تشریف لے جاتے اور راجہ صاحب آپ کی بہت قدر و منزلت کرتے۔

ایک حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ میر نفیس ایک دفعہ دیانت اللہ کی کربلا میں مرثیہ پڑھنے تشریف لائے، لوگوں کا ہجوم کثرت سے تھا، بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی، گرمی کا زمانہ تھا، میر صاحب نے ایک سلام پڑھا جس کا مقطع یہ تھا:۔

نفیس اندر ہم تو ندیں ہیں دوست ہمارے خراسان بخن میں، وادہ تہہ میر

اسی سلسلہ میں یہ لکھ دینا بجا نہ ہو گا کہ میر انیس مرحوم کے ایک نواسے میر احسان علی تھے۔ زمین تخلص کرتے تھے، نہایت خوش گو اور خلیق، نواب مرزا امجد علی خاں بہادر مرحوم رئیس شیش محل کے داروغہ تھے، ابتدا میں تو میر انیس مرحوم سے اصلاح لیتے تھے، میر صاحب کے انتقال کے بعد اپنے ماموں میر نفیس سے مشورہ من فرماتے۔ اس فن میں طبیعت ایسی مناسب پائی تھی کہ میر نفیس کا ساقاؤن

میر جبر علی انیس۔ میر نواب ٹکوس۔ میر تکر علی انس، جن میں سے میر انیس کے فرزند میر وحید میر موتس کے کوئی اولاد نہ تھی اور میر انیس کے اولاد کو ر میں تین بیٹے۔

میر خورشید علی نفیس، میر محمد سلیم اور میر عسکری رئیس۔ سن کے علاوہ فن کے اعتبار سے بھی میر نفیس اپنے تمام بھائیوں میں ممتاز تھے۔ استعداد علمی بہت اچھی تھی فارسی میں مفتی میر محمد عباس سے مشورہ سخن ہوتا، اور اردو میں اپنے والد کے شاگرد تھے۔

مرثیہ گوئی کی شہرت میں میر انیس کے بعد ان کی کار تہ ہے، عادت تھی کہ ۲۵ رجب کو اپنا نو تصنیف مرثیہ دلآرام کی بارہوی میں پڑھا کرتے۔

پنڈت دلآرام کشمیری برہمن تھے، جنہوں نے ایک عالیشان بارہوی اپنے نام سے بنوا کر، سادو سامان، فرش فرش وغیرہ کے شادی و غمی، مجالس و مولود، کے جلسوں کے لئے ہندو اور مسلمان عوام کے نام وقف کر دی تھی۔

میر نفیس ادھر ممبر تشریف لے گئے، ادھر حاضرین مجلس شادی کے عالم میں تصویر حیرت بن گئے۔ آپ نے پہلے کچھ رباعیاں پڑھیں، واہ واہ کے شور سے بارہوی ہل گئی، پھر ایک سلام پڑھا، بعد مرثیہ شروع کیا، ڈھائی تین گھنٹے کامل پڑھتے۔

اسی برس کاسن تھا کہ خجاک گئی تھی، چہرہ پر جھریاں پڑ گئی تھیں، لیکن جس وقت ممبر پر جاتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شری گرج رہا ہے، ایک مصرعے سے دوسرے مصرعے کا زور پڑھتا جاتا تھا۔

تعارف کے وقت لوگ کھڑے ہو ہو جاتے اور ہاتھ بڑھا کر کہتے: ”سبحان اللہ میر صاحب! یہ آپ ہی کا حصہ ہے، نیا مضمون“ آج تک نہیں سنا، کیا بندش ہے، کیا پیری زبان ہے، واقعہ کی تصویر کھینچی ہے، اور ٹیپ کا بند تو قسم ہے جناب میر کی لاجوراجہ

میر احسان علی رئیس کی شاعری کا معترف تھا ایک بات یہ بھی کہ لیرسٹن
رئیس شہرت پسند تھے صرف پیش محل کے مشاعروں میں شریک
ہوتے، اور وہیں اپنا توصیف مرثیہ پڑھتے، کثرت کار سرکاری کی
وجہ سے عام مشاعروں کی شرکت سے معذرت کرتے۔ انوس کہ عین
علم جوانی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

مرثیہ کی ابتدا میں تمام لہریوں کا شہید ہونا، اور اس کے بعد عزیزوں کا قتل
ہونا، بچوں کا جام شہادت پینا، ہجر امام عالی مقام کارن کی اجازت کے
واسطے تھیں میں آنا، ان واقعات کو مصنف نے نہایت دردناک
الفاظ میں نظم کیا ہے۔ امام کی تشریف آوری پر اہل حرم میں ہجرت پنا
تھا اس کے متعلق لکھا ہے :-

کلام ان کا بہت تھا جو ضائع ہو گیا، کچھ ان کے فرزند سید بین
صاحب سے ایک مرتبہ دستیاب ہوا جس کے دو ایک بند یہ ہیں :-
”کھولا جو مہر نے علم زر نگار کو پُر نور کردیا فلک بے مدار کو
پایا جو خوشگو اور نسیم ببار کو وجد آگیا ہر اک شجر سایہ دار کو
رواق وچند ہو گئی مینا نے رشتہ خوشبو ہوا سے آگئی باغ بہشت کی
ترد کا وہ نور کا، او بیاض ہر کارنگ تھا زرد چرچ نیلوسری پر کارنگ
کوسوں گلوں سے تھا شمعنی شاد، گلگدہ کے جھونٹا تھلا تھا شجر کارنگ
جھونکے جواسکے چاروں سر در دہشتے ذوں کیہ چک تھی کہ ہر سے بھی گونجتے
دکھپ بلبلوں کے وہ نئے ادھر ادھر شاخوں پہ طائروں کا دوپہرنا شاہد یہ
گویا فلں بنی تھی ہر اک شاخ بارور شاداب تھی بگ گل و غنچہ و شہر
دیکھا جو عرب نیزہ دشت ہر وکا مینا آگیا فلک لاجورد کا
آئی نظر حمہ کی سفیدی جو ناگماں نکلا حرم سرا سے شہنشاہ انس مہال
اکبر نے شد و مد سے جو میاں میں ہی اولیا آسو بھر آئے رونے لگے قبلہ نماں
جسد مہرباں پہ تھا پیر گل ملوں کی یہ آخری اذان ہے شہید رسول کی
پُر نور و صفیں زبانی نکوسیر اک ایک حق شناس و نمودار نامور
ذی قدردیا و گار جہاں غیسرت قمر سوکھے ہوئے لبوں پہ و عایشہ ہا اثر
تھی حق کی یاد سا غور نظر میں تھے گویا ملک میں یہ لباس شرم تھے
جب پڑے چکے نماز سر شاہ شہنشاہ لب ہر دعا و دھرت بڑھی فوج بے ادب
تیر آئے جب قریب پایا شہ عرب غصے سے تھوڑا گئے سب خامکاں :-
راحت جو خزانوں کو تھی بلاتے ہو تیوں کو توں دل کسب کئے کئے ہو“

”روتے ہوئے چوڑیوں میں اہل محض امام دوسے سابل بیت رسول فلک مقام
آئے نظر جو یکد و تناسخ امام شہرت کئے لٹ کے سکینہ نے یہ کلام
اماں میں مضطرب شد اور کو کیا کیا بابا ہمارے بچھوٹے اور کو کیا کیا
بیٹی سے روکے کئے گلہ شاہ میں پناہ بنی، شہید ہو گیاں میں ہر شک ماہ
پھٹتا تھا شگی سے جگر حال تھا تباہ جنت میں لے گئی انھیں نہر لیں کی پناہ
دیکھا نماں کو پیر لاہل پائی انھیں آغوش قبر دیکھ کے نیندا گئی نعین
بلے جاں ہوئے ابلانے کی ان کہیں ہے اس اب ہم بھی جاتے ہیں کوئی دم میں نہیں پاس
رونے لگے یہ کہ کے جو تعمیر حق شناس آئیں قریب بانوی کیس بد و دیاس
وقت جدول شایق تھی نہ کہ ماہ کی دامن تبا کا تمام کے اک سرواہ کی
کی عرض دل ہے غم سے دوبارہ میں کیا کروں جزموت اس نہیں مجھے چارہ میں کیا کروں
دیکھ میں کیا بھوں نے کنارا میں کیا کروں بچوں کا بھی رہا نہ سہارا میں کیا کروں
خالی ہے گوہ بانوی نا شاد گئی ہمت بھی میں ظلم کئے نگل میں چٹائی
لاشہ سحر سے آتے ہیں اسے غافلہ کے لال باقی نہ ہیں نہ جواں ہیں نہ غور سال
غبت میں آپ بھی میں جو آدہ جدال سوچا کے کینہ کو یا شاہ خوش شہ حال
سب مچکا بنگھوں کا نا انہیں کوئی لوبڈی کی زندگی کا سہارا میں کوئی
پورا مرثیہ اس انداز سے لکھا ہے کہ سُسنے والوں کا جا بجا شوق ہوتا ہے
میر نعین کو میر احسان علی رئیس کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اسباب کی
یادگار اولاد کو میں صرف ایک سید بین صاحب ہیں۔
میر نعین باوجود اس کمال کے حدود جہ منکر فرج تھے اس
رفع کمال پر ہر ایک سے بھجک کر ملتے باتیں اس طرح کرتے کہ گویا

میرنغیس لکھنوی

دعا سے میر سے روحِ حُسن کو شاد کریں ہمارے بعد بھی احباب ہم کو یاد کریں
اور اس کے چار عینے بعد ذلِ قعدہ میں انتقال فرمایا اس کو
میں اتفاق کما جاوے چاہے پیشین گوئی نہایت کوشش سے
میرنغیس مرحوم کے غیر مطبوع مرثیے ہم پہنچے ہیں جس کا انتخاب
ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ میر صاحب
کار نامک کس قدر گراہے۔

”جب گیسوی شکلیں کی گزہ شام نے کھولی چہرے سے رداہلی خود کام نے کھولی
شریہ و سپر شکر اسلام نے کھولی نیچے میں کر شاہ خوش انجام نے کھولی
سجہ کیا نیش نے صبا کو بچا کے مغرب کی اذان میں نہیں شکلیں تھکا
وہ شام غم انجام وہ جنگل کا اندھیرا نزدیک سے خیرہ نظر آتا تھا نہ ڈیرا
مناظر سے راحت نے جو نہ اپنا تھا پھیرا کوہِ تہمتی وہ رات کو نور آج ہے پیرا
سنا ریک نہیں ہوں گی یہ بات تو تکی ایسی کھی اب مضر ملک رات غوی
صحرائیں غضب تما شب عاشق کا آنا جہشتم میں تھا تیرہ و تار یک زمانا
اس رات سے تھا قافلہ راحت کا روانا وہ شب بھی ڈرائی تھی وہ جنگل تھا ڈرانا
شریہ جفا فوج الم تو بے ہوئے تھی نہایت تھا کہ گنہ اپنا بلا کھڑے ہوئے تھی
خوشیہ ہوا لشکرِ خسروے کے جو راہی دنیا میں ہوا دُخسہ فوجِ سیاہی
کی شام سے آکر شب تیرہ نے جو شاہی عالم میں ہوئی روشنی آنے کی سنہاہی
سلطنت نورانی کون و دکان میں ظلمت کا عمل میٹھ گیا ملکِ جہاں میں
تماغوب سے تاشا ترقی کسی جاہ اُجالا خالی کیں ظلمت سے نہ پستی تھی نہ بالا
نیک اپنا سیاہی نے دُختوں پہ جو ڈالا پتا بھی ہراک میر نظر آتا تھا کالا
غزقی جہاں سیاہی لکھنوی چھپا ہر روز گاہوں میں یہ پوش کھڑا تھا
اللہ سے اس رات کے چہرے کا یہ رنگ دان ذکر سے جس کے ہو خواہش و رنگ
ہی روح نکالوں میں کس طرح سے ہوں رنگ گوشہ تھا ہراک گوشہ تہ مارِ جہ رنگ
خوش خلق سے معدوم تہ بیچ بریں تھی اک لفظ سیاہی کا نہانے کی نہیں تھی
عالم میں جو ظلمت تھی سر شام سے جھیلی اخلاک پر رنگ تھی ستاروں کی بھی میلی

کچھ جانتے نہیں ہیں غرور کا کلہ زبان پر نہ آتا اکثر کما کرتے مجھے تو کچھ
بھی نہیں آتا ہے۔

کسی نے تعریف کی کہ ”آپ کے کلام میں بالکل میرنغیس مرحوم کا
رنگ ہے“ آپ بگڑ بیٹھے اور کہنے لگے ”یہ آپ نے کیا کہا وہ کجاؤ
میں کجا ہاں اُن کا میں ایک ادنیٰ خوشہ ہیں ہوں آپ نے ان کے
مرتبے کو بچانا نہیں۔“

اپنے سے چھوٹوں کے لئے بھی سلام کو پہلے آپ ہی ہاتھ اٹھاتے
نماز روزے اور احکامِ شریعت کے سخت پابند تھے۔

مرثیہ گوئی میں آپ کی پانچویں پشت تھی ایک مرثیہ میں فرماتے ہیں
عمر گزری ہے اسی پشت کی سیاسی میں پانچویں پشت ہے شیر کی تڑپ میں
پچاسی برس سے زیادہ سن ہوا ضعف اور قہامت کے ساتھ
عوارض بھی پیدا ہو گئے چند روز بیمار رہ کر ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ ہجری
مطابق ۱۹۰۶ء کو انتقال فرمایا جس وقت روحِ لطیف نے جہنمِ خالی
سے مفاہقت کی صبح کا وہ وقت تھا، تمام علمای کرام و علما نے
شریکِ خیر و مکلفین ہوئے جنازہ کو فوراً دریائے گومتی پر لیا کراشل لیا پانچ
بجے شام کو غسل سے فراغت ہوئی، تو جنازہ جو ک کی راہ سے
سید تقی مرحوم مجتہد کے امام باڑہ میں لائے مجتہد العصر میر آغا
مرحوم نے نماز جنازہ پڑھائی، اور میرزا نیرس مرحوم کے مقبرے میں مدفون
ہوئے۔ آپ کے مرثیوں کا ایک حصہ طبع ہو چکا ہے، باقی مرثیے
غیر مطبوع ہیں =

آپ کے فرزند میر خورشید حسن عرف دوا صاحب عروج کہتے ہیں کہ جنابِ مہفوز
نے ۲۵ رجب کو ایک نو تصنیف مرثیہ پڑھا، جس کا ایک شعر یہ تھا
لے دیکھو آیاتِ پرفیہ آزاد تذکرہ میر بر علی نیرس جہاں اس شعر کو وزیر نیرس کی
طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور وہ صحت بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مافوادہ مرثیہ گوئی
کے سلسلہ میں میرزا نیرس پانچویں پشت میں آتے ہیں۔ اڈیٹر

رؤسا، اُمراؤ و پیر سے جمع تھے میر صاحب کو تشریف لانے میں کسی قدر وقفہ ہو گیا آتے ہی دیکھا کہ ماشا اللہ مجلس بھری ہے گرمی کا زمانہ ہے لوگ اکتارہے ہیں آپ ممبر پر تشریف لے گئے فرمایا "اتماس و عاہے" سب نے دعا مانگی آپ نے ایک رباعی پڑھی - رباعی -

"مر جائے جو فرزند تو کیا چارہ ہے ہاں مبر علاج دل صد بارہ ہے
اصغر کو لٹا کے شہ نے تربت میں لکھا آرام کو اب یہی گوارا ہے
چند رباعیوں کے بعد مرثیہ شروع کیا -

تھیں طبع سلیم انجن اے اسن ہے پھر دیہ دل عاشق سلا سے سخن ہے
پھر طبع کناں چہرہ زیبا سے سخن ہے پھر شک فشاں طرہ لایلا سے سخن ہے
پھر نظر علم باد یہ بیبا سے سخن ہے پھر یوسف دل محو زینا سے سخن ہے
پھر ویش نظر طور تجلا سے سخن ہے پھر طبع کو ذوق من و سلوا سے سخن ہے
یاد آگیا پھر لب کو مزا شہد سخن کا پھر آج نہاں کھو تھی تہ فعل من کا"

یہ مرثیہ حضرت قاسم کے حالات کی نسبت ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں
"ہاں شادی و اقامت کام قمر ہے یہ عالم غم میں کہیں شادی چکیں بیاد میں اقامت
وقت بھی ہے عشرت کی بھی غفل ہے خرام کبھارے ہے کیو شب عاشق و محرم
دیکھا نہ سنا بیاد میں اس سچ و من کو دو لہ کو نہ پانی ہے تیرے دامن کو
غربت میں نصیبت ہے تامل ہے تعلق ہے نوشاد کی ماں خوش ہے مگر رنگ بھی فنی ہے
ماں چپ ہے دامن کی چکر سینے میں ہے اشکوں کو جو روکا ہے تو پرہ پر عرق ہے
کسی نے تیرے حیا میں کیا ہوتا ہے لکھا شادی ہے کہ سامان عزت ہوتا ہے لکھا"

عشرت لکھنوی

ضو تھی در محل میں دو دو تھا نور سبلی تھی رات کر پاتھا سایہ خیمہ سبلی
خار غم و اندوہ ہر اک دل میں گرا تھا پنہاں تھی ضیاء خلق میں اندھیرا تھا
وہ شام وہ عزبت وہ سیاہی وہ بیاباں نہ روشنی شمع کسی جا نہ چسپراں
پھر تھی تھیں نبی زادیاں سب غم و حیران دھلکی تھی روباں تھی زنجیر کے پڑیاں
فرمان تھیں کل حشر بیاہوئے گا لوگو یہ ات جو گز سے گی تو کیا ہونے گا لوگو
اس مرثیہ میں میر صاحب نے شب عاشق کا واقعہ نظم کیا ہے
پھر تاریکی شب کا سین (منظر) دکھایا ہے بعد لکھا ہے کہ امام
عالیہ تمام نماز عشا سے فرصت کر کے مناجات میں مشغول ہوئے
سحر ہوئی یار و انصار و بہر تک قتل ہوتے رہے پھر حضرت
علی اصغر شہید ہوئے اور حضرت بانو کا بین تو دردناک طور پر
نظم کیا ہے :-

"اے بانو سے غدیدہ و مصطفا و عراؤ اب ممبر کرو اشک نہ آنکھوں سے بہاؤ
تیکے علی اصغر کے دچھاتی سے لگاؤ مجاؤ گی گندارے کے نزدیک نہ جاؤ
عقلمیں ہیں آفت کی بیابی میں پیہاں کھدائیں ان کے جو تیکل کی کرے ہیں
یہ مستغنی سرپٹ کے بانو یہ بھاری ہے مرے ہتھ تری تربت کے تیرا ہری
تم بھٹ گئے کیونکر کروں گریہ و زاری غالی ہوئی یاں آ کے بھری گود بھاری
بھینے کی نہیں گزرتیں پاؤں گی بیبا میں پیٹتے ہی پیٹتے مر جلن گی بیبا
یاد آتا ہے اماں کو تہساراد و نہکنا وہ پھول سا رخ گرگی آنکھیں وہ جھپکنا
مٹھ کھول کے ہر بار مرے مٹھ کو نہکنا جھوٹے میں وہ ہے دو دو وہ بے ایک بلکنا
طاقت نہیں ماں کے دل میرے بیبا کیونکر تیں آرام ملا تب میں بیبا
دلا آرام کی بارہ درمی میں ماہ جب کی سالانہ مجلس تھی سین

ساری عراخبار ہند و لاہور بالکل مفت اور سیکڑوں روپے نقد انعام لینا چاہیں تو فوراً اخبار ہند و لاہور کا نمبر منگا کر
دیکھیں جو کارڈ آئے پر بالکل مفت بھیجا جائے گا۔ مگر اپنا نام اور پتہ مفصل اور بالکل صحت لکھیں۔
مبصر اخبار ہند و لاہور

اخبار و ادبی نگاری

عزیمت کہ آوازہ منصور کھن شد
لکھنے کو تو اس موضوع پر سارسار رو اخباروں نے اپنے اپنے
اجرا کے وقت کچھ نہ کچھ غور رکھا ہوگا۔ لیکن ہمیں یاد آتا ہے کہ مستقل
مضمون لکھنے کا شاید یہ دوسرا ہی موقع ہے۔ اردو اخبارات رسائل
مفصل فقہ میں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ اچھے اچھے اہل قلم اس طرف
متوجہ ہو چکے ہیں۔ اور روز قلم دکھا چکے ہیں۔ اس مضمون سے ہمیں تو
روز قلم دکھانا مقصود ہے اور نہ کوئی جدت۔ بلکہ صرف وہ معلومات
جو تجربات اور تحقیق و تدقیق کے بدولت حاصل ہو گئی ہیں ممکن ہے
کہ ڈورائڈیشن مصلحت سنج اہل ملک اس سے زیادہ مفید رائیں قائم
کر چکے ہوں۔ پھر بھی ایک ایسے شخص کی اسے غالباً یکاثر ثابت نہ ہوگی
جسکی عمر کا بیشتر حصہ اسی تجربہ میں گذرا ہے۔

اب سے پیشتر جس کو تقریباً پندرہ سال ہوئے ادیب کا ہنام
ایک رسالہ فیروز آباد سے شائع ہوا تھا جس کے کل بارہ پرچے نکلے
تھے اور دوسرے سال سے بند ہو گیا۔ مگر اتفاق سے اس کی پسلی
اس نام کے دوسرے جاری ہوئے تھے۔ یورپ میں بھی ایک نام کے چند
اخبار ایک وقت شائع ہوتے ہیں۔ بہ حال ایک تو حیدرآباد سے نکلتا تھا اور دوسرا
فیروز آباد میں فیروز آباد سے جاری ہوا تھا جس کے ادیب سید کریم علی صاحب
تھے۔ ایک سال تک شائع ہوتا رہا پھر بند ہو گیا۔ یوں تو حصہ ۱۸۷۷ء میں پہلے پہل
رسالہ دلاکڑا مولانا عبدالحکیم صاحب شریعت سے نکالا تھا۔ اس کے ادیب کا فخر مولانا
کو ہے۔ اور دوسرا یوپیو ۱۸۷۷ء میں شائع ہوا لیکن ہندوستان میں موجود
کے رسائل کا پیشرو ادیب ہی تھا۔ اس سے پہلے چند گلدستے بھی نکلتے تھے
جن میں فقط شاعروں کی غزلیں ہوا کرتی تھیں۔ اس طاق کا قدیم ترین رسالہ
پیام یار ہے سید کریم علی صاحب کے رسالہ کی دیکھا دیکھی گلدستوں میں بھی شری

من از سر بنجلوہ دہم دار و رسن را
اشاعت میں چوٹی کا مضمون عنوان بالا کا جزو اول تھا یعنی اخبار
کے معنی کیا ہیں؟ جہانگیر میں خیال ہے اس بحث کا اصلی ماخذ
زیادہ تر انسائیکلو پیڈیا کا وہ مضمون تھا جو نیوز پیپر کے تحت میں جا کر
انگریزی داں یا عربی داں حضرات سے یہ کہہ دینا کافی ہو سکتا
ہے کہ انسائیکلو پیڈیا خواہ دائرۃ المعارف کو دیکھ لیں۔ مگر ہمارے
مخاطب اردو داں ہیں اور ہماری ڈیٹا اردو۔ اور بدقسمتی سے وہاں
اردو اخبارات کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اسلئے ہمیں جزو ثانی لکھنا پڑیگا
اور وہ بھی مفصل تفصیل بھی وہ نہیں جو ایک آدمہ (اردو اخبارات کی)
ڈائریکٹری میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ وہ صحیح جو بہ تعاضا سے توت
لازمی ہے۔ یا وہ جو مشاہدہ و تجربہ نے بتایا ہے۔

اخبار جمع ہے عربی لفظ خبر کی جس کے معنی میں نئی باتیں۔ اپنی
معدیت کو۔ بھی خبری سے تعبیر کرتے ہیں۔ انگلستان میں مخصوص
شاہان مغلیہ کے ہمیں اخبار نگار و قلم کار ہوا کرتے تھے جو ایک انگریزی یا
مغنیان بطور ضمیر شائع ہونے لگے۔ ۱۸۷۷ء میں بالکل ادیب کے طرز پر
لاہور سے بنیاد جاری کیا گیا۔ اور شہر اہل قلم کی نگاہیں جو ادیب کو دعوے نہ
ہی تھیں۔ ایک ایک اخبار کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ ملک میں رسالوں کا فروغ
محسوس ہونے لگی۔ پھر تو میسور رسالے نکل پڑے۔ وکن ریویو۔ اردو رسالے
الغیر ذہ۔ عالمگیر۔ کمال دہلی۔ الحکم۔ فنیع الملک۔ صحیفہ زمانہ، زبان،
ادیب الافغان، الناظر، المشرق، الشمس، کشمیری سنگین، تنویر المشرق
علا سے عام بار شاطر علی گڑھ ضلع، خلاصہ، معیت، قانون، الحجاب، معارف و غیرہ۔

Newspaper

Encyclopædia

Diary Directory

روزنامہ میں روزمرہ کے واقعات قلب بند کرتے تھے۔ جس کی نقل صدر دفتر کے ذریعہ سے بادشاہ کے پاس بھیجی جاتی تھی۔ اور اصل مسودہ مورخوں کے ہاں رہتا تھا۔ جس سے تاریخ نویسی میں مدد ملتی تھی۔ جن جن بادشاہوں نے اپنے زمانہ کی تاریخ آپ لکھوائی ہے۔ ان کو یہ انتظام کرنا پڑا ہے کہ ان روزناموں کے مسودے یا نقلیں تاریخ نویس کے پاس بھیجنے کی تاکید کر دی۔ چنانچہ آئین اکبری و اکبرنامہ کی ترتیب کے لئے اکبر اعظم کو یہی انتظام کرنا پڑا تھا۔ بہت سے اخبار و قرائع نگار ترقی کر کے شاہی دربار کے تاریخ نویس و سوانح نگار ہوئے گئے۔ جیسے منشی محمد امین قزوینی مولف الجہان نامہ (دور اول) ملا باقی زماوندی مولف مائثر حمی۔ ارادت خاں افصح صاحب قرائع ارادہ خانی۔ محمد خاں مولف توڑک اقبال نامہ نگاری وغیرہ۔ اس مفید طریقہ و بکار آمد محکمہ کی پوری کوشش کے لئے الگ مضمون چاہئے جو پھر کبھی لکھنا جائے گا۔

یورپ میں اخبار کا مفہوم :- خبر کو انگریزی میں نیوز کہتے ہیں اور اخبار کو باعتبار رواج نیوز پیپر۔ نیوز کے لفظی معنی ہیں تازہ و تازہ نئی باتیں، جدید معلومات۔ ان واقعات کی پہلی اطلاع جو اب تک ظہور میں نہ آئے تھے ایسی خبروں کے مجموعے اور ان واقعات و سوانح کے شائع کرنے کے لئے جو پرچہ ہوتا ہے وہ نیوز پیپر کہلاتا ہے۔ اس کی اقسام بہت ہیں۔ روزانہ۔ ہفتہ وار۔ ماہوار۔ بعض مہلک ممالک میں گھنٹے گھنٹے بھی اخبارات نکلتے ہیں۔ دن میں دو بار شائع ہونے والے اخبار تو بہت ہیں۔ پھر ان کے نام بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ اور غرض کے اعتبار سے بہرہ بھی بڑھا ہوتا ہے۔

ولايت میں اخبار سے مراد وہ پرچہ ہے جس میں خبریں ہوں۔ حال کے واقعات کی اطلاع یا رپورٹ کا وہ طومار جو تھوڑے مگر

باقاعدہ عرصہ میں شائع ہوتا ہو۔ اور جو یا تو فروخت کیا جاتا ہو، یا مفت تقسیم ہوتا ہو۔ ایک ایسا روزانہ، ہفتہ وار، خواہ ہفتہ میں دو بار شائع ہوئے والا پرچہ جو روزمرہ کی خبریں دیتا ہو۔ مثلاً عامہ سیلی ہونے کا قانون سازی، قوم کے موجودہ حالات، مقامی یا صوبہ کی عام خبریں، علوم و فنون، مذہب، تجارت، بیوہار کے مسائل پر بحث ہو۔ بازار و منج کے حالات ہوں۔ آئینہ مرآت و اطلاعات جس سے عوام کو دلچسپی ہوتی ہو۔ یوں تو اخبار کی سیکڑوں قسمیں ہو سکتی ہیں لیکن بالعموم اخبار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عام اور دوسرا خاص (۱) عام اخبار وہ ہے جس میں ہر طرح کی ایسی اطلاعات اور خبریں ہوں جو بغیر کسی تفریق کے عام مذاق کے لئے مفید ہوں (۲) خاص اخبار وہ ہے جس کا مقصد خاص خاص امور پر بحث کرنا ہو۔ مثلاً مذہب، پرہیز گاری، ادب، قانون، وغیرہ سے متعلق مسائل خاص جگہ رکھتے ہوں۔ اور عام خبریں اُس میں بطور ضمیمہ ہوں۔

معنی کی جامعیت کے لحاظ سے کہتے ہیں کہ لفظ نیوز کے چار حروف ذیل کے چار الفاظ کے ابتدائی حروف ہیں

N نارٹھ بمعنی شمال یا اُتر
E ایسٹ بمعنی مشرق یا پورب
W ویسٹ بمعنی مغرب یا بائیم
S ساؤتھ بمعنی جنوب یا دکھن

اس نشیبت سے اخبار کو چاروں اُتار عالم کی خبریں کا دفتر ہونا چاہئے۔ اس صنعت کا لفظ ہماری زبان میں ایسا نہیں ہے جو ترکیب لفظی کی جدت کو کیساں طور پر ظاہر کرے لیکن معنی کی وجہ سے اس پر حاوی ہو جاتی ہے۔

اخبار کی تاریخ :- پہلے پہلے اخبار کتب، کہاں اور کیوں شائع ہوا؟

کے فیض کا ایک نتیجہ ہے۔ اسلئے یہاں کی مروجہ اخبار نگاری کا چشمہ ولایتی اخبار نویس کی کوتاہ دہنیا ہو گا۔ وہاں بھی اخبار کا اصلی مفہوم اُس وقت سمجھا گیا جب اٹھارھویں صدی میں اڈلین جیسے تبصرہ یار فارم کا اس میدان میں قدم چما۔ ابتدا میں سٹائے سے لٹا کر ٹیکر اسٹیل کے ساتھ ہو کر اڈلین ایک رسالہ شائع کرتا رہا جس کا نام ٹیکر تھا۔ اسی الو الغرم بٹانی ادیب نے دعویٰ کیا تھا کہ ”جس طرح سقراط نے فلسفہ آسمان سے زمین پر لایا اور اپنے محفوں میں بچھلایا اسی طرح انجمن مجلس - چائے خانہ اور قہوہ خانہ میں بچھلانے کے لئے فلسفہ کتب خانوں - اسکولوں اور کالجوں سے میں الاولیٰ گا“ اور واقعی اُس نے اس کا عملی ثبوت بھی دیا۔ جس کی مثال تمدنِ برطانیہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ٹیکر سے الگ ہو کر اس نے اپنا ایک رسالہ نکالا جس کا نام تھا اسپیکٹیلر - خوش فہمی کی برکت دیکھو کہ جبکہ اُس کا سلسلہ جاری ہے۔ سچ پوچھو تو اخبار و اخبار نگاری کا پورا حق اس کا جاننا ہے ادا کیا قوم کی حالتِ سندھیا کے لئے اس نے کیا کچھ نہ کیا۔ بھیس اس نے بدلا۔ روپ اس نے بھرا۔ متمدن ممالک کا سفر کیا۔ وہاں کے آثارِ قدیمہ سے فیض اٹھلایا۔ ہر مجلس ہر جماعت اور ہر تہل میں شریک ہو کر خوش حال و بد حال دونوں کے حالات سے سچی عبرت حاصل کی۔ اور جو کچھ تجربات و مشاہدات نے بتایا اُس کی بہترین تصویر کشی کچھ قوم کو غیرت مند بنا دیا۔ غرض کہ علمِ تمدن کا سبق پڑھا کر سب کو یکساں طور پر بالال کر دیا۔ اُس زمانہ میں انگلستان کا بھی ایسا ہی مذاق مگڑا ہوا تھا جیسا آج ہمارے ملک کا جس کا روزِ ناخود اذین جا بجا رویا ہے۔ اسپیکٹیلر کے مضامین انصافِ ادب میں اب تک داخل میں پڑے پڑے ادیبوں نے اس پر ویسا پتہ لکھے ہیں۔

اس کا پتہ لگانا ایک حد تک دشوار ہے۔ بہر حال اس بارہ میں اہل چین کو فوقیت دی جاتی ہے۔ اور وہی اخبار کے موجد قرار دئے جاتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ چین کا قدیم ترین اخبار جو کینگ گزٹ کے نام سے اب مشہور ہے دسویں صدی عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ لیکن اہل یورپ کہتے ہیں کہ اس دعویٰ کے ثبوت کافی نہیں ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں کہ چینوں کی ترقی قدیم الایام سے چلی آتی ہے۔ پھر اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ اخبار کے بھی موجد ہیں تو حیرت کی کوئی وجہ نہیں۔ آخر مطبع کی ایجاد تو چین میں ہی کی ہے۔ سب سے پہلا انگریزی اخبار ویکلی نیوز بتایا جاتا ہے جو لندن سے ۱۶۲۲ء میں شائع ہوا تھا۔ جرمنی و اطالیہ میں اخبار کی ابتدا سولہویں صدی عیسوی سے بتاتے ہیں۔ اگرچہ یہ قول فعل ہے کہ جرمنی کا قدیم ترین اخبار فرلفینورٹز ہل ہے جو ۱۶۱۱ء میں شائع ہوا تھا۔ ممالکِ متحدہ امریکہ میں سب سے پہلا اخبار پبلک اکرنسز نامی مقام بوسٹن سے ۱۶۷۱ء میں جاری ہوا۔ مگر پھر نہ کرویا گیا۔ اس کے بعد ہی بوسٹن نیوز پیپر سٹارٹ اے سے شائع ہونے لگا۔ وہاں کا قدیم ترین اخبار جو اب تک جاری ہے نیو ہیپسٹارٹ گزٹ کے نام سے مشہور ہے جو ۱۷۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ فرانس میں پہلا اخبار گزٹ ڈی فرانس ۱۶۳۱ء سے شائع ہونے لگا۔ سوئیڈن میں پہلا اخبار سٹارٹ سے جاری ہوا۔ ڈنمارک میں ۱۶۶۷ء سے۔ ناروے میں ۱۷۷۱ء سے۔ بلجیئم ہالینڈ میں ۱۷۷۱ء سے۔ آسٹریا میں ۱۷۷۱ء سے۔ روس میں ۱۷۷۱ء اوڈر کی میں سب سے پہلا اخبار سٹارٹ سے شائع ہونے لگا۔ مختلف ممالک کے قدیم ترین اخبارات کی یہ ایک اجمالی فہرست ہے۔ ان کے اغراض و مقاصد سے یہیں یہاں بحث نہیں ہے۔

ہندوستان میں موجودہ روشن کے اخبار کا سلسلہ ولایت

ہندوستان میں مطالعہ اُس وقت قائم ہوئے جب کپٹی کی رہا حکومت تھی۔ اُس زمانہ میں ایک آدھ اخبار بھی نکلتا تھا لیکن اُسکی کوئی ایسی وقت نہ تھی۔ عہدار ڈولسلی سے کچھ پیشتر کلکتہ سے آٹھ ہزار اخبارات نکلتے تھے۔ ان میں سے کلکتہ گوٹ جو حقیقت میں نکال گوڈنٹ کا اخبار تھا اب تک جاری ہے۔ اگرچہ صورت و اغراض میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اخبار ہر کار اور انڈین گزٹ دونوں کو ایک کر کے انڈین ڈیلی نیوز نام رکھ دیا گیا جو اس وقت ہندوستان کے ممتاز اخباروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بقیہ پانچ جو معدوم ہو گئے ان کے نام یہ تھے۔ دی کلکتہ کویر۔ دی نکال ہرل دی ایٹیاٹک مر۔ دی ورلڈ۔ دی ٹیلیگراف۔ لارڈ ڈولسلی پہلے گورنر جنرل تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں قانون مطالعہ جاری کیا جس کا ایک دفعہ یہ تھا کہ باغی و سرکش اڈیٹر جلا وطن کر کے یورپ بھیجے جائیں گے۔ اُسی زمانہ میں اس عمل بھی کیا گیا۔

۱۸۵۷ء میں مارکونٹ آف رینٹن نے قانون مطالعہ کو منسوخ کر دیا اور اخبارات پھر جاری ہونے لگے یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں ان کی تعداد گیارہ تک پہنچ گئی۔ یعنی پھر یورپین اور پانچ ویسی اخبارات تھے ان میں سے تین روزانہ۔ ایک ہفتہ میں دو بار اور دو ہفتہ وار شائع ہوتے تھے۔ اس کے بعد سر چارلس ٹکناٹ کا زمانہ آیا۔ یہ بڑے علم دوست اور عالم نواز حاکم تھے۔ چنانچہ کلکتہ کی امپیریل لائبریری (سابق ٹکناٹ ہال) ان ہی کی یادگار ہے۔ ان کو اشاعتِ علم کا بلا شوق تھا۔ ہمیشہ اس فائیں لگے رہتے تھے کہ ہندوستانوں کے تبادلوں خیال کا معقول انتظام کیا جائے۔ آخر مطالعہ و اخبار کی آزادی کو بہترین ذریعہ تصور کر کے اس مسئلہ پر زور دینے لگے۔ اُن کی یہ عبارت واقعی اب زرت لکھنے کے لئے آئینہ جلیٹ ایسٹ اٹلایکینی۔

قابل ہے کہ میں اپنی ذات سے ہمیشہ آزادی مطالعہ کا حامی رہا ہوں محض اس تحقیق کے باعث کہ ان کے اقدامات ان کے نقائص سے کہیں رفیع و اعلیٰ ہیں۔ اور میں پھر وہی رائے قائم کرتا ہوں ان کی اس رائے سے دوسرے اہل الرائے حضرات نے اتفاق کیا۔ اور آزادی مطالعہ کا وہ مشہور قانون جس کا مسودہ کلکتہ جیسے مدبر زمانے نے تیار کیا تھا خود سر چارلس ٹکناٹ نے ۱۸۵۷ء میں بحیثیت گورنر جنرل نافذ کر دیا۔ اس کے اجرا سے یہی فائدہ یہ ہوا کہ ہر شخص عام مسائل پر آزادانہ رائے زنی کرنے لگا۔ اور چار برس تک بغیر و خوبی لوگ تبادلوں خیال کرتے رہے۔ ملک میں اس کے مفید نتائج نمایاں ہونے لگے۔ یہاں تک کہ عد ۱۸۵۷ء کی وہ بد نصیب گھڑی آ پہنچی۔ اور جان و مال کی تباہی کے ساتھ علم و فن کی ترقی بھی ایک حد تک رک گئی۔ اُسی سال لارڈ کیننگ نے قانون مطالعہ پھر جاری کر دیا جس سے اخبارات ایک حد تک پابند ہو گئے۔ اور آزادی میں کمی ہو گئی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ کچھ ساتھ گھٹن بھی پس جاتا ہے۔ لیکن اس قانون کے اجرا سے علوم و فنون کی اشاعت یا تبادلوں خیال میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا اور نہ ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ پاکبازی اور نیک نیتی دو ایسی صفات ہیں جو انسان کو آزادی و لغویات سے ہر طرح بچا سکتی ہیں۔

گھاسن ڈی ماسی فرانس کا ایک زبردست ماہر السنہ مشرقیہ تھا۔ ایک مدت تک وہ ہندوستان میں سفر کرتا رہا۔ یہاں کے حالات سے بہت واقف ہو گیا تھا۔ اُردو زبان کا جادوہ تھا۔ مشعلوں میں شریک ہوتا اور کبھی خود بھی دوچار اشعار موزوں کر لیتا تھا۔ اس کے مہوطن اس کو اُردو کا عالم قرار دیتے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ اُس کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔

اخباروں کی غرض اُس وقت کے لئے مفید ضروری تھی۔ ان دونوں اخبارات کے نام نگار بھی اُس زمانہ کے مشہور اہل قلم تھے۔ مثلاً سید کریم علی ستوتی امام باڑہ ہو گلی جن کی ریاضی دانہ کو لائے نے تسلیم کیا ہے۔ مولانا سید عبداللہ اول پرنسٹنٹ مدرسہ ہو گلی وڈھا کہ نواب حسن الملک ممدی علی خاں۔ مولوی چراغ علی جیڑا بک پروفیسر کلاہ اللہ۔ نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین۔ سید محمد محمود۔ حالی وغیرہ۔ ان بزرگوں کے علمی و فلسفیانہ مضامین جو ان اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے وہ اتناک یادگار ہیں۔ سرسید کو تو بار بار اخبار بند کر دینا پڑا۔ لیکن یہ بھی اُن ہی کا استقلال تھا کہ جب موقع ملا اخبار کو زندہ کیا۔ اردو گائیڈ کا پایہ بھی کچھ کم نہیں۔ سرسید کی سلامت روی کی داد دینے والا۔ اُن کی حمایت کرنے والا۔ اور ناصح شفقت کی طرح اُن کی غلط روی سے اُن کو متنبہ کر دینے والا اُن کا یہی معاصر تھا جس کے خلوص کا شکر یہ خود سرسید نے جابجا ادا کیا ہے۔ تہذیب الاخلاق رفتہ رفتہ علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شامل کر دیا گیا۔ رہا اردو گائیڈ وہ اخبار اس سلطنت کلکتہ کے ہاتھوں بکا۔ اکثر نامور اُشاپر داز اس کے اڈیٹر بھی رہے۔ لیکن یہ کچھ ضرور نہیں کہ ہر اہل قلم ویسا ہی اہل الرائے اور مدبر ہو جیسا اڈیٹر کو ہونا چاہئے۔ سچ کو چھپو تو اس کی جان کشمکش میں گئی۔ مالی حالت اگر درست رہی اور مالک قدردان ہوا تو ایسا اڈیٹر نہ ملا جو ملک و قوم کی ضرورتوں کو بہنو ان آسن سمجھے اور بتا وطن کے ذہن نشین کرے خوش قسمتی سے اگر اڈیٹر ایسا مل گیا

۱۷ ابتدائیں دولت ایران کے شاہی بخیر تھے۔ ۱۸ آریل ٹاڈا کر عبد اللہ لائے سروری ان ہی کے صاحبزادے ہیں۔ مولانا سید عبداللہ ایک بزرگ عالم تھے۔ ان کی تصانیف بہت ہیں۔

اس نے چند کتابیں اردو زبان اور اردو کے شعرا کی نسبت لکھی ہیں اور وہ نہایت مقبول ہوئیں۔ اس کے تذکرۃ الشعرا کا ڈاکٹر فیلن نے اردو میں ترجمہ کرایا۔ بمقام پانچا سٹھہ میں جب ”زبان اردو“ پروڈیو پانچ سالانہ تقریر کرنے لگا تو اس نے کہا تھا کہ ہندوستان میں ۲۷ اخبارات جو قسم قسم کے ہیں اس وقت بزبان اردو شائع ہوتے ہیں اور ان کے مفصل حالات بھی بیان کئے تھے۔ پھر سٹھہ میں دوبارہ اسی نے بیان کیا تھا کہ اُس تعداد میں ۷۱ اخبارات کا اور اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ اُن کی اشاعت وادبی مراتب نسبتاً کم ہیں۔ اس پر بھی ان میں سے ایک کی اشاعت چار ہزار پرچوں تک پہنچ گئی ہے۔

اس بنا پر بخوبی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو میں اخبار نگاری کی ابتداء گذشتہ صدی کے آغاز سے ہوئی۔ لیکن باقاعدہ اردو اخبارات غدر کے بعد شائع ہوئے۔ سٹھہ میں اودھ اخبار شائع ہوا جو اس وقت تک جاری ہے۔ سٹھہ سے اخیر تک سرسید کے مضامین جو اخلاقی۔ تمدنی اور ملکی اُشاپر دازی کے بہترین نمونے ہیں علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوتے رہے۔ سٹھہ سے اودھ سچ شائع ہونے لگا اور اردو زبان میں ظرافت کی جو کمی تھی وہ پوری ہو گئی۔ پھر سٹھہ میں ہندی کا قدیم تراخبار بھارت تر نکلا جو اب تک جاری ہے۔ سرسید مرحوم کو زبان کی اشاعت و محافظت کا بہت خیال تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ملک میں ذرا ق صحیح پھیل جائے۔ اس غرض سے سائنسی فنک ایسوسی ایشن قائم کیا۔ اور تبادلۂ خیال کے لئے رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا جو غالباً سب سے پہلا رسالہ ہے۔ دوسرا اخبار اردو گائیڈ کلکتہ سے شائع ہوتا تھا۔ زمانہ کی نامساعدت نے قاعدہ کلیہ کے رو سے ان دونوں کو بھی نہ چھوڑا مگر اس میں شک نہیں کہ ان

خبر کو تو ساتھ لے گئے اب یہ نیا مجتہد بننے چلا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ ہماری باتیں خواہ مخواہ بھی مان لی جائیں۔ ہمارا مسلک ہے یہ مقولہ کہ "نادان اگر نادانی کی کسے تو مان لو اور نادان سے نادانی ہو جائے تو درگزر کرو" ہماری باتیں من گھڑت نہیں بلکہ حقائق ہیں جو تجربہ و تحقیق سے حاصل ہوئی ہیں۔ جس مصلحت سے کہ گے رکھ دو گے ظن غالب ہے کہ وہ یہ ہی نتیجہ نکالے گا۔

اُردو ہی کچھ مختصر نہیں ہے انگریزی اخبارات میں بھی سب ویسے نہیں جیسا ہم سمجھے ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ جس وقت ولایت میں اخباروں کی کانفرنس ہوئے تو کبھی، جس کو تین چار سال کا عرصہ ہوتا ہے تو انگریزی اخبارات مثلاً انگلینڈ، اسٹینڈرڈ، پائیر وغیرہ کے اڈیٹر منصوبہ باندھے تھے کہ ہم ہی بطور ناخب اخبارات ہندوستان سے طلب کئے جائیں گے لیکن سب کے سب اپنا سانس نہ کر رہے تھے جب وہاں کی کانفرنس نے حکم دیا کہ انڈین ٹیلی ویژن و نیٹوائی کے اڈیٹروں کو منتخب کیا۔ اور ظاہر ہے کہ ولایت اخبار نگاری کی کوٹلی ہے۔ وہاں کے مہجرین کی رائے سند کے لئے کافی ہے۔

یہ دعویٰ فضول ہے کہ بنائے ملک کو اخبارات کے پھلے برے کی تیز نہیں۔ خوب تیز ہے اور ہم کو اس کا تجربہ ہے کہ جب کوئی خاطر خواہ یا مفید مطلب اخبار در سالہ ان کے پیش کیا جاتا ہے تو وہ ان کی قدر رجوع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی اشد ضرورت کو محسوس کرنے لگتے ہیں۔ البتہ یہ مذاق عالم کی رسم وقت ہو سکتا ہے جب اس کی کد کی جائے۔ اور یہ اخباروں کے ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ ہوتے ہوئے سب کچھ ہوتا ہے۔ آخر ایک ہی دن تو یہ سارے اخبارات بیکل پڑے تھے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ لوگ بھی متوجہ ہوں گے۔ "زیست" میٹروں اور فتنے بام آہستہ آہستہ لیکن وہ اخبار ہمارے مذاق کی کیا اصلاح کرے گا جس نے ہم کو ایسی غیر ممکن جبروں کے

جوان محزورتوں کو پیش نظر رکھ کر بنائے زمانہ کی حالت سدھارنے کے اسباب ہم سچا کے تو مایا کی حالت درست نہ رہی یا مالک قدر و زہر ہا ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں دو اخبارات نے اخبار کا یو راق ادا کیا۔ لیکن یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اُس زمانہ کی روش کے مطابق ان دونوں نے ملک و قوم کی ضرورتوں کا کچھ بڑا اندازہ نہ کیا تھا۔

ان دونوں کے بعد ہندوستان میں اور اور زبانوں کے علاوہ اردو اخبارات کی بھی کثرت ہو گئی۔ چنانچہ ۱۹۷۷ء میں حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے اخبارات کی تعداد ۳۵۰ تھی جن میں ہر زبان کے اخبار شامل تھے۔ بتیرے اخبارات پر سرسید مرحوم کا یہ قول صادق آیا کہ جس کے پاس کاٹھ کی ایک مشین اور دو پتھر لگئے وہ اڈیٹر بن بیٹھا اور انکا اخبار نکالنے۔ ایسے اخبارات کی غرض یہ ہی ہو کر تھی تھی کہ ایک دوسرے کی ترقی کے درپے ہو جائے۔ کینہ بعض حسد۔ عداوت اور اسی قسم کے جتنے برے خصائل ہو سکتے ہیں سب کام کر اخباری بنایا گیا۔ اور جو کوئی میں ان کی عمر صرف ہوئی۔ ایک نہیں سیکڑوں ایسے اخبار تو ہماری نظروں سے ہو گزرے جو آج نکلے اور کل بند ہو گئے۔ بصدق "بدنام کنندہ نکلنا ہے چند" اس کا ملک میں یہ برا اثر پیدا ہو گیا کہ کسی اچھے نئے اخبار کا چندہ اگر پیشگی طلب کیا جائے تو لوگ دینے سے ڈرتے ہیں۔ وہ سمجھنے لگے ہیں کہ اس کا حشر بھی اوروں کا سا نہ ہو۔ اور پیشگی مفت میں جلے۔ اخبار والے خیال کرتے ہیں کہ ملک میں اخباروں کی قدر دانی کا وقت ابھی نہیں آیا ہے سوال یہ ہو گا کہ ایسے اخبارات قبل از وقت ناپید کیوں ہو گئے؟ اسلئے کہ عزم راسخ نہ تھا اور جب یہ نہیں تو یہ استقلال کہاں اور جب یہ استقلال نہیں تو جو دن ہٹھکے غنیمت نہیں لعجب خیر ہے۔ اعتراض ہو گا کہ تو انکو کھانا اور تیرے خیالات انکو کچھ بعض مترض تو یہ بھی کہیں گے کہ بتیرے لیڈر کی

الگ ہو جائیں گے ایسی حالت میں اگر اندھی تقلید سے وہ کام لے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ایسی خبر کہ ایک آدمی کے پاؤں سر سے لگے ہیں اگر نہ دے تو کیا کرے؟

تعجب ہے کہ ہماری محرومیتوں پر اسے زنی کریں یورپ کے وہ اخبارات جن کے اڈیٹروں یا ناشرین نگاروں نے ہندوستان کی معنی کسی ہندوستانی کا منہ تک نہیں دیکھا ہے۔ اور نہ کریں ہم کہ ہمارا نشوونما کا گوارہ ہندوستان ہے۔ بے شک ولایت میں ایسا اخبار بھی ہے جس نے خواجہ غلام الثقلین کی کتاب پر تنقید کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ ایک ہندو فلسفی کی تالیف ہے۔ اس کے خیال میں سلمان کے نام کے ساتھ محمدؐ ہونا ضروری تھا۔ اس حدیث کی جگہ اگر ہندوستان ہی لکھ دیتا تو نکتہ چینی کی جگہ نہ رہتی بلکہ اور فنون کے علاوہ

اخبار نگاری میں بھی اہل امریکہ نے بڑی ترقی کی ہے۔ وہاں اس فن کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی ہے۔ اخبار نگار کو بیرون کسی اڈیٹر کے ساتھ کام کرنا ہوتا ہے۔ اہل امریکہ کی پوری تقلید مصر لپ نے کی ہے۔ اور اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ گویا اس فن کے وہی موجد ہیں۔ اخبار نگاروں کی وہاں ایک انجمن قائم ہے جس میں بڑے بڑے ماہرین فن جو مروجہ علوم پر عبور رکھتے ہیں شریک ہیں فلسفہ یا ایسے ہی علوم و فنون کے لئے غیر زبانوں میں جو خاص خاص اصطلاحات ہیں ان کو عربی لغت میں داخل کرتے جاتے ہیں۔ اور اس طرح زبان وسیع ہوتی جاتی ہے۔ اسی سلسلے جب کسی بکار آمد فن کی کوئی نئی کتاب یورپ کی کسی زبان میں شائع ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس کا ترجمہ عربی میں ہو جاتا ہے۔

معیار اخبار ایک الگ بحث ہے جس کو ہم آئندہ کے لئے علیہ۔ اسی طرح ہندوستان کے ایک انگریزی اخبار نے لکھا تھا کہ شہر اکتی باز کا آئندہ ہے۔

پڑھنے کا عادی کر دیا ہو کہ ”اٹلس کی جگہ ایک مرغی نے بچہ دیا اور وہ بھی تین ٹانگوں کا تھا“ یا یہ کہ ”اہل یونان قتی ترقی کر گئے کہ خدائی میں بنا لگانے لگے تھے۔ اسلئے خدا نے ان کو غرقاب کر دیا“ حالانکہ دو مرغی نے اٹلس کی جگہ تین ٹانگوں کا بچہ دیا اور نہ یونانی عقائد کے لئے۔ واقعہ یہ ہے کہ یونانی گریک کہلاتے تھے جس کو عربی نے غرائی کیا۔ ہوتے ہوتے بعض جغرافیہ نویسوں نے اس کی ترمیم میں وہ بے بنیاد قطعہ ضم کر دیا۔

بات یہ ہے کہ بلند حوصلگی و جدت پسندی کا ہمیں موقع ہی نہیں ملتا اور سب سے جتنی کے باعث غائر نظر ڈالنے کی قوت و طاقت دونوں کو ہم کھو بیٹھے ہیں۔ اسلئے کہ ہم میں اس کا مادہ نہیں مادہ ضرور ہے لیکن فرض منصب کا وہ ذمہ دار خیال جس سے کام کرنے کی دلوں میں سچی تحریک پیدا ہوتی ہے ہمارے پاس کھٹکتی نہیں پاتا۔ واقعی اس بارہ میں ہمارے اکثر اخبارات ایک حد تک مجبور بھی ہیں۔ کیونکہ ایک سالانہ اور ہزار سو۔ ”غریب اڈیٹر“ خود کو نہ کرو خود کو نہ ”ہوتا ہے۔ اڈیٹر کیل تو خیر اڈیٹر کا حصہ ہی ہے۔

تراجم وہ بھی اڈیٹر کے ذمہ۔ مراسلات وہ بھی نامہ نگاروں کی طرف سے اڈیٹر ہی لکھ لیکھا۔ کاپیوں کی تصحیح۔ پروف کا پڑھنا۔ پتھروں کی اصلاح۔ بد قسمتی سے اگر اڈیٹر خوشنما ہوا تو کتابت بھی اسی کے حصہ میں آتی۔ سارے امور اسی کے سر میں۔ بھلا غور تو کرو مہتمم کے سات دن اور پورے سات کام سرور ناجی کے خالے تو پڑھو اب غریب کو وقت کہاں کہ غور و خوض سے کام لیکر مضامین میں غمگننگی پیدا کرے تحقیق و تدقیق سے معلومات جدید بہم پہنچائے لطف یہ کہ ساتویں دن پر چھ وقت پر نکل بھی جائے۔ ورنہ خیر

لٹ (Greek) یعنی باشندگان گریس (Greece) جو بحر ایونی میں واقع ہے۔ اسلئے وہ یونانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

یہ کہ ہماری جدت کو ناظرین خواہ مخواہ پسند کریں گے۔ اس سے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اخبار کی اشاعت بڑھتی ہے اور عوام کی ضرورت بھی رفع ہو جاتی ہے جو اخبار کی غرض ہے۔ معنی ایسے ہوں کہ سلامت روی و مذاق صحیح پیدا ہو جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اپنی جدت نہ تو کیا کہنا ہے۔ تباہ و زخاں کا اخباری ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بادشاہ سے لیکر رعایا تک بلا سفر کی دروسری کے یکساں طور پر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہمارے ایک دوست رنگون گئے تھے کہتے تھے کہ وہاں ایک قلی بلاوہ بلکلف اب انگریزی بول لیتا ہے وہ امریکہ گیا تھا اُس نے دیکھا کہ جو فرد وہاں چار آئے مزدوری کماتا ہے وہ بھی دو آنے لگا کر اخبار لیتا ہے اور راستہ میں پڑھتا جاتا ہے۔ اُن کی دیکھا دیکھی اس کو بھی شوق ہوا کہ ب کے ہاتھوں میں کاغذ ہے اور میں یوں ہی بے لگ کیا کہیں گے۔ لینے کو تو اس نے بھی اخبار خرید لیا۔ مگر اور ب نے پڑھ کر فائدہ اٹھایا ہمارے دوست نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا پایا اس نے کہا کہ سفید کاغذ پر سیاہ حروف اور تاسف! کچھ لکھو کیوں پڑھنا نہ آیا۔ ہمارا یہ تجربہ میرے کہ اگر عزم راسخ ہو۔ اور خیر مغزی سے کام لیا جائے تو ملک کی حالت بدل دینے سے اخبار کافی ہے۔ بہت ملکہ اخبار میں اس کی قابلیت اور ماوہ ہو۔ پوچھا جائے گا کہ انہاں ملک کا جب مذاق بگڑا ہوا ہے تو یہ کیونکر مناسب ہو سکتا ہے۔ اجمالی صورت اُس کی یہ ہو گی کہ اچھے مذاق کا اُن کو عادی بنایا جائے۔ اور یہ ممکنات میں سے ہے۔

اٹھار کھتے ہیں لیکن ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ اخبار کتے ہیں نئی
جدید معلومات، اور تازہ واقعات کے مجموعہ کو اور اس معنی میں اس قدر
وسعت و جامعیت ہے کہ بہت سے جزویات اس کے تحت میں
آجاتے ہیں چونکہ عوام کے مذاق یکساں نہیں اسلئے ہر شخص اپنی
غرض سے اخبار دیکھتا ہے۔ جن کو صرف خبروں کی تلاش ہوتی ہے
وہ واقعات عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ادیب ادب کو
ڈھونڈھتا ہے۔ مورخ تاریخ کو۔ حکمران سیاسی مضامین کو۔ ناظر
اقتصادیات اور بیوپار کو۔ غرضکہ جس طبقہ اور جس خیال کا آدمی ہوگا
اُس کی جستجو ویسی ہی ہوگی۔ ع۔ ”فکر کس بقدر جہت اوست“
آج کل لوگوں کی توجہ ایک حد تک سیاست کی طرف ہے اور
خیار کا جزو اعظم یہی بہرہ ہوتا ہے۔ چونکہ اس بہرہ کو زیادہ اڈیٹر
سے تعلق ہوتا ہے اسلئے پہلے نگاہ اُسی پر پڑتی ہے۔ حکمرانی
اور ملک گیری بھی تعلیم پر مبنی ہے اسلئے علم بھی اسی بہرہ کا اولین
زریعہ قرار پاتا ہے۔ ملک کی مالی حالت بغیر تجارت کے درست
نہیں ہو سکتی اسلئے اخبار کی زرخیزی کا بھی اول مسکن یہ ہی
ہونا چاہئے اب تک تو کوئی خدا کا بندہ ایسا نہ کھڑا ہوا جو بلا
امید نفع اخبارات مفت میں شائع کرتا رہا ہو۔ اگر ایسا کیا بھی
جلے تو وہ اخبار سب سے پہلے بند ہو جائے گا۔ ہر تجارت کا
یہ اصول ہے کہ بازار میں جیسی چیز نکلے ویسی چیز بنائی جائے
تیر کہ مارجا اپنی حدت سے کوئی چیز بنا کر لائے اور یہ خیال کرے کہ
بازار والے خواہ مخواہ اس کو خرید کریں گے۔ اسلئے اخبار کے
مضامین بھی پڑھنے والوں یا اِنسانے ملک کے خاطر خواہ ہوں

العیب جنوری سنہ ۱۹۱۳ع



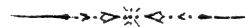
العیب یونیورسٹی کی نئی عمارت

انتہی پریس الہ آباد

ادھر آ تو پھول والے

یہ صد اکیس کی سنسکر کہہ لایزچ والے وہ کھڑے پکارتے ہیں ”ادھر آ تو پھول“
وہ زمانہ کہ مٹی کا وہ بناؤ سادگی کا کہ پڑے ہیں کانوں میں بھی سادہ سا
وہ ہے رنگ ارغوانی وہ اٹھان بچوں وہ شہر چتر میں ہیں کہ میں میں جی کے لالے
وہ ادا ادا میں سنی وہ حیا حیا میں جی وہ نظر نہیں جاوے کہ جو چاہے میچ گالے
وہ شانت اور کین وہ لب آنکے کتنے تیری مہ لو میں مال آئے جوں ابرو وید میں لالے
وہ مزہ کے تیرا نت وہ نگاہیں اک قیامت جو ادب وہ عی ہے جوں ہیں وہ والے
مجھے کر دوس پریشانی کہیں کبیرے کبیرے مرسے دل کے ہوں نہ گاہک مرسے دل نہ بجا
یہی راز داروں میں یہی پردہ واردوں میں جن میں جلیوں سے دیکھا ابھی ہم نے نہ سچا
نہ تو شوق در باری نہ تو خود نمائی کشش ایسی حسن کی ہے کہ کھینچے کھینچے والے
کوئی شیخ مبتلا ہے کوئی رہمن خدا ہے کوئی کھینچتا ہے آپس کوئی کر رہا ہونے والے
تری شوخیوں کے صدمہ تری س مسکراؤں کہ تڑپ تڑپ گئے ہیں جسے کھینچنے والے
مرے دل کو ہے یہ حسرت کہ وہ دست نازاغت
پھڑسی ادا سے کہدے ”ادھر آ تو پھول والے“

صفدر مرزا پوری



بیا

ایک چھوٹا سا پرندہ دیکھنے میں ہے بیا پرندہ ملنے بھی کی ہیں موجود میں خوبیاں
ہوتا ہے بچپن میں بھورازنگ کچھ سیانے اک برس کے بعد پھر ہوتی ہیں رنگ آنکھیں
موسم باران میں صلیا ہوتا ہے بیک کالاس جوتے ہیں اس وقت چارے رنگ پھر سنے
سر کے اوپر کتھی اونچے پیرا زور رنگ کلک قدرت کی عیاں ہو جاتی ہیں گل کاریا
بعد بارش پھر وہی ہے رنگ اصلی کی نو انقلاب دہرے کچھ کہ نہیں تسلیاں

شام جوانی

لو آیا پیع شام جوانی لائی مزہ شام جوانی
آئی رات مرادوں والی بدلی صورت بھولی بھالی
تازہ انگلیں جوش پرانی لاکھوں امیدیں لیکر آئیں

بے جفا کش وہ بلا کا ہے غضب کا و قتل کیسی خوبی سے بناتا ہے وہ اپنا آئینا
بین کے مانند ہوتا ہے بلا شک گھولنا اُس شجر پر جو بلندی میں ہو چھوٹا آسمان
نرگسے تیار کرتا ہے خود اپنی چونچ سے مادہ لا لار دیا کرتی ہے اسکو تیلیاں
کام میں مشغول گاہے نہ کبھی ختم نہ راگ سے آباد رکھتا ہے وہ اپنا آئینا
حقیقت خوب ہی شایاں ہے اسکے نام کہتی ہے کہ اسکو میٹر بڑا انگریزی زبان
آشیانے میں نقطہ برسات میں رہتا ہر وہ موسم گل میں ہے وہ سیاح گلزار جہاں
بچوں کے رہنے کا گھر بھی وہ بناتا ہر وہ انکی عقل و فہم و دانائی کا ہر کوئی نکلیاں
ایک ٹھو الامتصل ہوتا ہے جیچہ خوشما واسطے بچوں کے ہیں موجود سب کچھ بیا
ساتھ بچوں کے رہا کرتی ہے مادہ رات کو نہ کی جاہے یا بندہ دل یا کمرچ آئینا
گیلی مٹی گھولنے میں وہ لگا کر اک طرف اُسپاں گلہ بناتا ہے بجائے شمعوں
شمع بزم افروز کئے کر یک شب تاب کو جس سے ہے پور زور تہارت کو اسکا کھا
اپنے مہجندوں کا ہو جاتا ہر وہ شمع افروز آگئی گریات کوئی نا خوشی کی درمیاں
کیا بیاں سے کہوں جنگ جمل کا حال کیسی کیسی کرتا ہے وہ معرکہ آرائیاں
گھولنے کو کاٹ دیتا ہے وہ اپنی جوتے کو توڑتا ہر وہ کوہی لیتا ہے بچوں کی ملی
جوش زن اسکی رگوں میں زرد خون تھا جس سے ہو خالی نہیں کوئی بھی خلوق جہاں
اپنے آقا سے بھی وہ مالوس ہوتا بہت سستے ہی آواز اسکی سست ہوتا ہر رواں
جسکی قدرت کا ہے اک ادنیٰ اگر شہر یہ بیا
وہ ہے صنایع حقیقی - خالق کون مکان

باسط بسوانی



لیجا ایگا آفتان خمیہ زلال سوے منزل شرموشاں

راہ شفق ہے چار پہر کی

جلد خبر رو شام و سحر کی

شفق عدا پوری

انقلاب

اگلی سی اب حسینوں میں عنائیاں نہیں وہ دلفریباں وہ دل آرائیاں نہیں
دُورِ دُرازا دستیاں اسکی عیاں نہیں دلیر دراز دستیاں اسکی عیاں نہیں
حدِ ادبِ بعد بناتے ہیں رات دن وحشت زدوں کے پائوں اب بڑیاں نہیں
جس پائے نازیں کو تھا رنگ جنا بھی با اب لوٹ اور موزے بھی اسکو گراں نہیں
رہرو کاراہ دیکھ کے جس سے تپا چلے اب نقش بائیں اگلی سی وہ خوبیاں نہیں
بھوکے اب حسینوں کی کیا ستر ہو پیا پازیب اور چھوڑ دے باقی نشانیں نہیں
کارے چشم شوق سے اسکو مناں کئے گردن کی اب مراح میں وہ تیلیاں نہیں
فیض جو رنگ پان دمی کے خلاف ہے تو پوڑ اور پینٹ پہ بھی مہرباں نہیں
خزیر سر سر مٹھ ہی ہے اب سر لہر غلط برقی نگہ میں اگلی سی وہ تیریاں نہیں
افشاں بھی مہ حبیبوں کی نظر سے لگتی انجم میں نام کو بھی تپین و چٹاں نہیں
مشاط اور سولہ سنگا اب نہیں بکار کتے ہیں سادگی سے سو کوئی فشاں نہیں
عارض پہ زلفیں دوش پگدی نہیں ہے بھائی وہ سادگی ہے کہ جب کیاں نہیں
گھوگھٹ مصیف مڑہ کی ہیں کھائے نئے نگر بھالے میں اب نگاہ کے نوک شاں نہیں
ایرو کی تیغ میں وہ روانی نہیں رہی تیر نظریں اب وہ بھری جلیاں نہیں
ہتھیار چھوڑ بیٹھے حسین اپنے کیا سب قانون اسلو تیغ ادا پر رواں نہیں
تینس کا شوق اور کرکے کی دوش تفریح کا مقام وہ ہام مکان نہیں
کانوں سے گر کے بازوں میں آئیں مگر اب حسن کے بھنوریں کی کھچلیاں نہیں
وہ دن گئے کہ جب شرکا نے قول تھا غائب کرے حسینوں کی بھار و بال نہیں
وہ سم و جھجک وہ حجاب اب نہیں با فانوس برقی شمع کا کچھ پاسباں نہیں

عمر نے لکے شباب کا غارہ کردیا حسن کا گلشن تازہ
سبز خط بھی نمونہ آیا سنبل تر لب بھو لہرایا
سرخ لگی گالوں پہ چکنے رنگ لگا کندن سا دکنے
نیچے دو ابرو سے بلالی جائے جنکا وار نہ خالی
تاراسی دھم جالی نکھیں نور کے سانچے میں ڈھالی نکھیں
پل کی راتوں میں جاگنے والی بادہ عشرت کی متوالی
پلکیں ریلی دور سے لگانی مردم دیدہ دست شرمائی
قد وہ چھیر میرا بھول سا پہل حسن کے پتھوں کا سر پہل
پھولو پھسلو نہ عمر جو لالہ اتنا مسیرا کتنا مانو
کس بل پر نہ بہت ابرنا کیساں کسب رہتا جز مانا

صبح پیری

شام جوانی بنے جانوالی صبح پیری ہے آنے والی
یہ نقشہ یہ سن زبے گا رات کچی اور دن زبے گا
تیر سا بانکا قد یہ کشیدہ آدن ہو گا کماں سا خمیدہ
گدیوے پر خم کائے کالے بجاٹنگے روئی کے کالے
بچپن کے رشتے ٹوٹیں گے مژدے ساتھی چھپیں گے
جھینگی پڑ جائیگی کرویاں بکھر تیگی موتی کی لڑیاں
دھاکے میں سوئی پڑیو آکھیں ہوں تو پوش نبھالو
نور کی عینک ضعف پیر سے چڑھکے اتر جائیگی نظر سے
کام نہ دیکھنا نظر بھی ڈہری ہو جائے گی کمر بھی
اٹھنا بیٹھنا پھر ناچنا دروازے تک گھر سے نکھنا
منہکل ہوگا وہ بھر ہوگا گھر زناں سے بدتر ہوگا
جھڑیاں لینگے بوئے اعضا ہاتھ ملائے کھا اگر عشا
لیکے عصا سلیم کو احسن ہوگا نقیب اہل بھی حاضر

فرض تھا اپنا بزرگوں کے طریقہ پر عمل
بخش دیتے تھے خطا میں کھولتے تھے غصہ
نقش تھا گویا ہمارے دل پہ انجام غور
دور ہم سے رہتی تھی تاریکی کذب و دروغ
ہم میں جو اطوار تھے وہ سب کچھ دلفریب
کھنڈا ہل زمانہ بکھوڑ کھتے تھے عزیز
تھی خود آرائی کی بو، نے خود ستائی کی بو
گو طبیعت اپنی تھی لاریب محتاج مدد
شکوہ حق تھا زبان پر نہ گلا تھ دیکھا
ماں نکی ہیں رکھتی تھی تو یقین نہ تھا
کس فضا سے برسر ہوئی تھی اپنی زندگی
پاک و پیچھے پیار سے ماں کے غلط پر شاہ
تاڑ جاتے تھے نگاہ شفقت و انفاخ شرم
گو کھیا لیتا تھا اکثر بھوکوں دلفریب
ہاں لاج تمہیں نہ یوں ہر دم میں نکاڑ
روز بننے تھے زیارے شرار آسمان
کچھ خبر کھتے تھے اُس دورِ ترحم میں نہ تھا
وہ بھی اک دن تھا کہ تھے تکیہ و غیثہ
آہ اے ایام طفلی! آہ دورِ انتقاش!
آہ اے عہدِ راحت! آہ لے وقتِ نشاط!
تھر مشورہ مانہ ہے جہاں کا انقلاب
کاش آجائے وہی دن پھر بھرا کر لیکبار!

اقبال در ماسحر

پر دہ جو درمیان سے اٹھا اُڑی دوئی
منبر پر چڑھ کے آپ وہ کرتے ہیں غلوئیہ
تصنیف لکچر اور مطالعہ رات دن
عشاق کو حینوں سے ملتا ہے یہ جواب
اٹلس سے نام غلیغ و تشاد مست گیا
بکرنگی ایسی حضرت نیچر کو بھسا گئی
اب شاید ان پاری و آئینہ کی باج
بر پامیاں بھی دوش کی ہو چنگ زنگی
کیا دیکھتے ہی دیکھتے دنیا بدل گئی
کیتی یہ ردنا روتے جو تم کس کے سامنے
اب کوئی بھفیر نہیں رازوں میں

کیفی دہوی

ایام طفلی

ہاں وہ ایام طفلی ہاں وہ وقت قرار
ہاں وہ عہدِ تغافل ہاں وہ لیل و نمار
ہاں وہ دن پاک تھا عصیاں حبِ پناہ
ہاں وہ دن جب کوئی دل ہم سے آزرہ نہ تھا
دیکھتے تھے شوق سے نظارہ ارض و سما
نیک و بد سے کچھ نہ مانہ کے دفعی ہلاخ
ہر جگہ سامانِ بچگی عیاں تھا سرسبز
تھا ہمدردی میں اپنے کچھ تناوٹ کا لگا
کچھ متعز سے مقام طلب نہ کبریت تھا
گو کہ تھے معصوم نہ ہی تھی اپنے خبر
دوست اور دشمن میں کرتے تھے نہ مطلق امتیاز
ہاں وہ عہدِ تغافل ہاں وہ لیل و نمار
جب عیاں تھی ہم میں مشکِ شانِ بہت کردگار
حرف آتا تھا زبان پر اپنے جو وہ خوشگوار
یوں ہی ہم کرتے تھے حمدِ صنعت پروردگار
سادگی اپنی روش تھی راستی اپنا شمار
کوئی شے نہ دیک اپنے تھی نہ اصلا بہ قبا
اشک تھے پانی نہ برساتی تھی شہرِ اشکبار
چاہتا تھا جو ہمیں ہم بھی اُسے کرتے تھے پیا
قلب میں یکسر بھری تھی الفتِ خالہ غنا
اک جگہ پاتے تھے اپنی آنکھ میں اغیار و یا

آکھ میں ہو گیا تار یک زما دلے ماہ

چھبے دنیا میں شب بھر جی رہی ہوتی ہے

دیگر

یادِ اودھ

یکشش مرنے پہ بھی یہ اثر پروانہ
سُنع تک پہنچا ہے اڑ کے پروانہ
جل کی شمع بھی بر غاست ہوئی مغل بھی
کس سے پوچھیں کہ کون اب خبر پروانہ
ضبط گریہ پہ بھی کچھ اشک غل کی گئے
سُنع نے دیکھا ہے جلتے ہوئے پروانہ
کوئی بات پہ مغل میں اسے شرم آئی
مر گیا شرم سے اٹھانہ سہ پروانہ
مجھے کہتے ہیں کہ جل بھی گیا اور غل بھی
دیکھ اس طرح کا دل یہ بھر پروانہ
کچھ ہمیں جانتے ہیں اسلوبِ تحریر میں
کس مصیبت سے ہوئی ہے تحریر پروانہ

ماہ عظیم آبادی

سرایا نکلا آنے سب شوق نہاں کنا
اگر کجا کجا تیرا زبان ہنسناں کنا
ڈراتا ہوں جو پر نہ ہوئے شمع نے
اب قاضیوں جو کنا ہو گئے تو ہاں کنا
کوئی معشوق جو خنصاں پر آن کوئی
بہت ہی شاق ہے سب کجا اہل کنا
وہ برہم مجھ ہیں میں کس طرح پوچھوں کنا
گراں گذرے کجا آئیں یوں نصیب شمس کنا
کوئی آیا تھا در تک سوچ کر کچھ ہو گیا ہیں
وہ خواب ناز سے بیدار ہوں تو پاس کنا
غضب انداز تھا وعدہ کا اتنا لکھو
نظر نیکی کے خال کا آہستہ سے ہاں کنا
تڑپنے کی بھی اب رست بڑی نکلی ہے
کوئی دن میں مجھے بسل کے بدلے نہج کنا

بسل

آخری شاہِ اودھ سے بھی سب لکھنو
لکھنو اُن پر ذرا وہ تھے نثار لکھنو
جانِ عالم کے زمانے کے نہ کُن کُن
گو کسی کے ہاتھ میں ہوا سخت یا لکھنو
گو کہ اب اجڑا کین ہے صورتِ ناز
اس پہ نہ جنتِ مالکین بس لکھنو
سب کو پیارا ہے وطن کو ہو رہے شہر
اُن سے پوچھو دیکھتے تھے جو بہار لکھنو
ہرم عشرت ہر جگہ تھی و جہِ راحت
کیوں نہ لکھنو میں پھر میں لکھنو
کون کہتا ہے برا نہواں تیرے خلد کو
ملتی جلتی تھی مگر طرز بہار لکھنو
چارہ معصوم کی اس میں ہے بقا
بڑھ گیا جنت سے بھی بیشک و لکھنو
نام نامی قدسیہ نواب کیم وہ خطاب
اور نصیر الدین حیدر یادگار لکھنو
لازم و ملزوم کا نقش تھا ان سب کے سب
لکھنو اُن کے لئے وہ افتخار لکھنو
یاد آتا ہے وہ میل جبکہ قصیر باغ کا
ہے ہر اک دلیر جواب تک یادگار لکھنو
اک طرف پتھر کی وہ بارہ درمی تھی لاچو
جلوہ کرتا اطراف واں شہر یا لکھنو
”اے زما، اب یہ اسکی قدر صدقین
ہرگز دل سے اٹھا اب اعتبار لکھنو

ماہ عظیم آبادی

غزلیات

رب کے بعد زمانے میں خوشی ہوتی ہے
باغ میں گریہ شبنم پڑتی ہوتی ہے
درد دل کرتے ہیں ظاہر تو وہ سوا ہوگا
چمکے رہتے ہیں تو لذت میں کمی ہوتی ہے
جب کسی سے کوئی معشوق جدا ہوتا ہے
وہ بھی کیا رنج و مصیبت کی گھڑی ہوتی ہے
پوچھئے اوس سے بادل کھوئے ہوئے
آپ کیا جانے کیا دل کی لگی ہوتی ہے
یوفا کہتے ہیں معشوق دستِ ادا رکھو
عاشقوں کی یہی اک بات ہری ہوتی ہے

مذت کے تجربے ہیں مے دل سے پہچنے معشوق چاہے لطف ہے جب لگائیں
 ناسمجہ سب بجا کر بڑا رنگ ہے مگر سارے جہاں کے لطف پر کمال لگائیں
 دلہنگی کے شکر ہے سامان ہو گئے کچھ ہمعصر ملے اس قید خانے میں
 سارے زمانے دل سے فراغ ہو گئے اک حال ہے فقط ہمیں یاد اب مانے میں
 تم پر مصیبتیں کوئی حامد نئی نہیں ایسے بہت سے واقعہ گزرتے زمانے میں
 کوئی چراگے نوامیس کے مال دو حامد برا کو نہ کسی کو زمانے میں
 قہر کے دم سے چھپے ہیں شعر و سخن کے خوب
 حامد ہمیشہ شاد رہیں یہ زمانے میں

حامد لکھنوی

قیل شوق دید تو سوا ذکر مجھے کرنی پرے ز منت تاب نظر مجھے
 عکس شکست حسرت عالم ہے جلوہ گام جہاں تابے ہر آن شکستہ مجھے
 اکوڑہ عبا رہتا ہے سدا سر ہے مانق نظارہ ہی مانتہ مجھے
 یہی ہوئی ہے ہر غفلت گنہ آغاز خام یاس ہے گویا خبر مجھے
 قید وجود ہے سبب عشق ناقص تعلیم دے رہی ہے یہ اکی خبر مجھے
 نے تجودی سے واقفان یار کیا اپنی خبر سے خبر مجھے
 نکتہ ہی دو نامہ سوزاں نگار آتا ہے خواہشاں گل خستہ گل مجھے
 محمود نظرت دل تو نہیں تھا بقدر درد
 قسمت سے مل گئی یہ امانت مگر مجھے

سال نو کا خیر مقدم

(انتیجہ غلجھڑت شکستہ بند شری)

ہوا خیر مقدم ترا سال نو کما سب نے لیا گیا سال نو
 ہر اک شخص سے تو نے لکھا دیا نیا سال آیا ہوا سال نو
 جہاں کو ہوا تیری آمد کا علم کیا سب نے چرچہ ترا سال نو

ہزاروں پارہ دل بغض کے ساتھ کھینچے عداسے اہ انتہی ہے دلیل کارواں ہو کر
 کہاں کی بے شغلی جلوہ تکلید کھاناؤ گرگی دل پہ کجی آتش خطاں ہو کر
 تمہیں ہو دل نہیں کیا پردہ امیدیں اگر تمہیں پیش نظر پھرتے ہو کیا قصور چاہ کر
 قیامت کو تماشا دیکھ لینا میزبان کا ابھی ویراں کئے ہیں خانہ دل میاں ہو
 خزاں کے پردے میں گویا مارتا زلفی نکلتا ہے دم آخر بھی آہ تو بچکان ہو کر
 کہاں سے لاؤں چاہا ہر باں کی کوئی کس عدو سے کہتے ہیں کی وہ مجھے بگاڑ ہو کر
 اکیلا گھومتے کب وہ شہسوار حسن عاتابے
 مے ارمان بھی جاتے ہیں بیل بھٹا بھٹ

بیل بھٹا بھٹا

کم اس روش کے لوگ میٹھے زمانے میں خدمت کریں چین کی پیر آشیانے میں
 سب کچھ خدا نے ہم کو دیا ہے زمانے میں چشم طمع جو بند ہے آشیانے میں
 ایسا بھی تو قسمت نہو یار زمانے میں غالب نفس میں روح مری آشیانے میں
 سارا جہان پھر تو نفس ہے زمانے میں آزاد گریباں نہیں آشیانے میں
 اک دل کی دور بین لگا کر زمانے میں چودہ طبق کی سیر ہوئی آشیانے میں
 پڑتی ہو جیسے اُسکے زردل سے پوچھئے ڈالے خدا نے کوئی مصیبت زمانے میں
 اُسکے عطاے خاص میں ہوتی ہنر کی جو تھا وہی سماں ہے کسی آستانے میں
 وہ سادی انکی دفعہ وہ اخلاق دلپند ایسے کوا نکھیں مہم جو ہنر کی میں آستانے میں
 تعریف کس طبع جو خدا ساز بات کی سو سو مے نکلتے ہیں الٹا کہ ہمارے میں
 مدت کے ستر کرے ہیں گزروں کے درونے بھڑی ہے کہتے کوٹنگے لذت فسانے میں
 اک روح زندگی جسے کہتے ہیں حق شناس وہ وہ دہائیں ہیں کسی کے فسانے میں
 دُہرائے جہاں تک اسے پائیکا لطف باتیں نکلتی آتی ہیں دل کے فسانے میں
 چٹکی بندھی ادھر تو ادھر صید ہے شکار کیا ہے تقنا بندھی ہوئی ایکے فسانے میں
 پڑھنے اپنے کام میں مصروف ہے مگر بیکا ہیں تو ایک ہم اس کارخانے میں
 سوچھی یہ کیا ہیں اسی محدود عقل پر نو دخل ہے خدا کے کسی ایک کارخانے میں

پھر بری ہے کیا ہوا ہے عیشِ اترانی ہوئی
سال نو آیا ہے یا آنے میں آیام نشاط
دیکھئے جسکو شرابِ عیش میں مخمور ہے
چل رہا ہے آج ہر اک بزمِ عیشِ عالم نشاط
گٹ رہا ہے آج باغوں میں زرنگِ پیزار
بت رہا ہے آج گلزاروں میں الغام نشاط
کیا طرب انگیز ہے آغازِ تیرا سال نو
ایک دن ہوگا ترا انجامِ انجام نشاط
سال نو تیری تحریر ہے یا کہ جمعِ عید ہے
جنوری ہے شامِ تیری یا کہ ہے شامِ نشاط
آج گلخانگِ طب سے گونج اٹھا چہل
کیا عجب جو آسمان پر بھی جو گلہام نشاط
آج سب جھگڑے کھیرے لگیں اور کین
سال نو نے پھر اچھالا دھرمِ نامِ نشاط
جنکے آیا ملہمِ عشرت جہاں میں سال نو
جنوری نے پھر سنا یا آکے العامِ نشاط
گلشنِ عالم میں پھر آئی ہمارا سال نو
پھر نظر آنے لگے نقشِ دنگار سال نو

پھول برسائے گی پھنسل بہا لیکے برس
پھر چین میں ہوگی ساقی کی پکار لیکے برس
پھر بسنت آئنگی پھر ہوگی ترانہ سنیاں
دیکھئے پھیرے گا پھر مطرب بہا لیکے برس
باغ میں کوئٹگی پھر جوشِ طب میں کلیمیں
پھر سنائیگی نہیں نغمے ہزار ایکے برس
ہولیاں پھر گانگے پھر آئینگا ہولی کا دن
رنگ لیاں پھر کھینکے بادہ خوار لیکے برس
آئنگی پر آئنگی عید الفطر پھر آئنگی
پھر سائینگے نہ پھولے روزہ دار لیکے برس
پھر سناینگے سب ہی لندن میں پھر آئنگی
پھر مبارکباد دے گا جائینگے تار لیکے برس
پھر دیوالی آئنگی برس سیکھا پھر نورازاں
پھر منور ہو گئے امصار و دیار لیکے برس
آئینگا پھر جیت اندکا دن آئے گا
جائینگے پھر سوئے کعبہ ماںِ خاں لیکے برس
آئینگا پھر کار و مینش دے ہمارے شاہ کا
پھر بیٹے خرمی کے ہشتار لیکے برس
پھر بڑا دن آئینگا پھر ہوگا سامانِ طب
ہر طرف پھر ہوگی تھہرے کی پکار لیکے برس
کٹ گئی ہے جھڑک روزِ ازل سے آج تک
پھر بوس کٹ جائینگے لیل و نہار لیکے برس

ہوئی بچہ کو تیری خبیر
لگا تو ہر اک کو بھلا سال نو
زمانے میں ہے تیرے آنے کی خبر
ہے عالم تجھے دیکھتا سال نو
وہ اہل قلم جو دستار میں ہیں
کیا تو نے سب کا بھلا سال نو
کہ قطعی دی پہلی تاریخ کی
کیا سب پر احسان نیا سال نو
مارس کے لوگوں نے بھی شادنا
کہا تو مبارک ہے آ! سال نو
دفا تر مطالع نے اور لیل نے
کیا خبیر مقدم ترا سال نو
بھلا برن کو تجھے نسبت ہی کیا
تو اک آن میں آگیا سال نو
دسمبر کی آئیں کو سوئے جب
تو موجود مطلق نہ تھا سال نو
یکم جنوری کو اٹھے جبکہ لوگ
ہر اک شہر و قریہ میں تھا سال نو
تماشہ ہے اک آن میں آگیا
ہر اک ملک میں لوگیا سال نو
یہاں تک کہ عالم کے پردہ پر تو
پھرا اور وہیں رہ پڑا سال نو
ملاقات تو نے جو ہر اک سے کی
تو ہر شخص تیرا بسا سال نو
ملا کوئی عملیں کوئی شاد کام
مگر تجھے ہر اک ملا سال نو
کسی نے کہا بھلو خوش آمدی
مبارک ہو آنا ترا سال نو
ہوئے ہیں کہیں تیری آمد کے گیت
مچا ہے کہیں قہقہا سال نو
کہیں رقص ہے سازِ باج سے تھا
مچا ہے کہیں چھما سال نو
غزل آمد آمد کی گاتا ہے ایک
ترانہ کہیں زمزمہ سال نو
ہمارے جوشا عین ان کی پہچ
ہے مضمون ان کو نیا سال نو
لکھیں گے بہت ساقی تارے تیرے
مچائیں گے غوغا بڑا سال نو
دکھائیں گے تھکوائے رنگ میں
کہے شہد ہے پروا سال نو

سال نو

(نقید فکر حضرت اختہ جلال آبادی)

۱۰ سالگرہ۔ ۱۰ یادگار یومِ تاجپوشی ملکِ منظمِ خارجِ خمب۔

۱۰ بمعنی مرحبا۔ آفریں۔

بیلوں نے پھر سنا یا آج پیمانہ نشاط
پھر چین زادوں نے باغِ صالحِ اعوان نشاط

اڈیٹوریل تصاویر

اسے پانچ تصویریں شائع کی جاتی ہیں جن میں ایک رنگین ہے جسے توسع زیادہ تر بڑے وہ تصاویر شائع ہوا کرتی ہیں کی نسبت متقلص مضامین ہونگے۔ دو تصویروں کی تفصیل ہے۔

(۱) اہلیا کی ٹھین تصویر انڈین پریس کے ایک فوجیوں کی ہتھیاری کا نمونہ ہے۔ یہ پاکباز خاتون گوتم کی بیوی تھیں شگل میں پھول چرن رہی تھیں لڑکھ بوشا پھول ملایا جملہ ہاتھوں لیکر قدرت کی دلکش صنم کا ہوا کر کے لکھنؤ انعام سے اندر ادھر اٹھنے۔ دیکھتے ہی پھول تو اہلیا کے ہاتھوں میں۔ باورنگاہ دیوتاؤں کے راجہ کی جانب سے تصویر نے اسی انسان کے منظر کو کھایا ہے۔

یہ تصویر گو یا مرزا کا دلان کے اس شعر کی تفسیر ہے کہ
"گوش برسانند و بوش برآوردن باب" (۲) چاند سلطانہ کی تصویر کی علامتد مرحمت درکار نہیں ہے۔ چاندنی بن کے تحت میں جو مضمون ہے نصیحت کے لئے کافی ہے۔ ۳۔ تصویر ہمارا جد گائیکو اڑا باغابہ کی تصویر کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کچا نامی ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی مشہوریت حضور کی روشن خیالی کا نتیجہ صنعتی کا پتہ کھلا بھون (۱۲۰۰) ہے جسے مفصل حالات اس کے شان کے جاتے ہیں۔ (۴) تصویر مجلس میر تقی میر کی وضاحت کے لئے وہ مضمون کافی ہوگا جس کا عنوان ہے "میر تقی میر لکھنؤ"۔ ۵۔ الہ آباد یونیورسٹی کی نئی عمارت کا افتتاح سر جان پٹ باغابہ سابق انجمنٹ گورنر صوبہ متحدہ نے فرمایا تھا تقسیم سادات کا پرانا اس عمارت میں ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ء کو منعقد ہوا تھا اس صوبہ میں یہ عمارت واقعی قابل دید ہے۔

ادارہ ادیب

نامہ نگاروں سے گزارش ہے کہ:-

(۱) مضامین واضح خط میں وزن کے ایک طرف لکھا کریں۔

(۲) ہر مضمون بجائے خود مکمل ہو۔ تا تمام مضامین شائع نہ کئے جائیں۔

(۳) ہر مضمون کے نیچے نامہ نگار کا پورا نام ہوا ورنہ فرضی نام بھی ہو۔

شائع کرانا چاہتے ہوں۔

(۴) مضامین جو کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں وہ

ادیب میں دوبارہ شائع نہ کئے جائیں۔

(۵) مضامین کم از کم اشاعت سے ایک مہینہ پہلے دفتر ادیب میں

پہنچ جائیں۔ اور وقتی مضامین تو اس سے بھی پیشتر۔

(۶) مضامین جن میں سیاسی امور پر بحث ہوگی۔ ذاتیات پر حملے ہونگے۔ مذہبی

تعصب تو تو میں میں اور لسانی جھگڑے ہونگے جو مجرب اخلاق ہو کر آتے ہیں۔

ہرگز ہرگز قبول کئے جائیں۔

(۷) مضامین جو کسی وجہ سے شائع نہ کئے جائیں وہ داخل دفتر کٹیں

جائیں۔ جن نامہ نگاروں کو ناپسندیدہ مضامین کی واپسی منظور ہو

وہ اپنے مضمون کے ساتھ معصومہ لکھی روانہ کر دیا کریں۔

(۸) مضامین یا ادارہ سے متعلق جملہ مراسلات ذیل کے پتہ سے بھیجے جائیں

اڈیٹور ادیب

انڈین پریس الہ آباد

میں یقین ہے کہ رفتہ رفتہ اس نمائش کے چار چاند لگ جائیں گے۔

بریں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اُردو کی احتیاسی و ناشائلی ہے کہ بعض روشن خیال جو ترقی اُردو کے حامی ہیں اکثر غیر زبانوں میں تبادلہ خیال کیا کرتے ہیں اور اُسی کے دلدادہ ہیں اگر ضرورتاً وہ ایسا کرتے ہیں تو کتبہ یعنی فصول ہے ورنہ حد درجہ قابل الزام ہیں۔ اکتساب کمال بری چیز نہیں ہے اور نئی روش کی تقلید میں ضرور دخل ہے۔ لیکن نہ اس طرح کہ کو اچلا منس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا تجربے کہ خدا کی قوم ہماری دہی زبانوں کی نگہداشت کی فکر کرے اور ہم بے فکر رہیں۔ لارڈ کارمیکائل بالغاؤ گورنگال اسکول کا سامنا فرما رہے تھے۔ ماہ سرد و چرن متر (سابلینج بائیکورٹ کلکتہ) جو ساتھ ساتھ جسے حسب قاعدہ مروج ”انگریزی میں گفتگو کرنے لگے۔ اسپرینر کلسنی نے انھوں کے ساتھ فرمایا کہ ”اگر آپ انگریزی میں گفتگو کر سیکھتے تو میں بنگلہ زبان کیونکر سیکھو گا؟“ اس کے علاوہ جناب ممدوح اودھنور دیسرا کے دہی زبانوں کے سیکھنے کا براشوق ہے اور یہاں کی مروجہ زبانوں کے چھل کیسے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایکے محدثان ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ جو کلکتہ میں منعقد ہوا اس میں صدر انجمن نے انگریزی میں تقریر کی۔ حالانکہ حاضرین جلسہ زیادہ تر ایسے تھے جو انگریزی سے بالکل نا آشنا۔ اور لطف یہ کہ تقریر بلا جواب ہوئی جبکی تک مدت چند انگریزی داں حضرات پہنچے۔ بقیر سب کے سب مذہ دیکھتے رہ گئے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس کانفرنس کا بانی اُردو داں تھا۔ سر سید جو مرنے والے تھے اُردو کے مرگرم موید بنے کے باعث ڈاکٹر آف انڈیا پر کا خطاب پایا۔ اُنکے اُپنشن محسن الملک اسی کے بدولت اُسی خطاب سے مخاطب ہوئے کہ اُنکے اگرچہ انکی عمر نے وفاد کیا۔ نواب و قدار الملک ترقی اُردو کے بڑے حامی ہیں اپنی اُردو دانی سے ان بزرگوں نے ملک و قوم اور زبان کی جو خدمات کیں زمانہ اُسکا اعتراف کر رہا ہے۔ ان ساری باتوں کو جاننے و دیکھنے تو ملک میں

حادثہ بمب

دہلی کے حادثہ بمب سے ادیب کی ساری تیاریوں پر پانی پھیر گیا کیونکہ ۳۴ دسمبر کے دربار و جلوس کا موقع ایسا نہ تھا جو ادیب کی سالگرہ کے لئے مفید نہ ثابت ہوتا۔ بناوٹ و غذاری سیاسی جرم کے علاوہ اخلاقی جرم بھی ہے اور مذہباً تو سرکش کے لئے کہیں پناہ نہیں۔ لارڈ پارٹینج جیسے ہرولڈ وزیر نائب لٹرن کے ساتھ ایسا ہلک سلوک بدترین ظلم ہے۔ اُردو کی ساری دنیا ظالمہند کی اس ناشائستہ حرکت کو مدوجب نفرت کی نگاہ سے دیکھ گئی اور ادیب کو خصوصیت کے ساتھ اظہارِ غم کر رہا ہے۔ اُجڑے ہوسے دیار کو یاد کر کے دایرہ اسے موصوف نے دہلی ہی پر احسان نہیں کیا ہے بلکہ وہاں کی مروجہ زبان کے جی اُنھنے کا سامان کر دیا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ خداوند عالم بہت جلد ممدوح کو مصحت کلی عطا فرمائے۔ چنانچہ ادیب کا سالگرہ منبر بھی اُسی وقت نہایت آب و تاب سے شایع ہو گا جو وقت موصوف تندرست ہو جائیں گے۔

زمانہ مصنوعات کی نمائش

اگرچہ یہ نمائش کئی سال سے محدثان ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ ساتھ ہوا کرتی ہے لیکن ایک جو خصوصیت سرت کو برحقانی ہے وہ یہ ہے کہ اس سال کی نمائش میں صرف مسلمان خواتین کی دستکاریوں کا مجموعہ نہ تھا۔ بلکہ تمام ہندوستانی خواتین کے مصنوعات فراہم کئے گئے تھے۔ اسکا انعقاد قیصر باغ اودھنوریل اور لڈی میٹن صاحب نے نمائش کا افتتاح فرمایا۔ نمائش پر تکلف تھی اور اشیائی تعداد تقریباً پانچ سو تائی جاتی ہے۔ ہندو خواتین کے ۳۵ مصنوعات تھے۔ پارسی کے ۱۶ اسی کے ۱۰ مرکب اقوام کے ۲۰ خاقان اسٹورن ہائی کے ۵۳ اور مسلمان خواتین کے ۳۴۔ اگرچہ تعداد مسلمانوں ہی کی بڑھی ہے پھر بھی یہ کوشش کیا کہ ہے کہ ہندو خواتین ہند کی دستکاریوں کو بلا تفریق مذہب جگہ دیکھیں۔ غرض کہ چرچیت سے نمائش کو بڑی کامیابی ہوئی۔ اگر یہی کیا جاتی رہی تو

اوپر زمان پر یہ مصرعہ ہوگا کہ غزلہ شت فعل دی و میسم بہار آمد اوپر گل
ہوئے زبان حال سے کہیں گے عہد بہار پر ہے کہ عروسِ سخن کا نکھار، اس
دوہری عید کے لئے ابھی سے اوتب سے نئے ساز و سامان درست کرنا
اسی وقت اسیر کا یہ مصرعہ بھی حسب حال ہوگا کہ عہد
”سنا ہے چڑھ کے پشتِ نیل پر نور دریا ہے“

لیکن جذبات و کیفیات عادت و فطرت کے علاوہ رسم و رواج کی تقلید
بھی لازمی ہے۔ مکتِ عظم خارجِ پیچم کی تہجیبی کے موقع پر کلکتہ میں اگلے
زمانہ کے نوروز کی تالیش شانہ طبع پر مبنی تھی۔ کیونکہ کھجور بادشاہ مملکت
حدود پر مظلوم ہوئے تھے۔ اس کے نظم و اکرام اس پی ایچ ڈی ڈی ائی ائی
تھے۔ ان کے سخن خدمات و جدت پسندی کی قیصرِ عظم نے بڑی داد دی تھی۔
غافلِ عہدِ رواج کوئے انداز سے دکھایا گیا تھا۔ اور ایک مردہ رسم کو اس طرح
زندہ کیا گیا۔ ناظرین کو کچھ مشاہدہ کر چکے ہیں اسکا اعادہ و تفضیل ہوگا۔ ہاں!
طہر و قدیم کی ایجاد کی اجمالی کیفیت مہل نہ ہوگی۔

سال بڑے پہلے دن کا نام نوروز ہے دنیا کی بہت سی قومیں نوروز کو ایک
رہی جو بارِ قرار دیتی ہیں۔ تمدن و غیر تمدن دونوں اقوام اپنی اپنی بساط پر
اس روز خوشیاں مناتی ہیں۔ اور انہماکِ سرست کرتی ہیں۔ اصولِ نجوم سے
اسی روز انتخاب برجِ حمل میں داخل ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۲۰ یا ۲۱ مارچ
کو نوروز ہونا چاہئے۔ لیکن مغربی اقوام جھکے یہاں سنہ عیسوی مروج ہے
یکم جنوری کو نوروز مناتی ہیں۔ جو نیو ایرس ڈس کے نام سے مشہور ہے۔
بہت سے ممالک میں اس روز عام تعطیل ہوتی ہے۔ اور تحفہِ تحائف کے ساتھ
آپس میں پیغامِ سرست کا تبادلہ ہوا کرتا ہے۔

نوروز کا رواج زیادہ تر ایرانیوں کے یہاں ہے۔ اس کے موجدِ اہل میں
فارس کے وہ قدیم باشندے ہیں جو اب پارسی کہلاتے ہیں سیلانی لاریوں
نے ان ہی سے نوروز کو لیا مگر رسم و رواج میں کچھ تبدیلی کر دی۔ ایرانیان
پیشین کے یہاں نوروز تھے ایک عائدہ و سرِ عائدہ۔

اس قدر انگریزی دانی آئی نہیں کہ کسی کانفرنس کے اغراض و مقاصد اس
زبان کے دریغ سے اٹکے وہین نشین کرائے جاتیں جس سے وہ نا بلند ہوں مگر
یہ ہی حالت رہی تو ہمیں سعد جو جانا چاہئے کہ جس طرح اور ہندوستانی فنون کو
ہم کھو بیٹھے ہیں۔ اردو کو بھی زندہ رہ گیا کریں۔

مثال کے طور پر ہندی لٹریچر کی کانفرنس کو لے لو جب کا جلسہ بہت سی
سائیکھیلین کے نام سے اس سال کلکتہ میں غیر معمولی کامیابی کے ساتھ منعقد
ہوا۔ حاضرین کانفرنس کی تعدادیں تو ہزار سے بالا بتائی جاتی تھیں۔ لیکن
ہم نے خود دیکھا ہے، آٹھ سو سے کچھ زیادہ تھے۔ ادب ہندی کے حامیوں
سے اس امر کی استدعا کی گئی کہ اس کی ترقی کے لئے بدل جان کو شال ہوں۔
ساتھ ہی ساتھ یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ مقامی جلسوں کی ساری کارروائیاں
ہندی زبان میں ہو کریں۔ ہم مخالفت نہیں کرتے۔ مگر تنک کی نگاہ سے
غور دیکھتے ہیں محض اسلئے کہ اس جماعت کی کامیابی سے حامیانِ اردو سبق
سیکھ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ہمارے جلسہ کا لوگوں میں بھی کچھ تقریریں
مقامی زبان میں ہوئیں اور وہ بھی وہاں کے لوگوں کی فرمائش سے۔

دور ماضی ہو چکا اب حال ہے

دستور ہے کہ اخباری دنیا میں سال نو کا زیرِ مقدمہ کرتے ہیں۔ گذشتہ
کو زیرِ مقدمہ کرتے ہیں، اور آئندہ کو پیشِ نظر کرتے ہیں۔ واقعات ماضی کی تفصیل کے
لئے تو دفترِ درکار ہے اور حال کے استقبال کے لئے قیل و قال۔ نیامینہ۔
نیا سال۔ نیا قرن۔ اور طاعت یہ کہ ادیب کی سالگرہ کا مینہ بھی یہی ہے۔
اسکا نیا دور بھی اسی زمانہ سے شروع ہوتا ہے سچ پوچھو تو ادیب کو اس سے
بہتر خوشوقت موقعِ سرست ہاتھ آ نہیں سکتا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ نوروز کی ایک حد تک توجہ دینی چاہئے۔

اس موضوع پر مفصل لکھنا تو اس وقت زیادہ مفید ہوگا جبکہ اصل نوروزِ نجوم
ہمارے ملتا جلتا ہوا آئیگا۔ جذبات دلوں میں خود بخود تحریک پیدا کریں گے۔

کہ خدا نے آج ہی کے دن ہمارے جدِ علیؑ کو پیدا کیا۔ اسکے شجرہ میں نماز و سجدے مشغول ہو۔ خوب خوب خوشیاں مناؤ۔ اور اسی طرح ہر سال اس یادگار کو قایم رکھو۔ اسی تہذیبیت سے اس روز کا نام نورِ خمائے ہو گیا۔ اس تہوار کو عہدِ نو شیرانی میں ہزاروں ہوا بہا تک کہ اکابر ہر سال نورِ خمائے سے نورِ خمائے تک پورے چھ دن بوجھ کر کرتے۔ خوشیاں مناتے۔ داد و دہش سے کام لیتے۔ قیدی آزاد کرتے۔ مظلوموں کی نگاہ بخشی کرتے۔ یہ قاعدہ ہے کہ وضعِ داری کی ایجاد ہمیشہ قعر شاہی سے ہوا کرتی ہے۔ رعایا بھی عیش و نشاط میں مشغول رہ کر خوب عید منایا کرتی تھی۔

ہندوستان میں اس قسم کے جشن نوروز کی ابتدا شاہانِ مغلیہ سے ہوئی۔ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے اسکو رواج دیا اور سارے مغل بادشاہ اس کی یادگار قائم کرتے چلے گئے۔ رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں نورِ خمائے ہو گیا۔ دہلی کے مغل فرمانروایوں نے نوروز کے دن ایک قمار بازی کا بھی اضافہ کر دیا جسکو انڈسے لڑا تا کہ اکرستے تھے۔ جبکہ انڈا دوسرے کے انڈے کو توڑ دیتا وہی بازی جیت جاتا۔

نورِ خمائے ماہِ فروردین کا وہ اول روز ہے جس روز آفتاب برجِ حمل کے اول نقطہ میں آتا ہے۔ اور اسی دن سے موسمِ بہار کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ہندوستان میں نورِ خمائے کے مطابق ہولی ہے۔ ایرانیوں کا بیان ہے کہ اسی روز خدا نے دنیا والو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا اس لئے اس دن کا نام نوروز رکھ دیا گیا لکھا ہے کہ جامِ جہاں ناز کا بانی شاہِ جمشیدِ دیشا کرتا ہوا۔ ان تعلق سہی دورِ آذربائیجان پہنچا اور دربار کرنے کی غرض سے مرصع تاج پہنکر زنگار تخت پر بیٹھا جو شرفِ رو بچھا ہوا تھا۔ صبح کا سہانا وقت آفتاب کا عکس پڑتے ہی ایک بیک تاج و تہمت جگمگا اٹھنے۔ یہ منظر ایرانیوں کو دلچسپ تھا کہ متاثر ہو کر لوگ بے ساختہ کہنے لگے کہ یہ ”روزِ نو“ ہے۔ اسی دن سے ایرانیوں میں اس جشنِ عام کی رسم پڑ گئی اور ہر سال نوروز کے دن لگے عید مناتے۔

نوروز خاصہ کو نومِ خرداد کہتے ہیں جو ہر فردین کو واقع ہوتا ہے۔ اس کا بانی بھی جمشید ہی بتایا جاتا ہے۔ جس نے اس۔ وزیر ابھارتی بن کیا، دربارِ عام میں خاصانِ دربار کو قلعیت عطا کئے، اور سب کو تاکید کر دیا

سہ مہینہ تفصیل کے لئے دیکھو فرہنگِ آصفیہ تاریخِ ایران معتمد فرہنگ۔



مجھے کہتے ہیں سب
نویل بسنت



زبان کی ترقی

”در اصل زبان خیالات کے سمجھانے کا وسیلہ ہے۔“ اس پر ہم اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ بزرگوں نے اداسے خیالات کے جو وسیلہ بنائے تھے ان کے حاشیوں کو ان ہی وسائل سے اُس ہے اور ان ہی وسائل کی مہارت ہے۔ جس کو تعصب نہیں وہ یہ کہے گا کہ جس شخص کو جون سی زبان پہلی معلوم ہو وہ اُس کو ترقی دے اُس میں اور الفاظ داخل کرے۔ نئے الفاظ موضوع کرے۔ عوام کو وہ زبان اگر پسند آئے تو وہ بلا سفارش خود اختیار کر لیں گے جنگ جلد سے نہ ایک ہٹے گا اور نہ دو سراڑے گا۔ ناحق کی بد مزگی ہے البتہ جن لوگوں کو نغمہ صول کے جانی رہنے سے مزہ ملتا ہے یا فائدہ پہنچتا ہے ان کا کام بتانا ہے گا۔

اس جملہ مترند کے بعد ہم زبان کی ترقی کے متعلق چند خیالات ظاہر کرتے ہیں۔ اس امید سے کہ شاید کسی کے پسند آجائیں۔

۱۔ عشق حقیقی ہو۔ ذات باری سے کو لگی ہوئی ہو جھانی غریب مناجاتیں، طبیعت سے نکلیں، عبادت کا رنگ الفاظ میں پیدا ہو، تصوف کے ولولے جو ش پیدا کریں، مزاج و جد میں آئے

[حضرت شمیم کا یہ مضمون خصوصیت کے ساتھ ان فریقوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا جو خواہ مخواہ اردو کو ہندی اور ہندی کو اردو بنانے کے جھگڑوں میں پڑے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں مادیوں کی کشفات سے زبانیں خود پیرا رہیں اور آواز بلند کہ رہی ہیں کہ ”ع“ ان دو کے جھگڑے میں ہم مفت پٹ گئے، یکے ہی نفس و حسد کی لڑائی کیوں نہ ہو عقل سلیم رکھنے والے زبان نہیں بگاڑتے۔ اڈیاٹیں]

ان دنوں ہمارے اہل الہ اسے ہندوستان کی مختلف زبانوں کو پر یک وقت جاری رکھنے سے ناخوش ہیں۔ شاید ہم راستی پر یہ ہوں لیکن ہمارا خیال ہے کہ ”دھڑہ میں دھرم نہیں“ یہ ہندو مسلمانوں کی آپس کی کج فہم کا نتیجہ ہے کہ اگر ایک کسی چیز کو پسند کرے، تو دوسرے کے لئے سیاہ کرنا لازم آتا ہے۔ اسی گفتگو میں زبانیں بھی پامال ہو رہی ہیں۔ اپنی اپنی پسندیدہ زبانوں کے موید دلائل پیش کر رہے ہیں۔ یہ دلائل کسی منج کے سامنے پیش نہیں ہوتیں۔ جانبین قائل تو کیا ہوں گے اور زیادہ بڑی سخت ہو جاتے ہیں بقول ہمارا بڑا

انفص و حسد سے طبیعت متحرک ہو۔ طبیعت کو عیب جوئی، نکتہ حسنی، رنج، محضہ، خرخشہ، مصروف نہ رکھیں۔ نیچر کی خوبصورتی دل کو گروہ کرے اور ایک قسم کی محویت پیدا ہو۔ جو انجینئرس اس وقت ہرگز کرتا کر رہی ہیں، نیچر تو ایک طرف، صانع نیچر بھی طاق نیاں کے حوالہ ہے۔

۴۔ یاد رفتگان دل میں کبھی جاگزیں ہو۔ بزرگوں کی خوبیاں بیان کرنی مقصود ہوں۔ جو صبر ان کے ساتھ ہوئے اس کا درجہ محسوس ہو، دل مرتبہ پیدا کرے۔ رقت پیدا ہو، سنگدل نہ کر موم ہو، نخوت دور ہو۔ بزرگوں کے کارنامے بیان کئے جائیں اور اخلاق کی ترقی ہو۔ جہاں بزرگوں کو بیوقوف، گمراہ، غیر مرئیں سمجھا جائے وہاں یہ تصدیق کیونکر پیدا ہو سکتی ہیں۔

۵۔ ظرافت و تطن کے سامان متنا کرنے کی فکر ہو۔ عوام کے دل ظرافت و تطن سے خوش کئے جائیں تاکہ مضحک طبیعتیں دنیاوی آلام سے پرمردہ ہوئی ہوئی کسی وقت مسرت و انبساط کی حالت میں آئیں۔ نئی نئی کہانیاں، قصے، بذلہ سنجیاں، لطیفے، پہیلیاں، اغل، منے، مسلسل تفکر کی رفتار کو تھوڑی دیر کے لئے روک دیں۔ ہر لحظہ متین اور ثقہ رہنے سے طبیعت شگفتہ نہیں رہ سکتی بیچ بیچ میں گاہے ماہے تبدل ضروری ہے۔ اب زمانہ ایسا ہوتا جاتا ہے کہ تعریف کو بھانڈا اور خوش دل کو لالہ بانی، سیلانی، سمجھا جاتا ہے اور اس کی نسبت یہ خیال ہوتا جاتا ہے کہ وہ سوسائٹی کا مفید ممبر نہیں۔ دیر آگ نے سب کو منہمک کر رکھا ہے۔

۶۔ علوم و فنون کے اکتساب کی طرف توجہ ہو۔ اصطلاحات نئے نئے اختراع کرنے پڑیں۔ صنعت و حرفت کے تفصیلی بیان کے لئے لائبریری ہو جاتا ہے کہ زبان میں غیر زبانوں کے الفاظ داخل کئے جائیں۔ مثلاً جب ڈاکٹر توپس نے نباتات میں حیات و ممات ثابت کرنے کے لئے ریشم کے باریکہ مارے، ایسے آئے

اور شہید و مرغ سے الفاظ رنگ رنگ پسیرایوں میں نمودار ہوں۔ پاکیزہ خیالات، انفیس الفاظ کا لباس پہنیں۔ کسی بغیر بولی، شہی، منی، خدار سیدہ، کی لغت و مدح و منقبت اور استقامت میں فطرت سے جذبات مرگرم جوش ہوں، پھر دیکھئے قلم کیا پیدا کرتا ہے، دل میں شائش کی، انگ کیسے کیسے الفاظ اختراع کرتی ہے شبیہ و استعارے کہاں کہاں سے نمودار ہوتے جاتے ہیں۔ کسی دیوی، دیوتا، کے سامنے سجدہ ہو، اس کے حضور میں رنگوں ہو، اور کچھ علم و عقیدت کیا رنگ دکھاتی ہے۔ جہاں بد اعتقاد ہی روز بروز ترقی پذیر ہو، وہاں یہ کیفیت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔

۷۔ عشق مجازی ہو۔ فراق کے صدمے شاتے ہوں، معشوق کی نظروں کا گھلail دل کیا کیا رنگ لاتا ہے۔ معشوق کا سراپا بیان کرنے میں طبع آزمائی کی جاتی ہے، اور نئی نئی باریکی خیال پیدا ہوتی ہے۔ بیکلی، کس پر سی، اضطراب، اختر شماری، نئے مضمونوں کے موجد ہوتے ہیں، مایوسیاں و اسوت لکھواتی ہیں، گٹھے، شکوے، رقابتیں، گوناگوں پیرایوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جہاں فکر معاش غالب تر ہو، غم روزگار لاحق حال ہو، وہاں غم عشق کہا۔

۸۔ نیچر کے ساتھ وابستگی ہو، سنبل و بنفشہ، آب و ہوا، پہاڑ کے نظارے، سمندروں کی مہیب طوفان، نیچر کی بیباکانوں کی دنیوی پھولوں کی بہار، سبزہ زاروں کے فرش زردی، آبشاروں کے کرشمے، چشموں کے اوبال، بے فکر طبیعتوں کو اپنی طرف کھینچیں ان سے انس پیدا ہو۔ منظریات و مشاہدات قدرت دل میں گھر کریں۔ پھر دیکھئے کیسے کیسے مضامین خود بخود پیدا ہوتے ہیں۔ گویا محدود غیر محدود کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ جزو کل میں فرق معلوم نہ ہو۔ فوارہ کے مانند مضمون نکلے آویں۔ یہ کیفیت اس وقت طبیعت پر طاری ہوتی ہے جب خاندان جگلیوں، خفیت خفیت

ناولوں کے سوائے فرمائیے تو کون سی ادب کی کتاب کسی غیر زبان سے اصلی خوبی کے ساتھ ہندوستان کی زبان میں لائی گئی، جسے کسی پایہ کی کتاب کہہ سکیں۔ جہاں اپنی محدود و نامکمل بول چال کے ذخیرہ پر ناز ہو اور غیر زبانوں کو و خشیوں کی زبان تصور کریں، یا اُن کو ناپاک خیال کریں، یا اُن کا ترجمہ کفر سمجھیں، تو زبان کی ترقی کیسے ہوتی ہے۔

۵۔ اور سب باتوں کو چھوڑنے۔ جو ہمارے معاملات میں

بھی زبان کی ترقی ہو سکتی ہے۔ جہاں تجارت کل دنیا میں سب قوموں کے درمیان ہو رہی ہے۔ کوئی زبان یا حروف ایسے نہیں ہیں جو ہر ایک برعظم میں مشابہت کے ہوں جتنی کہ ایک برعظم کے مختلف ممالک میں بھی ایک حروف نہیں لیکن وہ سب لوگ ایک دوسرے کے حروف مجبوراً سمجھتے ہیں کیونکہ کاروبار کے لئے اس کا جاننا ضروری ہے نتیجہ یہ ہے کہ انگریزی ہندوئی فرانس میں فروخت ہو کر جرمنی میں نکلی جاتی ہے اور روس میں پہنچتا ہے۔ قرضہ میں ادائیگی ہے اور بانک اس کو قبول کرتے ہیں۔ یہ امر غنی نہیں کہ جس قوم کے ہاتھ میں تجارت زیادہ ہے یعنی اس کا مبادلہ تجارت وسیع ہے اس قوم کے مروجہ حروف اکثر قوموں کو سیکھنے پڑتے ہیں چنانچہ انگریزی حروف تقریباً کل برعظموں میں جاننے ضروری ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی ہندی حروف میں کاروبار زیادہ ہوتا ہے اور برآمدی خواہ وہ کسی ملت و مذہب کا ہو کاروبار کرنے کے لئے اس کو وہ حروف سیکھنے پڑتے ہیں بلکہ اپنے ممالک میں بھی اپنے وہ ہی حروف استعمال کرنے پڑتے ہیں تاکہ متبادل پر عمل ہو سکے۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ ضرورت کا سوال ہے نہ اس میں کوئی ہنسکی متصور ہے۔ اگر کبھی ترک و ایران، چین و جاپان سے ہندوستان کی تجارت کا سلسلہ زیادہ

بنائے جو نازک شاخوں کے آمیزاں کرنے کے لئے مخصوص تھے تو اُن کے لئے انگریزی اور سنسکرت کے مرکب الفاظ بھی موضوع کئے۔ یہ ممکن نہیں ہے ہر ایجاد کے لئے پہلے ہی الفاظ کسی زبان میں موجود ہوں نہ یہ ممکن ہے کہ سائنس کے لئے معمولی بول چال کے الفاظ سے کاربہاری ہو سکے۔ بالخصوص اگر سائنس کے حقائق دیگر زبانوں سے اخذ کرنے پڑیں۔ کہاں تک ہندوستانی علوم و فنون کے تحسین میں ہیں، ناظرین خود ہی اس کا فیصلہ کر لیں۔

۷۔ گوشہ عافیت، کو کچھ تنہائی میں بیٹھنے والے جو ماہیت و اسرار عالم پر غور کرتے ہیں، معتقولات کے مسئلے سوچتے ہیں تا کہ اور باریک خیالات کو پیکر عبارت دیتے ہیں۔ دنیا و مافیہا کے معاملوں پر غور و فحوص سے کام لیکر پہلے کسی مسئلہ کو حل کرتے ہیں پھر اس کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی ضرورتوں کے لئے الفاظ کے لئے دست نگاہ ہونا پڑتا ہے لیکن یہ مشاغل آج کی مصروفیت اور شب و روز کی بے چین زندگی میں کس کو نصیب ہوتے ہیں۔

۸۔ ترجموں کی ضرورت بسبب موقعوں سے زیادہ ضرورت الفاظ کی ترجمہ کے وقت ہوتی ہے جن خوش قسمت قوموں کو دوسری زبانوں سے نفرت نہیں۔ یا جو ایسے خوش نصیب ہیں کہ اُن کو الٹا سب کمال کا شوق ہے اور وہ دوسری زبانوں کے قیمتی جواہرات اپنی زبان میں لانا چاہتی ہیں وہ مسوں کرتی ہیں کہ ترجمہ کے لئے کیسی کیسی دیتیں پیش آتی ہیں ایک تعریفی کے اصطلاحوں کے ترجمہ کے لئے خدا جانے ترجمان کا کس قدر وقت صرف ہوا ہوگا اور کہاں کہاں سے وہ الفاظ ڈھونڈتے رہے ہوں گے۔ نظم کا نظم میں ترجمہ سب سے مشکل کام ہے۔ لیکن دیکھئے گرفتہ کی تین سالہ محنت، جو لائن کے منظوم کرنے میں ہوئی۔ ہم لوگ باتیں تو بڑی بڑی بناتے ہیں۔ چند لکھی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ زبان کی ترقی کے سامان پہلے ہوں پھر اُس کی ترقی خود بخود ہو جاتی ہے۔ اگر چند سالے نکل آئے اور بعض اشخاص نے طبیعت پر چکر کر کے کوئی تصنیف امیر عبارت آرائی کر بھی لی، جو طبیعت کے جوش اور ولولے سے پیدا نہ ہوئی ہو تو وہ مانند ایک نشہ کے ہے جو اتر جاتا ہے بلکہ بعدہ غار لاتا ہے۔ ہمارے خیال میں پالینکس کی الجھن اور بے سوچاؤ بیگیوں میں تصنیف اوقات ہوتی ہے نہ ہندی کا کچھ بستا ہے نہ اردو کا۔ لکچر وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ اور بس۔ اگر کسی زبان کو ترقی دینا مقصود ہے تو بن پوچھے کام کئے جاؤ زمانہ کی پسندیدگی خود فیصلہ کر دے گی اور ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تعلیمی زبانیں جاننا آتا ہی اچھا ہے۔

شیم

وسیع ہو گیا تو علاوہ یورپین حروف کے ہم لوگوں کو اُن ملکوں کے حروف بھی سیکھنے پڑیں گے۔
۱۔ زبان کی ترقی کی ایک شق اور بھی ہے وہ تضحیک و ہجو ہے۔ یہ بھی ضروری شق ہے۔ مغز کا غرور توڑنا۔ سر لٹکاک کو اپنی اصلی سطح پر لانا۔ گھنڈ کو رک وینا بسا اوقات مزوری ہے تضحیک اور جو قبول مسٹر ڈزرائلی ایک طاقت ہے جو بعض اوقات فصاحت و بلاغت سے زیادہ کار بار ہے۔ چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ کئی لوگوں کی شجی اور نشے معمولی منہ کھلے آہار دے دیں۔ ہم کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان دنوں زبان کی ترقی اس ضمن میں غلیاں اور مستند ہو رہی ہے۔ یعنی یوں کہنا چاہئے کہ بذریعہ زبان کی شق بے جا جاری ہے۔

خالاؤں کا مارا آغا

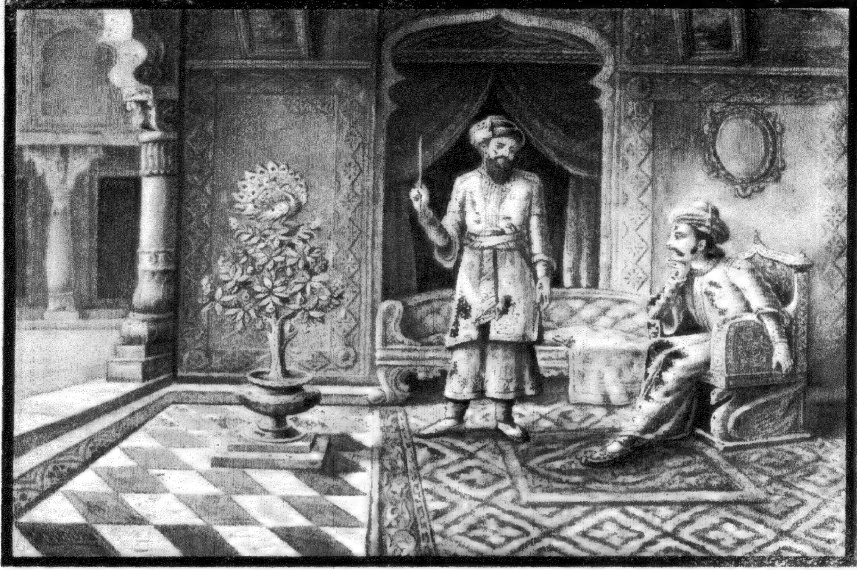
(گذشتہ سے پیوستہ)

آغا اور منو

(فنی نامی) عجیب برآغا خون (خان) ست در لندن بود حال یہ پاریس آمد برائے تفریق و سر و عیش و نشاط عجیب سیو سولمن امر و چرا بر مو تو کا خود اس اسون (امیشن) رفتہ ست۔ چکا دارو؟ نمی دانی عجیب ابتدی مصر و ولعید دولت زاپوں (جہان) ہر دو تشریف می آرند۔ سولمن برآغا استقبال فست! (رفتہ است)۔

"عرض آقا ہم کیا عرض کریں۔ روز و شب اُس ہوتل کا یہی نقشہ تھا کسی وقت فرصت نہیں آرا ہم نہیں تھیں یہ نہیں کہ ایک دو شعر موزوں کر سکوں! آقا یہ پیچہ غمیت تھا۔ مگر جب کہ ماہ مالی (مئی) آیا۔ آف۔ آقا واقعی بی (بے) حال بودم۔ ایک مرتبہ تہہ درجہ تین اُمراسے کہا کہ بڑیا مثل مرغابی ہاسے رنگین و مختلف الملون کہ در کنار یک مالا ب جمعی شوئمہ دران (این) ہوتل جا گرفتہ (گھیس) آقا ان

"آقا وہ ماہ جنوری تھا۔ فروری و مارچ دو ماہ الحمد للہ خوش رفتہ قدمے از احوال دُنیا ہم آشنائیدہ بودم۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ دُور ہوتل خیلہ بزرگ مثل ایک بشت تازہ بر زمین (زمین) بود نمات و کمالات گوناگوں برائے مہمانان فراہم آور دہ بودند۔ از ماہ مارچ سیاحت اُن دُنیا می آمدند و پاریس واقعات میگردیدند و دران (این) ہوتل میں کیت آغا؟ بابا! (ایں) زن یک امیر کہ بر امریکائیست! دیروز کی مہمان شدہ۔ و دختر و لوگ آف او میرا! ان تملکات از کجا آمدہ؟ از ہندوستان! ہمارا ہر پردہ از باہمی (بہمی) حرکت کردہ۔ می آئینہ اخیر۔ و شب دو اُطابق (کرہ) مخصوص کر لڑیہ کردست (کرہ) است۔ ان کمیست آغا ہشتا



ابوالقاسم اور کراماتی طاؤس



خواب ہے یا خیال ہے میرا

بچہ ہارکوش کرتی ہے ایک زن ازہندوستان تازہ آمدست (آمدہ است) میگویند کسی جاکی سہارانی ہے۔ آقا۔ گلی می (گلی می عیوش سلطان) اُس کے ساتھ۔ گلتا اُس کا لقب ہے۔ اُس کے شانہ و دوش پر عہدہ وقت سوار رہتی ہے۔ در زلف۔ نہ۔ نہ۔ یہ میگویند درہندہ جو جو۔ فراموش کر گئی ہاں۔ ہاں۔ یادم آمد۔ جورہ (جڑا) جورہ (جڑا) جورہ میں اُس کے گھر ہے اُس کا! اغرض ہو قتل و آدمی (اچھا خاصہ)۔ ایک وحش خانہ (درمنہ۔ رُو) تھا آقا!

ان سب جانوروں کو خیر ہم طرح برداشت کر لیتے تھے۔ گو یہ کراہت! مگر آقا ہم کیا عرض کریں گے ایک دختر لبڑیک (لبیم) کا محبوب ایک گریہ، نہ تھا آقا! بسیار مولا تازہ چربی دار۔ وزیں۔ کمتر از وہ سیر نہ بود متو، نام! بدو سیر گوشت! بڑ تازہ یک وقت حرامزادہ تنہا کھا جاتا تھا! اُس کے واسطے بظ مخصوص روزانہ مارکت (مارت) سے تازہ آتی تھی۔ اُن زنِ ضعیث اپنے رقعہ کے ہمراہ قبل اُس کو دو کتر (کتر) پاس معانہ کے واسطے بھیجتی تھی (بھیر) خود ایستادہ ہو کر اپنے روبرو رکھتے اُسے وہ گوشت نوش کرتی تھی ابو (وہ) زن آقا خیلے امیر بود۔ مسیوسومن ہمہ وقت اُس کی خوشامد کرتا رہتا تھا۔ و آقا ہم کو حکم تھا کہ جملہ (ہ) کام ترک کر کے جب وہ بظ نوش کرے۔ تم حاضر ہا کرو! آقا۔ بندگی و بی چارگی۔ کیا کرتے۔ ہم کسی طرح حاضر ہا کرتے تھے! مگر کسی طرح! پشت اُس کی (منو) طرف! لاکن ہوشیار کہ اُن زنِ ضعیث (کسیں) دیکھ نہیں لے!

”یکروز آقا من پر دار بود۔ واللہ! متو، حرامزادہ در مرض متی مضم قبل شد! دختر مجوس اُس کے ساتھ گویا خود بیار ہو گئی میسوسومن کو اُس خاتون (عورت) نے رقعہ لکھا کہ یہاں جو بہترین و کتر جانور (جانور) ہو اُس کو فوراً طلب کرو۔ سومن نے ہم کو حکم دیا کہ دو کتر لاؤ۔ ہم گئے! آقا گئے۔ گئے۔ دو کتر لائے۔ و ہمراہ دو کتر اُس کے

زنا شوق عجیب و غریب میداشتند۔ ہم ایک جانور شل فرزند فرنیہ خرمیالہ و قبل خود میگزاشتند۔! ملاحظہ فرمائید۔ تامل بکنید۔ یک دختر (صاحبزادی) امریکیا نے خرگے (بھالو) ہمراہ خود آورد دست (آوردہ است) قدش برابر انسان (انسان)۔ فریہ و چرخرب۔ بازو ش مثل ما۔ بابا کیو جب (پشت ہو کر) کلائی راہ میر و با متانت و خود داری و آہستگی شل لا رہا انگلیستان! دختر اورا خیلے دوست میدارد۔ در اطاق (کمر) خود۔ نہ۔

در پہلو سے خود جاد و دست (آوردہ است) تہ لیر (لوہ) روزانہ میدہد براسے خوراک اُن خبیث مکروہ لادیکرے را سگیت (دوبی) صاحبزادی باس ایک کتا ہے) واللہ! سگ سے ایک پہلو ان جشی نگلی بلند قامت و فریہ و قوی میلک و سیاہ رنگ! میگویند دختر در شق ان (ایں) سگ دیوانہ شدست (شدہ است)۔ حالاً اناساز بود در اسکا تیلند براسے تبدیل آب و ہوا و علان و قہر و تماشا سے ان سگ محبوب (دختر) بہ چاریں آمدہ۔ فرادو کتر (کتر) مخصوص می آید و علاج می کنند! ”خیر! ان دو مادم (سیدم) صرف نظر کن آقا۔ حالاً بیست سیدہ و آئینہ سے کل یک مادم آتی ہے اُس کے ساتھ ایک چوچندر (چھوچندر)۔

موشکو، ہے آغا! ہم کیا عرض کریں! کینت پر دانا ہے اُس کی ابریم کافر غل اُس کے لئے تیار ہوا ہے! ایک آدم مخصوص اُس کے واسطے ہمہ وقت حاضر رہتا ہے۔ آب گرم و صابون سے روزانہ دست غسل دیا جاتا ہے۔ غارہ۔ پو و اُس پر پاش ہوتا ہے آغا! ایک بڑی (بڑی) بی کے ساتھ نیولا (موش خرم) ہے آغا! اس کے گلے میں جواہر نگا بڑ خیر ہے!

و (وہ) آقا چاہے۔ رقص کرتا ہے۔ یکبخت زن شہت مال بھی ہمراہ او شل ملے! کچھ مبالغہ اوجھوت نہیں ہے۔ یورپین لیڈیوں کو بانو ان کے رکھنے اور

پاؤں بنا کر ساتھ ساتھ لے پھرنے کا ایک دھت ہو گئی ہے۔ اور امریکیوں تو ساپ تک گلے کا ہار میں۔ معلوم وہ کیا کام دیتے ہوں گے!

بلہ! اینہا در محاورہ و خرمس، و خالو! میگویند!

(جانوروں) سے نفرت ہے۔ گاہے شوق بلبل و باز ہم مذکورم بتیتر
 مشو۔ اسپ چہ اسپ تازی را ہم دوست دارم (اوپر میرے بلبل
 و خرو قاطر (خجرا) آقا۔ اس ہوتل میں رہ کر جانورن سے ہم کو
 اور نفرت زیادہ ہو گئی! اور مخصوص منوں کے ساتھ (۷) خیال منو
 جب گاہے وقت طعام یادم آمد۔ ہنس۔ فرصت۔ طعام ختم۔ موت
 اذیم ہم بند بارگاہی کردم۔

”آقا۔ لاکن اس سے آپ یہ نہ سمجھئے کہ طاہر بزدل و بسیار بولا
 ہے۔ لاوانہ آقا خانہ بانی خیر نیستید از حکایت ہائے لاد رابر تن
 اُس کو کون (کچھ) کہہ سکتا ہے ہاں کی مجال ہے کہ اُس کو بزدل
 لقب دیدے! لاکن گریہ۔ لولو مادہ جب اُس کے رویہ آجاتا
 تو پچھو و (وہ) از جامدہ انسانیت و آدمیت میگذشت۔ کوہ کے آغا
 دور باگ (بھاگ) جاتا ہے! و طاہر گوگربہ کو کیک (دیکھ) کر خالی اپنا
 دندان پر دندان (دانت) رکھ کر زور سے جاتا رہتا ہے فریادیں کرتا۔ بلکہ
 مقابلہ کرتا ہے۔ خالی مقابلہ نہیں۔ واللہ اس کو کشتہ کرنے کا قصد ہم کرتا ہے
 من عین میگویم۔ حال احکایت شروع می شود۔

”گمراہ قادیانہ واقعی ہے کہ ان جانور عیب منوں و بد صورت
 ہے۔ ویراے مانجو کشش بارہا ظاہر و باہر شدہ۔ آقا یاد افرا ناید
 قصہ عمومی نظام الملک را! و البتہ فراموش مکر دید (نکرہ) یہ خواب
 پر مہول ان ظاہر تر رسیدہ (را) من مظلوم نشہ گریہ ہم۔ و خصوصاً
 ان جنس و ناپاک و بد صورت منو اخیر آقا۔ قصہ ماما حال ختم شدہ۔
 مختصریت خیال طول وارو۔ شکاک صاحب رحم و انصاف ہستید عرض
 میکنم برائے حضرت عالی۔ ملتنت ہستید آغا؟

”یک روز حسب الحکم میبوسلمن آقا ہم غافل اپنا حساب و کتاب
 درست کرتے تھے (کر رہے تھے) اُس کے حضور رسالہ جلدیں لکھا تھا۔ واقعی خیال
 منہک بودم کہ دفعۃً یک آواز دم (دھم) از قریب آمد! ہوشیار شدم

اطاق (کرہ) میں بھی جانا ہوا (پڑا) ات اؤو اطاق آغائیلے آرتہ
 و پیراستہ بود۔ در دیوار و سقف و فرش ہمد آقا بلکہ کی تھی۔ بلاشبہ
 حضرت سیلان کا وہ آئینہ خانہ تھا جس میں بقیس کو تھماں کیا تھا۔
 خیر ہم اندر گئے۔ گریہ بر خست (سہری) خواب دراز کشیدہ بود۔ و ان
 در پہلوے اونشستہ بار بار گردن نیچے کر کے اُس کو دیکھتی (دیکھتی)
 و آواز دیتی (پکارتی) تھی!!

”ہم کو آغائے حد متفر ہوا۔ ہم تھل کتاب نہیں لائے۔ غور اہل
 طوف سے رخ (منہ) پھیر لیا۔ لاجول دلا۔ و آئینہ پیش ماہین (ہاں)
 منو بود ایکبار طرف راست نظر کردم۔ یا اللہ بہن (ہاں) منوشت
 فی الفور جب نظر انداختم۔ تو بہن منوشت آخر ہم نے نظر
 فرش کر لی (نظر نیچے کر لی) استغفر اللہ بہن (ہاں) را دیدم بہ جلالت
 سقف متوجہ شدم۔ یا اللعجب۔ ہن۔ ہم نجاہم منو را زیارت کردم
 آقا۔ آگے منو۔ پیچھے منو۔ وٹ منو۔ بائیں منو۔ اوپر منو۔ نیچے منو
 ہم کہہ رہے تھے آغا ہجور شدم۔ ہلاک شدم۔ زندہ و دگر بودم۔ آخر
 آغا۔ ہم نے بسیار (بہت) زور سے چشمہ کے خود را بند کردم (باندھا)

زور سے پیچھ لیں! قریب نصف ساعت میں تجر (تجربہ) ایستادہ
 بودم! زور سے چشمہ بند کر لینے سے رگماے جبین و مغز سا
 و رفتار بود۔ آخر آغلہ سر میں کمال شدت کا درد ہو گیا۔ جگر بھی
 آئے لگا۔ خدا خدا کر کے دوکرت کو فراغت ہوئی۔ بہت لیرا (پینہ)
 اپنی فیس لیکر و (وہ) اطاق سے نکلا! مگر ہم نے کیا پایا آغا؟
 چہ چیز من یا فتم؟ ہم کو جو ملا آقا وہ عرض میکنم۔ شکاک ہمد و من
 بستید۔ مہربان من ہستید۔ میگویم میگویم عرض میکنم۔ انشا اللہ
 ”آقا۔ طاہر شکاک شاعر و شاعر فطری ست۔ ہر تہ فرود می آتا کہ

ما حظ فرمودید حال خادم خود را؟ دعوض فکر شعر چہ سودا ہا ہا
 ان بی چارہ فراہم شدست (شدہ است) آقا۔ ہم کو واقعی جانوں

البتہ اقسام نصیب ہم ناپا بودم۔ اتفاق - اتفاق! سوسوس میگذشت از
ہنرمندان (راہ چند پیش خدیشان ہو تل ہم ہمراہ او بودند - تیرمین
نشان من کجایم رو؟ ملاحظہ فرما! منٹو کہ از دستہ سے باقوت من رہا
شدہ و مثل گردن سے (منٹو) می قصائد در ہوا یکایک بر کلمہ چسبنا
سولن افتاد (منٹو) اس کے منہ پر بکریاں! - ایک مرتبہ ناکہ کر دے - ای دے
کشتہ شدیم - ای دے فردیم! آقا بندہ فی القور فرار کر دے - سولن
اپنے دونوں دست (انھوں) سے اپنا کلمہ ہمیں گرفتہ رکھے ہوئے!
پشت خمیدہ (خجکا خجکا) اپنے اطلاق میں گیا تو ہم اپنے کمرہ میں آئے!
آقا سولن قبل آدم خوش مزاج و خیلہ افتادہ (عکس) و مہربان بود۔
لاکن بعد ازان (اس) عزت جیسا کہ یک چرتار زادہ کو ہونا چاہئے
(چرتار زادہ نہ آید بکار!) اس میں حد و حدیث عزت و خشونت و گل سری
(کلمہ چلایں) و غور سرانت کر دے بود یا ز قد ز خود شناس! راکا ہے
یاد نمی آورد! اُن وقت کہ منٹو اس کے منہ پر بان (اس) ترکیب
(یوں) افتاد (بکریاں!) از غم و غصہ لال ولی حال شد! - خیر من با خیر
بودم از قیہ خویش و می دانستم کہ -

"اور خستہ کہ غمت دیر اس شرت گرش در نشانی بہ باغ بہشت

و از بوی خلدش بہ بنگام آب بہ پنج انگبین ریزی و شمد ناب

سہ انجام گوہر بکار آورد - ہنرمندان (میں) میو تو تلخ بار آورد

ز ناپاک زادہ مدارید نمید کہ رنگی بہشتن مگر در سپید

ز بد صلی چشم ہی داشتین بود خاک بر دیدہ اپنا شستن"

"من از نسل واصل و سے یخیز بودم۔ البتہ خائف و لرزان (از ان)

شدم۔ تا از منٹو - از ان مادر - ...! و از اتفاق و بدبختی خود! و اللہ

ترسیدہ و آمادہ بودم بہ فرار قنمت مگر فرصت نہاد! یک مرتبہ آدھے میو

و کیگوید خیر صاحب بیخاہر ترا! آغا مر دیم - روح من کہ صاحب و

آشنائے تھی سال بود یک مرتبہ دراع گفت! بچہ کنم خیر ان -

و زود برخاستم از صندلی (کرسی) - چہ ملاحظہ کر دم؟ دیدم واللہ یک چیز سیاق
و سبیلہ و بنگ مثل پتھر من روستے میز من بستہ و بار بار قصد کلمہ کیڈ
متحرک و خالی بودم بیچ نشاتم - یک مرتبہ آہستگی قدم زدم و نزدیک
تر رفتہ شناستم آغا! ای دے ہنرمند منٹو - استغفر اللہ! استغفر اللہ!
آغا ہم شاعر ہیں - دواں باوقارہ باشکوہ شاعر یک کوہ آتش فشان
(آتش فشان) کا مرتبہ رکھتا ہے - جب آغا و دوسرے سپہ سالار باز کر دو
(پھر) تمامی قوتہ سے دنیا بھی اس کو روک نہیں سکتا! و اموز
آقا اس کے سر باز (پھٹنے) ہونے کا روز لگیا - چو ترکید (پٹا) او
خوب شد پیش و در مقابلہ منٹو ترکیب (پٹا) - آغا واللہ دنیا و زندگانی
دنیا بیچ - خیر موت روح افزا و موت روح پرور! ہم آغا اس وقت
از جامہ انسانیت گذشتہ گویا عرض ملک حضرت سلیمان بودم - ابی
و تبت و بھی للذی گفتہ - کہ محبت چست کردہ از جانے خود حجت
کر دم و منٹو حرام زادہ! را ز دستہ سے خود میان کہ اموضہ بگا کرتہ
(سے) گرفتہ ز دستش دواں کر! جنبش سخت وادہ برداشتم و دوسرے مرتبہ
چرخ وادہ یہ انداختم غیبت را دور - دور! الحمد للہ - الحمد للہ! لعل
رستی کر دم!"

"آقا - تیر من رہا شد و نشانہ من زمیں خورد؟ شاید - واللہ اعلم!

ملہ حضرت سلیمان کے دربار میں عفریت نام ایک دیوتا تھا جس نے مقبیس کا تخت
اڑا لانے کی کبت کی تھی! آغا اپنے کو عفریت لقب دیتے ہیں یعنی منٹو کی
ذنی شے کو وہ شل عفریت! اب اٹھانے والے ہیں!

آغا اب گویا مینا میں کھڑے قربانی ادا کرتے ہیں لبسم اللہ!

ملہ رستم و سہراب رستے لڑتے جب ہارے تو باپ بیٹے دونوں گھوڑوں

سے کودے اور اب گا زوری شروع ہوئی - فردوسی کتاب سے گرفتہ

ہر دو دواں کر! رستم (کربن) بیابان آغا کے منٹو بھی رستم و سہراب

سے (شاید) کہہ تھا -

”آغا۔ ہم شعر مغز سخن و نتیجہ سخن نمک فی القوس سرسم بہار سے استاد (ازل) نے ہم کو مجبور نہیں بنایا۔ لیج۔ اپنا ج نہیں کر دیا شک کرنا مقتضات امور معلوم ایسے ہی ہے نیاز و نجات کلی و از غلامی صغریٰ و کبریٰ الحمد للہ آزادیم! اور اک ماہ (شعر) پر ان درجہ درست و ربا کہ بلا استعانت دیگر قوت ہمارے دنیا نتیجہ امر معلوم راہنچہ زدن معلوم میکنم! کیمت ذہن رسا و تحلیل ماضی و اللہ از برق فزول و تر قنارہ تبا ماہا تمیل (یعنی بھڑے) نیستیم کہ کلام روز را بفردا بگزاریم! ہم لوگوں کو آغا جو امر یا مضمون پیش آ یا پس بلا پیش و پس فوراً اس کے نتیجہ تک پہنچ گئے۔ وجہیکہ ماہا تاملینا الرحمن ہستیم بلا شک و شبہ (۱) نتیجہ صحیح ہے (جو گا آقا! اسطو نے ہم شعرا کے واسطے (ہرگز) نہیں بلکہ برائے بخلان کر دہ و منطق ترتیب دیا۔ ہم شعرا کا داغ آغا اسے اعلیٰ و ارفع ہے! منطق کہ برائے خرم ہم با ست۔ نہ برائے شعرا سے یہی شل ماہا!

”تو آغا در معاملات خود قدرے فکر کر دم۔ و ماغ من از شوق و فکر شعر و شاعری الحمد للہ تیار ہو دہ۔ یک مرتبہ ذہن رسا منتقل شدہ۔ و از قوت تخمیلہ الامام نظیر خود مٹاے زندگی خویش راحل کر دم و بھلا! چہ طور آغا! ملاحظہ بفرمائید اجمالاً چہ زار سکے فقرہ دارم و سادات غویا و قصائد و مثنوی (بے نظیر!) میل و مجتوں را باید یک لک جلد چاپ کر دہ بفرستہ بہ ایران (ایران) و از زمینش ہر جہ گیر آید خانہ مختصر الاکثر من وضع و تشنگ و لایق فرزند نظام الملک بخرم در پائیں و آراستہ بکنم از ابطر و وضع اروپ و ملک ما۔ وہ ماغمر ران خانہ بفرغت! و صبر (دوہرہ) باقی ماندہ را جمع بکنم در بائکے معتبر و تشریلش (منافع) کافی و وسیت برائے حیات چند روز طابہر عورت پسند و قناعت گیر! آغا یک مرد شاعر کو اس سے زیادہ اور چاہئے کیا؟ بس محتاج کے میتم۔ الحمد للہ فرصت! (چنگا بجا کر)۔ ”انجا با طینان و فراغت کلی نشستہ علیان (۲)“

آخر مجبور پیش ان یہودی ظالم و غاصب و محسن کش خاصہ شدہ۔

”مولن از چشمہائے خو بخوار خود مرانظر میکرد و پرسیدہ انجا محاسب ہستید یا اگر برکش و گزیرہ....؟ انوس فرزند نظام الملک ہستید از دنیا شرم می آید ورنہ ترا ہلاک میکردم۔ ان زن باوقار بلشیک (دکنہ تھو) میخوہد ترا سزا بد! امر و عجب گزیرہ قصائد برائے ما عجب تاشکیا۔ عجب کام کیا! عجب کار بسک و نالایق و بد بینانہ کردہ ای۔ بہتر است شمارا زودتر فرصت بکنم بکیر ان (ایں) چہ زار سکے فقرہ و دستخط بکن برک! (۳) کا غدو بروا یا بجات بدہ ما ہارا ز وجود خویش۔ پروتیر و حراتلادہ بروز و دترم و دماحق و شاعر و محسن! می روی یا....! امن قائل یک محبتہ (۴) ایستادہ بودم بکیر لستم تا دیر بر حال خود چہ نصیحت مضمون کاغذ را بادست رعشہ دار دستخط کردم و پوہا را گرفتہ و گزشتہ! (۶)

آغا اور ہم آرمین (ہر لون)

”آغا۔ ہم ہوتل سے باہر نکلے۔ کیا کریں کس طرف جائیں کچھ نہیں جانتے۔ البتہ یک گونہ دل من قوی بود از ان چہ زار سکے فقرہ۔ مگر اس کا بھی خوف تھا آغا کہ پارہیں شہر ہے۔ تمامی بد معاشان دنیا کا مرکز۔ نہ معلوم کون کیسا ہے۔ یہ رویہ کہ اب اسی پر گویا مدار زندگی ہے کوئی دست برد نہ کرے۔ واقعی نیلے تفکر و پریشان (پریشان) خاطر ہوں کہ کجا روم و چہ کہم؟۔ لکن آغا آخر ہم شاعر ہیں و ہم شعرا کا دل یوں (حضرت خواجہ حافظ) علیہ الرحمۃ کے مانند ہے۔ ہذا لسان الغیب (دیوان) و ذالک الکتاب الغیب! (دل) (الایب فیہ!)۔ کیا معنی؟ کہ تم دنیا جہان کی جو شے چاہو آغا ان دونوں میں سے فوراً نکال لو پیش از ان (۵) نیست کہ وہاں (دیوان) نظم میں جواب ملے گا دیاں (دل) نہیں! لہذا نظر اور چارنا تو رکھیے!

اپنے دونوں دست (ہاتھوں) سے پلہ ہاسے (پٹ) دروازہ اطاق خود راگزتہ ایستادہ ہے اور نظر جادو اثر خود ہماری طرف نگاہ (دیکھ کر رہتا ہے) آقا من ہم نگاہ میکروم (آقا ہم نے بھی اُس کو دیکھا) نظر خاشدہ! اُت! مژدکب (دیدہ) مادر چشم حیات بخش او- و مردکب نازمین و جن (جان) پر او چشم پر انظار من جاگرفتند و میکدیگر معاقلہ و پزیرائی میکروند! آقا ہم کو کچھ بن نہیں آیا۔ باللہ العظیم فراموش کردم الفاظ را حالاً لکن ام- نہ- گنگ! دوبارہ دیدم و سرز فغاندم و سجدہ کردم- سجدہ عبدودیت! آقا وہ قریب آئی- و سر پزیرا ز من از دستہائے نازمین و سبک و شفقت آلود (خود) برداشت و مراد دست پر نشانید! و از دست من اپنا مٹھو! ایک قدر ایسا دہ رہی- و فرمود خدا حافظ شب بخیر صبح ملیں گے! آقا گویا تاحال در خواب بودم- یکایک بیدار شدم! کسے نیست- کسے نیست! الہی- الہی- ان (ایں) بیداریت یا خواب؟ کجارت- کجارت! قاتل منک- لا واللہ! جن (جان) پر ورم من- نہ حیات بخش من؟ یا اللہ! من شاید موسیٰ بودم وان (ایں) وادی مقدس است! ایک صاعقہ دیدم و شنیدم چند کلمات شیریں و جن (جان) بخش! سجدہ کردم و عشق کردم یہ ہوش آدم کسے نیست!! آقا- کچھ نہیں معلوم ہم کب تک اُس حال میں (پڑے) رہے۔ لباس شب خوابی پوشیدہ بودم- سردی معلوم ہوتی تو ناچار از ان کوچہ یار اپنے اطاق میں گئے- دست و پا یں سرد ہو دو لاکن اندرون گرم مثل تپ کبندہ! خیر غلام بستر پر بی حال گرے- نین کیسی- آرام کہاں کا- دل رخصت- جن (جان) رخصت- ایمان رخصت! من ہوشیار و طالع می رخصت!! الہی یہ کون بشر ہے! لا واللہ! عاش اللہ ماہذا البشر!! واقعی اُن فرمود یا دل من آوازی داد (کہم خدا حافظ- شب بخیر صبح ملیں گے! مگر صبح کجا؟ حال نصف شب شدہ- صبح دور- ما دور- دل من دور و روح من دور! بخیر! بخیر! گفت؟ سنی

یا اللعجب! کسے نظر ہی آیا! شاید روپوش شدہ- مردم آمدند- غالباً در کرد! اخیر- الحمد للہ- ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت!! یک مرتبہ باز زمین (ہاں) آواز از قریب پیدا شد- نیش قرم ساق را! ہمہ لو کہ ما صدا بلند کردند- ہمجااست (ہاں جااست) ہمجااست- پد رسگ- قرم ساق- قرم ساق- نامرد- نامرد! بہ آرید پلایچہ- بہ آرید پلایچہ! الکترک دیگر ہم روشن کردند- چار طرٹ نظر جستجو انداختیم- یا اللہ کسے راندیدیم! مگر آقا و فتنہ ہماری نظر طرٹ دیوار جو گئی (پڑی!) چہ غلط کردم؟ واللہ دیدم کہ یک مٹھو سبزہ رنگ در پہلو سے دیوار باطنین و فراغت رخصت است! است! گفتم بدل- یا اللہ ان مٹھو! اگر کجا پیدا شد؟ یقینی! (موتوں) قاتل من از دستہ اجنبہ بود- حال تاثیر بیت و لباس داوہ در جامہ مٹھو! بویا شد! خوف تاحال غالب بود- نزدیک زرقتم- ہمہ تجر از منو مجہ شدند- یک مرتبہ اُن جانور گردن خود را قدرے جنبش داوہ و سر را بلند کرد و صدا میدید نیش قرم ساق را! آقا- شناسنا ختم قاتل خود را! حواسم درست شد- لو کہ باخیلہ خندیدہ مرا ہم قدرے خندہ آمد! لو کہ را! انعام داوہ رخصت کردم!!! "اب آغا ہم تمہا میں- غلبہ تر میداند چار با وجود اُن نفرت قلبی و جبلی کہ از جان و زان) میدارم یک کشش قلبی از طرف اُن مٹھو! پیدا شد و فرتم باہستگی قریب! الحمد للہ- غلط اہل! پادہ است! پیچ رقم نمیکند! بسہولت گرفتہ و متوجہ اطاق خودم کہ یک مرتبہ شنیدم یک آواز از پُر جن و گیرندہ و سبک و شیریں- کسے میگویی؟ "مل گیا مل گیا سبتھو (مٹھو) میرا مل گیا- اللہ شام سے ہم بیدار تھے مٹھو آؤ- آؤ- ویکو (دیکھو) تمہارے بغیر ہم اب تک نہیں سوئے! آؤ مٹھو پیار آؤ مٹھو پیارے! آغا آواز بود یا برق- آغا ان (ایں) صدا بود یا صدا سے وادی زمین! دل را باہتم- متوجہ شدم بر آواز- اللہ اکبر! دیدم یک حور بشتی (ہاں) افگندہ گیسو یک طرف- زلف چلبلیا کیلٹ!

تقریباً دس منٹ بعد آغانے پھر سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔
 ”ساعت چند درست؟ (کے بچے ہیں) معاف فرمائید۔ ظاہر گستاخ
 نیلے رحمت واہ۔ آقا نے معلوم کیوں کی گشت قلبی آپ کے ساتھ
 ہو گئی ہے (تو بے مالی زیادہ) دل ہمارا (ای) چاہتا ہے کہ اپنا قصہ پر غم
 آپ کے حضور من و عن عرض کروں (کردوں) اجواب: گیارہ میں کچھ
 باقی ہیں۔ ابھی سویرا ہے۔ گھبراہٹ نہیں۔ میری میند بھی آج اُٹھی
 ہوئی ہے۔ اور آپ کے قصہ میں الگ دل لگا ہے! اسم لندہ۔ ہاں۔
 تب آخر یہ طور شب را بسر کر دیا؟

”ہاں آغا۔ عرض میکنم۔ ہم اس وقت باللہ العظیم بی حواس تھے۔
 یاد ندارم کہ یہ کدوم وچہ شد! بعد کدے جب سکون ہوا (تو) ہم نے اپنا
 دیوان نکالا اور پکار پکار کر (جتنی تھیں) آواز بلند و سخن دار (گاکا کارا)
 غزلیات خود را بخواندیم (جتنی تھیں) گاکا کارا یعنی غزلیں پڑھنا
 شروع کر دیں! (اور یہ شب را میں ملور گزرا ندیم! اظہار بی جاؤ
 بیدار و نہ معلوم ان فتنہ..... ہم بیدار است یا بخواب؟ صبح
 قریب بود آغا۔ ہم نے تہیتہ نما کر لیا اور سیرے میں جا کر اپنے
 اور..... کے حق میں دعاے..... تبادیر
 کرتے رہے!“

”پچھلے پہر اُٹھ کے نماز میں
 ناک رگڑنی سجدوں پر سجدے
 جو نہیں جا بزا اس کی دعائیں
 افسرے..... ہاے مارے! (باقی دارو)

بجز حیثیت؟ دعا میگفت۔ دعا میداد! اس کو؟ ہم کو؟ نہیں۔ خود کو!
 ہاں درست! خدا بجز خدا نند..... ہاں! یہ شب دراز ختم ہو گی صبح اُٹکی
 میں گئے۔ کس سے؟ با..... اس کی! اُمید۔ اُمید۔ اُمید.....!
 یہ کتنے کتنے آغا کا حال تھیں! ہو گیا کلیجہ کو کئی بار کپڑا کپڑا کر دیا۔ آخر
 (غیب!) خود ہی حواس میں آیا۔ سنبھلا۔ اور نوکر کو تھرائی ہوئی آواز
 سے پکارا: ”بچہ نیک چا سے بدہ (ایک پیالی چاے)۔ گرم خوب گرم۔
 زود۔ زود۔ نوکر چائے لایا۔ آغا صاحب کی (باشاء اللہ) یہ چوتھی پالی
 تھی! دو گھونٹ اس کے جلد جلد حلق سے! ہمارے اور پچھلے
 بغور دیکھو! آغا غلام لحظہ کر دیدہ ساحل متاخرم۔ واللہ زندہ نیست!
 ہاں آغا خود خیز بہر شب باجناب تمام اس متا لا را ہاں! میں خدا نوش
 کرتی ہے۔ دو کوٹل ہے؟ حقت نظر چشم بد دور! ماشاء اللہ صحت.....
 دوسرے بالیٹن (ایشان) راز یارت کدوم نیلے مانوس با.....!
 فرنگیست یا.....؟ اشب ندیم! اگر احوال (الحمد للہ) خوبست؟
 (جی تو اچھا ہے؟) چرا آمدہ براسے غذا؟ از کجا آمدست (آمدہ است؟)
 مسافرت یا محلی؟ و وہے کون آغا؟ ناش حیثیت؟ شما کہ ہمدون
 ہستید۔ آقا نے من ہستید۔ غالباً تفاوت (تخلف) از ما ندارید؟
 بدہیدم!.....! اجواب: مجھے خود زیادہ حال نہیں معلوم ہاں اتنا
 جاننا ہوں کہ جین بئی (ڈپٹی) سے آپ کی یہ حالت ہوئی اس کی لگے
 (یا ملکہ) وہی ہے! قریب تھا کہ آغا کے ہاتھ سے پیالی چھوٹ پڑے!
 نادیر غریب (پھر) شائے کے عالم میں ہو گیا۔ اور میں بھی بچکا ہی رہا!!

راشخ عظیم آبادی بلند پایہ شاعر استاد وقت۔ حیر و مزاکہ ہمہ گو کہ
 ہیں۔ کلام بہت مقبول ہے۔ ایک جگہ اپنی شاعری میں فرماتے ہیں۔
 ”محمدا بن سے ازاد کی تمھی ستر جنوں جن دلوں اپنا بنسبہ باتھا
 نہ تھی فکر پوشش کی دیوانگی میں اس اندیشہ کو میں نے نہ کر کھاتھا
 ملہ یہ دیکھو گا!

علم کی حد

[اس مضمون میں حد سائنس یا حد علم کی نسبت بحث کی گئی ہے۔

سائنس ایک جانب الطبیعی نقطہ ہے جس سے مراد ہے علم جو شہادت و تجربات سے حاصل ہوتا ہے۔ اب سے پیشتر اس لفظ کا اطلاق حرفِ علم پر ہوا کرتا تھا۔ اور اب اس کی جامعیت کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ سارے علوم جو عقلِ انسانی کے نتائج ہیں اس کے تحت میں آجاتے ہیں۔ عربی میں سائنس کو علوم کہتے ہیں اور نہایت میں آتی ہے۔

مستطرب - آراء سے دو مضامین سائنس - علوم - تفریق کے ناموں سے ذہن و دماغ کی گشت کی اشاعت میں شائع ہو چکے ہیں۔ انٹینٹین کا یہ ایک سلسلہ ہے۔ مشروط و موقوف ہے اب کے اس امر کے واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ سائنس کی تحقیق و تدقیق اس قدر زیادہ کافی ہے کہ غائر نظر والے پر بھی انسان اس کے ذریعہ کسی ایسے نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا جس کو قطعی قرار دیں۔ اور آخر اسی لئے کہ تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اب سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے عقیدہ اہل باطنی علم پر گریا ہے کہ اہرام کہ ساکنان ہیں ایواندہ اسباب ترو و تروستہ اندہ بان تار ششہ خرو و گم دانی۔ کا شمس کہ مریدند سرگردانند۔ اذیتیں]

سائنس کی بحث کے ضمن میں یہ مذکور ہوا تھا۔ کہ وسیع ترین اور حقیقی معنی میں اس کا اطلاق ان تمام علوم پر ہوتا ہے جو انسان نے نہایت قدیم زمانہ سے لیکر آج تک اپنی عقلی کدو کاوش اور ذہنی جدوجہد سے حاصل کئے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں مناسب بنیاد پیش کر کے اسے مسلم و واضح کیا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ”سائنس“ کا مفہوم ”علم“ کا مترادف ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اپنے اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ہو جاتا ہے تو وہ اپنے کو تہی اور ”ہم جو من دیگرے نیست“ سمجھتا ہے مگر جب اسے کسی خاص شعبہ علم کی مہارت ہو جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے ”معلوم شد کہ پہنچ معلوم نشد“ اس وقت وہ کسی امر کی نسبت دعویٰ نہیں کرتا۔ غور و خور و خود پندی اس سے دور ہو جاتی ہے۔ لیکن اسے اس قول کے مخاطب اقلیم سائنس کے وہ لوخیز ہیں جو طبیعیات اور کیمیا کی پانچ سات انصافی کتابیں پڑھ کر اپنے تئیں سائنس کا بڑا ماہر سمجھنے لگتے ہیں اور زمین و آسمان کے علوم کے مدعی بن بیٹھتے ہیں۔ فی زمانہ سائنس کی تحقیقات اور نتائج کو قطعی قرار دیکر تمام مسائل کی گتھی ان ہی کی وساطت سے سلجھائی جاتی ہے۔ کسی سچائی کی صحت اور عدم صحت کا تعین بھی اسی کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ جس امر کی نسبت سائنس شہادت دے اور اسے معقول قرار دے۔ وہ برحق اور قابل اعتبار۔ باقی سب لہجہ اور نامعقول۔ ایسے مدعیان ہمہ دانی اس درجہ عقل کے غلام ہیں۔ کہ خدا۔ آخرت۔ بقائے روح وغیرہ دینی عقائد کو بھی اسی معیار کے تابع کرتے ہیں۔ اور اس کی شہادت کی بنا کو صحیح اور واجب تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور گویا اسی کے اشاروں پر چلتے ہیں۔

سائنس اس عالم پر فیر کھلے نئی کتاب سائنس کا زمانہ ”طب و فلسفہ“ میں کی کتبہ علم نہیں نقلی و اہلی سائنس کے موضوع پر بحث کی ہے جس میں یہ بتایا ہے۔ کہ اصلی سائنس کیا ہے اور نقلی یعنی جھوٹا علم کیا ہے گورے سخن کہے کا اہل دین کی طرف ہے مگر وہ اس کے ضمن میں سائنس کے مفہوم۔ مقصود۔ اور حد و وسعت وغیرہ کو بھی واضح کرتا ہے۔ سائنس کے بڑے بڑے عالم اور محقق سائنس کی کوتاہیوں اور اس کے بعض اہم مسائل کے حل کرنے کی ناگہان

سائنس کی بحث کے ضمن میں یہ مذکور ہوا تھا۔ کہ وسیع ترین اور حقیقی معنی میں اس کا اطلاق ان تمام علوم پر ہوتا ہے جو انسان نے نہایت قدیم زمانہ سے لیکر آج تک اپنی عقلی کدو کاوش اور ذہنی جدوجہد سے حاصل کئے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں مناسب بنیاد پیش کر کے اسے مسلم و واضح کیا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ”سائنس“ کا مفہوم ”علم“ کا مترادف ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اپنے اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

میری اور تہی کا عقلی دین۔ لیکن کا قول ہے۔ کہ جب انسان اپنے علم پر جاوی

ماڈہ اور قوت (۱) ماڈہ اور قوت کی ماہیت کا معنی درجہ اول پہنچے انسان کا علم اور تحقیقات اس منزل پر ختم ہو گئی ہے۔ یہ اس کی قوت سے بہت دور ہے۔ سائنس کی ترقی یہاں پہنچا کر ثابت ہوئی ہے اور نہ آئندہ اس کے توسط سے کوئی انہم نتیجہ نکلے گا۔ بڑے بڑے عالموں کی دانست اور عقل بھی کچھ نہ کر سکے گی۔ آخر کار ہم کو اپنی حکمت کی انتہا تسلیم کرنا پڑے گی۔

حرکت (۲) حرکت کی ابتدا حرکت پیدا اور فنا ہوتی ہے۔ اگر ہم موجودات کی ابتدائی حالت پر غور کریں۔ تو یہ ماننا پڑے گا کہ بیوی نوع میں سائنس اور ہر جگہ محیط تھا۔ پس میں پہلے پس طرح حرکت پیدا ہوئی تھی۔ ہم اس کی بابت کچھ نہیں جانتے۔ اگر کوئی مافوق الفطرت وجہ قرار دی جائے۔ تو وہ ہمارے سائنس کے موجودہ خیال و طریقہ تحقیق کے بالکل خلاف ہے۔ ایک اور نظریہ یہ قائم ہو سکتا ہے کہ بیوی ازل سے متحرک تھا اور ابد تک چلا جائے گا۔ اس حالت میں ہمیں اپنی عقل کو خیر باد کہنا پڑے گا۔

آغاز حیات (۳) آغاز حیات۔ یعنی جان کس طرح معرض وجود میں آئی۔ اگر ہم ماڈہ کی حرکت و افنی مان لیں تو پھر یہ معنیہ آبسانی حل ہو سکتا ہے۔ یعنی مادہ کی حرکت سے رفتہ رفتہ اس کی مختلف صورتیں قائم ہو گئیں۔ حرارت کے اخراج سے اجسام وجود پذیر ہوئے اور پھر اس کی بعض صورتوں میں ایک نئی حرکت آپ سے آپ پیدا ہو گئی۔ اور اس طرح جاندار وجود میں آئے۔ یا اس کے برعکس دینی خیال ماننا پڑے گا۔ کہ ایک مافوق الطبیعی ہستی کے اشارہ سے جان کی ابتدا ہوئی ہے۔ ان دو صورتوں کے سوا اور کوئی صورت اس کے سچا وکی ممکنات میں سے نظر نہیں آتی۔ موجودات عالم کی (۴) کائنات کی آخری شکل یا صورت کیا ہوگی ہنسی صورت ڈارون نے اس سے گزیر کر کے کا ایک طریقہ

فراخذ فی سے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر چونکہ محض سائنس کے نام پر مقبول میں اور اس کے کسی شعبہ سے سطحی واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ اسے اسرار عالم کی کلید غلط تصور کر کے اس کے افشا کے دعویدار ہیں۔ ہم یہاں پر یہ بتانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کہ سائنس وال غریب کے سلما کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کے لئے ایک جہان گمانہ مضمون درکار ہو گا۔ لیکن اس امر سے بحث کی جاتی ہے۔ کہ بعض بنیادی مسائل ایسے ہیں جنہیں سائنس آج تک حل کر نہیں سکی ہے۔ سائنس کا مقصد و ایاد ہو گا کہ سائنس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ اس کی حد و وسعت موجودات عالم کی اصلیت معلوم کرنا ہے مفید رہا کارل پیرسن کہتا ہے کہ سائنس کی تحقیقات کا میدان لا محدود ہے۔ اس کے مسائل جامع کی بھی انتہا نہیں ہے۔ موجودات عالم کا ہر نوع۔ تمدنی زندگی کا ہر ایک پہلو۔ موجودہ اور گزشتہ ارتقا کا ہر ایک مرحلہ سائنس کا تختہ شوق ہے۔ سائنس کا موضوع تمام عالم مرنے کے پہلو پہلو پایا جاتا ہے۔

سائنس کی کمزوری

جرمن عالم ڈیوڈ ہاسلہورٹ اس سلسلہ میں جرمن کے مشہور محقق ڈیوڈ ہاسلہورٹ خیالات دربارہ سال اخیل نامی کے خیالات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کو اُس نے دوران تقریر میں ظاہر کئے تھے۔ اسی تقریر کی ابتدا میں اس نے کہا تھا کہ ان پرانی باتوں کے اعادہ سے شرم آتی ہے جن کی اصلیت سے بڑے بڑے عالم اور ارباب تحقیق واقف ہیں اس تقریر میں اس نے سات مسائل کو مافوق الفہم اور لائیکل منہ قرار دئے تھے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

۱۔ مسائل میں سے سات یا بعض جو قابل ذکر ہیں جن کو مافوق الفہم قرار دینا ہو کیونکہ ان کی حقیقت سے کما حقہ آگاہی حاصل کرنا میری عقل سے باہر ہے۔

سے سرزد ہوتی ہیں۔ اس لئے ان مسائل پر بحث کر کے اسی تعریف کے خاتمہ پر یہ کہا ہے کہ ہمارا علم طبعی دوحود کے اندر واقع ہے۔ اول ہم قوت اور مادہ کی ماہیت سمجھنے میں قاصر ہیں۔ دوم ذروں کے مجموعہ سے عقل و احساس کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی ماہیت بیان کرنے میں ہم لاپچار ہیں۔ ان حدود کے اندر ماہرین سائنس ترکیب و ترتیب لگانے پر قادر ہیں۔ لیکن اس کے باہر وہ لاپچار و مجبور ہیں۔

ہستی کا ہل اصول | ڈاٹا سے ریٹلڈ نے اپنے سات معتمد پیش کر دئے جو عقل سے بعید ہے | اس کی رائے میں انسان کی عقل و فہم سے باہر ہیں۔ لہذا اس نے ایک معتمد کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے۔ جو ہستی کی تہ میں ہے۔ اور جس سے وہ محدود و مشروط ہے۔ اور اس کا تجلھاؤ یا اس کا تذکرہ نہایت مضروی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہمارے علم کی عمارت مستحکم بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکتی۔ ہمارا مرد مکان و زمان اور ہندسہ سے ہے۔ موجودات کا وجود زمان سے ہے۔ اور کوئی شے ظرف سے باہر نہیں رہ سکتی۔ انسان کے تمام تخیلات اس سچائی پر مبنی ہیں کہ ایک مساوی ایک کے اور ایک اور ایک ملکر دو بنتے ہیں۔ ہمارے جملہ خیالات اسی اصول کے تابع رہتے ہیں۔

عالمان بالذہن یا کاغذی | عالمان مابعد الطبیعات کا ایک گروہ ایسا بھی ہے۔ جو طوق و زمان۔ اور ہندسہ کے خدا گمانہ وجود کا قائل نہیں ہے بلکہ انھیں معنوی کیفیتیں سمجھتا ہے۔ اس فرقہ کے حکیموں کا یہ قیاس ہے۔ کہ یہ تینوں ہمارے تصور سے وجود حاصل کرتے ہیں اور عالم بھی محض موجود ذہنی ہے۔ جرنی کا نامو عالم شافین ہاؤ اس گروہ کا مقتدا ہے۔ ہم اس فرقہ کے حکما کے خیالات اور طریقہ استدلال پر تفسیر علی بحث نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بعض

انتخاب طبعی کا عمل قرار دیا ہے۔ مگر یہ ڈوبنے کے تھکے کا سہارا ہے۔ سرزد اس مسئلہ کو حل کرنا آسان نہیں ہے۔ گو کچھ عرصہ کے بعد اس کی تحلیل ممکن الوقوع ہے۔

حاصلہ یا شعور | ادھ شعور کا مسئلہ بھی لائیکل ہے۔ میرے دماغ کے اندر خاص ذروں کی خاص حرکات۔ اور میرے احساس پنج و راحت کے مابین کیا علاقہ ہے۔ مجھے سردی و گرمی کا احساس ہوتا ہے۔ ایک چیز مجھے میٹھی لگتی ہے اور دوسری تلخ۔ پھول کی خوشبو میرے دل کو منفج کرتی ہے۔ بابجے کی آواز۔ اور مختلف رنگوں کا میری طبیعت کو احساس ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں بیتا ہوں اور انسان ہوں۔ میں بندر۔ گدھے۔ نباتات سے بالکل غزلا ہوں۔ یہ ساری مختلف کیفیاتیں کیسے پیدا ہوتی ہیں؟ اور ان کا دماغ کے اندرونی ذروں کی حرکتوں سے کیا نکلاؤ ہے۔ یہ تو سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ کاربن۔ ہائڈروجن۔ نائٹروجن۔ آکسیجن۔ کے ذروں کے مجموعہ میں کیسی حرکیاتیں پیدا ہوتی ہیں جن کی وجہ سے شعور پیدا ہوتا ہے۔ اور میں اپنے اندر باہر۔ ارد گرد کی چیزوں کا علم حاصل کرتا ہوں۔ کیا ہر ایک ذرہ بجائے خود شعور سے چر ہے؟ اس سے بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

قوت مستحیلہ | (۶) قوت مستحیلہ۔ یہ بھی اسی قسم کا مسئلہ ہے۔ ہمارے دل میں خیالات کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ قوت گویا کی کس طرح وجود پذیر ہوئی۔ ہیں اس کی حقیقت آج تک معلوم نہیں ہے۔ فعل مختاری | (۷) اس کے ساتھ ملتا جلتا سا تو اس مسئلہ ارادت یعنی فعل مختاری کا ہے۔ اس کے تعلق میں ڈاٹا سے ریٹلڈ لائیکل وغیرہ کے خیالات پیش کر کے کہتا ہے۔ یہ معتمد فوراً حل ہو جاتا ہے۔ جب ہم یہ مان لیتے ہیں۔ کہ انسان اپنے افعال و اعمال کا مختار مالک نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تمام حرکات کسی اور قوت کے عمل

جیسا اس کی مشہور تصنیف اصول اولیہ میں مذکور ہے جس کا ذکر آگے آنے لگا۔

ہمارے حساب میں وقت کا سب سے ادنیٰ جزو سکندریہ ہے۔ مگر دراصل یہ کتنا بڑا ہے۔ اس کی لمبائی کتنی ہے۔ ہم نہیں بتا سکتے اس کی بابت بھی ہمارے خیالات اور تصورات ہیں۔ جیسے اور چیزوں کی نسبت ہیں۔ اعصاب کے وسیلہ سے برقی کی سرعت کے ساتھ احساس بھی ہوتا ہے۔ اور خارجی شے کا بھی دماغ کو احساس ہوتا ہے۔ لیکن ایک سکندریہ دس مختلف چیزوں کا علم ہوتا ہوا ہوتا ہے۔ اگر ہمارے تخیلات بھی ایسے ہی تیز ہوتے۔ جیسے بیدار جن کے ذرے ہوتے ہیں تو کائنات ہمارے ذہن کو مردہ اور بے جان معلوم ہونے لگتی اگر ہم کوئی ایسے انسان تصور کر سکیں جن کے ذہن بہت ادنیٰ اور نہایت ضست ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری صدی ان کے نزدیک پانچ منٹ سے زیادہ نہ ہوتی تو یہ عالم ان کے لئے کارخانے کے اجزن کی طرح نہایت سرعت سے متحرک معلوم ہوتا۔ اور انھیں کسی چیز کے وجود کا علم نہ ہوتا۔ بائیمہ قاعدہ زمان مروج ہے۔ جو فلک پر نقش ہے اور چاند سورج اس کے نشان ہیں۔ دمدار تارہ سے لیکر سیلاب سماوی تک یہ تقویم اپنے وجود میں لئے ہوئے ہے۔ بڑا و پھیل کے تخم نہایت ننھے ہوتے ہیں مگر ان کے وجود کا قیام بھی مقرر ہے۔ اور ان پر کندہ ہے۔ الغرض تمام ہستی ان سے وجود پذیر ہوتی ہیں۔ اور پھر اسی میں معدوم ہو جاتی ہیں۔ مگر انسان زمان کی حقیقت کے راز کو افشا نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی ابتداء کب سے ہے اور اس کی انتہا کہاں ہوگی۔

ظاہر کا مانتا طرفت کار از بھی زمان کی طرح راز مرہ ہے۔ اگر ان دونوں کو توام قرار دیا جائے۔ تو بہت اچھا ہوگا۔ کیا ظرف کی

طول ہو جائے گا اور اصل بحث رہ جائے گی۔ اس قدر کہ دنیا کافی ہوگا کہ ایٹم بریکلے صاحب بھی اسی گروہ کے نامی فیلسوف تھے جنھوں نے مادہ کے وجود خارج از ذہن ہونے سے انکار کیا۔ ان کے خیال کے مطابق انقلاب ارض و سما اور طبقات ارضیہ کی ترکیب ایسے عملوں کے نتیجے ہیں جن کا بھی وجود ہی نہیں ہوا ہے یا بڑے بڑے پہاڑ جنھیں آپ بار بار دیکھ چکے ہیں۔ اور پہاڑ ماں اور شاندار ہمالیہ بھی کسی قدر قتی عمل سے وجود میں نہیں آئے۔ بلکہ ان کا وجود نرا خیال اور ایک نام ہے جو حقیقت سے نا آشنا ہے۔ ایسے عالموں کی تعداد کثیر ہے جو یہ مانتے ہیں کہ عالم مرنی وجود خارجی ہے اور ایک حقیقی شے ہے۔ خواہ جس قسم کے وجود پر شاہد ہیں ہم فلسفہ کے اس پہلو کا مفصل ذکر فلسفہ کے مضامین میں کریں گے۔ سردست اس کے اس پہلو پر بحث کرنا چاہتے ہیں جو سائنس و تحقیق سے متعلق ہے۔

زمان کا مسئلہ | زمان یا وقت کے بار میں عالم و جاہل دونوں معقول متجزیہ رکھتے ہیں۔ زندگی کے تمام کاروبار اسی کے محکوم ہیں۔ صدی۔ سال۔ ہینہ۔ ہفتہ۔ رات۔ دن۔ گھڑی۔ پل وغیرہ وقت کے اجزا ہیں۔ جو زمانی حالات پر حاوی ہیں۔ وقت کی رو کے ساتھ ہم سب چلے جاتے ہیں۔ چاہے ہم خوشی سے جا میں یا محبوری سے ہم اسی میں پیدا ہوتے۔ اسی میں پرورش پاتے۔ اسی میں رہتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ اور زندگی بسر کرتے ہیں۔ آخر کار اسی میں غائب ہو جاتے ہیں۔ گویا ہم نمی چھپلیاں ہیں۔ جو بحر زمان میں وجود پذیر ہو کر زندگی وقت کا لقمہ ہو جاتے ہیں۔ مگر کوئی نہیں بتا سکتا کہ زمان کیا ہے اس کی اصلیت اور نوعیت بڑے بڑے عالم اور فلاسفر بھی نہیں سمجھا سکتے۔ افلاطون قدیم زمان میں۔ ہرکلیطس پسمیوین صدی میں اس کی توجیہ کرنے میں اپنی عقل و دانست کی حد مانتا ہے۔

ہندسہ کا مقد | ہندسہ یا شمار تیسرا درجہ ہے جس کی گنتی انسان بھی مل نہیں ہو سکتا | اپنے تمام علم و عقل کے وسیلہ سے آج تک سیکھنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے تحقیق اس کے بغیر کیا ہے۔ ہستی کی لازمی شرط بھی شمار یا ہندسہ ہی ہے۔ عالم کے وجود کی شرط لازمی اسی سے وابستہ ہے۔ ایک مساوی ایک ہے۔ دو کو دو ضرب دو تو چار ہو جاتے ہیں۔ یہ بات تو محض معمولی ہے۔ جسے مدرسہ کے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں۔ اگر اس کی اصلیت اور چوٹی چلا کوئی بھی واقف نہیں۔ بلکہ یہ امر وہم و گمان سے باہر ہے۔ شمار زمین سے لیکر آسمان کے بعد ترین تاروں تک حاوی ہے۔ تحقیق اس کی انتہا تک پہنچنے سے گھبراتا ہے۔ گو علمائے ہندسہ کا انتہائی درجہ ظاہر کرنے کے لئے اعداد مقرر کر رکھے ہیں۔ اور ان اشیاء کی مقدار کا تعین کیا جاتا ہے۔ مگر اس کی اہمیت کا معنی بڑا سے بڑا یکم بھی حل نہ کر سکا۔ فیثا غور سے اسے مبداء عالم قرار دیا تھا۔ اس سے اتنا تو ظاہر ہوتا ہے کہ شمار کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے۔ سیکڑوں کے ہندسوں میں بڑے سے بڑا شمار (۹۹۹) ظاہر ہو سکتا ہے۔ اس کی کیا قدرت ہے۔ مقدار و شمار کے کیسے کیسے احتمالات اس میں مخفی ہیں۔ اب انھیں ہندسوں کو ذرا بدل کر رکھئے۔ ۱۰۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قوت کو ننانوے سے آپس میں ضرب دی گئی ہے اور اس کے حاصل ضرب کے لئے دنیا بھر کی گنتی کے اعداد کافی نہ ہوں گے۔ آپ لو کو نو لے لے۔ خیالات جہن پرودہ سرینکس کی ایک تعریف منقول ہیں۔ ۱۰ کی اصل گنتی ظاہر کرنے کے لئے پہلے نو سے درجہ یا صفر کو ہوں گے۔ اس کے بعد ان تینوں ہندسوں کو لکھنا پڑے گا۔ یا یہ کہنا بجا ہو گا کہ نو کو نو سے ضرب دو بھر حاصل ضرب کو نو سے ضرب دو۔ علی ہذا ننانوے مرتبہ ایک دوسرے کے حاصل ضرب کو بڑھاؤ مجھ آخری نتیجہ ہو گا۔ اسے حساب کے تمام ہندسے ظاہر نہیں کر سکتے۔

کیسے حد ہے؟ یہ کہاں سے کہاں تک پھیلتا ہے؟ ہر طرف مادہ کے بغیر نہیں ہے۔ کیونکہ ”خلا محال“ ہے۔ تو کیا اس کے ساتھ مادہ بھی غیر محدود ہے؟ اگر ظرف اس سے خالی ہو۔ تو ہمیں اپنی حرکت کا کیسے اندازہ ہو! اس کے بغیر ”ہیاں“ اور ”وہاں“ کا تہا کیسے ہو؟ حرکت اور مقدار کا قیاس کیسے ٹھیک ہو؟ طول و عرض کا تعین ہم اپنے قد و قامت۔ اُخل۔ بالشت۔ ہاتھ وغیرہ سے کرتے ہیں۔ لیکن سچ پوچھو۔ تو ہمارا قد ہی کیا ہے۔ اگر ہم کسی نئے سیارہ کے نزدیک چلے جائیں جو چار پانچ سو اڑھائی کروڑ کے فاصلہ پر ہماری زمین سے قریب ہی گردش کرتے ہیں وہاں پر ہم دیوبند جہاں کے۔ برعکس اس کے سطح آفتاب پر سے ہم جیونتی کی طرح ایک ذرہ دکھائی دیتے ہیں۔ اگر مجھے اپنی غزنی سے دیکھا جائے جس کی قوت معمولی خوردبینوں سے پچیس ہزار گنا بڑا ہو۔ تو ہم ایک بیٹ بچیس میل کے ایک طویل دیولنظر آئیں گے۔ لیکن پھر بھی تحقیق کیا کا اطمینان اس اندازہ سے نہ ہو گا کیونکہ وہ مجھے بجائے خویش ایک نظام شمسی تصور کرتا ہے۔ جو خوفناک سرعت کے ساتھ گردش کر رہا ہو۔ کیمسٹری کے عالم کہتے ہیں۔ کہ انسان عالم صغیر ہے۔ جس کے اندر دنیاؤں کے بننے بگڑنے کا وہی سلسلہ جاری ہے جو عالم میں مروج ہے ہمارے اندر متضاد قوتوں کا عمل ہر وقت جاری ہے۔ ایک سے ذروں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ اور ایک حصہ بگڑتا ہے اور دوسرا بنتا ہے۔ الغرض ظفر کے بغیر موجودات کی ہستی محال ہے۔ حرکت کا کوئی تعین نہیں ہو سکتا۔ عالم فی کا وجود مکان کے باہر ناممکن ہے لیکن ظن کیا ہے۔ حادث ہے یا قدیم؟ اس کی کیا ماہیت ہے؟ سائنس یا جیسے علم انسانی کہنا بجا ہو گا۔ اس کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتا۔

اديب فروغ، سنه ۱۹۱۳-



گوسائين تلسي داس جي

اندين پريس اله آباد

سے تناؤ سے درجہ تک ضرب دیتے چلے جائیے۔ اخیر میں جو نتیجہ ضرب برآمد ہوگا، وہ حساب و شمار سے ہزاروں کوس دور ہوگا۔ ایک اور مثال لیجئے، دومیہ (۹) ہے گویا اوپر کے ہندسہ میں صرف ایک خط و حدائی بڑھایا گیا ہے۔ اب ان تینوں کی قوت پہلے سے لاکھوں کروڑ گنتا بڑھ گئی ہے گویا بارود اور دیگر تحکات سے اڑ جانے والے مصلح کی میگزین میں جنگاری ڈال دی گئی ہے۔ جس سے اس ڈھیر کی قوت مجبول کروڑوں بار بڑھ کر رہ گئی ہے۔ اس سے انسان کی عقل چلا جاتی ہے۔ اور ذہن اڑھٹا جاتا ہے۔ اس ہندسہ کی قوت ظاہر کرنے کے لئے سینتیس کروڑ صفروں کی ضرورت ہوگی۔ اور اگر یہ صفرتعمولی حرفوں میں لکھے جائیں، تو دہلی سے پشاور تک (چھ سو میل سے زائد فاصلہ) ایک خط بن جائے گا۔ دنیا کی کوئی زبان اس کے لئے کافی الفاظ

بہم نہیں پہنچا سکتی اور اگر ایک دو تین سے گنتے لگو تو لاکھوں برس کا عرصہ درکار ہوگا۔ اس شمار کا ادنیٰ ترین جز بھی لاتنا ہی ہے۔ دائرہ اور اس کے قطر کے متعلق کو ۱/۲ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کے کسور اعشاریہ کو جتنا چاہو بڑھا لو۔ اس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ابدیت بھی اس کی انتہا ظاہر کرنے میں لاچار ہے۔ شمار کی بابت جو خیال ہمارے ذہن میں پیدا ہوتا ہے، وہ ننھے ننھے ذروں کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور وہ بتدریج ایسی وسعت اختیار کرتے ہیں، کہ ہماری عقل کی اُچھ سے باہر چلے جاتے ہیں۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان کی عقل اور اس کا علم نہایت محدود ہے۔ اور یہ کہ ہم سچے اور کامل علم کے ابجد سے بھی آستان نہیں ہیں۔

بجے۔ آر۔ رائے

تمکسی داس

[جہاں ہندوستان نے بڑے بڑے رہنما، رہنما، دیوتا، شری۔

مئی، راجہ، مہاراجہ پیدا کئے ہیں وہاں ایسے ایسے شعرا بھی ہو گئے۔
ہیں جو صرف اپنے زمانے کے مجتہد ہی نہ ہوئے بلکہ ان کی تصانیف سے
اچھے، اچھے فرید العصر نامہ رہتے گئے۔ اگرچہ زمانہ بہت بدل گیا
اور اس کے ہاتھوں تمدن ہند پر تباہی پڑ چکی ہے۔ پھر بھی المیہ جیسے
فردوسی ہند۔ ملک الشعراء کی داس جیسے شیکسپیر یا مہر چند کوی جیسے
انوری عہد اور کبیر داس جیسے مصلح کے نام اب تک تظہیر کے ساتھ لئے
جاتے ہیں۔ اسی مہر چند خیر ہندوستان سے بایں اس داس کو بانی کہا

لے کر شہر میں یس قطر اور دائرہ کی نسبت باہمی کا جواز دہرا دھا ہر کرنا ہے۔ لکھنا لکھنا

۵۱۳۱۵۹۲۹۵۳۵۹۵۹۹۳۲۸۴۶۲۹۲۳۸۳۲۴۹۵۰۲۸۸۴۱۹۰۱۶۹۳۹۹۰۰

والدین سے بدلتی | اسی داس کے ماں باپ کا نام کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں پایا جاتا لیکن کہا جاتا ہے کہ ان کے والد آتما رام دوپے کے نام سے مشہور تھے۔ اور ان کی والدہ اسی کے نام سے بچاری جاتی تھیں۔ ڈاکٹر گریسن کا یہ خیال ہے کہ گوشائیں جی مول بھنڈر میں پیدا ہونے کی وجہ سے ماں باپ سے علیحدہ کئے گئے ممکن ہے کہ پیدا ہوتے ہی یا ان کے بچپن کے زمانہ میں ان کے ماں باپ مر گئے ہوں۔ اور یہ امر قرین قیاس ہے۔ بہر حال گوشائیں جی ہاشیہ فقیروں کے ساتھ سیاحی میں رہتے تھے جس کا تذکرہ جاجا واپنی آٹھائے میں کرتے ہیں یہی وجہ ہوئی کہ ان کے مفصل حالات کسی کو تو مل سکے۔ اگر کسی نے تقلید کرنے کا خیال بھی کیا ہو تو کیونکر ان کے حالات اس کو مل سکتے تھے۔ ان کا حال تو بعینہ یہ تھا کہ

ایک بار تہ نہیں عاشقِ ناکام کہیں۔ ان کیوں کہ کسی سے شکم کہیں

بھگوان آتما رام کا سفر | ساوھوؤں کے ساتھ رہتے رہتے اور اپنی رشتہ سے گوشائیں جی اپنے فیقر ہو گئے۔ ایک مرتبہ سفر کرتے ہوئے بھگوان آتما رام پہنچے۔ لوگوں کی دعوتیں قبول کرتے ہوئے وہاں سے اور آگے بڑھے۔ ایک گاؤں میں انھیں منگرو امیر ملا۔ اس نے ایک گوسالا ایسا بنایا تھا جس میں اکثر ساوھو اور مہاتما آکر ٹھہرتے تھے۔ منگرو نے گوشائیں جی کی دعوت کی اور کچھ دودھ لاکر نہر کیا گوشائیں جی نے اس کا کھویا تیار کیا اور خوب مزے لے لے کھا یا خوش ہو کر منگرو

میں قنوجیہ برہمن میں بھی کیا یا اور مزہ باری بڑھت پائے جاتے ہیں۔ ڈیڑھ لاکھ مول بھنڈر | بیسویں بچہ کو کہتے ہیں جو نہایت مخموس خیال کیا جاتا ہے۔ اور گیارہ تاروں کا ہوتا ہے۔ اگر کوئی بچہ اس بھنڈر کے وقت پیدا ہو تو ہندوؤں کے نزدیک اس کے باپ کو چاہئے کہ بارہ بن تاک بچہ کا نہ نہ کیجے۔ اگرچہ کسی زمانہ میں رواج ہو گیا کہ برہمن صاحب کے قول کو شریعت تسلیم کرنے میں دین شریعت اس جیسے خوش نصیب کی پیدائش کو مول بھنڈر میں منع کیا ہی نہیں ہوتا۔ یہاں سے عید ہے ممکن ہے کہ والدین جلدی کے لاکر اس بھنڈر میں آئے ہوں اور

عربی و فارسی کا اشراف کی زبان میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان کے مختصر حالات جو دریافت ہو سکے ذیل کے خدو خد میں یک جہت گئے ہیں۔ ڈیڑھ سال

مقام پیدائش | شاید یہ کوئی ہندی چلتے والا ہو گا جو گوشت نہیں کھاتا داس جی کا نام نہ جانتا ہو یا ان کے زمانہ سے آشنا نہ ہو۔ گوشائیں جی کی پیدائش کی کوئی قطعی تاریخ یا سال بتایا نہیں گیا ہے مگر قیادت رام غلام دوپے نے لکھا ہے کہ غالباً ۱۸۷۵ء (مطابق ۱۲۹۳ھ) میں وہ پیدا ہوئے تھے۔ ڈاکٹر گریسن بھی اسی کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس لئے قابل وثوق بھی یہی ہے۔

ان کے مقام پیدائش کا بھی ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں چلنا کسی کا قول ہے کہ یہ مقام تاری میں پیدا ہوئے۔ کوئی بہت ناچور بتاتا ہے کوئی پتر گوشت۔ کوئی جاتی پور۔ اور کوئی راجپوت ضلع باندہ کہتا ہے۔ ان میں کوئی صاحب تاری کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کوئی راجپوت کو اور قرین قیاس بھی ہے کیونکہ قیادت رام غلام دوپے کے علاوہ بابوشیو سنگ نے بھی شیدہ سنگہ سرجو میں راجپوت ہی لکھا ہے اور وہاں گوشائیں جی کے مکان وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں میرا رامین کی زبان بھی اسی طرف کی معادہ ہوتی ہے۔

قوم | گوشائیں جی برہمن تھے۔ احتمالات اس میں ہے کہ کون برہمن تھے۔ کوئی قنوجیہ کہتا ہے اور کوئی سرجو پاری۔ راجہ پنجاب سنگہ نے اپنی کتاب میں قنوجیہ لکھا ہے۔ اور بابوشیو سنگہ سرجو پاری بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر گریسن اور قیادت رام غلام نے بھی سرجو پاری ہی لکھا ہے۔

لہ کتاب شیدہ سنگہ سرجو میں لکھا ہے کہ شمس داس شمس (مطابق ۱۲۹۳ھ) میں پیدا ہوئے۔ اور برقیہ آزاد اہلیات میں فرماتے ہیں کہ شمس داس سرجو صدی عیسوی میں تھے۔ لیکن قیادت رام غلام دوپے نے اس بارہ میں مزید تحقیقات کی ہے۔ اس لئے وہی شدہ مانے جاسکتے ہیں لہ اہلیات میں لکھا ہے کہ اسی ہی ضلع باندہ کے رہنے والے تھے۔ ڈیڑھ سالہ اور ہی ماننے کے قابل بھی ہے۔ راجپوت

کہ اگر لونڈی کو بھی آپ اپنے ہمراہ رکھتے تو آپ کی خدمت میں تھوڑی سی زندگی خوشی و خوشی کے ساتھ گزر جاتی، مگر گوشائیں نے نہ مانفطور کیا۔

گوشائیں جی کے شروع شروع گوشائیں ابو دھیا جی میں گرفتار قیام کی گئیں۔ ان کے کلام سے چتر کوٹ میں بھی رہنا ثابت ہو جاتا ہے۔ مگر زیادہ تر وہ بنارس ہی میں باکرے تھے اور اخیر وقت تک بنارس ہی میں رہے یہاں چار مقام ان کے رہنے کے مخصوص تھے۔

(۱) استی پر (۲) گوالپ مندر (۳) بریلو گھاٹ (۴) نکل موچن ہنول۔
وہاں طاعون اور شاہ جہانگیر جیل میں تخت نشین ہوا اس کے بعد شمس اس کی دعا سلطنت میں شہزادہ کا زمانہ یادگار ہے اسی سال پنجاب میں طاعون کا زور پڑا اور شہر میں لوگوں میں اس طرح پھیل گیا کہ آٹھ برس تک وہاں پھینا رہا۔ ایک سو آدمی روز مرتے تھے۔ شہر کو بچہ و بزرگ لوگ باہر بھاگ گئے تھے۔ مرنے والے کا اٹھانے والا نہ ملتا تھا۔ لوگوں نے ملنا جلتا ترک کر دیا تھا۔ چاروں طرف یہ عارضہ پھیلا ہوا تھا مگر فورت پوریکری جہاں شہزادہ شمس کا فرار رہا اس کے اثر سے بچا ہوا تھا۔

جن دنوں آگرہ میں طاعون تھا اس سے چار برس قبل شہزادہ کے تھوڑے تک بنارس میں طاعون کی بیماری پھیل رہی ان دنوں شمس بنارس میں تھے۔ ان دنوں نے اپنے دامین کے کبوت نمبر ۳۱۸۔ ۳۱۹ میں اس کی کیفیت بیان کی ہے۔ گوشائیں جی دست بردار تھے اس مقام بیماری سے باشندہ بنارس نجات پائیں۔
ٹوڈر سے دوستی ٹوڈر نامی ایک زمیندار بنارس میں تھے۔ اس وقت تک ان کے مکان کے کھنڈر بنارس کے محلہ کچوری گلی میں پائے جاتے ہیں۔ پانچ گالوں کے مالک تھے۔ جو بنارس کے ایک

سے کہنے لگے کہ ”یہ کچھ مالکنا ہو مانگ“ مگر وہ نے دست بستہ عرض کی کہ ”میرادل پر مشور کی طرف رجوع ہو۔ اور خاندان کی ترقی ہو۔ گوشائیں جی نے کہا اگر تم اور تمہارے خاندان کے لوگ چوری ترک کریں گے اور کسی کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائیں گے تو ایسا ہی ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ دھاک گوشائیں جی کی قبول ہوئی۔ مگر وہ کا خاندان چوری و ایذا رسانی سے تائب ہو گیا۔ بلایا اور شاہ آباد میں اب تک اس کا خاندان سا دھوؤں کی ممان نوازی کے لئے مشہور ہے۔

شادی اور اولاد ان کی شادی دین چندہ یا نمک کی لڑکی سادہ تناسل سے ہوئی تھی جس سے تارک نام ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا جو کچھ بچہ میں مر گیا۔ گوشائیں جی اپنی بیوی سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ بغیر اطلاع وہ اپنے بیٹے چلی گئی۔ گوشائیں جی اس کی مفارقت کو براہ ذکر کر کے اور سسرال چلے گئے۔ ایک روز ان کی بیوی کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل گیا کہ بہت تباہ ہوئے اور دنیاوی کھیلوں سے ممتنع ہو کر فقیرانہ لباس پہنا اور پھر سیاسی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بنارس اور احمدیہ کے سوا متھرا۔ برہنہ ابن۔ چتر کوٹ۔ پرمی جگنا تھ وغیرہ جگہوں میں اکسٹر جایا کرتے تھے۔

ایک مدت کے بعد یعنی میں گوشائیں جی چتر کوٹ سے واپس آئے تو ان اتفاق سے سسرال میں ٹھہر گئے۔ ان کی بیوی بھی ضعیف ہو گئی تھیں۔ پہلے پہچان نہ کیں۔ اور ثواب حاصل کرنے کے لئے گوشائیں جی کی تواضع و تکریم میں مصروف ہو گئیں کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے پہچان لیا کہ یہ میرے خاوند ہیں۔ اور محض انجان بنکر گوشائیں جی کے پاؤں دھوئے بڑھیں۔ لیکن گوشائیں جی نے منع کیا اور پاؤں نہیں دھلوا یا۔ ان کی بیوی تمام رات غور و خوض کرنے کے بعد اپنے کو ظاہر کر کے گوشائیں جی سے کہنے لگیں

بن رام بھدر مذکور تجویز نمودہ بریں معنی راضی گشتہ شمرعی
نمودند بنابر آں مہر کردہ شد۔

قسمت انند رام قسمت کندھنی
قرعہ قرعہ

بھدینی دوتھہ اتر لار دوت بھدینی سرھتہ شیعہ پور دوت
قرعہ قرعہ

نیپورہ حصہ ٹوڑ تمام ندیہ حصہ ٹوڑ تمام
قرعہ قرعہ

یہ تو پورہ حصہ ٹوڑ تمام

ننان خانان سے ہوئی | بادشاہ اکبر کے نامی وزیر عبدالرحیم خان خانان اور
گوشائیں جی سے دوستی تھی۔ ایک مفلس برہمن کی لڑکی جب شادی
کے لائق ہوئی اس نے گوشائیں جی کو اپنی کیفیت اور غلی
سے اطلاع دی۔ انھوں نے ایک پرہیز پر آمادہ ہالکھڑا اسے
ننان خانان کے پاس بھیج دیا۔

”نرتیہ نرتیہ ناگتیب پاجت اس ہوئے“

خان خانان نے اس برہمن کو روپیہ سے مالامال کر کے نون
دو پاس کے جواب میں لکھ بھیجا۔

”راگودے بس چرے شلسی سون مت ہوئے“

مہاراجہ مان گند | آسیر کے مہاراجہ مان گند اور ان کے بھائی جگت گند
سے محبت | اکثر گوشائیں جی کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کرتے
تھے۔ ایک شخص نے گوشائیں جی سے دریافت کیا کہ مہاراج
پیلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں آتا تھا اور اب تو راجہ مہاراجہ

”سور تیتھ، نر تیتھ، ناگ تیتھ، سب چاہت پت ہوئے“

”گود لیتھ ہولسی فیرے، تولسی سوں سو ت ہوئے“

سرے سے دوسرے سرے تک پھیلے ہوئے ہیں ان کے نام ہیں
بھدینی ندیہ سر شیعہ پور اور اتر لار بھدینی اب
مہاراجہ بنارس کے قبضہ میں بن۔ اور اسی میں اسی گھاٹ ہے
ندیسر میں دیوانی کپڑی ہے۔ شیعہ پور چنگو سی میں بن۔ یہاں پانڈوں
کا مندر بنا ہے۔ شیعہ پور بھدینی سے جانب مغرب ہے۔ اتر لار
بنارس کے کنٹونٹ اسٹیشن کے پاس ہے۔ ٹوڈر کے مرنے پر ان کے
پوتے کندھنی اور ان کے بیٹے انند رام میں فساد پیدا ہو گیا۔ اس
میں گوشائیں جی حکم مقرر کئے گئے۔ اور جو فیصلہ گوشائیں جی نے
کیا تھا وہی گیارہ پشت تک ٹوڈر کے خاندان میں قایم رہا وہ فیصلہ
آگے لکھا جائے گا۔

ڈاکٹر گرین کا خیال ہے کہ ٹوڈر اکبر کے وزیر اعظم تھے چونکہ جب
ٹوڈر مل کا وطن لاپور تھا اسے وہ اتر لار خیال کرتے ہیں۔ مگر ایسا
نہیں ہے۔ راجہ ٹوڈر مل فن کھتری تھے اور ٹوڈر چھتری میں۔ کبھی
مکن نہیں ہے کہ شہر کا قاضی فیصلہ میں راجہ ٹوڈر مل وزیر اعظم کو ایسے
حقیر الفاظ میں لکھے کہ ”انند رام بن ٹوڈر بن دیوار سے کندھنی بن
رام بھدر بن ٹوڈر مذکور در حضور آمدہ الہم“ وغیرہ راجہ ٹوڈر مل کا کوئی
نشان بنارس میں موجود نہیں ہے۔

”فیصلہ“

الہد لکھ

چوں انند رام بن ٹوڈر بن دیوار سے کندھنی بن رام بھدر بن
ٹوڈر مذکور در حضور آمدہ قرار دادند کہ موازی متر و کہ کہ تفصیل ان در
ہندی مذکور است بالمشافہ و تراضی جانین قرار دادیم و یک صد
پنجاہ میگہ زمین زیادہ در موضع بھدینی انند رام مذکور و کندھنی
لہ و اتھو ہے کہ راجہ ٹوڈر مل اکبر کے وزیر اعظم تھے بلکہ ویشیروں میں سے ایک یہ بھی
تھے قیاس یہ کتا ہے کہ راجہ ٹوڈر مل سے شمس داس کی دوستی تھی۔ اوڈر۔

ہے۔ اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ شاید ہی کوئی کتاب ایسی مقبول ہوئی ہو۔ ڈاکٹر گریسن لکھتے ہیں کہ اگرچہ گوشائیں تلمسی داس جی سے کہیں داس وغیرہ کے مانند کوئی جدید مذہب نہیں جاری کیا تاہم کسی مذہب کا ہندو کیوں نہ ہو گوشائیں جی کے راستے کی پرہیزگار کتاب ہے۔ مذہب اور شرع اور دنیاوی باتوں کو بغیر مذہبی تعصب کے اس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہندو کے غیر متعصب ہر واک کی باتوں کو قبول کرتے ہیں۔ اوتلمسی داس کے کلام مولی آدمیوں کے دلوں میں تو گھر کر جاتے ہیں۔

رامین کار واج ہندوستان کے ہر حصے میں پایا جاتا ہے مگر ہمارے ایک پنجاب تک اور بھارت کے دیگر حصوں میں تک اس کا پورا اعلیٰ دخل ہے۔ اس کتاب میں ایسا کوئی کافول نہیں ہے جہاں رامین نہ ہو۔ اور ایسا کوئی آدمی نہیں ملتا کہ جس کی زبان پر رامین کے دو حصے چرائی وغیرہ نہ ہوں۔ ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو رامین کو پڑھ کر گونیا سے الگ ہو گئے ہیں۔

یہ دو تصانیف اور مذہبی تعلیم کے علاوہ رامین کے احسانات سے بھاشا زبان پر ہمارے بقول ڈاکٹر گریسن کے اس رامین کو ایہ وغیرہ۔ بادشاہ اور علایادوں کے کھروں میں جگہ ملتی ہے۔ اور یہ کے ساتھ اس کا سلوک یکساں ہے۔

یہ بقول کاراجن ڈی داس سوامی کے ہندو کے ہندو کو بھاشائیں لکھ کر ہے۔ اسی کو فیض نے ہی نظر کر کے شتوئی ہندو کے نام سے سوچ کر دیا۔ اڈیٹر۔

بادشاہ بھی حاضر ہوتے ہیں اس کا کیا سبب ہے تلمسی داس جی نے اس کے جواب میں کہا۔

”گھر گھر مانگے لوگ پُرن جھوٹ پوچھتے پاسے
تے تلمسی تب ام بن۔ تے اب ام سہاسے۔“

بابا سور داس ان کے ہمعصر تھے۔ وہ بھی بڑے پایہ کے شاعر تھے۔ انھوں نے سری کرشن جی کے ذکر سے اپنے کلام کو مقبول خاص و عام کیا ان کی تصانیف میں سوساگر بہت مشہور ہے۔

تصنیفات

گوشائیں جی کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

- (۱) دو ہاوی (۲) کہت رامین (۳) گیتا ولی (۴) رام گیشا (۵) بنے پتہ کا۔ (۶) رام چرت نامن رامین (۷) رام لاناچھو (۸) پیراگ سندھینی (۹) بروے رامین (۱۰) پانچ نکل (۱۱) جانیگی مشکل (۱۲) کرشنا ولی۔

علاوہ اس کے کچھ تصنیفات شیعہ سنگھ سروج کے موصاف نے لکھا ہے۔

- (۱) رام تلمسی (۲) سنگھ موچن (۳) ہنومان بابک (۴) رام سلاکا۔ (۵) جیتا ولی (۶) چچے رامین (۷) کڑا کھا رامین (۸) رولا رامین (۹) جھوننا رامین (۱۰) کندھیا رامین۔

رامین کی خوبی ان کے جملہ تصانیف میں رامین کی بڑی قدر و منزلت

لے
घर घर मंगि टूक पुनि , भूपति पूजे पाय ले
ते तुलसी तब राम बिन , ते अब राम सहाय ॥

ساری عمر اخبار ہندو لاہور بالکل مفت اور سیکڑوں روپے نقد انعام لینا چاہیں تو فوراً اخبار ہندو لاہور کا نمونہ لکھا کر دیکھیں جو کارڈ آنے پر بالکل مفت بھیجا جائے گا۔ مگر اپنا نام اور پتہ بالکل صاف لکھیں۔
نیچر اخبار ہندو لاہور

نواب ذکی دہلوی

بھی احاطہ فرماتا رہا۔ نواب ذکی کے والد نواب سید محمود خاں مرحوم محمود کے حالات زندگی نہیں ملے صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ بھیکو اور واقعہ سندھ میں مدقون میں۔ نواب ذکی کے نانا نواب اعظم الدولہ یہ محمد تھان عظم جنگ سرور کے سوا سچ بھی نایاب ہیں۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک خوش فکرا شاعر تھے نواب ذکی نے اپنے دیوان کے دیباچہ میں ایک جگہ لکھا ہے۔

”یہ بزرگوار دیوانے“ حضرت سرور دیوانے، وثنویات سب کو
تذکرہ شعراے اردو بود کہ ہمہ نگار کیاں ہنگام بر بادی خاں چاروں
سپاہ نزل زمان یہ تھان رویا ہ ازہ بد نہادی یہ آزادی تمام نہ لیا
پر لگویم یہ دزدی بڑو بد حقیقت بریں آزادی، ولایت بریں بد نہادی کہ
مناع کے برون بخوشی تھان ساز اور آن شہزاد“

ان سطور سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت سرور کا کلام کافی تعداد میں زمانہ فرنگ محفوظ تھا لیکن اس کے بعد ضلوع ہو گیا اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ ان سے ایک تذکرہ شعراے اردو یا دیگر تھا۔ افسوس ہے کہ وہ بھی ناپید ہے میں نے نواب سید الباقی خان صاحب سے اس تذکرے کی بابت استفسار کیا تھا لیکن انہوں نے بھی مایوس کسی بھی کتاب کی۔
لکھتے ہیں کہ:-

”اس تذکرے کی وجہ سے میں نے اکثر کتب خانے چھان مارے
مگر یہ نہیں لکھا ہے کہ نواب خانہ بڑی نظر سے میرے خسر صاحب نواب
نور الحسن خاں کے والد نواب عبدالحق حسن خاں صاحب مرحوم کا گذرا۔“

ملہ ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنی فہرست میں اس کا ذکر کیا ہے۔ لکھنؤ کے شاہی کتب خانہ
میں اس کا ایک چھانچہ محفوظ تھا۔ جو تھیل ولایت کے کتب خانہ میں پایا جاتا ہے ایڈیٹر

[غالب کے ارشد ملازمین جہاں مائی و محبت کا نام تعظیم
کے ساتھ لیا جاتا ہے وہاں نواب ذکی دہلوی کا نام بھی ادب کے ساتھ
پا جائے گا جس کی خدمت و غالب سے بچے ہیں لیکن عجیب ہے کہ ذکی
دہلوی کو مرثیہ سے جو اہر دیں کہ وہیں خواہر مائی کے لئے لکھ کر کہتے
”وانہ جو برق کو سن کو کچھ کلش ہیں۔“ اس کے کاغذی ٹیبل کا ترازو ہرگز
بیرمال نواب سید محمد زکریا خاں بنوئی ذکی دہلوی غالب کے مائے رشتہ
اور خاندانی شاعر تھے۔ جس قدر عالی خاندان تھے اسی قدر غفلت و غفل
میں بھی ممتاز تھے۔ خانہ بدو سے کے علاوہ تین زبانوں کے ماہر
تھے۔ طبیب تھے اور کبھی بوجی تھے اور خوشنویس بھی۔ ایک زمانہ
تک مدارس کے ڈپٹی انچارج رہے۔ دہلی کے رہنے والے اردو ان کی
ماوری زبان۔ اور شاعری سلم الثبوت۔ ان کے ہاتھ حالات زندگی جو
مولوی سید محمد خان قریب صاحب شاہید بنی نے فراہم کئے ہیں ذیل
میں درج کئے جاتے ہیں۔ اڈیٹور]

نام و سنہ ولادت | نواب سید محمد زکریا بنوئی، ذکی مختار، ۱۸۳۲ء
میں بمقام شاہجہاں آباد (دہلی) پیدا ہوئے۔

خاندانی حالات | نواب ذکی کا خاندان دہلی کے ان چند نامور و
موقر گھرانوں میں سے تھا جن کے افراد فاضل، عوام، و مہتمم صاحب
کے علاوہ شاہی انعام و اکرام کے بھی مالک تھے لیکن ماہر و مدید جموں
اور خراسانی الاہل تھے۔ ان کے بزرگ ہندوستان اس وقت آئے
جس زمانہ میں سلاطین مغلیہ کے اقبال کا آفتاب پوری آب و تاب
کے ساتھ لمحہ افگن تھا۔ ان کی آہ و جھگت بھی ایسی ہونی جو ان کی
شان کے شایان تھی۔ ان کی خیالات سے حکومت کو بھی قابل قدر
امداد پہنچتی رہی اور بطور صلہ موقع موقع سے ان کی عزت و توقیر میں

اُس میں بھی کئی تذکرے میں اُن کا حال دیکھا اور یہی لکھا یا کہ اُن سے ایک تذکرہ یا نگار ہے۔

ہمیں اس جگہ نواب سید ابوالقاسم خاں صاحب کی غائبانہ توجہات کا اعتراف کرنا چاہئے اگرچہ ہماری خواہش کے مطابق اب بھی یہ مضمون مکمل صورت میں نہیں آسکا پھر بھی جو کچھ اور حقائق تکمیل اس کی ہو سکی ہے ہم اُس کے لئے نواب صاحب کے زیارہ احسان ہیں۔ آپ نواب سید ذکی کے فرزند اصغر ہیں۔ اور علمی ذوق و شوق میں اپنے خاندان کے لئے سرمایہ نازش۔ آپ بھی اپنے دادا صاحب نواب محمود مرحوم اور نواب اعظم الدولہ میر محمد خاں مغفور کے مفصل حالات بتانے سے سکت ہیں البتہ اپنے والد صاحب کی ناناں کے چند اور بزرگوں کے متعلق مختصر سی مزید واقفیت ہم پہنچانی ہے۔ جس سے آپ کے خاندانی مراتب اور ظاہر ہوتے ہیں۔

نواب اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور نواب سید ذکی کے نانا تھے ان سے پہلے چوتھی یا پانچویں پشت میں میر ابوالقاسم ملقب بہ محمد عارف خاں شاہجہاں بادشاہ کے عہد میں بہت نامور گدے ہیں۔ ذاتی طور پر وہ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے فقیہ محدث بھی بڑے پایہ کے تھے۔ شاہجہاں نے اُن کی اجتہادی قابلیت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ممالک محروسہ کے قاضی القضاۃ کی ذمہ دار خدمت اُن کے سپرد کر رکھی تھی غالباً کاکام بھی اُن کے تفویض تھا اور کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اُن کا لقب میر محمد عارف خاں پڑ گیا تھا۔

نواب میر محمد خاں معظم جنگ سے اوپر، نواب اعظم الدولہ میر ابوالقاسم خاں بہادر شاہ عالم بادشاہ کے زمانہ میں نجفی گری کے منصب پر ملے یہ تذکرہ خود نواب نور محمد خاں نے فارسی میں لکھا ہے۔ اڈیٹر

ممتاز تھے۔ اور ایک اطرائی میں جو ضابطہ خاں کے مقابلہ میں ہوئی کام آئے۔ ان سے اوپر نواب ابوالبرکات خاں بہادر میر محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے کشمیر کے گورنر تھے۔ ان کے ایک بھائی عبدالحمید خاں الخاں سب سے مجاہد الدولہ عبدالحمید خاں بہادر بہنگم جو محمد شاہی اور اسے عظام میں سے تھے، منصب ہفت ہزاری مع علم و فوج و ثیل و پاکو رکھتے تھے، در خدمت عمدہ دیوانی، پر مامور تھے۔ دوسرے بھائی مجاہد الدولہ عبدالاحد خاں، اثر اللہ وزیر الممالک فتح جنگ، امارت ہفت ہزاری و منصب قدیم کے علاوہ شاہ عالم بادشاہ کے وقت میں "مراتب منتالالملکی و وزارت" بھی رکھتے تھے۔ اس اجمال سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نواب سید ذکی کے بزرگوں نے سلطنت مغلیہ میں کیا کیا عروج پائے تھے۔ گرانمایہ خدمات کے حصہ میں ان لوگوں کو جاگیریں ملی تھیں جن سے اُن کے اولاد اسلام آباد فائدہ اُٹھاتے رہے۔

عمر کے بعد جاگیر کے بدلے پنشن ملو گئی تھی پھر وہ بھی موقوف ہو گئی۔ یہ جاگیریں مباحثات نواح علیگڑھ میں تھے نواب ابوالقاسم خاں فرماتے ہیں کہ

جاگیریں کہاں تھیں یہ معلوم نہیں۔ تعداد میں گاؤں بہت سے

تھے مجھے عجم الدت حرف دوم کاؤں کے نام یاد ہیں جگر پراؤ

پنجاہ علیگڑھ کے علاقہ میں اب بھی ہیں۔ تمام کاغذات ہماری

جاگیروں کے آباء کے خزانے میں موجود ہیں گئے۔

تیسرے درجہ میں نواب سید ذکی علی قابلیت کے لحاظ سے بڑے پایہ کے آدمی تھے۔ اُن کی تعلیم و تربیت عمدہ طریقے پر ہوئی تھی اور اصول کے ساتھ۔ ذہن اچھا پایا تھا۔ پڑھنے کا شوق تھا۔ ذہانت و شوق

ملے۔ عہد کے بعد یہی دستور چلایا۔ خود غالب نے جاجپاس کا ذکر کیا ہے کہ اُن کی جاگیروں کی جگہ سرکار سے پنشن مقرر ہو گئی۔ اڈیٹر

ملازمت | یہ پتہ نہیں چلتا کہ نواب سید ذکی کی تہذیبی ملازمت کہاں سے، کب اور کس طرح ہوئی یا دوران ملازمت میں وہ کن کن خدمات پر مامور رہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ آخر میں وہ صوفیہ متحہ کے محکمہ تعلیمات عامہ کے ڈپٹی انسپکٹر مدراس تھے اور اس سلسلہ میں انھیں الہ آباد - گورکھ پور - بریلی - اور بدایوں میں رہنا پڑا۔ ملازمت کی وجہ سے پھر دکن میں منتقل قیام نہ رہ سکا۔ ہاں گاہے گاہے وہاں ہوتے تھے۔ بدایوں میں ان کا قیام چھپتا برس تک رہا اور وہاں انھیں ایسی ہر دلچسپی حاصل ہوئی کہ تمام لوگ چھوٹے بڑے ان سے مانوس ہو گئے تھے۔ بالآخر بابتدائی بدایوں اور نواب سید ذکی کے درمیان روالی اس قدر مخلصانہ قائم ہو گئے کہ پنشن لینے کے بعد بھی وہ بدایوں نہ چھوڑ سکے اور زندگی کے آخری ایام گزار کر وہاں کی خاک کے پیوند ہو گئے۔

نواب سید ذکی ذی علم آدمی تھے۔ انھوں نے اپنی خدمت کی بجا آوری میں پوری تندہی اور محنت سے کام لیا۔ اور نیلگامی کے ساتھ پنشن پانی - حکام کے سرٹیفکیٹ اور اسناد جواب تک ان کی اولاد کے قبضے میں ہیں۔ اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ افسر ان بالا دست کی نگاہ میں انھیں نمایاں عزت اور وقار حاصل تھا۔

وفات | پنشن لینے اور ملازمت سے کنارہ کش ہونے کے دوسرا بعد ۱۹۱۳ء میں وفات پائی اور حضرت خواجہ سید احمد صاحب قدس سرہ الغریز کے احاطے میں مدفون ہیں۔

عادات و خصال | نواب ذکی قدیم تہذیب کے ایک دلچسپ نمونہ تھے۔ پابندی وضع - انکسار - سرسختی - خلق - کم سخن - ان تمام صفات کا گویا مجموعہ تھے۔ زود فہم بلا کے تھے۔ فخر اسے انھیں خاص عقیدت تھی گویا درویش پرست تھے۔ بظاہر کسی کے مرید نہ تھے۔

دونوں کا ایک جامع ہمارا کتاب کمال کی دلیل ہے۔ اردو - فارسی - عربی میں انتہائی لیاقت رکھتے تھے۔ طب اور قانون میں بھی فہم نہ تھی۔ تصوف - نجوم - خوشنویسی - ان چیزوں کی تعلیم قاعدہ پائی تھی۔ مولوی علیم صاحب ایک بزرگ تھے ان سے قرآن مجید اور علم منطق پڑھا۔ عربی مولوی سحان بخش صاحب سے جو دہلی کالج کے ماسٹر تھے پڑھی۔ اور فارسی پنڈت رام کشن سہل کشمیری اور مولانا ام بخش صہبانی سے۔ پنڈت سہل صاحب بھی دہلی کالج کے اسٹاف میں تھے۔ تصوف کی تعلیم مولوی جاوید علی صاحب سے نجوم کی سادھو بابا بشمبہ ناتھ سے اور خوشنویسی کی پیر کشن سے جو اپنے وقت کے بہترین خطاط تھے۔

سید ذکی نے علم کو علم سمجھ کر حاصل کیا تھا اور ان کے شوق و محنت کا انداز کسی قدر اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ۱۸ برس کے سن میں اقلیدس کے گیارہ مقالے ختم کر لئے تھے۔ حافظ بھی اعلیٰ درجہ کے تھے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ کب اور کس سے حفظ کیا۔ بہرہ کی عمر میں طب پڑھی اور جب بسلسلہ ملازمت الہ آباد میں تھے تو آپ نے مسلسل محنت و کوشش سے امتحان وکالت بھی پاس کر لیا لیکن اسے بطور پیشہ کبھی اختیار نہیں کیا۔

واقعات زندگی | نواب سید ذکی ۳۰-۳۵ برس کی عمر تک دکن میں رہے۔ تعلیم کا زمانہ بھی یہیں تمام کیا۔ زینت باڈی ان کا موروثی مکان تھا۔ کچھ دنوں بعد مدرسہ کی نقلی واقعہ فراشت خانہ دکنی چلا گیا لیکن یہ مکان شاید کرایہ پر لیا تھا۔ ان کے موروثی مکان کی طرف ایک دیوار قائم ہے جس پر ”زینت باڈی“ لکھا ہوا ہے۔ سسرال کو چڑھ کر عاشق میں تھی جہاں اب تک ان کی اولاد آباد ہے۔ نواب ذکی کا عالم شباب تھا کہ مدرسہ ہوا۔ اس وقت یہ دکن ہی تھے۔ سین ٹیم رہے۔ جب تک ملازمت کی وجہ سے انھیں باہر نہ جانا پڑا۔

سچا اللہ سار فطرت کے بلندی کا قوت میں اتفاق
 ہو رہی کہ میں نیمچا چند روز کا مہا ہوں مہینا بہر
 غذا بالکل مفقود صرف گوشت پانی پر مدار ہے
 او تہنا دشوار اگر او تہوں تو دران سر سے گرتا
 ۲ سید محمد کریم خان نسب میں سید امیر زادہ عالی
 دمان انکی بزرگ وزارت کا منصب پا چکی ہیں
 جاگیر ایک تھی بہر عبوس جاگیر نہیں مقرر ہو اسعہذا
 یہ شخص بذات خود نیک اور صاحب علم اور متواضع
 اور دشمن اور نیک طینت اور رنگین طبع مع
 طبیعت کو علاقہ اچھا ہے شعر کہتی ہیں اور خوب
 کہتی ہیں اس فرخ میں میر شاگور رشید ہیں —
 اللہ خان غالب ل



سند غالب بذام ذکی مع مہر و دستخط

علاوہ اُن کے والد نواب محمود اور نانا حضرت سرور دونوں شاعر اور صاحب دیوان تھے۔ بہر کیف یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اگر اُن کا رجحان ابتداء سے تیز ہی سے شعر گوئی کی طرف ہو گیا تھا۔ یہ شوق یوں مافیہ ما ترقی پذیر یا صرف عذر کے ہو جانے پر سلسلہ ٹوٹ گیا تھا لیکن امن اور سکون قائم ہونے کے بعد دوبارہ شاعری کا عالم پھر وہی تھا۔

غالب سے خاندانی مراسم تھے اس وجہ سے اُستادی اور شاگردی کے تعلقات اور بھی خوشگوار ہو گئے تھے یہ ضرور ہے کہ دوسرے اُستاد بھائیوں کی طرح اُستاد کی صحبت میں رہنے کا موقع نواب ذکی کو بہت زیادہ نہیں ملا تاہم اُن کے کلام میں غالب کا رنگ کسی سے کم نمایاں نہیں ہے۔ غالب بھی انھیں اپنے شاگردوں میں فکر کی نظر سے دیکھتے تھے اور اپنا شاگرد رشید سمجھتے تھے بلکہ اس باب میں انھوں نے سند بھی دی تھی کہ وہ اُن کے ارشد تلامذہ ہیں۔ تلمیذ رشید ہونے کی سند دنیا بیک نئی اُچھلتی لیکن یہ امر خاص طور پر تشفی بخش ہے کہ اس سند سے قطع نظر نواب ذکی کا کلام بجائے خود مستند ترین شریفات ہے کہ وہ شاگرد رشید تھے۔ ہم ذیل میں غالب کی عبارت سند بحسنہ نقل کرتے ہیں جس کا مطالعہ خالی از لکچر ہی ہو گا۔

”سبحان اللہ۔ شایستگی کے لگنے کا کس وقت اتفاق ہو رہا

کہ میں نیم جاں چند روز کا نمان ہوں جیسے بھر سے غذا بالکل موقوف۔

موت گزشت کے پانی پر مارا ہے۔ اگر اُنھوں تو دوران سے گڑبلا

سید محمد زکریا خاں نسب میں سید امیر زادہ عالی دودمان۔ ان کے

بزرگ وزارت کا منصب پا چکے ہیں۔ جاگیر ایک تھی پھر عوض

ملے اہل سدا بک موجود ہے اُس کی عکس کا پی اس ضمن کے ساتھ شائع

کی جاتی ہے۔ او ڈیڑ۔

لیکن وفات کے بعد یہ عقدہ کھلا کہ کسی بزرگ سے مخفی طور پر آپ کو بیعت یا عقیدت بھی تھی اور اسی رعایت سے آپ کا مدفن حضرت خواجہ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں بنایا گیا ہے۔ تصانیف | نواب ذکی کا مجموعہ غزلیات شائع ہو چکا ہے۔ اس دیوان کے علاوہ آپ کی اور کوئی تصنیف یا تالیف موجود نہیں ہے۔ ہاں کچھ غیر مطبوعہ غزلیات اُن کے خاندان میں موجود ہیں دیوان شروع سے آخر تک غزلوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تھلان قیاس ہے کہ اُنھوں نے غزل کے علاوہ کسی اور صنف سخن پر طبع آزمائی نہ کی ہو لیکن اب کسی چیز کا پتہ نہیں چلتا۔ نواب سید ابوالقاسم خاں سے ہم نے قصائد وغیرہ کی درخواست کی تھی لیکن آپ فرماتے ہیں کہ مرحوم کے غیر مستقل قیام کی بدولت اُن کا تمام دفتر کاغذ خورد ہو گیا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

”اور تصانیف نہیں لیکن دیوانوں سے دہلی جانے میں اُن کے

انتقال کے بعد بہت سی چیزیں ضائع ہوئیں بھلاؤں چیزوں کے

کتاہوں کا ذخیرہ اور علی الغرض ان کی تصانیف برباد ہو گئیں گے۔

کم سن تھے علم موسیقی میں ایک مالد لکھا تھا جس کے چند ورق ملے

ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی رسالہ تھا۔ غرضیکہ جو کچھ ذخیرہ

تھا سب تلف ہو گیا۔“

آخری سطور سے اُن کے ماہر علم موسیقی ہونے کا ثبوت بھی ملتا

ہے۔ یہ اوراق اب تک مجھ و قلائد۔

شاعری | شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ مجروح اور حالی کی

طرح نواب ذکی بھی غالب کے خرمین فضل و ہمز کے خوشہ چیں ہیں۔

اور اس میں کلام نہیں کہ خیالات کے لحاظ سے وہ اپنے اُستاد کے

راسخ الاعتقاد پیرو ہیں۔ عذر سے پہلے اُن کی شاعری کا سلسلہ

قائم تھا۔ دہلی کی علمی مجالس تشوین کا بہترین ذریعہ تھیں اس کے

ہو گئے۔ بہت سے اس قسم کے بھی شاکر دین جمعوں نے ان سے مختلف علوم و فنون کا الکتاب کیا ہے اور اکثر نے اصلی سخن بھی لی ہے۔ مولوی سید احمد صاحب فریخ - مولوی سید احمد صاحب مولف فرہنگ آصفیہ - پٹنہ جواہر ناتھ کول ساقی دہلوی اور مولوی محمد صاحب جانیٹ مجھڑیٹ صاحب جات متحدہ ان سبھوں نے نواب ذکی کے سائنس زانوئے تلمذ کیے کیا ہے۔ مولوی حسرت اللہ نے فارسی اور منطق کی تحصیل انھیں سے کی ہے۔ مخمناہ جاوید میں اکثر شعر ان نواب ذکی کے شاکر دین حیثیت سے روشناس کئے گئے ہیں۔ مولوی نولہ حسین (دہلیوی) - مولوی علی احمد خاں اسیر ہڈیا عرصہ علی اسکول (دہلیوں) - مولانا حافظ علی شاہ خلیفہ احمد ظہیری سہواقی - مولوی عبدالرحمن حیا - منشی محمد اختر صدیقی اختر میرٹھی یہ تمام حضرات بھی سید ذکی کے تلامذہ کے زمرہ میں ہیں۔ نواب سید ابوالقاسم لکھتے ہیں کہ "بہت سے شاکر دہلیوں میں اور سب سے زیادہ دہلی میں موجود ہیں مگر ان کی جامع اور فصل فہرست کی ترتیب یقینی مشکل ہے۔"

فاروق شاہپوری

لے حضرت ساقی ایک خوشگوش شاعر ہیں۔ نیاز - مندر لقم احوادث کے غائباء کو غزائوں میں ہیں۔ کچھ عرصہ جو آپ نے اپنی ایک غزل مرحمت فرمائی تھی جس کے چند اشعار بدینہ ناظرین ادیب لکے جاتے ہیں

وہی ساعش صبا جزل آدہ آتا ہے خرابات مغناں کا عاشق دلدادہ آتا ہے
جنوں اگیزی خوش تما کا ہے سر دادہ سرشک چشم زخم لہجہ آدہ آتا ہے
وہ دلدادہ ہو کیا اس شاہچہن دروزہ کا جو صاحب دیان باخاطر آدہ آتا ہے
حرم دل میں بنیاں لگ گئی راہ حرم ہم کو جو نامحرم ہے اس کو کب نظر آدہ آتا ہے
محل اسے سخن ملی شوق بکریہ دل سے ہے جاہ حرم سے بخدا کاشنہ آدہ آتا ہے

علیہت جویں وہ ونگیر درد مند ہیں

اٹھا لیتے ہیں اس کو جو کوئی افادہ آتا ہے

چاکر نشین مقرر ہوا۔ معنہ شایعہ بذات خود نیک اور صاحب علم اور متواضع اور دانشمند اور نیک طبیعت اور نگین تبلیغ معنی سے طبیعت کو علاوہ اچھا ہے۔ شعر کثرت میں اور خوب لکھتے ہیں اس فن میں ریس شاکر رشید ہیں۔

جہاں یہ سطور نواب ذکی کے کلام کی وقعت کو اور زیادہ کرتی ہیں وہاں ان سے غالب کے بعض دیگر مشہور تلامذہ کی کسر شان بھی نہیں بدقتی جن میں سے اکثر اگر نواب ذکی سے بڑھ کر تھے تو کم بھی نہ تھے۔ بالخصوص میرزہ مجروح جو بیٹنگی کلام اور فطانت مال کے اعتبار سے کسی طرح نواب ذکی سے پیچھے نہیں۔ بالخصوص مجروح اور ذکی ایک آسمان کے دو آفتاب تھے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا انصاف کا خون کرنا ہے۔

نواب ذکی کو شعر و سخن سے اس درجہ لگاؤ تھا کہ دولت ملازمت میں ان کا قیام جہاں کہیں رہا ان کے دم سے وہاں شاعری کا چلچل ہونے لگا۔ آبادیوں میں بالخصوص کچھ دنوں تک ان کی ذات سے عجب چل پل پیدا ہو گئی تھی اور حسن اتفاق سے بعض ایسے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے جن میں مذاق شاعری سے کافی مناسبت تھی۔ ان میں حضرت ذبیح آبادی منشی خواجہ غلام غوث صاحب آبادی - مولوی غلام صہر صاحب میرٹھی دہلیوی - اور مرزا شاکر علی بیگ لکڑاکی مخصوص طور پر قابل ذکر ہیں یہ سب لوگ گویا بیٹل تھے اور ان کے خوش آئین ترانوں سے آبادیوں میں ناہموار تھا یہی حال بدلتوں یا تھا۔ نواب ذکی کی موجودگی وہاں کے شعرا کی تحریص کا باعث ہوئی اور اکثر مشاعرے دھوم دھام سے ہوتے رہے۔

شاکر نواب سید ذکی کے شاکر دین کی فہرست معقول ہے لیکن انہوں نے کہ کوئی مکمل فہرست باوجود کوشش کے مرتب نہ ہو سکی۔ حضرت ذکی جہاں رہے وہیں ان کے شاکر بھی بہت سے

امرو القیس

[یوں تو یورپ کے چند معتصمین امرو القیس کے سوانح قلبند کر چکے ہیں لیکن اس کے تفصیلی حالات کی گلاب تک نمایاں تھی۔ اس کمی کو مولانا سید علی حیدر صاحب نظم لطائف البانی پر قدیر نظام کاچ نے اس مضمون کے ذریعے پورا کر دیا ہے۔ آپ سے اردو کی دنیا بالعموم اور قدروانان ادیب بالخصوص و بخوبی واقف ہیں۔ ملک الشعراء عرب ہونے کے علاوہ امرو القیس کے خاندان میں قبیلہ بنو اسد کی آثار وراثت چلی آتی تھی۔ سات تعلقات میں سے ایک قصیدہ اس کا بھی ہے جس کو اس نے ایام جاہلیت عرب میں لکھا تھا۔ رسول اللہ کا معاہدہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ برقل سے مد مانگے گیا تھا۔ اُس نے اس کو ایک زہر آلود لبادہ بطور خلعت عطا کیا۔ بدن پر ڈالتے ہی زہر الیا اور اگر گیا کہ پیر جانیز ہو سکا۔ اگرچہ الوافدائے اس واقعہ کی مزید کمی ہے۔ لیکن ان نگین کا بیان قرین قیاس ہے کیونکہ امرو القیس بنو اسد کے خاندان برقل سے مد مانگے گیا تھا۔ اسی قبیلہ کا ایک شخص قحط نامی قیصر کے دربار میں ممتاز تھا۔ اس نے قیصر کو امرو القیس سے بدلتی کر دیا۔ بہر حال امرو القیس کا قصیدہ بہترین فنمندی سے ابھارا ہے۔ ابونانزین شعراء عرب سے اس کی تقلید کو خوب تصور کیا ہے۔ اس کی مقبولیت کا اسی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ تقریباً یورپ کی ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہو گیا ہے۔ سب سے پہلے اس کا انگریزی ترجمہ سر ولیم جونس نے شائع کیا۔ اڈیٹس]

۱۵ کلنت جوارٹ نے ہٹری آف اربک لٹریچر میں اور نکوسن صاحب نے لٹریچر ہٹری آف اربک لٹریچر میں امرو القیس کا تذکرہ کیا ہے انگریزی لاطینی جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں جو اس کے معانی کے ترجمے ہوئے ہیں ان کے دیباچوں میں بھی کچھ حالات پائے جاتے ہیں۔ اڈیٹر۔

صاحب انانی لکھتے ہیں کہ امرو القیس صنف معلقہ اولیٰ پیر حجاز بن الحوت بن عمرو بن حجر آکل المرار ملک کنندہ میں سے ہے۔ حجر کو آکل المرار اس سبب سے کہتے ہیں کہ جب اُس نے مٹا کر الحوت بن حجاز اُس کی عورت کے زانو پر سر رکھے سو رہا نہ اور وہ اُس کے بچوں دیکھ رہی ہے تو مارے غصہ کے مار چبانے لگا مگر ذرا بھی اُسے کڑواہٹ نہ معلوم ہوئی آکل المرار کے بعد عمرو اور عمرو کے بعد اس کا بیٹا الحوت تیس قوم ہوا۔ اسی کے زمانہ میں قباد بن قیر و جب بادشاہ ہوا تو اُس کے عہد وراثت میں مزدک نے خروج کیا اور لوگوں کو زندہ قتل کیا اور ایک کی حرم کو دوسرے پر مباح کر دیا اور یہ حکم کیا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے برادر دینی کو اس بات میں مانع نہ ہو۔ ان ہی دنوں میں المنذر بن ماء السماء الحیرہ کا عامل تھا۔ قباد نے اسے بھی اسی دین میں ملا لیا۔ اس نے نہ مانا۔ پھر اُس نے الحوت بن عمرو سے دعوت زندہ قتل کی اُس نے قبول کر لیا۔ اسی سبب سے قباد نے الحوت کی ریاست کو تباہ و متحکم رکھا اور المنذر کو اس کے ملک سے نکال کر اپنے ملک میں اسحاق کر لیا۔

ایک دن نو شیر وال کی ماں قباد کے پاس بھیجی ہوئی تھی کہ ایک مزدک داخل ہوا اور نظروں شیر وال کی ماں پر پڑی۔ قباد سے کہنے لگا

۱۵ مارا کاٹنے والا۔ مارا ایک گھاس ہے جو نہایت تلخ اور کڑوی ہوتی ہے۔ اس کا ذہن بول کاٹنے والوں سے بہت شبہ ہوتا ہے کیونکہ ماٹ کے بائٹ اس کا نام ہوتا یعنی منہ

بھی سودا دینے جیست کہتا ہے تو اس کے ذہن کا ہر جواہر جو نہایت پور طریق میں اڈیٹر اس کے ذہن کا حال بارے کہ مرقا۔ ای۔ جی۔ یارون نے فنیکیہ کیرت کاچ نے بڑی تحقیق سے اپنی لٹریچر ہٹری آف پارسشیا (تاریخ شعر العجم) میں لکھا ہے اڈیٹر۔

کلب پر نکل گیا مگر اسباب مع دواب لٹ گیا۔ اس تعاقب میں بنی تغلب نے آکل المار کی اولاد میں اڑتالیس شخص گرفتار کئے اور ان کو المنذر کے سامنے حاضر کیا۔ سب کی گردن ماری گئی۔

الحرث کا یہ انجام ہوا کہ ایک دن شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے پڑ گیا مگر اُس نے دق کر دیا اور ہاتھ نہ آیا۔ یہ قسم کھا بیٹھا کہ اب کھاؤں گا تو اسی ہرن کی کلمی کھاؤں گا۔ تین دن تک تمام سوار ہرن کو ڈھونڈنا چلائے۔ تیسرے دن اُس کو لائے تو یہاں بھوک قریب ہلاک کر چکی تھی۔ جلدی جلدی اُسے بھونا اُس نے جلتی ہوئی ایک بوٹی کلمی کی کھائی اور مر گیا۔

الہیثم بن عدی بیان کرتا ہے کہ عمرو جب قتل ہوا تو الحارث بن عمرو جس کی ماں بنت عوف سے بادشاہ ہوا اور حیروین اڑا ہوا تھا۔ اُن ہی دنوں میں جب نزار کے قبائل میں فساد برپا ہوئے تو بزرگان قوم نے الحارث سے آکر کہا کہ ہم سب تیرے ہی دین میں ہیں اور آپس کے فسادات میں ہمیں ڈر ہے کراہیاناہم ہم سب فنا ہو جائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے فرزندوں کو ہمارے قبائل میں بھیج دے تاکہ باہمی جنگ و جدال سے ہم لوگوں کو باز رکھیں۔ اس درخواست کے بموجب الحارث نے اپنے بیٹوں کو تمام قبائل عرب میں متفرق کر دیا۔ حجر کو بنی اسد اور غطفان کا رئیس مقرر کیا اور شریل کو بنو کہلنگ الکلاب میں قتل ہوا تمام قبیلہ بکراور بنی خنظلہ پر اور بنی دارم بن تیمم کے چند گروہوں پر حاکم مقرر کیا اور محمدی کرب کو بنی تغلب اور العمر اور سعد اور بنی دارم بن خنظلہ کے چند گروہوں پر اور الصنالیہ پر یعنی بنی رقیہ پر جو لوگ ملک عرب کے ساتھ رہا کرتے تھے اور وہ خود عرب نہ تھے حاکم کیا اور عبداللہ کو بنی عبدالقیس کا سردار کیا اور سلمہ کو بنی قیس پر مسلط کیا۔

کہ یہ عبرت مجھے دو۔ قباد نے کماشوق سے لے جاؤ۔ یہ سننے ہی غیر واپس لپک کر آیا اور مزدوک کے سامنے آکر قہقہے کرنے لگا کہ میری ماں کو چھو دو اور اُس کے پاؤں چومنے لگا۔ آخر مزدوک اپنے ارادے سے باز آیا مگر نوشیرواں کے دل میں یہ بات رہ گئی۔ جب قباد و مگر گیا اور نوشیرواں والی ملک ہوا اور المنذر نے بھی قباد کے مرنے کی خبر اور نوشیرواں کا آبائی مذہب سے مخالف ہونے کا حال سُن کر نوشیرواں کی طرف متوجہ کیا تو نوشیرواں نے دباہ عام کیا۔ اُس میں مزدوک بھی آیا اور المنذر بھی باریاب ہوا۔ ان دونوں کو دیکھ کر نوشیرواں نے کہا کہ دو آرزوئیں میرے دل میں تھیں اور میں چاہتا تھا کہ خدا اُن دونوں کو ساتھ ہی پورا کرے۔ مزدوک نے پوچھا بے بادشاہ وہ کون سی دونوں آرزوئیں ہیں؟ اُس نے جواب دیا ایک تمنا تو یہ تھی کہ اس مرد شریف کو یعنی المنذر کو ریاست عطا کروں اور دوسری یہ کہ ان سب زندیقوں کو قتل کروں۔ مزدوک کہنے لگا بھلا اتنے لوگوں کو قتل کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا او پس زانیہ اس وقت تو تو میرے پنج میں ہے۔ واللہ جس دن تیرے پاؤں کو میں نے چوما ہے اب سے آج تک وہ مٹری ہوئی تو میرے دماغ سے نہیں نکلتی۔ یہ کہنا اُس کے قتل کا حکم دیا۔ فوراً سولی دیدی گئی اور تمام زندیقوں کے لئے قتل عام کا حکم جاری ہوا۔ ایک ہی وقت میں مقام حادثہ سے لیکر ہزاروں تک ایک لاکھ زندیق مقتول و مصلوب ہوئے۔

اس کے بعد نوشیرواں نے الحارث کو حاضر ہونے کا حکم کیا۔ اُسے جو یہ خبر معلوم ہوئی تو اپنے سب وارث اور مال اور عیال لیکر انبار سے جہاں اُس کا گھر تھا بھاگ کھڑا ہوا۔ مقام ثوبہ کی طرف سے اُس کا گز رہا اور المنذر نے تغلب اور ہزار آباد کے سواروں کے ساتھ اُس کا تعاقب کیا۔ وہ بھاگ کر مرزین

جب دیکھا کہ یہ لوگ بادشاہ کو قتل کیا جاتے ہیں تو اُس کے بچانے کے لئے گروہ اکٹھے ہوئے۔ عذاباً ایک شخص نکلا اس کا باپ حجر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اُس نے بڑھکر اُن ہی لوگوں کے درمیان میں سے ایک نیزہ مارا کہ وہ حجر کے رگ نساہ پر جا کے لگا۔ اُسی زخم میں وہ مر گیا جب اُسے قتل کر چکے تو بنی اسد اُس کی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے "اے گروہ کائنات! قیس! انہم تم بھائی بھائی میں اور بنی عم ہیں اور یہ شخص ہمارے نسب و برادری سے بہت دور و دراز ہے اور تم کو خوب جانتے ہو کہ یہ اور اس کی قوم کے لوگ کسی کیسی بدلی ہمارے ساتھ کرتے تھے۔ لو! اٹھو اور لو! بیستہ ہی سب حجر کے اوٹھو پیرہہ دھڑ پیرہے سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اُس کی لاش ایک چٹا میں لپیٹ کر رستہ میں ڈال دی۔ قیس و کائنات نے اُس کے کپڑے لوٹ لئے۔ عمرو نے اُس کے عیال کو اپنے متعلق کیا اور کسایہ میرے ذمہ میں۔

ایٹیم بن عدی کہتا ہے کہ حجر نے اپنے لڑکے بالوں کے اوپر گھروالوں کے لئے عویر سے پناہ لے لی اور بنی اسد کے مقابلہ سے کٹا۔ دیکھا اور اپنی قوم میں ایک مدت تک رہ کر جماعت عظیم لڑائی کے لئے جمع کر لی اور اُس لشکر کو ساتھ لیکر بڑے فخر و ناز سے چڑھا کی۔ بنی اسد نے یہ خبر سنا کر آپس میں مشورہ کیا اور یہ کہا کہ واللہ اگر یہ شخص تم پر غالب آ گیا تو غلاموں کا سہارا دہاڑنا بنے گا۔ وہ زندگی کس کام کی جو ذلیل ہو کر لے اور سنو تم لوگ خدا کے فضل سے اس وقت عیب میں سب سے زیادہ بہادر ہو پوچھو یہ ہے کہ عترت کے ساتھ مر جاؤ۔ یہ سُکر یہ لوگ بھی حجر کے مقابلہ کو نکلا۔ وہ تو بھل ہی چکا تھا نہ بیٹھ ہو گئی اور جنگ عظیم برپا ہوئی۔ اس لڑائی میں اسد کا میرس عذاباً تھا اُس نے دوڑ کر حجر کو ایک نیزہ مارا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ بنی کندہ کو بڑی شکست ہوئی

حجر بن الحارث بنی اسد میں رہا کرتا تھا اور وہ لوگ اُسے سالانہ خراج دیا کرتے تھے۔ ایک مدت تک یہی صورت رہی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حجر تہامہ میں تھا۔ اُس نے اپنا محصل جو ہمیشہ تحصیل خراج کیا کرتا تھا بنی اسد کے پاس بھیجا تو اُن لوگوں نے اُسے روکا اور سفروں کو بہت بُری طرح مار پٹیا۔ یہ خبر جب حجر کو ہوئی تو ایک فوج اپنے بھائی کی فوج میں سے بنی قیس و کائنات کی لیکر اُن کی سرکوبی کو آپہنچا۔ اور اُن کے رزمیوں کو گرفتار کر کے لائیلیہ سے پٹواتے پٹواتے مار مار ڈالا اور اُن کا مال اٹھوا دیا اور سب کو تہامہ کی طرف روانہ کیا اور قسم کھائی کہ اب کبھی اُن کے ساتھ نہ رہوں گا اور عرواسدی اور عبیدہ شاعر کو قید کیا۔ بنی ہمدان میں منزل چلے تھے کہ عبیدہ نے حجر کے سامنے کھڑے ہو کر اُن کی سفارش میں چند اشعار پڑھے حجر کو بھی ترس آ گیا اور اُن کے بلائے کے لئے کسی کو بھیجا۔ تہامہ تک پہنچنے میں ایک دن کی راہ باقی رہ گئی تھی کہ اُن کے کاہن عوف بن ربیع نے پچکارا اے میرے بندو! یہ بولے ہم حاضر ہیں خداوند۔ کہنے لگا "بتاؤ وہ کون بھورے رنگ کا بادشاہ ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوا۔ اونٹ اُس کے پاس اتنے ہیں جیسے نیل گاؤں کی ڈاریں۔ اُس کے دماغ پر غور و غوغا کچھ اثر نہیں کرتا۔ اُس کے لمو کی دھاریں وہ دیکھو اُڑ رہی ہیں اور وہ دیکھو سب سے پہلے اُسی کے ہتھیل اور پٹوسا اٹ رہی ہے۔" لوگ پوچھنے لگے "خداوند یہ کون شخص ہے۔" بولا اگر کسی کو ناگوار نہ ہو تو میں بٹکار کر کمندوں کو وہ حجر ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ سب کے سب چڑھ دوڑے۔ ابھی دن نہیں نکلنے پایا تھا کہ حجر کی فوج پر جا پڑے اور اُس کے قبہ کو گھیر لیا۔ معاویہ اور حبیب اور قتیہ اور مالک اور حبیب یہ پانچوں بھائی حجر کے اردلی کے تھے اور ان کے باپ کو حجر نے قتل سے رہا کیا تھا۔ انھوں نے

امرو القیس اس اڑانی میں اپنے کیت گھوڑے پر چڑھ کر بھاگ گیا کسی کے ہاتھ نہ لگا۔ اُس کے عزیزوں میں سے جو لوگ بنی اسد نے پائے اُن کو قتل کیا اور خوب لوٹا۔ حجر کی لونڈیاں اور بیٹیاں اور اسباب سب آپس میں حصہ بانٹ کر لئے۔

ابن الکیت کا بیان حجر کے قتل ہونے کے بارہ میں یہ ہے کہ جب انحرث مرض الموت میں مبتلا ہوا تو حجر باپ کے دیکھنے کو گیا اور اُس کے مرے تک وہیں رہا۔ اُس کے بعد بنی اسد کی طرف پلٹا۔ اُس کی یہ حالت تھی کہ رعایا کی عورتوں پر تصرف کیا کرتا تھا اور بہت بُری طرح سے اُن پر حکومت کرتا تھا اور اُس کے سفر کا دستور یہ تھا کہ پہلے کچھ اسباب رواتہ ہو جاتا تھا تا کہ جہاں مقام ہو نیوالا ہے وہاں اترے گا سامان پیشتر سے ہو رہے۔ جب وہ پہنچے تو سامان راحت کو دیکھ کر خوش ہوا اور جب اُس جگہ مقام ہوا تو اُس کے آگے جو منزل آئے والی ہے وہاں کے لئے اسباب رواتہ ہو گیا بنی اسد اس کے باپ کے مرنے کی خبر سن چکے تھے۔ جب یہ قریب پہنچا تو انھیں اس کے قتل کی فکر پیدا ہوئی جب انھوں نے سنا کہ حجر پہنچا اور اُس کے خیمے نصب ہو چکے تو سب کے سب نوحل کے پاس جمع ہوئے۔ وہ کہنے لگا کہ اسے بنی اسد تم میں کون ایسا ہے جو کہ شخص کی راہزنی کرے۔ میں نے تو حملہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ سب کہنے لگے یہ کام تیرے سوا کسی سے نہ ہو گا۔ غرضکہ نوحل اپنے سواروں کو لیکر نکلا اور حجر کے اسباب سفر کو لوٹا۔ جس جس کو پایا اُسے قتل کر ڈالا اور سب اسباب اپنی قوم کی طرف روانہ کر دیا اور حجر کی دو گائیں بھی اُس کے ہاتھ لگیں۔ اس کے بعد اپنی قوم میں پلٹ کر آیا جب انھوں نے جو واقعہ گذرا تھا سنا اور جو کچھ وہ ساتھ لایا تھا دیکھا تو یقین کر لیا کہ حجر اُسے گوارا نہیں دے گا اور اب اڑانی ضرور ہوگی۔ اسی سبب سے سب جمع ہونا شروع ہوئے اور حجر کو بھی خبر پہنچی۔

اُس نے ان کی طرف رخ کیا۔ جب ان لوگوں پر وہ اڑا تو سب کے سب جنگ پر تیار ہو گئے۔ بالو کے دو ٹیلے جوبلا بنی اسد میں آج تک حجر کے ٹیلے کھلاتے ہیں وہاں یہ جنگ واقع ہوئی بہت جلد انھوں نے حجر کے سپاہیوں کو شکست دی اور اُس کو پکڑ لیا اور قید کیا اُس کے قتل کے باب میں آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ جب انھوں نے اس مشورہ کے لئے اس کو قید کیا تو اُن کے ایک کاہن نے کہا اسے لوگو جب تک میں اس باب میں تمہارے لئے فال نہ کھولوں اُس وقت تک اس شخص کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ یہ مکروہ فال کھولنے کے لئے سامان کرنے لگا۔ علیاء نے جو یہ رنگ دیکھا تو اُسے ڈر ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ اُس کے قتل میں سستی کریں۔ بنی کاہل میں سے اس کا ایک بھانجا تھا اُس کے باپ کو حجر نے قتل کیا تھا علیاء نے اس لڑکے کو بلایا اور کہا ”اے فرزند اگر تو کچھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اپنے باپ کا بدلہ لے اور ہمیشہ کی عزت حاصل کر۔ تیری قوم کے لوگ ہرگز تجھے نہیں قتل کرنے کے۔“ یہاں تک اُس لڑکے کو اُس نے ابھارا کہ اُس میں جوش پیدا ہو گیا۔ اس نے فولاد تیز کر کے اُسے دیا اور سکھا دیا کہ اپنی برادری والوں کے ساتھ حجر کے پاس جا اور یہ فولاد اُس کے بھونک دے۔ لڑکے نے اُسے لیکر چھپا لیا۔ جس خیمہ میں حجر قید تھا وہاں یہ پہنچا اور اُسے غافل پار حاکم کیا تو مار ڈالا۔ لوگوں نے اُس کو پکڑا۔ بنی کاہل نے اس پر کہا کہ وہ ہمارے قبضہ میں تھا ہم نے اُس سے بدلہ لے لیا۔ لڑکے نے بھی کہا میں نے اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ یہ منکر سب نے اُس کو چھوٹ دیا۔ کاہن نے اکر کہا کہ اسے قوم دودن کی بادشاہی اور عمر بھر کی ذات اٹھائے تو تم نے اُسے قتل کیا سنو واللہ اب کبھی کسی بادشاہ کو تمہارا اعتبار نہ ہو گا۔

ابن الکیت نے لکھا ہے کہ جب علیاء اسدی نے حجر پر اکریا

کباب کا پیسہ ہے اور گائیں محفل میں نغمہ سراہیں۔ جب وہاں پانی نہ رہا تو اور کوئی جا۔ دیکھی۔ اسی رنگ میں اس کی عمر بسر ہوتی تھی یہاں تک کہ سرزمین مین میں دمون ایک مقام ہے وہاں یہ خوش تھا کہ عام راتوں میں اس کے باپ کے قتل کی خبر آ کر سنائی۔ کہنے لگا کہ تجربے مجھ کو نکالا اور اس کے خون نے گھسیٹا۔ بس آج تک شراب خوری ہے اور کل سے پرہیز کر رہی۔ ”ایوم غم و فدا امر“ آج شراب بنے اور کل امر بزرگ۔ جب سے یہ قول اس کا شل ہو گیا۔ اس کے بعد سات دن تک اسے نوشی کی جب نشہ اُترتا تو قسم کھاتی کہ جب تک باپ کا بدلہ لے لوں گا اس وقت یہ گوشت کھاؤں گا نہ شراب پیوں گا نہ تیل لگاؤں گا نہ عورت کا منہ دیکھوں گا نہ عمل جنابت کروں گا۔

جب تجربہ قتل ہو گیا تو اس کی بیٹی نے اور سب گھر والوں نے عویر یا عامر بن جویر کے پاس جا کر پناہ لی۔ عامر کی بیٹی نے باپ کو مشورہ دیا کہ حجر کے مال و عیال پر قبضہ کر لے۔ یہ سن کر وہ اٹھا اور اسی سوچ میں ایک وادی میں چلا گیا۔ وہاں جا کر خوب چھچھ کرے کلے گا۔ ”عامر نے بد عمدی کی“ پہاڑ پرست جو صدا پٹی تو سن کر کہنے لگا یہ کیا برا کلمہ ہے۔ پھر خوب چھچھ کرے گا۔ ”عامر نے وفاداری کی“ اس کہنے کے بعد جو صدا سنی تو کہنے لگا یہ کیا اچھا کلمہ ہے۔ اس کے بعد بیٹی سے ایک بھڑکونگہ آیا اس کا دودھ دودھ کر پیا اور چت لیٹ کر کہنے لگا واللہ عتیک ایک بھیسٹر مجھ کو کفایت کرتی ہے۔ اگر بد عمدی نہ کروں گا۔ جب کھڑا ہوا تو اس کی تیلی پتلی پٹریاں دیکھ کر بیٹی بولی ایسے وفادار پاؤں میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ کہنے لگا اگر یہ پاؤں بے وفا ہوتے تو واللہ اور بھی زیادہ بُرے ہوتے۔ اس کے بعد راتوں رات حجر کے عیال کو سوار کر کے خود مہار کھینچتا ہوا بحرآن تک پہنچا آیا۔ اس وفائی

اور اسے زخمی چھوڑ دیا تو اسے وصیت لکھی اور وصیت نامہ ایک شخص کو دیکر لکھا یہ میرے فرزند نافع کے پاس جو سب میں بڑا بیٹا ہے لے جانا۔ دیکھنا اگر وہ رویا پٹیا تو اس سے کچھ کام نہیں۔ اسی طرح سب بیٹوں کے پاس جانا آخر میں امرؤ القیس کے پاس جانا جو سب میں چھوٹا ہے۔ جس کو دیکھنا کہ رویا پٹیا نہیں اسے میرے ہتیار اور گھوڑے اور دگیس اور وصیت نامہ حوالہ کرنا۔ وصیت نامہ میں اس نے اپنا سارا حال اور اپنے قتل ہونے کا ذکر لکھا تھا یہ شخص وصیت نامہ لیکر نافع کے پاس گیا۔ وہ دیکھ کر خاک اڑانے لگا۔ پھر اس کے ایک ایک بیٹے کے پاس گیا۔ سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ امرؤ القیس کے پاس پہنچا۔ اسے دیکھا کہ وہ اپنے ایک مصاحب کے ساتھ شراب پی رہا ہے اور تختہ نزدیکیل رہا ہے۔ اس نے کہا کچھ خبر بھی ہے جسے قتل ہو گیا۔ اس پر اس نے کچھ توجہ نہ کی۔ مصاحب ذرا کا تو اس سے کہنے لگا اپنی چال چلو وہ پھر کھیلنے لگا جب بازمی تمام ہو گئی تو کہنے لگا میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہارا کھیل خراب کرتا۔ یہ لکھ کر قاصد سے اپنے باپ کا سارا مال پوچھا۔ اس نے سب بیان کیا۔ سننے کے لگا کلاب عتیک بنی ہمد میں سے سو شخصوں کو قتل کر لوں اور سو چوٹیاں لگا لوں عتیک کے مشفق مجھ پر حرام ہے۔

ابن الکائین اسدی سے روایت ہے کہ تجربے امرؤ القیس کے شعر کہنے سے ناراض ہو کر اسے نکال دیا تھا اور قسم کھالی تھی کہ اب کبھی اس سے نہ ملوں گا۔ اس زمانہ میں بادشاہ اپنے لئے شاعری کو عیب سمجھتے تھے۔ اس کا یہ حال تھا کہ بنی سٹے اور کلب اور بکر کے اوباش ساتھ لے ہوئے قبائل عرب میں پھر کرتا تھا۔ جہاں کوئی مالاب یا باغ یا شکار کا میدان مل گیا وہیں ڈیرے ڈال دے۔ روز روز شکار ہے اور دُبنے فوج ہوتے ہیں اور رُہا

بدولت امرو القیس سے ملک اشعرا کا مدوح بنا۔ اُس نے عمرو بن لکیم کی مدح میں کئی قصیدہ کہے ہیں۔

امرو القیس باپ کے قتل کی خبر سنا کر دھوکے سے روانہ ہوا اور قبیلہ بکر و تغلب میں جا کر بنی اسد سے لڑنے کے لئے ملک مانگی اور

بنی اسد میں جاسوس بھیجے۔ وہ لوگ جاسوسوں کو دیکھ کر خوف ہوئے اور بنی کنانہ کے پاس جا کر پیچھے۔ علما ہی نے جاسوسوں

سے اُن کو ڈرایا تھا۔ جب رات ہوئی تو علما بنی اسد کے لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ اسے بنی اسد تم خوب جانتے ہو کہ امرو القیس کے

جاسوس اُسے اور تمہاری خبر اُس سے کہنے کو روانہ ہوئے بہتر یہ ہے کہ رات ہی کو یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور بنی کنانہ کو اُس کی

خبر بھی نہ کرو۔ وہ سب لوگ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور امرو القیس بنی بکر اور تغلب کو ساتھ لے ہوئے بنی کنانہ پر اڑا

اور بنی اسد سمجھ کر انہیں پر تلایا کہ بنی اور بکر بادشاہ کا قصاص لینے والو چلو۔ امیر بزرگ کا قصاص لینے والو چلو۔ یہ سنا بنی کنانہ

سے ایک طرف بھاگ کر آئی اور کہنے لگی تجھ پر پھینکا رہے ہو لیکن ہم لوگ تیرے باپ کے قاتل نہیں ہیں۔ ہم لوگ بنی کنانہ ہیں۔

جا باپ کے قاتلوں کو لے اُن کو جانے نہ دے وہ لوگ کل روانہ ہوئے ہیں۔ امرو القیس نے بنی اسد کا پیچھا کیا مگر اس

شب نہ پامکا۔ گھوڑے چلنے سے رہ گئے اور پیاس نے حلق خشک کر دئے اور بنی اسد پانی پر قبضہ کئے ہوئے تھے۔ آخر سر کو

جا پہنچا اور گشت و خون ہوئے لڑکا۔ بنی اسد کے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت زخمی ہوئے۔ رات کے وقت بنی اسد

بھاگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو قبیلہ بکر و تغلب نے اُن کا پیچھا کرنے سے انکار کیا اور امرو القیس کو سمجھایا کہ بس اب تو بدلہ لے

چکا وہ کہنے لگا واللہ ابھی میں نے بدلہ نہیں لیا نہ بنی کانہ میں سے اور اس کی جگہ پر ایک اور شخص حمیری جس کا نام قمر ل تھا اُس ہوا

کسی کو میں نے قتل کیا نہ بنی اسد میں سے کوئی مارا گیا۔ انھوں نے جواب دیا ایسا ہرگز نہیں ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ تو کجاست آدمی ہے۔ اُن لوگوں نے امرو القیس کا ساتھ چھوڑ دیا اور یہ بھاگ کر سیدھا حمیر میں پہنچا۔

ابن الکثیر کا بیان ہے کہ امرو القیس جب اپنے کیت گھوڑا پر چڑھ کر میدان جنگ سے نکلا تو عمرو بن المنذر اس کی پیچھا بھی کا

بیٹا تھا اُس کے پاس جا کر پناہ لی اور یہ وہ دن ہیں کہ اُس کے باپ اور چچا سب قتل ہو گئے اور اُس کے گھر کی ریاست میں

تفرقہ پڑ گیا اور عمرو بن المنذر و ہجرت کے درمیان میں ایک مقام ہے جہاں وہاں اپنے باپ کا جانشین ہے۔ اس نے عمرو کی مدد سرائی کی

اور اپنا رشتہ اُس سے اور ماں کی طرف سے جو قرابت ہے اُس کا ذکر کیا اور یہ کہ ماں کے میں نے تمہارا دامن پکڑا ہے اور تمہارے پاس

پناہ لی ہے۔ عمرو نے اُس کو پناہ دی اور کچھ دنوں یہ اُس کے یہاں مقیم رہا۔ المنذر کو عمرو کے پاس امرو القیس کے رشتہ کا حال

معلوم ہو گیا اُس نے بلا بھیجا عمرو نے امرو القیس کو وہاں جانے سے ڈرایا اور یہ بھاگ کر حمیر میں چلا آیا۔

ابن الکثیر اور الکثیر نے بنی اسد کا پیچھا کرنے سے انکار کیا تو امرو القیس فوراً وہاں سے یمن کی طرف روانہ ہوا وہاں اتر قبیلہ

ازدشنہ سے ملک مانگی انھوں نے انکار کیا اور کہا بنی اسد ہمارے بھائی بند ہیں اور ہمسایہ والے ہیں یہ ایک اور رئیس

حمیری کے یہاں جس کا نام مرثد تھا جا کر اُتر ا اور اُس سے بنی اسد سے لڑنے کو ملک مانگی اُس نے حمیر میں سے پانچ سو آدمی

اُس کو دئے۔ یہ ابھی وہاں سے چلے نہیں پایا تھا کہ مرثد مرگیا اور اس کی جگہ پر ایک اور شخص حمیری جس کا نام قمر ل تھا اُس ہوا

ہتیار اور کچھ مال جو باقی رہ گیا تھا ساتھ لیکر نکل گیا اور سعد بن الضباب کے یہاں جا کر اترائے شخص رئیس قوم تھا اس نے پناہ دی۔ ابن الکلبی لکھتا ہے سعد کی ماں پہلے حجر کے پاس تھی اسے معلوم نہ تھا کہ یہ حاملہ ہے اس نے طلاق دیدی اور الضباب نے عقد کر لیا سعد اسی کے گھر میں پیدا ہوا اور اسی خاندان میں اس کا شمار ہوا۔ امرو القیس نے اپنے بعض اشعار میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد یہ سعد کے یہاں سے بھی چلا آیا اور سرزمین طے میں جا کر سعلی نامے بنی جدیل میں سے ایک شخص تھا اس کے یہاں کچھ دنوں رہا اور وہاں اس نے اونٹ بہت سے لئے کچھ لوگ جدید کے جنھیں بنی زید کہتے ہیں اس کے اونٹ پکڑ لے گئے اونٹوں کے علاوہ امرو القیس کے پاس سانڈ نیاں تھیں کہ وہ دروازہ پر اس واسطے بندھی رہتی تھیں کہ باوا کوئی وقت ایسا ویسا پڑے تو ان پر سوار ہو کر نکل جائے۔ جب اونٹ جائیکے تو سوار ہو کر نکلا اور بنی نہمان کے یہاں کہ وہ لوگ بھی طے میں سے ہیں جا کر اترے۔ کچھ لوگ بنی نہمان کے انھیں سانڈ نیوں پر سوار ہو کر اونٹوں کے ڈھونڈتے کو نکلے بنی جدید نے ان سے سانڈ نیاں بھی چھین لیں۔ اونٹ لانے گئے تھے اونٹنیاں بھی کھو آئے بنی نہمان نے کچھ بکریاں اسے دیں ان کا دودھ دوہا کرتا تھا۔ کچھ دنوں ان کے یہاں رہ کر نکلا اور عامر بن جویں کے یہاں جا کر اترے وہاں اس نے پھر اونٹ لئے اور عامر کا یہ حال کہ ایک ہی میک اور لیٹا تھا اس کی قوم والے اس سے بری الذمہ ہو چکے تھے۔ امرو القیس کو یہاں رہتے ہوئے تھوڑے دن گزرے تھے کہ عامر کی نیت میں فتور آ گیا وہ چاہتا تھا کہ اس کے مال و عیال قابض ہو جائے امرو القیس اس بات کو تارک گیا اور اسے دھوکا دیکر بنی نہمان

اس نے امرو القیس کو بلایا اور اس پر احسانات کئے اور وہ فوج اس کے ساتھ روانہ کی اور بہت سے اوباش عب اس کے ساتھ ہوئے اور کچھ لوگ قبائل عب میں سے اس نے نوکر رکھے۔ ان سب کو لیکر بنی اسد کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں جب ایک مقام ہے وہاں ایک بنت تھا ذوالاخصہ کہ عرب اس کی تعظیم کیا کرتے تھے وہاں جا کر اس نے ازلام کی فال نکالی اور ناہی اور مترتب یہ تینوں تیر اس نے گھمائے تو ناہی (منع کرنے والا) نکلا پھر گھمائے پھر وہی ناہی نکلا اس کے بعد پھر گھمائے پھر وہی ناہی نکلا اس نے ازلام کو سمیٹ کر توڑ پھوڑ کرتے گئے پر کھینچ مارے اور گالی دیکر کہا "اگر تیرا باپ مارا گیا ہو تا تو کبھی تو مجھے نہ روکتا۔ اس کے بعد وہاں سے چلا اور بنی اسد پہنچا۔ امرو القیس کے حاضر کرنے میں بڑی کمی تھی اس نے آیا دو بہرہ و تنوخ کی ایک زبردست فوج روانہ کی۔ یہ فوج کچھ زبردست نہ تھی نوشیر وال نے بھی سواروں کا ایک سالہ یا قوم اسارہ کی ایک فوج کمک کے لئے بھیج دی۔ حمیر کے سب لوگ اور جو جو امرو القیس کے ساتھ والے تھے سب منتشر ہو گئے اور وہ اپنے بھائی بندوں کے ساتھ آخر بن شہاب کی طرف بچ کر نکل گیا اس کے ساتھ پانچ زہریں تھیں۔ الفضافاضہ اور الضافیہ اور المخصنہ اور الخرق اور المذلول۔ زہریں آکل المرار کے خاندان میں جو شخص بادشاہ ہوتا تھا اس کو وائے ملتی تھیں پھر وہی دن اس کو آخرت کے یہاں گزرتے تھے کہ اللہ نے اپنے ہلرمیوں میں سے سوادمی اس کے پاس لڑائی کی دھمکی دینے کو بھیجے کہ اگر تم کل المرادالوں کو ہمارے حوالہ نہ کر دے گا تو جنگ ہوگی اس نے سب لوگ ان کے حوالہ کر دیے۔ لیکن امرو القیس اپنی بیٹی کو جس کا نام ہند تھا، یتیم بن معاویہ بن الحمرث کو زہریں اور

اُسے قیصر تک پہنچا دے۔ امرو القیس نے ایک رہبر اپنے ساتھ لیا اور عزتوں کو اور زہروں کو اور مال و اسباب کو سہو ال کے حوالہ کیا۔ یہ نہ بھی اپنی عورتوں کے ساتھ قیام کیا۔ امرو القیس قیصر کے یہاں باریاب ہوا اور اُس کی نظر میں منزلت حاصل کی۔ قیصر نے ایک بڑا لشکر جس میں ہزاروں کی بھی ایک جماعت تھی امرو القیس کے ساتھ کر دیا۔

ابن الکلی کہتا ہے کہ جب امرو القیس قیصر کے پاس سے چلا تو طاع ایک شخص بنی اسد کا تھا اُس نے قیصر سے کہا کہ امرو القیس ایک مرد جاہل اور فاسق ہے جب وہ آپ کے پاس سے لشکر لیکر چلا تو ذکر کرتا تھا کہ آپ کی بیٹی سے اور اُس سے نامہ و پیام ہو کر رہتا تھا اور ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ وہ یہاں سے جا کر اس مضمون کے اشعار کہے گا اور تمام عرب میں آپ کو اور آپ کی بیٹی کو سوا کرے گا۔ قیصر نے یہ سن کر ایک خلعت زریں جس پر زہر کے نقش و نگار بنے تھے امرو القیس کے لئے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے اپنا لمبوس خاص تیری عزت بڑھانے کے لئے روانہ کیا ہے جس وقت یہ پہنچے اسے بغیر و خوبی پہن لینا اور منزل منزل کا اپنا حال مجھے لکھنا۔ یہ خلعت جب پہنچا تو اُس نے پہن لیا اور بہت خوش ہوا۔ لیکن زہر اُس میں دوڑ گیا اور جلد گرنے لگی اسی سبب امرو القیس کا نام ذوالقروح (گھائل) بھی مشہور ہے۔ بلاد روم میں ایک شہر القرقہ کہلاتا ہے وہاں جب پہنچا تو اُس کی حالت اختصار ہوئی تھی وہاں کوہ متیب کے دامن میں ایک نژادی کی قبر تھی اُس نے اُس کا حال دیکھ کر کہا اور اُس کا سارا قصہ سن کر دوشتر کے من کا مضمون یہ ہے۔

”اے عرب! الی وقت ملاقات قہیبہ گیا اب میں بھی جنگ کو متیب تاہم جو تیرا

کوں کا ہم تم دونوں میں پر دہی میں اور پر دہی میں پس منہ رکھتے ہیں“

اس کے بعد وہ مر گیا اور اُس کی قبر کے پہلو میں دفن ہوا۔

علی حیدر طباطبائی

ایک شخص کے یہاں جن کا نام حارث تھا چلا گیا اور اُس سے پناہ مانگی اسی ہٹ پر علم اور حارث میں ایک جنگ ہوئی اور بہت کچھ لہو رواج ہوئے۔

دارم بن عقل کہتا ہے جب بنی طے میں امرو القیس کے سبب سے جدال و قتال واقع ہوا تو یہ وہاں سے چلا آیا اور عمرو بن جابر ایک شخص بنی خزاعہ میں تھا اُس سے جا کر پناہ مانگی اُس نے کہا اے ابن حجر میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنی قوم میں گھرا ہوا ہے اور تجھے ایسے مغز لوگوں کی طرف مجھے خود غبت ہے۔ مگر کل کی بات ہے کہ بنی طے چاہتے تھے کہ تجھے کھاجائیں اور ہم لوگ صحرائیں ہیں قلعہ میں نہیں رہتے کہ ان کو روک سکیں اور یہاں سے لیکر یمن تک بنی قیس کے اطرے لگے ہوئے ہیں میں تجھے ایسے شخص کے پاس پہنچا دوں گویا قیصر و نعمان کے پاس پہنچ گیا میں نے مہمان اور مسائل کے حق میں اُس کو بے مثل و نظیر پایا اُس نے پوچھا وہ کون شخص ہے اور کہاں رہتا ہے اُس نے کہا وہ بنو خزاعہ (یہودی) ہے اور تیرا میں رہتا ہے اُس کا سلوک تیرے ساتھ ضرب مثل ہوگا تیرے صنعت کو وہ دین کر دے گا اور وہ مستحکم قلعہ میں ہے اور صاحب شوکت ہے۔ امرو القیس نے کہا میں کیونکر ہنس تک جاسکتا ہوں اُس نے کہا میں تجھے ایسے شخص کے پاس پہنچائے دیتا ہوں جو تجھے وہاں تک لے جائے۔ خزاعی نے امرو القیس کو رجب بن ضعیف خزاعی کے ساتھ کر دیا۔ یہ شخص سمرق کے پاس آیا جا کر رہتا تھا اور وہ اس پر حسانات کیا کرتا تھا۔ امرو القیس رجب کے ساتھ سہو ال کے پاس پہنچا اور اُس کے سامنے اشعار پڑھے اور وہ اس کے مرتبہ سے واقف ہوا عورتوں کو چرمی خیمہ میں اور مردوں کو ایک میدان میں جو اُس کی نشست کا تھا اُتار دیا۔ کچھ دلوں کے بعد سہو ال نے امرو القیس کو بلا کے اُس کی سفارش کا رد اور حرکت عسائی کے نام پر جو کہ شام میں رہتا تھا لکھ دیا تاکہ

بستِ عزت

نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو
جس کی نوید پہنچی ہے رنگِ بست کو

اگلے زمانہ کے ہندو متفقین اپنی کتابوں میں بست کی تصویریں

کھینچتے ہیں :-

”بستِ عزت بھی ایک راجہ ہے جس نے اپنے بڑے بڑے خیمے

اور شامیانے کا ہی کے تنے ہیں بڑے بڑے درختوں کے چتوں پر

جال دار بلیں ڈالی ہیں، اُس نے جھنڈے اور پھر سے کیلوں اور

کھجوروں کے درختوں کے قائم کئے ہیں۔ جن کو کوئی بڑا ہی زبردست

پہنوان ہوگا جو دیکھ کر بخیر ہوگا جو بھانت بھانت کے درختوں

پر پھول کھل رہے ہیں وہ اُس کے تیز اندازِ سپاہی ہیں جو طعنے کی

وردیاں پسند ہیں، اور ان میں جو کوئی بڑا ہی سہانا درخت کھڑے ہو

گو یا سور پور افسر ہے، بھونڑوں کی گوج جو ہو رہی ہے وہ ششماں بنا

رہی ہے، کوئیں جو بل رہی ہیں وہ اس کے مست ہاتھی ہیں، گنگا

بیل و فچراؤٹ میں بھو اور پھر، بیوٹ اُس کے بگی گھوڑے ہیں۔

کیوڑ اور ہنس اُس کے عربی گھوڑے ہیں، بیڑ تیز اُس کے پیادے

ہیں جو ہر مندی مندی خوشبودار چل رہی ہے وہ گویا قاصد کی کرتی

بستِ عزت چن رہی ہے، اسنے نئے درختوں پر رنگ رنگ کے پھول

کھل رہے ہیں، چاروں طرف بن، باغ، مالا مال سماونے ہو رہے

ہیں، ٹھنڈی ٹھنڈی گندھ بھری پون مندی مندی چل رہی ہے،

عشق کی آگ لگلا کر ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ بنا رہی ہے، پانچ رنگ

کی محفلیں جمی ہوئی ہیں، بریاں پانچ رہی ہیں۔ بھانت بھانت کے

پھولوں کی گیندیں مالتیں، اچھال رہی ہیں۔ مانی تانوں کی ترنگوں میں

لکھنؤ، ملتان کے لئے گالی اس کی تعینات تھوٹنگا اور پور فیروز کاوالہ کے ترجمے کا خط لکھا

انسان فطرتاً اس قدر جدت پسند واقع ہوا ہے کہ ایک حالت

میں رہنا اسے گوارا نہیں۔ خزاں میں بہار، بہار میں خزاں، گرمی میں

جاڑا اور جاڑا میں گرمی کے موسم کی وہ تلاش کرتے لگتا ہے۔

ایسی طبیعت کے انسان کو ایک پہلو پر کب قرار ہوگا۔ اسی پر کیا

منصہ ہے خود قدرت نے دنیا کو نیرنگیوں سے مالا مال کر دیا

ہے۔ اور جب انسان کے دل پر اس کا اثر مبتلا ہے تو وہ خود بخود

کنے لگتا ہے۔ رعزت بدلتے ہی بدل جاتی ہے نیت اپنی۔

ایسی حالت میں جبکہ بستِ عزت کی ابتدا پہنچی ہے ناظرین

کی دلچسپی کے لئے کچھ نہ سہی اس عزت کی وضاحت ہی کر دیں تو

لطف سے خالی نہ ہوگا، بستِ ہندی جو سنسکرت میں وسنت

کسم کے پھول کی کہتے ہیں، موسمِ جبکہ دلوں میں خود بخود انگلیں پید ہوتی ہیں

انسان ہر ابر مردہ ہودل کی بے چینی اس سے دل ہی دل کھلا دیتی ہے کہ

پری سے گوجہ نہ طبیعت سری نظر، لیکن شباب کی سی ہے ہی بولتا تیز

حکماے ہندوستان نے سال کے بارہ مہینوں کو چھرتوں پر

تقسیم کیا ہے۔ اور اس طرح ہر رت دو ماہ تک رہتی ہے۔ ان میں

سب سے پہلی رت کا نام بست ہے جس کی مدت چیت سے بیساکہ تک

ہوتی ہے۔ ایک راگنی کو بھی بست کہتے ہیں۔ سرسوں کے پھولنے

کا یہ ہی موسم ہے۔ چنانچہ نظیر اکبر آبادی فرماتے ہیں :-

پھر راگِ بست ہی کا ہوا ان کے کھٹکا دھونے کے بارہو لگا ہائے کھٹکا

دل کھیت میں سرسوں کے بک پھول سے لگا ہر بات میں جوتا تھا اسی بات کا لگا

سب کی توہینیں ہیں یہ یاروں کا بست

ہے جس سے اس کی ہر مخلوق کیساں طور پر مالا مال ہو جاتی ہے۔
بادری ہو یا برہمن۔ پیر ہو یا مرشد کسی کے ملحقین کی ضرورت نہیں پڑتی
حضرت دل خود پر طریقت بستے ہیں۔ آپ وجد میں آجاتے ہیں
اور پھر سارے قوسے ان کے ہاتھوں پر بیعت کر لیتے ہیں بقول انشا
تو نے لگائی آگے یہ کیا آگ اے بہشت جس کے دل کی آگ بھی مالک بہشت

اہل ہند اس موسم کو نہایت مبارک سمجھ کر بطور فال نیک یا اظہار
مسرت کے لئے بزرگوں کے مزار اور دیوی اور دیوتاؤں کے استھانوں
پر کثرت سے بھول چڑھاتے ہیں۔ اور بھول بھی موسم کے مطابق
یعنی برسوں کے۔ بہشتی رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور گاتے بجاتے
میں اسی مناسبت سے زرد رنگ کو بہشت اور اس میل کو بہشت
کا میلہ کہنے لگے۔ اس زمانہ میں ایسے میلے بہت کم ہوا کرتے ہیں۔
لیکن اب سے کچھ پیشتر زرد پوش سیلائی ڈاڑھے ترک و احتشام سے
جلوس نکالتے تھے۔ جس کی ایک ایک چیز بہشتی رنگ میں رنگی ہوتی
تھی۔ رتھ۔ گھوڑے۔ ہاتھی، پالکی۔ پیادے، ملازم سب کے سب
زرد پوش ہوتے تھے۔ نظیر کہتے ہیں ۵

پھر صحن میں چمن کے آیا بحسن و خوبی اور طرفہ تر بہشتی اک انجن بنائی
مگر ناب و دل ہے نہ وہ دماغ۔ نہ وہ ہندوستان ہے نہ وہ
تہذیب و تمدن۔ قاعدہ ہے کہ جس طرح دنیا دلِ خیال سے انسان کے
خیالات میں تبدیلی و تغیر واقع ہوتا ہے اسی طرح قدیم و جدید
رسم و رواج، علم و ہنر، اور تہذیب و شائستگی کے میل ملاپ سے
باہمیگر انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے۔ یہ سب ہے کہ انسان اپنے دھن
کا پکا ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی تو صحیح ہے کہ انسان جدت پسند ہونے
کے باعث نئی چیز کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دلچسپی
اس کو ایسا منہمک و متغیر کر دیتی ہے کہ بھول کر بھی اپنی پروائی
چیزوں کی طرف مرنج نہیں کرتا۔ اگلے زمانوں میں بہشت کے موقع

گارہے ہیں۔ سب جگہ لاڈ پیار کی باتیں ہو رہی ہیں۔ تالابوں میں مسکند گل
رہے ہیں۔ ان پر پھول کے ٹھنڈے گوج رہے ہیں۔ سندرہ بہن ان میں تیر
رہے ہیں۔ کھلاؤ کھینچ رہے ہیں۔ ان کا ہر وقت ہر گاہ۔ یہ ہے۔ ان کا ہر وقت ہر گاہ۔ یہ ہے۔

آتے نظر بہشت و جبل زرد و برط۔ جناب کے سال ہی سی۔ دوستانہ
اگرچہ اصل رت بیساکھ کے مہینہ میں آتی ہے لیکن زندہ دلاں
ہندوستان مانگہ ہی کے مہینہ سے جب برسوں پھولنے لگتی ہے
اس موسم کا خیر مقدم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تقاضا سے طبیعت
بھی یہ ہی سمجھ کر نہ کہ جاڑے کی بڑی بڑی راتیں کاٹنے نہیں گھٹیں۔
اور جی اگتا جاتا ہے۔ سردی کے مارے طبیعت ٹرکی رہتی ہے۔ رگوں
میں خون اچھی طرح نہیں دوڑتے بہشت کی ابتدا ہوتے ہی قدرتا
آفتاب کی حدت سے خون میں تیزی آجاتی ہے پھر توتہ پوچھو طبیعت
میں کیسا ولولہ، ٹانگ، ٹنگٹنگی، اور جوش و خروش پیدا ہوتا ہے۔
مزید برآں ان کیفیات کے محسوس کرنے کی مسرت جو دلوں میں ہوتی
ہے اس کا ہر انسان بشرطیکہ وہ دل رکھتا ہو خود اندازہ کر سکتا ہے
کچھ ہندوستان ہی پر منحصر نہیں ہے۔ دنیا کے کسی ملک اور کسی ملک
کے کسی حصہ میں چلے جاؤ۔ اس خاص موسم میں سب کو یکایا ہر شہار و
مسور پاؤ گے۔ سعدی جیسے صوفی صافی سے بھی مدد مانگنا۔ آخر اس طبیعت
کو نظم کر گئے۔ ۵

”برگ زرخاں سبز نظر ہر شہار ہر دستہ و خیزیت معرفت کر دھار
اور پھر کہتے ہیں ۵

”صوفی زرد و صوفیہ زن بر گلزار کرد تیشہ کہ درخشاہی بیگار
بہلایاں اوقات گل آمد کہانہ از شوکر دم ز بیل سی تو بہاں لہ ہوشیار
غرضکہ ہر ملک اور ہر ولایت میں کسی کسی طرح اس کا رنگ نمایاں
ہو جاتا ہے۔ اس کے اثر کو نہ تو کوئی مذہب مخصوص کر سکتا ہے
اور نہ کوئی فرقہ اس میں پھوٹ ڈال سکتا ہے۔ یہ بھی فیضانِ ہفت

تو امیر بے چین ہو گیا کہ روڈ کی بنے کچھ سنا یا ہے اسے چلکر دیکھئے
اس اضطراب میں اس کو موزوں کا بھی خیال نہ رہا اور سوار ہو گیا
اور کوسوں اسی طرح چلا گیا۔

بہر حال ہندوستان میں بھی ان جذبات کو مسلمانوں نے اپنے
ساتھ لایا۔ آب و ہوا مناسب تھی وہ جذبات اور ابھر گئے آپس
کے میل ملاپ اور تبادلہ خیال سے جہاں مسلمانوں کے خیالات
درواج کا ہندوؤں پر اثر ہوا وہاں ہندوؤں کی بعض رسمیں
بھی مسلمانوں میں چلی آئیں تارینچوں سے پتہ چلتا ہے کہ تعلق
شاہیوں میں بسنت کے رواج کی ابتدا ہوئے لگی تھی۔ اور یہ
ہجری کی آٹھویں صدی کی ابتدا تھی۔ ہوتے ہوئے خواجہ
امیر خسرو دہلوی جیسے نقاد سخن کا زمانہ آیا۔ آپ نے بسنت
کے نیلے کارواج دے دیا۔ جس کا قافہ یہ ہے:-

خواجہ امیر خسرو دہلوی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین
اولیاء کے مرید خاص تھے۔ آپ ہی کی شان میں امیر خسرو نے
فرمایا ہے کہ ”خواجہ نظام است و نظامی منم“ ایک روز حضرت
اپنے مریدوں کے ساتھ باولی کی میر کو ننگے اتفاق سے اسی
دن بسنت چچی کا میلہ تھا۔ اور بہار کی ابتدا ہو چکی تھی عقیدہ مند
ہندو مسروں کے پھولوں کے گڑے بنائے گاتے بجاتے
لے جارہے تھے۔ حضرت تو اسے بڑھ گئے۔ موسم کی کیفیت کو
امیر خسرو کے دل نے بے حد محسوس کیا اور بے خود ہو کر حضرت
کے ہمراہیوں سے پیچھے رہ گئے۔ کچھ دیر تک زرد پٹوں سیلائیاں
کو دیکھتے رہے۔ اور برجستہ آپ نے یہ مصرعہ موزوں کیا۔ ع
”اشک ریز آمدہ است ابر بہار“۔ آپ فن موسیقی کے بھی بڑے
ماہر تھے۔ بے خودی میں لگے اپنا مصرعہ الاپنے۔ اس ذوق و
شوق نے ایسی آگ بھڑکادی کہ وہ جس میں آکر آپ ایک مسرو

پر جیسے جشن منائے جاتے ہوں گے ان کے احوال بزرگوں کی تصانیف
میں قلمبند ہیں جس کا ایک منظر اہم اور پر بیان کر چکے۔ اب بھی ایسی
ریاستیں موجود ہیں جہاں اس موسم میں غیر معمولی طور پر اظہارِ مسرت
کے سامان ہم پہنچائے جاتے ہیں۔

مسلمانوں نے اس اُننگ کے جوش و خروش اور شگفتگی کے
احساس کو تمام ازل سے یکساں طور پر پایا اور ان کیفیتوں کے لکھا
میں بھی وہ کسی قوم سے پیچھے نہیں ہے۔ بادیثین آزاد عرب بڑھکر
اس موسم کی خوبیوں سے کون زیادہ متاثر ہو سکتا تھا۔ سرزمین
ایران جس کا چپہ چپہ بونے سے بھرا پڑا تھا۔ یہاں ان کا آنا تھا
کہ ع سمند ناز پر ایک اور زمانہ ہوا۔ نمٹہ سنج جانتے ہیں کہ امیر
بخارا کے دربار میں روڈ کی جیسا موسیقی واں شاعر تھا۔ فتحنا حیرت
خراسان میں داخل ہوا تو موسم بہار کی ابتدا ہو چکی تھی وہاں کی
آب و ہوا۔ سبزو کی شادابی۔ پھولوں کی مہک۔ بلبلوں کی چہک
اور مختصر یہ کہ قدرت کی کرشمہ سازیوں نے اسے ایسا گردیدہ کر لیا کہ اپنے
وطن بخارا کو بالکل بھول گیا۔ اُمرانے منیں کیں۔ خوشامیں کیں۔
لیکن وہ کسی طرح وہاں سے جالے پر رضامند نہ ہوتا تھا۔

روڈ کی نے ایک قطعہ موزوں کر رکھا تھا جن اتفاق سے
ایک شب امیر نے بخارا کی آب و ہوا۔ اور گل و گلزار کا ذکر کیا۔ پھر
کیا تھا۔ روڈ کی نے گانا شروع کر دیا۔ سُری آواز اس پر ساز کی
کاساز۔ واقعہ سچا اور سندش کی سادگی ساری خصوصیات و ملکش
جب وہ ان اشعار کی تکرار کرنے لگا کہ

”ہوے جوئے نولیاں آید ہی یاد یار مسرہاں آید ہی
ریگ آموی در شیتما سے او پاسے مارا پر نسیاں آید ہی
اسے بخارا شاد باش و دیر زی شاہ سویت یہماں آید ہی“

لے مسرت ہجری میں اس کا انتقال ہو گیا۔

ہمار

(نتیجہ فکر جناب ابو الحسن خالص صاحب آندوم)

یاد دینا و سب کے ساتھ آتی جو ہمارا
دیکھئے کس کس کو دیوانہ بانی جو ہمارا
اُسکی گل کاری ہر اک برگ و پتہ ہمارا
اشکِ خنوم سے سدا روتی ہو تو ہمارا
سیرِ گلشن کو گرجاتا ہوں میں غنی مگر
آتشِ گل سے گلستانِ سیدہ عثمانی
داغِ لالہ کا نہ پہنچا داغِ سیدہ کو مگر
داغِ دل پر سرے کیا کیا داغ کھائی ہو

دیر سے ہر منتظر یہ آرزو سے بادہِ نذر

ساقیا مے کب لے گی آئی جاتی جو ہمارا

ہمارا دھارمیکار

(نتیجہ فکر جناب امین الحسن رضوی صاحب محلہ ملانی)

موسم نے ہمار کی ہر مٹھانی
رندوں نے گھٹاس کی ہر پائش
کیا وقت ہے کیا سما جو کیا دن
اندھے ابر کا تلاطم
نیرنگی ابر بھی ستم ہے
ہوتا اگر ابر ہی تو کیا تھا
ترپنی چمکی گری کسی پر
شعلہ جو بنی بھپک گئی آنکھ
یہ برق یہ ابر سب گوارا

ہاں وہ جو برق کی چمک سے
یعنی بے اختیار نہ پاس
میتوں میں بھی کچھ ہو تھوڑی
گرمی ہو چنچا دل اپنے لب
ایک مرتبہ ابر پھر سے گرے
پھر کیا ہو میں آتا ہوں ہم
ہو جاوے وہ چشم دید مارا
کیا واقعی یوں بھی ہو سکتا
تقدیر سے تو امید کب ہے
ہے ہے یہ فلک کی چھڑیاں
کیا فائدہ جب نہیں ہے توتہ
بے آسکے ہمار تو خزاں ہے
ہر ایک گن ہے چوٹ اس پر
تھنڈی تھنڈی ہوائیں ادم
افسردہ دلوں کی بات مت پوچھو
بارش سے غرض فقط یہ ہے
ہم بھی اب دیکھیں کتبک
ہم اور یہ جو ہمارے بیجا
ابنِ سبھلو سنبھالو دلکو
کتبک اُفت ابر ہمارے پانی

خوف رسوائی

(نتیجہ فکر جناب محمد حسین صاحب مخوی صدیقی کھنوی)

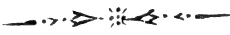
مرے کی چیز کو الٹ دھو کر خوف رسوائی دلِ عاشق میں پیدا اس سے ہوجاتی ہو کر

خزاں وہمار و دنیا اور انسان

خزاں

(نتیجہ فکر جناب سید شریف الحسن صاحب ایشیم و تہما)

اچھا ہے یہ کہ جاسے تو سیر سے ملتی
درند کا لی جائیگی تنگی سے فریج سے
آ اسے ہمار بلوغ جہاں میں کہاں سے تو
مشورہ ہر دشمن فصل خزاں ہے تو
معروف روئی ہن دلوستان ہے تو
موسم کار ساز نگل و گستاں ہے تو
تیرا وجود گلشن و چراگی شان ہے
موسم اگر ہے ہم تو تو اسکی جان ہے
گلشن میں پھول پھول میں نکتہ نجی ہے
لالین داغ داغ میں کلفت نجی ہے
خوشتر و زردین خوشتر میں محبت نجی ہے
شاخوں میں برگ برگ میں زیتون نجی ہے
غامہ اگر کرے ترے اوصاف کا بیاں
قسطاں پر ہو گلشن فردوس کا گلاں
تجھ سے ہی بھلتی بھولتی ہیں شائشاں
فیض قدم سے تیرے ہیں سار شجر نماں
پر طعنت تیری ذات سے تو شام اور سحر
کیا بات ہے وہاں کی جہاں تو ہو طلوع گر
تیرے غم خزاں کا ہر گل گواہ ہے
دست خزاں کے غلم کا بیل گواہ ہے



دنیا اور انسان

(نتیجہ فکر جناب سید امجدین صاحب احمد)

اک مسافر کسی جنگل سے چلا آیا تھا
ناگماں راہ میں اک شیر شیاں کے دیکھا
چڑھ گیا ایک شجر پر وہیں دو خوف
شیر نے دیکھا کہ ہاتھوں سے شکار کے گیا
ہوٹ چاہے کبھی غصہ سے دھڑکے
رج و غم سے نظر آنے لگے دن کو تارے

اور تو سوچتی نہ کچھ۔ دل میں ایسے ٹھانی
کہ کسی روز تو اُسے گایہ نیم جانی
خون سب سکا میں کرونگا ہمار کا پانی
کب تک آخر ملک الموت آجانی؟
یہ کہا اور وہیں دیر شجر بیٹھ گیا
خوف کے مارے ساز کا گونج گیا
ایک ڈالی پر سہارا لیا بچا رہنے
خوف و درشت سے جاگ رہ گیا لڑکھو
بھوک سے ہو گیا مجبور وہ بچہ باسے
شیر بچہ و خام اُسے کئے چٹے سارے
چاہا گھٹنے سے تانے کوئی آدھی ڈال
دیکھا چمن کھوسے ہوئے ناگ بولا لاپرواہ
اُسکے ہوش میں ہی محنت سلیمان ہنر
تھی نگہ شیر پہ گاہے کبھی انہی نظر
سچ ہے آتی ہو مصیبت پہ مصیبت اکثر

فصل خزاں کی دست درازتی ہوتا
اُڑا کچھ اس طرح کہ نہیں قابل بیاں
سوکھے درخت دیکھے کہ روتا ہی رہا
گلچیں کو پھول کا نہیں ملتا کین نشان
اشجار میں شاخ نہ پتا نہ پھول ہے
اب تازگی کی جائے غلط فہم کوٹ
پتوں کا نام تک نہیں اب شاخاں
سایہ کہاں ہے اب شجر سایہ دار میں
پھولوں کی جاسے غلامیں ہلا لڑائیں
دواک شجر نظر نہیں آتے ہزار میں
شاداب دشت ہو کوئی کوہ سار
اب باغبان کو خدمت گلشن بھی باز
رہتا ہے صبح و شام تر سب کو انتظار
ویراں ترے بغیر ہے ہر دشت اور دیار
اُڑا اگر ہے باغ تو برباد شاخسار
وہ چھپرے رہے نہ تو اسنجی ہزار
سبزی ہے شان میں تو رنگ گلچیں
نہ کی جاسے آہ و فغان لبلبل میں
بے لطف رنگ شام ہے بے نور جو سحر
بے رونق سی چھانی ہے عالم ہر سحر
ویراں بوستان ہو توستان درشت در
پہلے سے جو خواب تھا اب جو خواب تر
شب کا وہ رنگ ہے نہ وہاں کا پتہ
دلکش دعا پڑھتی ہے نہ دیکھنے کو پتہ

ہمار

رخصت ہوا سے خزاں کہ ہر آمد ہمار کی
جکا نصب پھول کا قسمت ہمار کی
حالت بدل چکی تھی ہر اک لالہ زار کی
مرحی مگر کچھ اور ہے پروردگار کی
ظالم ظالم ظلم ترے مدے سے بچے
اب اور تیرے نیر اقبال بچہ بچے
جو کچھ جہاں میں تو نے کیا ہے پچھپائیں
وہ کوئی ستم ہے جو تجھ سے ہوا نہیں
گلشن کو دشت دشت کو ویراں کیا نہیں
تو ہی بتائی تھا سزا کام یا نہیں
روا بنی جان کو کہ اب آتی ہے پھر ہمار
پھر داغ دل دی ہیں جی رنگ لالہ زار
اُٹھ گیا اب ضرور بیاں سے ترا عمل
باغ جہاں میں دین سکتی تو ایک بیل
رخصت ہو رہی راہ لے گلزار سے نکل
اب نکل ظلم کا حرسے ملتا ہے تھک بیل

چڑھ گیا شاخِ چس در سے ساہوگر
آپ کچھ سمجھے بھی؟ کیا چیز ہے وہ شیریں
شیر سا قبر بھی ہے کھوئے غمے آباد
اس کا سب ناز و تجرذ مٹھا دو تو کسی
عمر مجموعہ اُسے جس شائع پائے جالی
رات۔ دن۔ چوہے ہیں جو کات پھول
وہ برساتِ اعمال گس کے ماند
دل بکرت ز اعمال سے تھرا ہے
اپنے خالق کے سوا غیر سے گھبراتا
طلب جاہ میں کیا کیا غم ہم سستا
تاکجا حرص و ہوا کوین ویرا بقصد
یاد میں تیری ہے مٹھ کھوئے ہو قورق
رج بربودہ مہر بند علائق گیسل
اور یہ مٹھ کھوئے ہے بیٹھ گیا شیر
قبر سمجھو کہ جو ہے منظر ہر انسان
شیر سا قبر بھی ہے کھوئے غمے آباد
اس کا سب ناز و تجرذ مٹھا دو تو کسی
عمر مجموعہ اُسے جس شائع پائے جالی
رات۔ دن۔ چوہے ہیں جو کات پھول
وہ برساتِ اعمال گس کے ماند
دل بکرت ز اعمال سے تھرا ہے
اپنے خالق کے سوا غیر سے گھبراتا
طلب جاہ میں کیا کیا غم ہم سستا
تاکجا حرص و ہوا کوین ویرا بقصد
یاد میں تیری ہے مٹھ کھوئے ہو قورق
رج بربودہ مہر بند علائق گیسل

غزلیات

گاہے دھڑکی نکر ہے گاہے دھڑکی
مٹی غرض خواب جہاں میں بشر کی ہے
معصوم پر بھی شدتِ سکر ہے غور
منظوم کی دعا کو بھی حاجتِ اثر کی ہے
تخلیہ کا خط ہے تو چنگوں کی ہے غلظ
آفت میں جانِ شام سے شمعِ سحر کی ہے
بحرِ جہاں میں کیا جو جہاں کا آسرا
انگوں میں پڑی ہوئی آپ اپنے گھر کی ہے
اُجڑی پڑی جس تڑپیں شاہانِ سحر کی
بھولوں کی چادر میں ہے نہ جی اگر کی ہے
آوارگی میں میرے تھے ایک لطفِ خاص
مٹھو میرا تلاش سے سے سنگِ در کی ہے
ہوتا ہے زندگی کا کوئی دم میں فاصلہ
دن بھر کی بات ہے نہ بہرِ دہر کی ہے
قدرتِ غائب تری روشن ہیں دہریں
حاجت ہے غم کی نہ ضرورتِ نر کی ہے
قائل وہ شائع ہے تری ہی سے تیجِ ابدار
جسکو نہ ٹھل کا غم ہے نہ حاجتِ غم کی ہے

یک من و ہر تزل اندر بڑا ہے چند
واسے بر صید کہ یک باشندہ میاں چند
جان نازا مسکی کشاکش میں بھی تھی ہیشا
بڑگی کسی کی الٹی۔ نہ کوئی سنگ نہ سات
نکسین بھاگتے کورہ۔ نہ کسین پلے شات
تھی حبابِ لب و دیا کی طرح اُسکی حیات
خوف سے شیرِ زیاں کے کبھی ڈر جائیگا
سانپ کی شکل کا رہ کے خیالِ تانا
اور تو افسانہ پر نے یہ اُس سپہ ستم
کے وہ جس شائع پہ مٹھا تھا جہنمِ پریم
اُسکو وہ چوہے کرتے لگے ملکر یہ ہم
کسین کٹ جائے جو ڈالی۔ تو گرجا اکرم
سانپ اُدھر تاک میں ہے شیرِ دھڑکھو
اور کرتے ہیں الگ شائع نشین چوہے
پھر اُسی شائع پہ اک شہد کا چھوٹا کھیا
بیجانی کی بلا و در کہ سب کچھ بھولا
نمل سے بچکے وہیں شہد لیا تھوڑا
اُس سا فر نے جب شہد کی لذت پائی
نہ رہا شیر سے کچھ خوف نہ کچھ سانپ کا ڈر
لذتِ شہد میں معرود رہا شامِ سحر
چھن گیا شہد کی سخت گس کے ماند
اسی حالت میں اُسے ایک زمانہ گزرا
ڈالی کٹنے کو ہوئی۔ شیر نے مٹھ پھیلایا
ترب بھی ان باتوں کچھ دھیان آنا
وُس لیا کالے لے آئے۔ تو کوئی
شہد سے دست ہوس دگے دونوں تھا
اُسکو دانتوں سے کیا پیس کے بھونچا

اب سو غم سے لے مال پہ مڑواؤ
بھوٹ سچ بول کے اس پیچھے بھر تو والو
بُلا پانی میں بن کے ابھرنے والو
ناک چوٹی میں گزرتا۔ سونے والو
یہ کمانی نہیں پریتی ہو سب توختیا
جاسے جوت۔ رات کر کہ توختی
وہ مسافر نظر آیا جو قصصِ محسوس
سمجھو وہ تہی ہو جو آئے ہوس نیک
شیر بھر دیکھا اچانک جو اسی افشام
نفسِ خوفِ سچا مردِ یک دنیا میں

یکس کس دل کے گرد و گھمراہوں میں گھول کر
بھلا پوچھے کوئی اس سے ہم کو کھینچے
وہ گویا روکتے ہیں حشر میں فرما دینا
جو چپکے چپکے پیچھے سے مراد امن جھپٹتے ہیں
ذرا دیکھو تو انکی شوخ چٹنی حضرت طالب
چھپا کر دل کو مٹھی میں ہمارے کو نکلتے ہیں

طالب میرٹھی

محسن

(برغزل جناب خلیل رحیل)

یہ کس دیکھتے کینے آج جو تیرے کئے ہیں
کہاں کے ہاں وہ تیرے ستم نے فوج ڈالی
بھلا تجھے جیسے سنگس دل بیٹا نے سننے والے
یہ ہم سے پوچھے صبا دیکھا میں کے نالے ہیں
”وہ نالے ہیں کہ جو یوں کے گریباں بھاؤ گاہیں“

”جیسا ہے باز کوئی عاقل چھپ چھپ سکتے
لے پھرتے ہیں باتوں پر کیا پھرتے ہیں
مری آنکھوں میں میں یہ کہو چھپ چھپ سکتے
”کیس جائیں متاثر دست پنا چھپ سکتے“
”زمین پافشائے ہیں ان تونوں میں چھپ سکتے“

”وہ شادمانی دور ہے ذلت نصیبوں
وصال کا مانی ہے الگ فرق نصیبوں
یہ کیا داؤ کھیلنا چہ نے حسرت نصیبوں
”وہ غامی ہے متاثر کماں خوب نصیبوں“
”وہ حسرت میں کاٹنے ہیں دھرتیوں میں چھپ سکتے“

”خدا کو کسی نقویر سے بدھ کر چھپ سکتا
خیال یار کو میں صل سے بدھ کر چھپتا ہوں
مرغزار بیاباں کو میں پنا چھپتا ہوں
خلق درد کو میں درد سے بدھ کر چھپتا ہوں
”مجھے ہیں دل میں وہ کاٹنے جو تلواروں سے نکلیں“

”نہیں غالی ہیں دونوں دشت پائی کے ٹھوکر
پریشان بیکل دونوں میں اپنے بہت دلاؤں سے
پسینہ بہتا ہے لیلیٰ کے خراش حق کوں سے
”جھپتی جاتی ہیں بوندیں لو کی چم بھونے سے“
”کیس چھانوں میں کانے ہیں کہ کانوں میں چھپ سکتے“

”قیامت ہے نکلتے ہی اُس طمان نے مارا
ہزاروں عاشقوں کو شرم سرانے مارا
جو ہم سے پوچھتے ہو یہ کس و مہاز نے مارا
”جیسے مارا تیری تیغ کا ناز نے مارا“

نہوشب بے زلفت یار کی مندر کو کیا خبر یہ تلو وائل ایک دوا درد مری ہے
اسے عیش تو خاک میں دئی کی سو ہیں
میت کر بھی خواجگاہ یہ اہل ہنر کی ہے
عیش گاہی

جلتے ہیں پریشتموں کے دامن گداز
اللہ سے ارتقاء کہ پہونچا لڑکھاں
قاصد جو کہ گیا ہو وہی ماننا ہوں میں
اسکے سوا حدیث کوئی معتب کہاں
باب قبول تک نہ رسا ہو گئی دعا
کتنا نہ تھا کہ تجھ میں زباں یہ اثر کہاں
پہنچے گناہ کا جو وزن کے ہو برد
رحمت کو جوش آگیا بولی ادھر کہاں
سجدہ میں کیوں جھکنا نہ یہ سہرا باز
اُس آستان کی خاک کہاں پنا کہاں
نازاں نہ عیش و راحت گیتی پر کبھی
غم سے فراق درد و الم سے مفر کہاں
نیت بیکر لکھ نہ عمل رایگان نہ ہو
پرہیز جب نہیں تو دوا کا اثر کہاں
ہر نقش پا سے آتی ہے رہ رہ کے پیدا
جو چپکے عدم کو اب اُن کی خبر کہاں
امداد کس طرح سے بوجھ صلاں لغز شوم

انسان کی عیوب پر اپنے نظر کہاں

امداد عظیم آبادی
”اہل آتی نہیں اور ہم اہل کی راہ کئے ہیں
بلکتے ہیں سکتے ہیں ترپتے ہیں پھرتے ہیں
ابھی سے بدھ گئے ناخن ہمارے شمشک
ابھی تو خمر اُٹے ہیں ابھی تو خمر کپتے ہیں
یہ کئے نام ہمارے لیا تھا انکی مصل میں
خفا ہوتے ہیں اک اک پردہ الکل کو چھ کر تیا
”اہل آئے تو کس وہ نہ آئینکے نہ آئینکے
اہل کی راہ کئے ہیں جو انکی راہ کئے ہیں
خدا کی شان ہے لو کہ لیتے ہو کھانے بھی
خدا جانے کہ ہم انکی نظر میں کیوں لگتے تیا
شفق کا نام تو تو نہیں برائے نام جو نہ
فلک پر ہمارے ہی آہ کے شعلے بجھتے ہیں
ہماری جہنم گریاں غنم برائے لگی آخر
کبھی دامن فریق تکی کئے تھاب اہل مکے میں
گدگد گشتی کا دشت الفت میں نہیں شایاں
یہ وہ منزل ہے جس میں خضر بھی برحق کئے ہیں
”مٹی قبر و دیو کی کتے ہیں شرارت سے
مبارک ہو کہ تم سوتے ہو ہم کو چھپ سکتے ہیں“

ادیب۔ فروری ۱۹۱۳ء

اب تجھے رکھیں، اوت بے مہر کیا امید تجھے امید ہو تو خدا سے ہوں نا امید

کیا جانے نہیں ترسے وعدہ کو ہم غلط

یہ رنگ دیکھ کر کوئی کس طرح چہرہ نہ تھا جو حال ہو یہ وہاں کیوں نہا کرے

ہے رات ہی کی بات کہ چشم خیال سے دیکھا ہے تجھ کو آخر شب پاس فیر کے

کتنے میں خواب صبح کا ہوتا ہے کم غلط

ایسا ہی اُن سے تیرا جہاں میں تھا اتفاق ایسا ہی اُن سے ملنے کا تھا تجھ کو اشتیاق

ایسی ہی اُن کو تیری جدائی وہاں پریشان ایسے ہی خوش گئے ہیں تیرے کشتہ ذرا

تڑپیں گے تیری یاد میں اہل عدم۔ غلط

ہر خوب و نیک تیری سمجھ میں نہ ہوا نہ ذرت ہر قصہ و باغ تیری نظریں سے فارغ ذشت

نزدیک تر سے ایک سہ کعبہ ہو گیا کشت اپنے ہی گھر کو آپ سمجھنا کہ ہے بہشت

اسکے سوا احکاماتِ حسنہ و اہم غلط

مجبور دل کے ہاتھ سے ہو کر کبھی ذرا لکھیں تجھ کو حالِ عزم و اضطرار کا

پڑھنا نہ نیک حرف بھی اور منہ کے بلا کنا یہ نامہ برسے مرے وہ تو مر گیا

جھوٹا ہے تو یہ نامہ غلط۔ یہ رقم غلط

تجھے یقین بغض و عناد و ریا بجا تجھے یقین مکر و فریب و دغا بجا

تجھے یقین ذلت و رنج و غنا بجا تجھے یقین کینہ و جور و جفا بجا

چشم و فاء العفت و حر و کرم غلط

آخر یہ سنتے سنتے لائے وہ تاباں اس درجہ مجھے گڑے کہ اللہ کی پناہ

تو رہد لگے۔ ہو کے خطا پھر کر نگاہ یوں وہ داغ آپ ہیں جھوٹوئے بادشاہ

معشوق سے شکایت جو در دستم غلط

لیکر اس اپنی شکل حیز کو سدھار میری طرے سے چاہے کہیں کہ سدھار

راحت جہاں ہو دل کو وہیں کو سدھار حوروں سے ملے غلہ بریں کو سدھار

دنیا میں آپ کا نہیں ہونے کا غم غلط

اختر

”خدا لگتی کہیں کہ ہم بھی اکدن مرنے والے ہیں“

یہ دیکھ کر رہی ہے کیا تماشا اپنی پیکوں سے جنوں میں جھاڑتی پھرتی ہے محرابی پیکوں

کوئی کیا سمجھے کیا کرتی ہے وہ نہ اپنی پیکوں ”کوئی کیا جانے کیا جنتی ہے بلبل اپنی پیکوں“

”یہ وہ کاٹے ہیں جو مجھوں کے تلووں سے نکلتے ہیں“

یہ زاهد طاق ہیں گو محلت و موت و جہان میں مگر تانی نہیں رکھتے حیدوں کے بھٹانے میں

بہت ہو شیار ہیں لوگوں کیلئے دھب پنہاں ”جلیل ایسے ہی وہی چاٹکلیں گئے زمانے میں“

”جنوں کو گھورتے ہیں اور پھر اللہ دالے ہیں“

قیصر ازہر و بابل

تضمین قطعہ ملک الشعراء ذراغ مرحوم

ایسے ستم ظریف پہ دل کیوں نہ ہوشدار جو جسکی بات بات میں اک بات آشکار

جگو ہنسی ہنسی میں بنائے کو شہر مار کل چھوڑے جو ہم نے لگا کیوں تم شعار

کتنے ہیں ہم فسادِ رنج و الم غلط

کیا یوفا نہیں سہم آرائیں ہے تو کیا عاشقوں کی جان کا یوا نہیں ہے تو

کیا ہم سے ربط چھوڑ کے بیٹھا نہیں ہے کیا رسم و راہ غیر سے رکھتا نہیں ہے تو

کیا جھوٹ ہے یقین ہمارا۔ بھرم غلط

کیا تو کبھی مکان سے باہر نہیں گیا کیا سیر کے بہانے سے اکثر نہیں گیا

کیا میری خدمت سے غیر کے گھر نہیں گیا کیا کو چڑھ رقیب میں جھپک نہیں گیا

ہو جاؤ گے سراغ نشانِ تسد م غلط

ہے اسکو آج جھوٹ کا پلکا جہاں میں ہے کون و عدسے کر کے مگر تاجہاں میں

ہے کئے دم سے کذب کا چرچا جہاں میں مشہور رکھا نام ہے جھوٹا جہاں میں

کھاتا ہے کون روز قسم پر قسم غلط

برائی تجھے گوئی کسی دن ذرا امید دل میں مگر کھٹکتی ہے صبح و مسامید

اڈیٹوریل تصاویر

ادارۂ ادیب نامہ نگاروں سے گزارش ہے کہ:-

ایکے ایک رنگین تصویر، ایک علی سٹنڈ اور چار علی تصویریں شائع کجائی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) "تو بدبخت" کی رنگین تصویر زبان حال سے کدہ رہی ہے کہ عہہ مجھے کہتے ہیں سب لڑ بخت" ملکا سے ہند نے سال کے تین موسم

قرار دیئے ہیں پھر ہر موسم کے دو حصے کے اسطرچہ رتیں ہو جاتی ہیں۔ بدبخت - گر کچھ - برکت - برکت - برکت - برکت کی بہار الگ ہوتی ہے۔ اس کے کئی "بڑے" "موسم" پھل غنہ کساری چیزوں کی خوبیاں اور لذتیں الگ ہوا کرتی ہیں۔ رت بدلتے ہی طبعیتیں اسکی کیفیت محسوس

کرتے لگتی ہیں۔ انہی چھ رتوں میں سے پہلی رت بدبخت کی مجسم تصویر ہے جسکی تفصیل کے لئے "معنون بدبخت رت" کافی ہے۔ یہی

انڈین پریس کے ایک نوجوان مصور کی صفت کا ایک خوشنامہ نمونہ ہے۔ (۲) ابو القاسم اور کرمانی طاؤس کی تصویر الف لیلہ کے ایک باب کی نقلی کیفیت

کو اصلی صورت میں دکھا رہی ہے جیسے ابو القاسم طاؤس کے کرشمے دکھا رہا ہے۔ (۳) "خواب ہے یا خیال ہے میرا" یہ تصویر عالم رویا کی وہ

کیفیت دکھاتی ہے جیسے بیداری کا دھوکا ہوتا ہے۔ تصویر کے لئے تصویر خود زبان حال ہے۔ (۴) گوشائیں تلسی داس جی کی شبیہ کی وضاحت اس

معنون سے بخوبی ہو جاگی جسکا عنوان تلسی داس جی ہے (۵) "عکس سند ظالم بنام ذکی" معروضات کی تفصیل کے لئے "معنون ابنوائن ذابنی" کافی ہے۔

(۶) دہلی میں حضور پیکر ہند کا جلوس" یہ تصویر اسوقت کی ہے جبکہ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۶ء کو مدوح نہایت تزک و احتشام سے دربار کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اسکی وضاحت اڈیٹوریل کے معنون سے ہو جائے گی۔

(۱) مضامین واضح خط میں ورق کے ایک طرف لکھا کریں۔

(۲) ہر معنون بجا سے خود مکمل ہو۔ تاہم مضامین شائع نہ کئے جائیں گے۔

(۳) ہر معنون کے نیچے نامہ نگار کا پورا نام ہوا اور وہ فرضی نام بھی جو شائع کرنا چاہتے ہوں۔

(۴) مضامین جو کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں وہ ادیب میں دوبارہ شائع نہ کئے جائیں گے اگر ادیب کے علاوہ کسی دوسرے رسالہ میں کوئی معنون بھیجا گیا ہو تو براہ کرم اطلاع دیدیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ بیک وقت دو رسالوں میں ایک ہی معنون شائع ہو جائے۔

(۵) مضامین کم از کم اشاعت سے ایک مہینہ پہلے دفتر ادیب میں پہنچ جائیں۔ اور وقتی مضامین تو اس سے بھی پیشتر۔

(۶) مضامین جن میں سیاسی امور پر بحث ہوگی، ذاتیات پر چلے ہوئے، مذہبی تعصب، تو تو میں میں اور لڑائی جھگڑے ہوئے جو محض اخلاق ہوا کرتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہ قبول کئے جائیں گے۔

(۷) مضامین جو کسی دوسرے شائع نہ کئے جائیں گے وہ داخل دفتر نہ کر دیئے جائیں گے۔ جن نامہ نگاروں کو نا پسندیدہ مضامین

کی واپسی منظور ہو وہ اپنے معنون کے ساتھ محصول ڈاک بھی روانہ کر دیا کریں۔

(۸) مضامین یا ادارہ سے متعلق جملہ مراسلات ذیل کے پتے سے بھیجے جائیں۔

اڈیٹوریل

انڈین پریس الیکٹوریٹ

ہے۔ مرد و نکی تعلیم کی طرف کوئی متوجہ بھی نہیں ہوتا اور زمانہ طبی کالج۔
زمانہ صنعتی کالج کی تجویزیں ہوتی جاتی ہیں۔ یہ دو سال ہے کہ السنہ
مشرقہ کی اشاعت کے لئے اور نیٹل انسٹی ٹیوٹ قائم کر نئی بڑی سرگرمی
سے تجویزیں ہو رہی تھیں۔ لیکن اب تک کوئی مفید مطلب اور ضرورتیں
نہ آیا۔ سرہار کورٹ جلد جب سے ایجوکیشن مینسٹر (وزیر تعلیمات) ہوتے ہیں
ہر ہندوستانی جسکو ذرا بھر بھی تعلیم سے دلچسپی ہے ممدوح سے سوا امید نہ
رکھتا ہے۔ دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے۔

کیسے کیسے نشان باقی ہیں

آثار صناید ہند

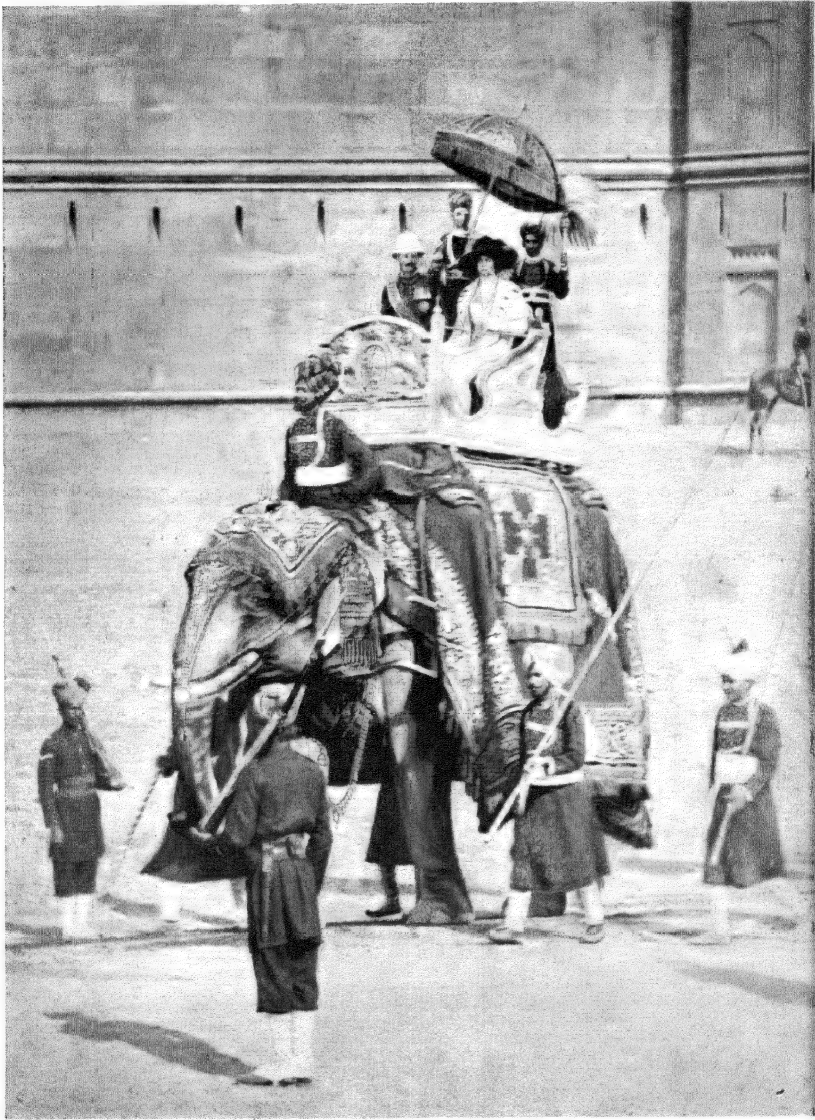
آثار قدیمہ کی تلاش کے لئے سرزمینا کی کوشش سے عظیم آباد
کے کھنڈرات کھودے جارہے ہیں۔ قدیم الایام میں اس شہر کا نام پاپلی تہ
تھا۔ جو پٹھانوں کے وقت میں پٹن اور مغلوں کے اخیر محمد میں عظیم آباد کے
نام سے مشہور ہو گیا۔ اگلے زمانہ میں بھی اس شہر کو دارالسلطنت ہونے کا
فخر حاصل تھا۔ بہر حال مسٹر بیڈل جو علم طبقات الارض و آثار قدیمہ کے
بڑے ماہر بتاتے جاتے ہیں وہاں صناید ہند کے آثار کی جستجو کر رہے ہیں
وہ راجہ چند گپت کا ایک مدفون محل بتاتے ہیں اور سنا جاتا ہے کہ زمین
کے نیچے سے کسی پرانے مکان کا ایک ستون برآمد ہوا ہے جو پتھر کا ہے۔
چند گپت خاندان کی ایک مہر اور کچھ کتے بھی نکلے ہیں۔ لیکن یہ کچھ بکلی
بات نہیں ہے۔ عظیم آباد کی قدامت دہلی کے مقابلہ کی ہے خاص بنویرن
بہار جسکو کسی زمانہ میں منکرت کی یونیورسٹی ہونے کا فخر حاصل تھا، اور جہاں
سے گوتم بودھ جیسا الوالو العزم مجدد عصر نشو و نما پا کر نکلا اس سے آڑے لکھنؤ
کے پلاؤں کی طرف چلے جائے۔ جس کا سلسلہ منقطع کیا سے بھی بڑھتا ہوا
آگے چلا گیا ہے۔ اب تک جا بجا اس میں ایسے ایسے کتبے دریافت ہوتے ہیں

ریاست میسور میں صنعت و حرفت

ہیں یہ نگر بڑی مسرت ہوتی کہ ریاست پرودہ کی تقلید اور ریاستیں
بھی کرتی جاتی ہیں۔ ریاست میسور جہاں اشاعت تعلیم کے لئے مدارس و فیض
قائم کرنے میں نمایاں حصہ لے رہی تھی وہاں صنعت و حرفت کے لئے ایک نیا
محکمہ بھی قائم کر دیا ہے۔ اور اسکی نگرانی مسٹر جیرتھن جیسے کارا۔ مودہ اور
تجربہ کار افسر کے ذمہ کر دی گئی ہے۔ حال ہی وہاں ایک ایسے محکمہ کی بھی
بنیاد ڈالی گئی ہے جس کا کام یہ ہوگا کہ ملک کے آثار قدیمہ اور اگلے زمانہ کی
صنعت و حرفت کے نمونے بلا تفریق مذہب و معنوی ظرائفے جائینگے۔ غیر مانوس
مفید کتابیں بھی ترجمہ کی جائیں گی۔ قدیم دستکاروں کا زندہ کرنا تو مشکل ہے۔
پھر بھی یہ کیا کام ہے کہ انکے نمونے قائم رکھے جائیں۔ ریاست پرودہ کے
محاسب خانوں میں اب تک بہترین نادار لوجو دیا گارین محفوظ ہیں جہیں
امید ہے کہ ریاست میسور کامل توجہ سے کام لے گی۔

دہلی میں ایک شاندار کالج کی تجویز

کہا جاتا ہے کہ ایک باج میں ایک کانفرنس بمقام دہلی اس غرض سے
منعقد ہوئی کہ اندور۔ راجکوٹ۔ اجیر۔ اور لاجپور کے چاروں جہیں (راجپوتانہ)
کالجوں کی تعلیم کو وسیع پیمانہ پر لانے کے لئے دہلی میں ایک نئے کالج کے
قائم کرنے کی تجویز کی جائے۔ چنانچہ ان مقامات کے بڑے بڑے افسر
اس میں شریک ہونے کو ہیں۔ کام تو اچھا ہے بشرطیکہ انجام ہو۔ دہلی و
اطراف دہلی کے رہنے والے مقابلہ اور موبوں کے باشندوں کے
تعلیم میں ایک حد تک نتیجے ہیں اسلئے سب سے پہلے یہاں متعدد مدرسے
ہو جاتے تو اچھا تھا۔ اسکے بعد انکو صنعت و حرفت کی تعلیم کی ضرورت



دہلی میں حضور وائسرائے ہند کا جلوس

ہمارے پاس بدیہی۔ تقریباً بچاس معزز خواتین اس جلسہ میں شریک تھیں۔ غرض
یہ تھی کہ حضور عالیہ لیڈی ہارٹون صاحبہ کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا جائے
اور لیڈی صاحبہ وزیر حضور الیہ اس کی خدمت میں مبارکباد کا نام بھیجا جائے۔ لیکن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہ کو اب سر ملنے جنگ بہادر مریمہ الدخان دہلوی
نے مختصر تقریریں کیں پھر جتنا بہرہ ساگن صاحبہ لینے لیکن صاحبہ کو اب سر ملنے جنگ بہادر
ایک قصیدہ پڑھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

قصیدہ

بتریب صحت ہزار کلسنی حضور وایسر اسے بہادر بالقابہ

نئی نعمت ہے ہر سوز لیان خوش الحان کا کہ عالم ہر شہر بہ ہند کے ہولناک
بہار تازہ گلزار جہاں میں ہر فانی بنا ہے دیکھئے گلستاہ ہر پتہ گلستان کا
جی ہے دھوم برہک جا مبارک کی ستار کا زبان تو ہر عایا کی ہے ہر دم شکر ذریعہ کا
مبارک ہو جناب لیڈی ہارٹون صاحبہ ہوا اچھا مزاج افضل حق سے لاؤ دنیا
منیں معلوم کس سفال نے کی تھی یہ ستا کی کہ تک کچھ پتہ لگتا نہیں اس نظم پنہاں کا
خداوند ابداعی ہے وہ عالم لہذا آج نکلتے دیکھئے ہر کوئی اس کے جسم سے جان کا
رعایا ہند کی اس واقعہ سے تھی بہر نگاہ گلاب اور سی عالم ہے جب کہ دوسے خندان کا
بجہ امداد صحت ہوئی ہے لاؤ ہر گاہ خدا کا شکر ہے احسان ہے یہی دور کا
جناب یہی گردون شیں کا ہر بار ہوا رہے تا حشر قائم نام یارب الیہ دیشاں کا
برہم سے اقبال و منصب عہد و دولت توئی و تلیف پنج وقتہ سے یہی ہر کس ملتان کا
رہیں دونوں جہاں میں شاہ دو خرم ہند رہے ہندوستان کے سرے سایہ نگاہ کا

سہاگن ختم کر دو اس دعا پر اس قصیدہ کو

خدا حافظ رہے ہر دم رعایا کے گلبان کا

ایسے ہی اور طبع کا پورہ غرض میں بھی منتقد ہوئے جسے بہت ہی ہندوستانی خواتین کو کچھ پسند
لیکن خواتین الہ آباد کا جلسہ واقعی غیر معمولی تھا۔ اور یادگار ہو گیا۔

کہ عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ اور پتہ لگتا ہے کہ ہندوستانیوں نے دیکھی تھی کہ
کی تھیں۔ ہمارے کے دروں میں پتہ دیکھو تراش کر ایسے مکانات بنائے ہیں کہ جتنی ہوا
سہ جا بجا ان عمارتوں کی دیواروں پر عبارتیں کندہ ہیں یعنی ہماری نظر سے گذر چکے
ہیں۔ اس صوبہ میں تو آثار قدیمہ کی کثرت ہے۔ اطراف تبار میں تیرے لیے
گالوں ہیں جہاں قدمار کے آثار پائے جاتے ہیں۔ انہیں سے ایک بہا سے چار
میلوں کے فاصلہ پر موضع رھونی عرف ترم پور نامی ہے جو کسی زمانہ میں گھگھکاوارا
نقارہ راجہ روہ کے آثار یہاں اکثر پائے جاتے ہیں جنکی تفصیل کے لئے ایک مستقل
معمون چاہئے ایسے صوبہ میں مرث راجہ چند گپت کے کچھ نشانات پائے گئے تو کوئی
بروی بات ہوئی۔ ایک مہینہ سیل جو قریب اسی زمانہ میں ہندوستان آیا تھا یہ
نشانات بتا گیا ہے اسی سیل نے اپنے سفر نامہ میں عظیم آباد کی اس نیپلی کا ذکر کیا
جسکو پہلے پہلے راجہ چند گپت نے ہندوستان میں رونج دیا تھا۔

حضور وایسر کی صحت یابی

ہندوستانیوں کی خوشی کی غایت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ
نائب شاہ نے شفا پائی۔ ہزار کلسنی ایک مینڈ سے کچھ زیادہ زمانہ تک علل رہے۔
اس مدت میں اہل ہند بطرح مضطرب و بے چین رہے اسکا اندازہ اسی سے کر سکتے
ہیں کہ کجا مروج کی صحت یابی پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اور تقاضا طبیعت
بھی یہ ہی ہے جس استقلال سے مروج نے اس صدمہ کو برداشت کیا ہے وہ
قابل داد ہے۔ یہ جگہ جگہ رہے سوا میں انکے دل و دماغ بھی غیر معمولی ہوتے ہیں
ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ مروج کو محیط آئے بہت قاتل کے حملے سے بچا یا میٹر
ہمیشہ اپنے سایہ عاطفت میں رکھے جس سرگرمی سے ہندوستانیوں نے حضور وایسر
ہند کی صحت یابی کے موقع پر فاصلہ دہر دوا و سرسوں کا اظہار کیا ہے اسکی ترقی
اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن غازیان الہ آباد کا جلسہ جو ہمدردی کو تیز میں مرتب
مہاراجہ کی کوٹھی پر منعقد ہوا وہ قابل ذکر ہے اسسوس ہے کہ اسکی مفصل کارڈ



یدِ قدوت کے شاہد ہیں شفقہ بیول ڈالی ہیں

ادب

عادات

ان کا فلسفہ اور ان کی اہمیت

ایسی مادّیں بھی ہیں جو اندھا دہی اور پٹھانوں میں آجاتی ہیں مثلاً کسی ماہر پروفیسر کے آگے گانے لگے تو وہ ایسا منحوس ہو جائے گا کہ خود بخود اپنے اپنے گھٹنوں پر گھٹکتا لگے گا۔ اور اس کی انگلیوں میں ایک خاص حرکت پیدا ہونے لگے گی۔ گو یاد خود بخود بجا رہے۔ یہی پوچھو تو انسان عادات کا ایک خاصہ نمونہ ہے۔ ذیل کامیون موالانا عبدالمجید صاحب کے مکتوبہ قول کا نتیجہ ہے اس میں عادات کا فلسفہ اور ان کی اہمیت کو بڑی خوش اسلوبی سے

ممدوح سنے بیان کیا ہے۔ اڈیٹس]

”عادات ام الاخلاق ہے“ (مذہب احمد)

”عادت کو فطرت ثانیہ کہتے ہیں! حالانکہ اس کی قوت، فطرت

کی طاقت سے دس گنی زیادہ ہے“ (ڈیوک آف ولنگٹن)

یہ واقعہ ہر شخص کو نظر آتا ہے، کہ انسان کو فی مفعول یا سمیٹ ہستی نہیں، بلکہ مختلف اعضاء و جوارح کے مجموعہ، اور تنہا و قویٰ کی ترکیب کا نام ہے، جن میں سے اگر کوئی ایک شے بھی غائب ہو تو اسی نسبت سے انسان کے کامل ہونے میں کمی رہ جائے گی،

[عادت دل کی اس محرک کا نام ہے جو فطرتی و عینتی طور پر ارتکابِ فعل کے لئے آسانی بخاری رہی کرتی ہے۔ یہ افعال ہمیشہ ہر دم، اور ہر ساعت ہم سے سرزد ہوتے رہتے ہیں ان کے بار بار ظہور میں آئے، یا ان کی کثرت ارتکاب کا میسر نامرسم و رواج ہے۔ یہ دونوں خصوصیات متحد ہیں فلسفیوں کا بعض گروہ ایسا بھی ہے جو عادات ہی کو اصلی فطرت قرار دیتا ہے۔ اور واقعی بلایں اس قدر متنازع عادت ہیں کہ انسان ”عادت سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ عادت کا واسطہ قوتِ آخرہ ہے، جس کا تجربہ اکبر بادشاہ نے یوں کیا تھا کہ کعبہ کی آسانی سے الگ کر لیا ایک معصوم بچہ کی پرورش کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا گویا نکاحا بت ہوا۔ سب جانتے ہیں کہ کائناتِ متعارف کے لئے گھاس رکھا جاتا ہے اور گھی اسے ہضم نہیں ہوتا۔ اگرچہ غلات عقل نہا جائے گا لیکن ایسا آئنا موزوں ہے جو کربوں کی طرح گھاس کھاتا پیتا چاہتا، اور گھی ہضم کرتا ہے۔ اطف یہ کہ جب کوئی اس کے سامنے کاتا ہے تو کتا ایک غیر سمجھنے والی آواز سے ٹراتا بتی

لیکن بعض چیزیں اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قدر ضروری ہوتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوں، تو انسانیت کے کمال و نقص کا کیا ذکر ہے اس مجموعہ پر لفظ انسان کا اطلاق ہی نہ ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی جسم پر ظاہر آدمیوں کا سامعہ معلوم ہوتا ہے، مگر اس میں تو اسے عقلیہ کا شاید کبھی نہیں، تو ہم اسے انسان نہیں، بلکہ ایک انسان نما حیوان کہیں گے۔

یہ مثلاً کسی انسانی جسم کے اور اعضا تو ہمہ وجہ درست ہیں، مگر اس میں خون کا ایک قطرہ نہیں، تو یہ بھی بجائے انسان کے انسان کا وہ حاجت لہا جائے گا۔ اس قسم کے اعضاء تو کئی ریشہ میں جوش سب سے زیادہ افضل و اعظم ہے، اور رئیس الرؤسا کا درجہ کھتی ہے، وہ کوئی واحد عضو نہیں، بلکہ ایک نظام اعضاء، جس کا جدِ طامی نام نظام عصبی ہے، اور جس کے اوپر حیات انسانی قائم انحصار ہے۔ نظام عصبی کا خاص کام، جسم انسانی کے مختلف اعضا و قوی کے درمیان نظم و تناسب پیدا کرنا، اور ان کو باہم مربوط کرنا ہے۔ نظام عصبی کے بغیر انسان کی مثال اس مکان کی ہی ہے، جس کے لئے اینٹ، مٹی، چونا، لکڑی، غرض ہر قسم کے اجزاء کا یہ اقراط و تہا ہے، لیکن کوئی مہماریا کارگیر نہیں، جو ان فقرات چیزوں کو ایک خاص طرح پر ترکیب و ترتیب دے، اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں مکان کبھی تعمیر نہ ہو سکے گا۔ یہی حال جسم انسانی کا ہے۔ فرض کرو کہ گوشت، پوست، خون، و استخوان کو جو ہر جانور ہم نے انسان کی صورت قائم بھی کر دی، لیکن اگر نظام عصبی نہیں، تو اگر چہ قلب و شریانیں موجود ہیں، لیکن دوران خون ایک لمحہ کے لئے بھی جاری نہیں رہ سکتا، پھیمپڑے موجود ہیں، او ڈھانچہ کو ہم نے تازہ ہوا میں بھی کھڑا کر دیا ہے، مگر تنفس ایک منٹ کے واسطے بھی ممکن نہیں، معدہ صحیح و سالم ہے، اور معدہ کے اندر غذا بھی کسی آلہ کی مدد سے پہنچا دی گئی ہے، لیکن وہ اعمال نظام

نظام عصبی ذیل کے دو بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، حالانکہ ان میں سے ہر جزو بجائے خود متعدد اجزاء پر منقسم ہے۔

(۱) نظام عصبی محیطی، یعنی نظام عصبی کا وہ حصہ جو جسم کے ہر گوشہ میں محیط ہے، وہاں سے اپنے مرکز تک تاثرات پہنچاتا ہے اور اپنے مرکز سے وہاں تک تحریکات لے جاتا ہے۔

(۲) نظام عصبی مرکزی، یعنی اس کا وہ حصہ جو بطور مرکز قائم ہے، جس پر تمام تاثرات کی انتہا اور جس سے تمام تحریکات کی ابتدا ہوتی ہے، ان میں سے آخر الذکر ان دو خاص اعضاء پر مشتمل ہے۔

(الف) دماغ، یعنی کاسہ سر کے اندر جو مغز ہے۔

(ب) نخاع، یعنی فقرات پشت کے اندر کا گودا جسے عام گفتگو میں حرام مغز کہتے ہیں۔

اسی طرح نظام عصبی محیطی، اعصاب پر مشتمل ہے، جو خوردبینی نسبت کے یا اس سے بھی باریک تر سفید دھاگے ہوتے ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں :-

(الف) اعصاب حیثیہ، یعنی وہ جوارط و جوانب سے مراکز عصبی تک تاثرات لے جاتے ہیں۔

(ب) اعصاب محرکہ، یعنی وہ جو مراکز عصبی سے اطراف و جوانب تک تحریکات لاتے ہیں۔

Peripheral nervous system

Central nervous system

Motor nerves & Sensory nerves

ایک شخص نہایت تیز روشنی کا لپ لٹے ہوئے داخل ہوا، اس پر نظر پڑتے ہی ہمارے اعصاب حیثہ بصری متبیح ہوئے، فوراً ہی حیثہ مرکزی متاثر ہوا اور ساتھ ہی پیشانی کے اعصاب محرکہ کو حرکت دی، جنہوں نے ہمارے پوٹے بند کر دیئے، جسے ہم آنکھ کا جھپک جانا کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ فعل بھی نظام عصی کے دائرہ عمل کے اندر ہوا۔

مثال (۳) ہم نے کھانا کھایا، غذا معدہ میں پہنچی۔ اب جلد معدی کے اعصاب حیثہ میں متوج پیدا ہوا، جو خنک تک پہنچا اور وہاں سے اعصاب محرکہ نے معدہ، جگر، البلیہ، انٹرولین وغیرہ میں وہ تمام حرکات پیدا کر دیں، جن کا مجموعہ عمل انضمام کلاتا ہے۔ یہ کل کارروائی بھی بدھتہ ایک عصبی فعل تھی۔

ان مثالوں سے ظاہر ہوا ہوگا کہ ہمارے جسم کی ساری مشین نظام عصبی کے زیر نگیں ہے، اور ہم اپنے ادنیٰ سے ادنیٰ فعل میں بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے افعال، بلحاظ اپنے طریق صدور مختلف طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں، جو سراسر ہماری قوت ارادی کے تابع ہوتے ہیں، کہ اگر ہم چاہیں انہیں کریں اگر نہ چاہیں نہ کریں (دیکھو مثال ۱)۔ بعض ایسے ہیں جو ہمارے ارادہ کے تصرف سے باہر ہوتے ہیں، تاہم ان کے صدور کے وقت ہم انہیں محسوس کرتے رہتے ہیں، گویا یہ افعال غیر ارادی ہوتے ہیں، مگر ہمارے علم و معرفت سے خارج نہیں ہوتے (دیکھو مثال ۲)۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری آنکھ جھپک رہی ہے، مگر ہم نے اس کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اور بعض ایسے ہیں جو غیر ارادی ہونے کے ساتھ غیر محسوس بھی ہوتے ہیں، اور ہمارے علم و ارادہ دونوں کے اختیار سے باہر ہوتے ہیں (دیکھو

نظام عصبی کی فعالیت کا طریقہ یہ ہے، کہ متبیحات خارجی کے اثر سے اعصاب حیثہ میں سے ایک یا چند میں ایک ارتعاشی کیفیت (بالکل اسی طرح کہ جیسے تار کے ایک سرے کو ہلانے یا صدمہ پہنچانے سے سارے تار میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے) جسے مطلب میں نتیجہ کہتے ہیں، پیدا ہو جاتی ہے، اور جب یہ نتیجہ جا کر حصہ مرکزی یعنی دماغ یا خنک سے ملتا رہتا ہے، اس وقت وہاں فوراً ہی اس "دماغ" کے مقابلہ میں ایک عمل "برآمد" بھی شروع ہو جاتا ہے، یعنی اعصاب حیثہ کے اس نتیجہ تاثیر کی کی مطابقت میں عمل جملہ کے طور پر، اعصاب محرکہ میں ایک نتیجہ تحرکی پیدا ہو جاتا ہے، اور اعصاب محرکہ اس تحریک کو اندر سے خارج کی طرف لاتے ہیں اس بیان کی تشریح امثالہ ذیل سے ہوگی:-

مثال (۱) ہم کمرہ میں بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے کہ زور کی بارش ہوئی، اور سرد ہوا چلنے لگی۔ اس تغیر ماحول کے باعث سرد ہوا کا ایک جھوٹکا ہماری جلد سے ٹکرایا، اور فوراً ہی ان اعصاب حیثہ میں، جن کا تعلق لمس سے ہے، اور جن کے سرے ہماری جلد میں منتہی ہوئے ہیں، ایک نتیجہ پیدا ہوا، اور جیوں ہی یہ نتیجہ جا کر دماغ میں پہنچا، ہمارے اعصاب محرکہ کو حرکت دی، اور ہم نے آنکھ کو دروازہ بند کر دیا۔ یہ فعل سارے کا سارا نظام عصبی کی ماتحتی میں ہوا۔

مثال (۲) ہم ایک تار ایک کمرہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ دفعتاً Stimuli مل گئے مگر جب ترجمہ ہے Reaction کا۔ یا اس فعل نامی کو کہتے ہیں، جس کی فعل اول کے سرزد ہونے پر اس کے جواب کے طور پر از خود صادر ہوا، مثلاً ہم دیوار پر ریز کا گیند پھینکتے ہیں، یہ ایک فعل ہوا، اب گیند پھل کر پھر ہماری طرف لوٹ آتا ہے۔ یہ فعل کا عمل دہی ہے۔ یہی اس کا ترجمہ "دھماکا" ہوا ہے (دیکھو "تفہیم طبی عربی و انگریزی" مرتبہ ڈاکٹر خلیل زید، مطبعہ عربیہ)

مثال ۳۔ اعمال مبہم، اہشاء کے اندر جاری رہتے ہیں، مگر نہ ہم ان کا ارادہ کرتے ہیں، اور نہ ہمیں ان کی خبر ہوتی ہے۔ ان میں سے اول الذکر کو افعال ارادی کہتے ہیں، مثلاً، کھانا پینا، چلنا، بولنا، پڑھنا، لکھنا، سوچنا، متوسط الذکر کا نام افعال اضطراری ہے، مثلاً، ہنسنا، کھانسی آنا، جھینک آنا، اچانک تیز آواز سے جھکا جھمکا جانا، سردی میں کانپنا، اور آخر الذکر کو افعال تسری کہنا جاتا ہے، مثلاً، دورانِ خوار، حرکتِ قلب، عملِ نظام۔ افعال انسانی کی اس تقسیم و درجہ بندی پر عامیانہ تجربات اور سائنسی نمک شہادت دونوں متفق اللفظ ہیں، لیکن اس قدر تحقیق سے عام خیال یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے، کہ افعال تسری، جو سب کے سب لازمیہ حیات ہیں، انسانی دخل و اختیار سے قطعاً کلیہً آزاد ہیں، افعال اضطراری پر بھی انسان کا تصرف مہینے نام ہے، ہاں صرف افعال ارادی ایسے ہیں، جن تک انسان کی دسترس ہے، اور جن میں وہ اپنی خواہش و مرضی سے کچھ ترمیم یا تہذیب کر سکتا ہے۔

مگر سوال یہ ہے، کہ اس اصول تقسیم کی بنا پر افعال انسانی کے طبقات ثلاثہ جو قرار دئے گئے ہیں، کیا ان کے حدود واقعی ہر جگہ قائم رہتے ہیں؟ اگر یہ نکاتیہ ہے، تو کیا اس میں نہایت کثرت سے مستثنیات داخل نہیں؟ کیا یہ صحیح ہے کہ ان افعال کو ہم افعال ارادی قرار دیا ہے، وہ ہمیشہ ارادہ کے محتاج رہتے ہیں اور جنہیں ہم افعال اضطراری کہتے ہیں، وہ ہر جگہ ہساری قوت ارادی کے دخل و تصرف سے آزاد رہتے ہیں؟ ہماری روزانہ زندگی کا تجربہ، ان سوالات کے جواب میں یہ بتاتا ہے

Reflex actions Voluntary acts

Automatic actions

علمیہ ہیں۔ ایسی صورت میں واقعہ یہ نظر آتا ہے کہ گواہوں انسانی کے اصناف ثلاثہ، یعنی افعال ارادی، اضطرابی، وقعیہ آج موجود ہیں، لیکن ان ہر سہ اصناف کے درمیان کوئی فقہی مستقل، اور ناقابل عبور حد فاصل حایل نہیں، بلکہ بحر ان دو ایک افعال قسری کے، جہلاً زمرہ حیات میں (مثلاً حرکت قلب) تمام افعال انسانی اپنی فطرت کے لحاظ سے مستند النوع ہیں، اور ہر فعل کے لئے ممکن ہے کہ مشق و تمرین کے ذریعہ سے ایک طبقہ سے نکل کر دوسرے طبقہ میں داخل ہو جائے۔ اسی قوت، اسی استعداد کا نام عادت ہے۔ علم افعال الاعضاء کے قوانین کے رو سے، ارادی و اضطرابی اعمال کے درمیان فرق یہ ہے کہ اگر کسی مریض کا کوئی عمل جمعی متعین و مشخص ہے، یعنی جب وہ میسج موجود ہوتا ہے، تو ہمیشہ ایک خاص عمل جمعی ظہور میں آتا ہے، تو وہ فعل اضطرابی ہے، اگر میسج کا کوئی عمل جمعی مشخص و متعین نہیں، یعنی اس میسج کے طاری ہونے پر کبھی کوئی عمل جمعی اس کا مجیب ہوتا ہے، اور کبھی کوئی، تو وہ فعل ارادی ہے۔ لیکن عادت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ علم افعال الاعضاء کی قائم کردہ تفریق مٹ جاتی ہے، اور مشق و تمرین کے ذریعہ سے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ کسی خاص میسج کے متعلق اعمال جمعی کا تذبذب فنا ہو جائے، اور اس کا مجیب کوئی خاص عمل جمعی، ہمیشہ کے لئے متعین ہو جائے۔ تفصیل اس کی آگے چل کر معلوم ہوگی۔

لیکن عواذ کا دائرہ عمل، کچھ نظام عصبی تک محدود نہیں، بلکہ ہر جسم کا ریشہ ریشہ ان کے اثر سے جکڑا ہوا ہے۔ یہ روزمرہ کے مشاہدات ہیں کہ جہاں ایک مرتبہ کوئی شخص کسی عارضہ میں مبتلا ہو چکا، دوسری مرتبہ نہایت ہی معمولی بڑا احتیاطی سے وہ لے بعض محبت پسند علماء نفس کے نزدیک یہ استثنا بھی غیر ضروری ہے۔

ہے، کہ پٹیت فارم پر جا کر ابتدا کے چند الفاظ تو وہ اپنے قصداً ارادہ سے ادا کرتے ہیں، مگر اس کے بعد ان کی قوت ارادی کو کوئی فعل نہیں رہتا، اور الفاظ ان خود مرنہ سے نکلتے چلے آتے ہیں۔ بالکل کی سواری جن لوگوں کو آتی ہے، وہ جانتے ہیں کہ شروع شروع اپنا جسم کا وزن درست رکھنے میں کتنی دقتیں پیش آتی تھیں اور ہر مرتبہ ایک نیا ارادہ صرف کرنا ہوتا تھا، لیکن اب مشق کے بعد یہ حالت ہے، کہ اسباب سے گفتگو میں مشغولیت کے ساتھ کئی کئی میل سائیکل پڑھتے، مگر اس کی طرف سے غافل، چلے جاتے ہیں اور اپنی سواری کے متعلق کہیں بھی قوت ارادی کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سب سے آخر، مگر سب سے واضح مثال چلنے کی ہے۔ انسان کو اپنی مشی سے زیادہ بدیہی اور کون فعل ارادی مل سکتا ہے، چنانچہ ہم سب کو اپنے بچپن کا زمانہ یاد ہو گا جب ہم چلنا سیکھتے تھے، اس وقت کس اہتمام و کوشش کے ساتھ ایک ایک قدم سنبھال کر اٹھاتے تھے، لیکن اب کیا حال ہے؟ اب ہم جب چلنا چاہتے ہیں، تو ابتداءً بلاشبہ یہ ارادہ ذہن میں قائم کرتے ہیں، لیکن اس کے بعد ہی یا تو کسی ہمارے سے گفتگو میں مشغول ہو جاتے ہیں، یا آخر کسی فکر و خیال میں شامک ہو جاتے ہیں، غرض اپنے چلنے کی طرف ارادہ کیا معنی، تو یہ تک نہیں کھتے، باقیہ قدم میں کہ بغیر نظاری توجہ و ارادہ کے از خود اٹھتے چلے جاتے ہیں۔

الغرض اس طرح کے بیشمار شواہد کی موجودگی میں یہ یقین کرنا دشوار ہے کہ افعال انسانی کے یہ طبقات ثلاثہ مستقل علمیہ وجود رکھتے ہیں، تاہم اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ افعال انسانی کے تین جدا گانہ اصناف ہیں۔ یہاں جس تہ سے انکار ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ طبقات ثلاثہ مستقلاً ایک دوسرے سے

مرعن یا سانی عود کرتا ہے؛ جہاں کسی جگہ ایک مرتبہ چوٹ اٹھتی ہے، پھر وشتو اسے کہ ٹھنڈی ہوا چلے اور وہ دروازہ نہ ہو چکا؛ اگر ایک دفعہ کسی شدید صدمہ سے ہاتھ اُٹھ چکا ہے، تو دوبارہ خفیت سے خفیف صدمہ میں بھی اس کے اُٹھ جانے کا احتمال ہے؛ اگر ایک بار پیر میں موج آگئی ہے تو آئندہ ہلکا سا صدمہ بھی پھر موج پیدا کر دینے کے لئے کافی ہے۔ یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ نہ صرف ہمارے افعال، بلکہ جن قدر حالتیں ہمارے جسم کے کسی حصہ پر طاری ہونا ممکن ہیں، سب قانونِ تعود کی پابند ہیں۔ مگر تعودات کی ہمہ گیر علمداری یہاں بھی ختم نہیں ہوتی، بلکہ نظروں سے گزرتے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات سے گزر کر نباتات و جہادات اور بے جان مادہ تک، سب عواید کے اثر میں محیط ہیں۔ نیا لباس اول اول مزور کچھ نہ کچھ چست یا ڈھیلہ معلوم ہوتا ہے، مگر چند روز کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سننے قفل میں ابتداء اندر کی جانب کچھ گرفتگی سی محسوس ہوتی ہے، جو تھما کے بعد جاتی رہتی ہے۔ کپڑا اپنی پہلی شکن کے اوپر کس آسانی سے پتہ ہو جاتا ہے سطح زمین کے اوپر تھوڑا پانی ڈالو اس کی دھار اتفاقاً ایک خاص راستہ اختیار کر لیتی ہے، دوبارہ پانی ڈالنے سے پھر دھار اسی طرف ہتی ہے، یہاں تک کہ وہ راستہ مثل نمائی کے گہرا ہو جاتا ہے۔ ایک سیدھی شاخ کے کرم چھکے ہیں، مگر جہاں اس کا سرا چھوڑا، بدستور سیدھی ہو جاتی ہے، لیکن اس کی قوتِ مدافعت ہر مرتبہ کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ چند بار کی کوشش کے بعد وہ ہماری حسب خواہش مستقل طور پر خم ہو جاتی ہے، اور اب سرا چھوڑ دیتے سیدھی نہیں ہو جاتی۔ کیا یہ تمام تجربات، عادات کے اثر کی ہمہ گیری کے کافی ثبوت نہیں؟ یہاں تک اثرات عواید کا ذکر تھا، مگر یہ سوال باقی رہا تھا،

(۱) اولاً یہ کہ ہر مفرد سالمہ کی ساخت ناقابلِ تغیر ہوتی ہے، یعنی سالمات کی ساخت انفرادی حیثیت سے، کسی تحریک خارجی سے متاثر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بالفرض ہم کسی واحد سالمہ کو

کہ عادات کی ماہیت کیا ہے؟ اہمیت تعودات کا اجمالی بیان تو ہو چکا لیکن فلسفہ تعود کیا ہے؟ عادات کا فلسفہ جاننے سے پیشتر چند خواص مادی کو ذہن نشین کر لینا لازمی ہے۔ علم طبیعیات کا ایک مسلمہ سلسلہ ہے کہ کل موجودات عالم کی ترکیب، نہایت ہی لطیف و باریک ذرات سے جنھیں سالمات کہتے ہیں، ہوئی ہے۔ ان میں باہم ایک کششِ اتصال ہوتی ہے، جس کے باعث ایک سالمہ دوسرے سالمہ سے ملا رہتا ہے، اور انھیں کے تفرق پر محذور اجسام مادی کہلاتے ہیں۔ یہ قوت اگرچہ تمام سالمات عالم میں مشترک ہے، تاہم اس میں تفاوتِ درجہ ہے، یعنی بعض اجسام میں قوت زیادہ ہوتی ہے، بعض میں کم، اور بعض میں اس سے بھی کم، اور اسی تفاوتِ درجہ کی بنا پر مادہ کے تین اقسام، منجمد، سیال، اور گسی کئے گئے ہیں۔ جن اجسام میں قوتِ انصافی حد درجہ کم ہوتی ہے، یعنی جن کے سالمات ترکیبی باہم گرا بالکل پیوستہ ہو جاتے ہیں، ان میں ہم صلابت و جمود پاتے ہیں، اور انھیں ٹھوس یا منجمد مادہ قرار دیتے ہیں۔ جن میں یہ قوت کم ہوتی ہے، یعنی جن کے سالمات ترکیبی نسبتاً ایک دوسرے سے فاصلہ پر رہتے ہیں، ان میں جمود و صلابت کا وجود برائے نام سے زیادہ نہیں ہوتا، اور وہ مادہ سیال کہلاتے ہیں۔ تیسری قسم کے اجسام، جن کے درمیان کششِ اتصال بہت ہی کم پائی جاتی ہے، اور جن کے سالمات ترکیبی گویا ایک منتشر حالت میں رہتے ہیں، انھیں مادہ ہوائی یا گسی کہتے ہیں۔ سالمات کے خواص غلطہ مند و جزیل خصوصیت کے ساتھ اہم اور قابلِ لحاظ ہیں۔

میں بھی نہایت نمایاں فرق ہوتا ہے، پتھر اور گھاس، فولاد اور
 'وم، شیشہ اور ربڑ، استخوان اور گوشت، چمڑا اور نان پاؤ، سیب
 چیزیں منجمد ہیں، مگر دیکھو کہ ان میں سے بعض، کس قدر آسانی سے
 اثرات خارجی قبول کر لیتی ہیں، اور بعض میں تغیر پیدا کرنے کے لئے
 کتنی محنت و کاوش کی ضرورت پڑتی ہے۔

عواید انسانی کی مابیت کا راز اگر دریافت کرنا ہو تو انہی
 قوانین طبیعیہ کے اندر تلاش کرو۔ ہم ابھی کہ آئے ہیں کہ دنیا
 کی جن چیزوں میں سب سے زیادہ استعداد تغیر موجود ہے
 وہ وہ ہیں، جو منجمد ہونے کے ساتھ لچک دار ہوتی ہیں، مثلاً
 موم یا حلوائے تر، جو ایک طرف نہ تو اتنی سخت ہوتی ہیں، کہ
 معمولی موثرات خارجی کا اثر قبول ہی نہ کریں، اور نہ پانی و
 ہوا کی طرح اپنی کسی متقل صورت سے معز ہوتی ہیں، جن کی
 ہیئت کوئی موثر خارجی تغیر ہی نہ کر سکے۔ یہ لچکدار اجسام عام
 موثرات سے برابر متاثر ہوتے رہتے ہیں، لیکن بائسٹناے
 غیر معدنی قوت کے موثرات کے، کسی سے اتنا متاثر نہیں ہوتے،
 کہ دفعۃً اسی کے موافق ڈھل جائیں، گویا ان کا وصف تیار کیا
 تدبیرچی تغیر پذیری ہے، اور یہی وصف، عادت کا جو حقیقی یا
 مایہ خمیر ہے۔ جن اجسام میں جس درجہ پر یہ خاصہ موجود ہوگا،
 اسی نسبت سے یہ کہا جائے گا کہ ان میں اکتساب عواید کی
 قابلیت ہے۔

اب انظام عصبی پر جب ہم نظر کرتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے
 کہ اس کی ساخت بعینہ اسی قسم کے مادہ سے ہے، جو کہ عواید
 کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔ بکری یا دوسرے حیوانوں
 کا مغز شخص نے دیکھا ہوگا، بس اسی طرح کالمیتن، پلپلا،
 اور لچکدار مادہ، انسانی دماغ و نخاع کے اندر ہوتا ہے، اور

اپنے ہاتھ میں پکڑ سکیں (حالانکہ موجودہ سائنسی فکر تحقیقات کے لحاظ
 سے ایسا ہونا ناممکن ہے) اور چاہیں کہ اسلی ساخت میں کسی
 طرح کا تغیر پیدا کریں، مثلاً دبائیں، پھیلائیں یا جھکا لیں، تو اس کو کشش
 میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

(۲) ثانیاً یہ کہ ہر اجتماع سالمات میں موثرات خارجی سے
 متاثر ہونے کی قابلیت بہت کافی طور پر موجود ہوتی ہے، چنانچہ
 ہم ہر جسم محسوس کی ہیئت و ساخت میں، کم و بیش آسانی کے ساتھ
 تغیر و تبدل پیدا کر سکتے ہیں، اس لئے کہ ایسی حالت میں صرف
 اس مجموعہ سالمات (یعنی جسم محسوس) کے اجزاء ترکیبی کی ترتیب
 بدلنا ہوتی ہے، اور اس طرح کے تغیر قبول کرنے کو ہر جسم آمادہ
 رہتا ہے۔

(۳) ثالثاً، یہ کہ اجسام کی تغیر پذیری اور ان کے سالمات ترکیبی
 کی کشش اتصال کے درمیان ہمیشہ تناسب معکوس رہتا ہے۔
 یعنی جن اجسام کے سالمات میں کشش اتصال زیادہ ہوتی ہے،
 ان میں استعداد تغیر کم ہوتی ہے، اور جن کے سالمات میں
 کشش کم ہوتی ہے، ان میں استعداد تغیر زیادہ ہوتی ہے یہی
 وجہ ہے کہ ٹھوس چیزوں میں تغیر پذیری بہت ہی قلیل ہے،
 اور ان کی ہیئت میں کوئی تبدیلی پیدا کرنے کے لئے نسبتاً قوی
 موثرات کی ضرورت ہوتی ہے، یہ خلاف اس کے ہوا اور پانی میں
 (جو نکلان کے سالمات ترکیبی نسبتاً منتشر حالت میں رہتے ہیں)
 اثرات خارجی سے متاثر ہونے کی اتنی زیادہ صلاحیت موجود ہوتی
 ہے کہ وہ اپنی کوئی خاص صورت تک نہیں رکھتے، بلکہ جس نظر
 میں ہوتے ہیں، ہمیشہ ویسا ہی قالب اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر
 یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے، کہ سب ٹھوس چیزوں کے مدارج جمود
 رساوی نہیں ہوتے، اسی لئے ان کی تغیر پذیری کے درجات

ہوتے، بلکہ وقتی اسباب و ہنگامی اتفاقات سے، اسی نتیجہ کا عجیب کبھی ایک عمل بھی ہوتا ہے، کبھی دوسرا، کبھی تیسرا، دوسرا علیٰ ہذا، مثلاً ہم اپنے نوکر کو دیکھ کر کبھی اس سے بے لطف و اخلاق کوئی بات کہتے ہیں، کبھی اس پر برہم ہوتے ہیں، اور کبھی شخص خاموش رہتے ہیں، نوکر کی موجودگی، نتیجہ ایک ہی ہے، مگر دیکھو کہ مختلف مواقع پر اس کے اعمال بھی کتنے مختلف ہوتے ہیں، اس طرح کے افعال، افعال ارادی کہلاتے ہیں۔ اس بنا پر افعال اضطراری کی فصل، تیہجات کے اعمال بھی کی شخصیت و تہذیب، قرار پاتی ہے، اور انسان کی خوش نصیبی ہے کہ وہ اپنے ارادہ و خواہش کے مطابق، خاص خاص تیہجات کے لئے خاص خاص اعمال بھی متعین و مشخص کر سکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جن افعال کو اضطراری بنا لینا مقصد و موافقہ ان کے تیہجات پر اپنے حسب و نحوہ اعمال بھی کو ابتداءً بہ کو مشعل مرتب کرے اور ایک مدت تک برابر ایسا کرتا رہے، یہاں تک کہ کچھ عرصہ میں مغز اور مادہ عصبی میں جو نہایت پختہ کار رہے، انہیں اعمال جوی کے خطوط یا اقویس اتنے گہرے ہو جائیں گے، کہ ان میں ایک کیفیت انتظار پیدا ہو جائے گی، اور ان تیہجات کے پیدا ہونے پر یہ اعمال بھی از خود مرتب ہوئے لگیں گے۔ اسی واسطے افعال اضطراری و افعال مادی میں عملاً کوئی ضریق نہیں۔ افعال الاعضاء کا یہ قانون ایک مادی مثال کے ذریعہ سے باسانی ذہن نشین ہو جائے گا۔ نقشہ ذیل میں، ایک سطح قطعہ زمین ہے، جس میں، ب، ج، د تین مالیوں سے پانی آتا ہے، جن میں سے ب کا لایا ہوا پانی ہمیشہ کے راستے سے باہر جاتا ہے، لیکن ج و د کے ذریعہ سے آتے پانی کی کوئی نکاس معین نہیں، کبھی وہ و سے نکل جاتا ہے، کبھی ز سے

جس عصبی مادہ سے اعصاب کی ترکیب ہوتی ہے، لینت و قابلیت فطر (یعنی لچک) کے لحاظ سے وہ بھی بالکل اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابل لحاظ ہے، کہ مغز انسانی بہ حفاظت و استحکام کے ساتھ کام نہ کر کے اندر بند ہے، اس باعث وہ ہر موثر خارجی سے متاثر نہیں ہو سکتا، بلکہ معمولی حالات میں اس کے اوپر صرف دو موثر کارگر ہو سکتے ہیں ایک خون، دوسرے تیہجات عصبی۔ مگر خون کا اثر چونکہ صحت کی حالت میں عموماً یکساں رہتا ہے، اس لئے اس سے قطع کر کے ہمیں صرف تیہجات عصبی کو دیکھنا چاہئے، جو ساعت بہ ساعت بدلتے رہتے ہیں۔ یہ علم النفس کا ایک طے شدہ مسئلہ ہے، کہ نواح سے جتنے تیہجات، اعصاب حسی کے ذریعہ سے ہمارے دماغ یا نواح تک پہنچتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے عمل بھی کا ہونا لازمی ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہر داخل شدہ نتیجہ، اپنے اخراج یعنی نکاس کے لئے مغز سے باہر کا راستہ و منفذ محتاسب، اور نظر ہے کہ یہ راستہ اعصاب محرک ہی کا ہوتا ہے، اب بعض افعال ایسے ہوتے ہیں، جن کے تیہجات کے اعمال بھی، مقرر اور بندھے ہوئے ہیں، جن میں کبھی کوئی فرق نہیں پڑتا، یعنی جب وہ تیہجات پیدا ہوں گے، تو چند خاص اعمال بھی لازمی طور پر ان کے عجیب ہوں گے، مثلاً جب جسم کے بعض حصہ گدگدائے جائیں گے، تو اس نتیجہ پر یہ عمل بھی لازمی طور سے طاری ہوگا، کہ اعصاب محرک متعلقہ شلک حرکت کریں، اور چہرہ کے عضلات کی خواہ مخواہ وہ متوجہ بن جائے گی، جسے ہم ہنسی آنا کہتے ہیں، اس طرح کے افعال اضطراری ہیں، اور بعض افعال ایسے ہوتے ہیں جن کے تیہجات کے کوئی مشخص اور بندھے ہوئے اعمال بھی نہیں

کا حصہ غالب ایسا ہے، جسے ہم محض عادت کی بنا پر بلا توجہ کیا کرتے ہیں۔ اگر ہم شام کی ہوا خورمی کے عادی ہیں، تو ادھر قوت مقررہ آیا، اور ادھر ہمارے اندر از خود چلنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ اپنی جگہ سے حرکت کرنا، کوٹ کی آستین میں ہاتھ ڈالنا، اس کو سیننا، بٹن لگانا، کالر ہاتھ میں لے کر گلے تک لے جانا، اسے لگانا، ٹائی کا باندھنا، چھڑی کا اٹھانا، اسے ایک خاص وضع پر ہاتھ میں لینا، اور واہ کی طرف رخ کرنا، اس کے بعد ہزاروں مرتبہ قدم کا از خود اٹھتے رہنا، غرض اس طرح کی بے شمار مفرد حرکات، جو بجائے خود سب کی سب ارادی ہیں، ہمیں کرنا ہوتی ہیں، مگر ہمیں مطلق ان کا تکان نہیں ہوتا، خیال کرو کہ اگر یہی سب حرکات ایک بچہ کو کرنا پڑیں، جسے ہر لحظہ توجہ اور قوت اور ذہنی صرف کرنا ہوگی، تو چند منٹ میں کس قدر خستہ ہو جائے گا! ایک تعلیم یافتہ شخص اوسطاً، دن میں ہزاروں لفظ پڑھتا، اور سیکڑوں الفاظ لکھتا ہے، مگر خیال کرو کہ یہ ایک وکسب فعل عادی، کتنے مفرد افعال ارادی کا مجموعہ ہے۔ کتاب کا کھولنا، صفحات کا اُلٹنا، ہر صفحہ کا ایک ایک لفظ، ہر لفظ کا ایک ایک حرف، پڑھنا، پھر ہر حرف کو دوسرے حرف، اور ہر لفظ کو دوسرے لفظ سے رابطہ دینا، ساتھ ہی ان کے معانی کی طرف ذہن کا منتقل کرنا، یہ سب پڑھنے کے مراتب ہیں، اور لکھنے میں قلم کا اٹھانا، ایک خاص وضع پر اسے ہاتھ میں لے کر ہٹانا، الفاظ کی صرفت سے یہ خیال کرنا چاہئے کہ جو کوئی نیا قول یا جملہ دہرائے گا، وہ حقیقت صرف مشق عادت کا نہ ہونا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص نوجوان ہو گیا ہو، لیکن بیاری یا کسی اور سبب کے باعث اسے ابتدا سے پیدائش سے اب تک کبھی چلنے کا اتفاق نہ ہوا ہو، اور اس وقت اسے پہلی بار چلنا پڑے، تو اس کو بھی ایک بچہ کے مساوی دقتیں پڑیں گی۔

اور کبھی طے۔ لیکن ممکن ہے، کہ ہم چند بار یہ کوشش ج کے آوردہ پانی کو سہ اور د کے آوردہ پانی کو ز کے راستہ سے نکالیں۔ اس کے



بعد یہ ہو گا کہ ہماری کوشش کی امتیاج نہ باقی رہے گی، ج کے منتہی اور د کے مبتدا، نیز د کے منتہی اور ز کے مبتدا کے درمیان از خود ایک ملا دینے والی نامی بن جائے گی، اور جس طرح ب و د کے درمیان ایک تلازم ہے، اسی طرح ان بقیہ دونوں جوڑوں میں بھی تلازم پیدا ہو جائے گا۔ (اس مثال میں از نظام عممی مرکزی کا قایم تمام ہے، دہانے طرف کے خطوط اعصاب محرکہ کے، جو محل اعمال جمعی ہوتے ہیں، اور بائیں طرف کے خطوط، اعصاب حسیہ کے، جو نتیجہ آور ہوتے ہیں)۔

اوپر کی عبارت میں ہم نے قوت الکتاب عواید کو انسان کی خوش نصیبی سے تعبیر کیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے، کہ جس طرح طاقت جسمانی، اور ذہانت، انسان کے پاس دو بہت بڑے آلات ہیں، کہ ان کے صرف صحیح سے انسانی زندگی کا مساب بن سکتی ہے، اسی طرح الکتاب عواید کی قابلیت بھی اس کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، کہ اگر اسے مفید طریقہ پر استعمال کرے، تو فتوحات عظیمہ حاصل کر سکتا ہے۔ افعال ارادی، چونکہ افعال انظر کی کے حکم میں داخل ہیں، اس لئے ان کے کرنے میں انسان کو وہ توجہ و ارادہ نہیں صرف کرنا پڑتا، جو افعال ارادی کے صدور کے لئے لازمی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افعال عادی سے، بغلاف افعال ارادی کے، انسان کو تنگی بہت کم محسوس ہوتی ہے، اور یہ کوئی حقیقہ فائدہ نہیں۔ ہماری روزانہ زندگی کے افعال

ہر فرد عموماً پہلے ایک خاص باتھ آتین میں ڈالے گا، عموماً پہلے ایک خاص پیر میں پاتا یا یا چوتھے گناہ نہ ہوگا کہ کبھی داہنے ہاتھ اور پر کو سبقت دے اور کبھی بائیں کو، یا کہ جیب تک کوئی مانع قوی نہ موجود ہو، وہ ہمیشہ ایک خاص عضو کے ساتھ ابتدا کرے گا، انسان ان چیزوں کو کبھی دھیان نہیں دیتا، وہ اگر کبھی اپنا جاسوس بنکر وہ اپنے افعال کی نگرانی کرے تو معلوم ہو کہ جزئیات تک میں وہ بندہ عواذی ہے، ان سب مثالوں سے ظاہر ہوا ہوگا، کہ ہم اپنی روزانہ زندگی میں بیشتر افعال کو صرف عادت کی بنا پر بلا شعور انجام دیتے رہتے ہیں، اگر کتاب عواذی کی قلمیت ہم میں نہ ہوتی تو ہر ادنیٰ سے ادنیٰ فعل کے لئے از سر نو ارادہ و توجہ کی ضرورت ہوتی، تجربہ و مہارت بے معنی الفاظ ہوجاتے، نتیجہ ہوتا کہ ہم بہت جلد تھک جاتے بہت سے ضروری کام اذیت دے دے و تمام رہ جاتے، اور ان افعال کے لئے ہم بے پاس قوت رہتی اور نہ وقت ملتا، جن میں ارادہ کا صرف کرنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے، مثلاً غور و فکر اسی لئے ہم کو چاہئے، کہ جن افعال کو ہم نیک و مفید خیال کرتے ہیں، ان کی جلد سے جلد عادت ڈال لیں، نظام عصی کو، جس میں ہمارا سب سے بڑا دوست اور ہمارا سب سے بڑا دشمن، دونوں کے بننے کی قابلیت موجود ہے، اسے اپنا دوست بنالیں، اس سے صلح کر لیں، اور اس کی اعانت سے ان عادات کو راسخ کر لیں، ان افعال کو اپنے میں خوب گہرے طور پر نقش کر لیں، جو ہمارے لئے مفید ہیں، لیکن یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے، کہ وہی آگ جو ہمیں گرم رکھتی ہے، جو ہمارا کھانا پکاتی ہے، جو ہماری مشینوں اور انجنوں کو چلاتی ہے، اگر کہیں بیجا جگہ دی جاتی ہے، تو ہماری ذرا رعایت نہیں کرتی، بلکہ چشم زدن میں ہمارے گریبا مال و متاع، بلکہ خود ہم کو جلا کر خاثر

کے درمیان متناسب کتابت کا قایم رکھنا، خط کی صفائی کا خیال رکھنا، وغیرہ متعدد مراحل کا امتنا نہ ہونا ہے۔ یاد ہوگا، کہ انہی وقتوں کی وجہ سے، بچپن میں جب ہم بچے لگا کر پڑھنا لکھتے تھے، اس وقت ایک لفظ کے پڑھنے میں کتنی مشقت پڑتی تھی، اور لکھنے میں تو اس سے زیادہ محنت شاقہ ہم سامنا ہوتا تھا، مگر اب صرف عادت کی بنا پر ہم لکھتے پڑھتے وقت عموماً حروف و الفاظ کی جانب مطلق توجہ نہیں کرتے، بلکہ وہ از خود صحت کے ساتھ نکلتے ہیں، اور نہ ہم لکھنے پڑھنے سے جلد تھکتے ہیں یہی حال بولنے کا ہے، روزمرہ کی عام گفتگو میں نہ ہم تنگی محسوس کرتے ہیں اور نہ سوچ سوچ کر الفاظ تلاش کرتے ہیں، حالانکہ ہم وہی کیا جو بچپن میں انکاب، انکاب اور ٹٹا کر الفاظ زبان سے نکالتے تھے، اور معمولی واقعات کو بیان کرنے میں بھی کئی کئی منٹ خرچ کر دیتے تھے، اور بچپن کا کیا ذکر ہے، اب بھی ہم غیر زبان میں جب گفتگو کرنا چاہتے ہیں، تو تلاش الفاظ میں وقفہ ہوتا ہے، اور تا وقتیکہ غیر معمولی مہارت نہ حاصل ہو جائے، ہم اپنی مادری زبان کی طرح، غیر زبان میں کبھی پوری صفائی، سبکدوشی، و بیانیگی کے ساتھ اظہار خیال نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جاسوس ہمارے ہر فعل کی نگرانی کرتا رہے، تو معلوم ہوگا، کہ ہمارا کھانا پینا، سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، سب قانونِ تعود کے تابع ہے، ہم میں سے ہر فرد کا ایک خاص طرز گفتگو ہوتا ہے، ایک خاص انداز رفتار ہوتا ہے، اس کا عام طور پر ایک خاص طریقہ نشست ہوتا ہے، وہ عموماً اوقات مقررہ پر سوتا ہے، جاگتا ہے، کھاتا ہے، رفع حاجت کرتا ہے، اور اگر اس کے ان معمولات میں کبھی خلل ڈالے، تو اسے تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے بڑھکر یہ کہ وہ کپڑے اور جوتے پہننے میں بھی عواذ کا محکوم ہوتا ہے، مثلاً

ہوٹ چبانا، پیر ملانا، غرض جوت انسان کو پڑ جاتی ہے، پھر
کیسا چھوڑے چھوٹی ہے۔ عادات جب پوری طرح پرستج ہو جاتی
ہیں، تو انسان کی عقل و تہذیب پر غالب آجاتی ہیں اس موقع
محل کا لحاظ قطعاً نہیں رہتا، اور انسان کی حالت، ایک بے جا
شہین کی طرح، یہ ہو جاتی ہے، کہ جہاں اُسے پہنچ ملا، پس فوراً
اس کے مطابق عمل جی اس سے سرزد ہو جاتا ہے، خواہ اس
فعل کا صدور کسی موت پر کتنا ہی غیر معتدل، بلکہ مضحکہ خیز ہو،
چنانچہ فیشن یا فتنہ سپاہیوں کو، جن کی ایک عمر فوج میں گزر
چکی ہے، دیکھا گیا ہے، کہ وہ جہاں فوجی کپڑا یا باجہ کی آواز سننے
پس فوراً قواعد فوج کے مطابق تن کر سیدھے کھڑے ہو جاتے
ہیں۔ اسی لئے مشہور انگریزی جرنل، ڈیولک آف ولنگٹن، ایک
دفتر متحیر ہو کر پکارا، تھا، ”عادات کو فطرت ثانیہ کہتے ہو، حالانکہ
اس کی قوت، فطرت کی قوت سے دگنی ہے، یعنی اس سے کہہ سکتے
قواسے فطری بھی مانڈ پڑ جاتے ہیں، جس کی تصدیق عام تجربہ
میں یوں ہوتی ہے کہ جو قید میں ۲۵-۲۰ سال کے بعد رہائی

کرتی ہے۔ بالکل ہی حال ہمارے نظام عصی کا ہے، وہ جس طرح
ہمارے وقت اور محنت میں بے حد کفایت پیدا کر دیتا ہے، ہمارے
نیک خصائل کو راسخ کر کے، ہمیں ان کی طرف سے فائز و مطمئن کر دیتے
والا ہے، اسی طرح اگر کوئی بڑی عادت اس میں جڑ پکڑ گئی ہے،
تو وہ بھی عوارض حسنہ کی طرح اب ہمارے اختیار سے تفرقہ باخارج
ہو گئی ہے، اور اس کا ملنا سخت و دشوار ہو گیا ہے کیا دیکھائیں کہ
بعض لوگوں کی زبان پر کالیا چھو جاتی ہیں، یا بعض لوگوں کا کوئی
لفظ سخن نیکہ ہو جاتا ہے، وہ مہذب، سوسائٹی میں، یا اپنے بزرگوں
کے سامنے ہر چند اپنے تئیں روکتے ہیں، ہر چند اپنی زبان سنبھالتے
ہیں، لیکن بے مروتہ نظام عصی فوراً پروا نہیں کرتا، وہی الفاظ
جنہیں وہ دہانا چاہتے ہیں، بے تحاشہ زبان سے ادا ہو جاتے
ہیں! یہ منظر بعض اوقات نہایت عبرتناک ہوتا ہے، گفتگو
کرنے والا نہایت مجبور ہوتا ہے، اپنے تئیں سخت ملامت
کرتا ہے، کہ سو اسے بار بار ذلیل ہونا پڑتا ہے، اور بعض دفعہ سخت نقصان
اٹھانا پڑتا ہے، کچھ گفتگو والے الفاظ کی تخصیص نہیں، دانتوں سے ناسخ کالیا
۱۵ ایک روز گھنٹہ کا اخبار انڈین ڈیل لیکچر دیکھ رہا تھا اس نے یہ سنا
ذیل نظر سے گزری، دو دیکھو اخبار مذکور مورخہ ۲۴ جون ۱۹۴۸ء۔

”ایک انگریز سپاہی بھی، جو تھ، ہندوستان کی فوج میں کیا، آخر
درز کی ملازمت کے بعد وطن واپس آیا، اور ایک دفتر محل کے قصد
سے بالا خانہ پڑ گیا، لیکن تھوڑی ہی دیر میں نہایت جھلانی ہوئی
صورت کے ساتھ غسل خانہ سے باہر نکل آیا۔ سامنے سب جوتس
بیٹھی ہوئی تھیں۔ میان چوکی کے درمیان جب ذیل گفتگو ہوئی۔

مسز جوتس: کیوں خیر تو ہے؟

جوتس: خیر۔ سی غسل کر سکنا تھا، نہ کر سکا۔

مسز جوتس: لیکن آخر کیوں؟ کیا پانی خوب گرم نہ تھا؟

جوتس: نہیں پانی تھیک تھا، لیکن نیچے گلی میں ایک برعاش ٹالپن

لھرا ہوا ہے۔ میں یہاں تک اندر غسل کے لئے قدم رکھنا تھا، وہ برس

پر جھگڑ کر، God save the King کا فوجی ترانہ پڑھ دیتا۔

مسز جوتس: آخر آپ یہاں کیوں آئے؟ کہہ سکتے ہیں کہ کیا تعلق؟

جوتس: (غصہ سے خود ہو کر) کیا تعلق؟ اسے جتنی تیری بیوی

تھا، میں اس کا کچھ رازگ کے ساتھ بیٹھے، ہر دفعہ فوجی قواعد کے مطابق

Attention یعنی سیدھا کھڑا ہو جاتا پڑا تھا۔

صاحب اخبار نے اس حکایت کو، طایفہ و ظرافت کے کالم میں لکھ دیا

تھی، لیکن کیا اس لطیفہ کے اندر حیات نفی کی ایک گہری حقیقت، علم نفس

کا ایک اہم اصول، یعنی تاوان امور، نظر نہیں؟

ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر جیسن جس کی بعض تصانیف سے اس مضمون کے اکثر حصوں میں فائدہ اٹھایا گیا ہے، ایک شیر کا واقعہ نقل کرتا ہے جو کسی سرکس میں پلا ہوا تھا۔ سرکس کنسٹیبل پر جاری تھی کہ ٹرین ٹری سے اترتی، شی جس قفس میں بند تھا، اس کا دروازہ کھل گیا، اونٹن اور زندہ بادل اُٹا، لیکن عادت کے مقابلہ میں فطرت کی غلبہ دیت دکھو کہ بغیر کسی کو نقصان پہنچا، تھوڑی دیر کے بعد اپنے کٹھرے میں واپس آکر بدستور بیٹھ گیا۔

پاتے ہیں، ان کی فطری آزادی کی خواہش اتنی مردہ ہو جاتی ہے کہ وہ انٹو دو بار جھپٹ میں جانے کی تمنا و درخواست کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ پرند جو شروع ہی سے پکڑ کر جوتے میں بند کر دئے جاتے ہیں آزادی پالنے پر بھی اُڑ نہیں جاتے، بلکہ پھر قفس میں واپس چلے آتے ہیں۔ گھوڑے جو کبھی بھی اپنے نگارن کی غفلت سے بھاگ جاتے ہیں، ان کو دیکھا ہو گا کہ کچھ دیر تو میدان میں گلیں کرتے ہیں، اس کے بعد چپ چاپ اپنے مضطرب میں آکر پھر کھڑے

(باقی آئندہ)

عبدالماجد

مسٹر سروجنی نانڈو

بات ہے کہ ہر زمانہ میں ایک نہ ایک بالکال ہندوستان کے لئے مایہ ناز ہوا ہے۔ انگریزی شاعری پر مس تور دت انجمناتی کے بھی حوا حسانات ہیں ان کو نام نہی نہ بھولے گا۔ اور یہ تو قاعدہ ہے کہ متقدمین سے متاخرین کو جڑ جانے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ یہی کمالات ہیں جن کو کیس کو لینے سے کسی خاص فن میں ممتاز ہو جانے کے اسباب ہو جاتے ہیں۔ اور مثال کے لئے چند تیار مایائی کی ذات کافی ہے۔ (ادیل)

مسٹر عبداللہ یوسف علی نے اپنی مشہور کتاب لایف انڈیا آف وی پیل آف انڈیا (اقوام ہند کی طرز زندگی اور معیشت) میں کیا خوب کتابت کی یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے صرف دو شاعروں نے درحقیقت انگریزی ادب میں نام کیا ہے اور وہ دونوں خواتین ہی ہیں اس میں شک نہیں کہ جب سے انگریزی تعلیم ہمارے ملک میں عام ہوئی ہے ازل ہند کی کثیر تعداد نے انگریزی زبان میں شعر کہنے کا شوق کیا لیکن کسی کے کام کو مقبولیت و شہرت میں وہ درجہ حاصل نہ ہو سکا جو مس تور دت انجمناتی اور مسٹر سروجنی نانڈو کا حصہ تھا۔ نام ازل

[ذیل کا مضمون جناب مولوی سید غفر علی صاحب نے خاص ادیب کے لئے عطا فرمایا ہے۔ ممدوح سے ناظرین ادیب بخوبی واقف ہیں اور آپ کے خیالات سے اکثر مستفید ہوتے رہے ہیں۔ مزید تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مضمون میں مسٹر سروجنی نانڈو کی انگریزی شاعری کی اہمیت دکھائی گئی ہے۔ آپ کی قادر الکلامی کے خود لائیتی ادیب اور جو ہر شاعر معترف ہیں۔ آپ کے کلام انگریزی رسائل میں بار بار ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ زور طبع، معنی آفرینی، اور آمد مضمون واقعی قابلِ داد ہے، نکتہ سنج جانتے ہیں کہ دوسرے ملک کے خیالات و جذبات، رسم و رواج، اور عادات و خصائل کو شاعر کا جامہ پہنانا کس قدر دشوار اور مشکل کام ہے مسٹر سروجنی نانڈو میں یہی بہت بڑا کمال ہے کہ جس جن خوبی سے وہ اپنے ملک کے خیالات کی بندش کرتی ہیں اسی خوش طبعی اور شکستگی کے ساتھ یورپ کے جذبات کو بھی نظم کرتی ہیں۔ اور مشرق و مغرب میں ہر حیثیت سے جو ٹکدہ ہے وہ ظاہر ہے۔ ان کی ذات پر ان کے وطن جس قدر فخر کریں بجا ہے۔ اور یہ ایک عجیب

بہت مشہور ہے۔ ڈاکٹر اگھوڑ ناٹھ ان محترم بزرگوں میں سے ہیں جن کے ہاتھوں حیدر آباد میں انگریزی تعلیم کی داغ بیل پڑی تاج حیدر آباد میں بچہ بچہ اس نام سے واقف ہے اور حیدر آباد کے ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگ ڈاکٹر صاحب کی عہد اور ان کے خاندان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں کے سرشتہ تعلیمات کی مختلف خدمتیں ادا کیں۔ مدت تک وہ نظام کالج کے سائنس پروفیسر تھے۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے ذیلیف لینے کے بعد اب سال ڈیڑھ سال سے اپنے وطن مالوت میں رہنا اختیار کیا ہے لیکن ان کی ذاتی خوبیوں اور پاکیزہ اخلاق کی یاد اور ان کی سادہ طرز زندگی کا نیک اثر اب تک ولیساہی باقی ہے۔

مسز سرجنی نائڈو ڈاکٹر صاحب کی سب سے بڑی اولاد ہیں۔ ابتدائی تعلیم حیدر آباد کے مشہور سنٹ جارجس گرامر اسکول میں ہوئی۔ بعد ازاں ”سالے کنگسٹن از بارس پیرا“ شرف سے ہی سے غیر معمولی قابلیت کے آثار ہویدار تھے۔ بارہ برس کی عمر میں مدراس یونیورسٹی کے امتحان مٹرکولیشن میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء میں سرکار نظام کی جانب سے بھٹلے وطنہ انگلستان بھی گئیں۔ انگلستان میں ۱۹۵۹ء تک قیام رہا۔ اس زمانہ میں کچھ دنوں تو لندن کے کنگس کالج میں تعلیم پائی اور باقی ایام مشہور زنانہ درس گاہ گرٹن میں بسر کئے۔ ۱۹۵۹ء کے ستمبر میں حیدر آباد واپس ہوئیں اور اسی سال دسمبر میں ڈاکٹر ایم جی۔ نائڈو کے ساتھ جواڈپڑا یونیورسٹی کے۔ ایم۔ بی۔ سی۔ ایم میں شادی کر لی۔

مسز سرجنی نائڈو کو بہت کسنی سے شعر کہنے کا شوق ہے۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں:-

”ایک روز جبکہ میں گیارہ برس کی تھی میرا مقابلہ ایک لڑکی

نے اس حقیقی دولت سے اب تک ماورہ ہند کے ان ہی دو سادہ اطوار خوش نصیب بچوں کو لاملال کیا۔ مس تو دودت اور مسز سرجنی نائڈو کے نام نامی انگریزی ادب کے آسمان پر آفتاب و مانتاب کی طرح جلکا رہے ہیں۔ ان ہر دو فخر وطن خواتین کی دلکش شاعری نے نظم انگریزی میں ایک جدید پر لطف باب کا اضافہ کیا اور ان کے تخیل کی عہد اور مضامین کی تنازگی نے انگریزی نظم کے گوار میں عجیب و غریب روح پرور گل بوٹے لگائے۔ لیکن مسز سرجنی نائڈو نے اپنی پیشرو مس تو دودت انجمنی سے بھی گوسہ سبقت لے جانے میں کامیابی حاصل کی جو انرگ مس تو دودت کو بے وقت موت نے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ اپنی حسد ادا و سخن طرازی اور خوش فکری کے زیادہ تر ترقی و تربیت یافتہ نمونے دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ انگلستان کے مشہور شاعر مسٹر آرمینڈ کاس نے ان دونوں شاعرہ خواتین کا باہمی مقابلہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:-

”تو دودت کی تصانیف نہایت عمدہ اور پاکیزہ ہیں لیکن مصنف کی کسنی، عورت و تنائی اور بہت مختصر نازاد و ناکام زندگی کے نہایت درد انگیزہ جاں گداز واقعات کے باعث ان میں کچھ امور قابل معافی بھی ہیں۔ مسز نائڈو کے نازد اور پختہ کلام میں کوئی بات میں ایسی نہیں پاتا جو سخت سے سخت تنقید میں بھی قابل گرفت معلوم ہو سکے“

مسز سرجنی نائڈو ۱۳۔ فروری ۱۹۵۷ء کو بمقام حیدر آباد پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ماجد اگھوڑ ناٹھ چٹاپا دھیا سے۔ ڈی۔ ایس۔ سی (ڈپٹی کمشنر) بنگال کے ایک مسز ز اور موثر خاندان کے رکن رکین ہیں۔ ان کا خاندان منسلک میت فاضل اور یوگ کے عمل میں کامل ہونے کے باعث بنگال میں

کی نظموں کے ایک تازہ ترین مجموعہ کی تہذیب میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ مسز سرجنی نائڈو کے کلام کو دیکھ کر انھیں سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ مسز سرجنی نائڈو کا اُس وقت تک کا کلام باوجود تمام اوصاف و محاسن کے ایک بہت بڑی خامی یہ دکھاتا تھا کہ کسی مابہ الاثر ادیب خصوصیت سے مزین تھا۔

جذبات اور تخیل میں وہ بالکل مغربی تھائی تھی۔ اُن کے کلام پر اس کی بنا تھی۔ یہاں تک کہ عیسائی مذہب کے مخصوص جذبات کے برتوسے بھی وہ غالی نہ تھا۔ مٹر او منڈو کا اس نے مسز نائڈو کو اس نقص کی جانب متوجہ کیا اور سمجھایا کہ ایک اتنا دیر کی کچھ اور جو ان ہندی سے جس کو نہ صرف زبان بلکہ عذریہ عرض پر بھی پوری دست گاہ حاصل ہوا اہل انگلستان اس بات کے خواہشمند تھے کہ وہ خود اُن ہی کے جذبات اور احساسات کو

اُن کی زبان میں اُن کے سامنے پیش کرے بلکہ وہ اس کے متوقع تھے کہ انھیں ہندوستان کے ٹھیٹھ ہندوستانی شاعرانہ امر سے تعارف ملے گا۔ مسز سرجنی نائڈو نے اس دانشمندانہ مشورہ کو بڑی ممنونیت کے ساتھ قبول کیا۔ اُس روز سے اپنی طرز بدل دی اور مٹر او منڈو کا اس کی مشفقانہ نصیحت پر عمل کرنا شروع کیا۔ ۱۹۱۳ء سے آج تک ان کا کلام خالص ہندوستانی خیالات و جذبات کا ترجمان اور انگریزی شاعری کے خزانہ میں بالکل ایک اہم کا قابلِ قدر اضافہ ہے۔ اب تک مسز نائڈو کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں (۱) ”دی گولڈن ٹریل“

یعنی ”مستانہ تریہ“، ”یا سہری چوکھٹ“ اور (۲) ”دی برڈ آف ٹیم“ یعنی ”طائر العصر“ بہت مشہور ہیں۔ انگریزی ادیب کی دنیا۔ مسز نائڈو کے کلام کا بڑی گرجو شاعری کے ساتھ نیز مترجمان کے ہیں۔ ہندوستان اور انگلستان کے سربزوردہ نامور ادیب

مجھ سے حل نہیں ہو۔ ہاتھ۔ میں اس کو حل کرنے کی کوشش میں بہت پریشان ہو رہی تھی اور اپنی ناکامی پر مٹی افسوس کر رہی تھی سوال تو حل نہیں ہوا لیکن اس کے عوض خود بخود ایک پوری نظم میرے ذہن میں آئی۔ میں نے فوراً اسے قلمبند کر لیا اور اس دن سے میری شاعری کی ابتداء ہوئی۔

پانچ چھ برس بعد جب وہ انگلستان پہنچی میں تو انھیں شعر کہنے میں خوب کمال حاصل ہوتا۔ وہ کئی بہت نصیر اور آئینہ نظموں کی مصنفہ بن چکی تھیں۔ ایک آدھ وکسپ ڈراما بھی لکھا تھا۔ غرض وہ اُس وقت ایک بہت اچھی شاعرہ تھیں مسز سرجنی نائڈو کی یہ معمولی قابلیتیں انگلستان میں بڑی حیرت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھیں۔ اس کا اندازہ مٹر او منڈو کا اس کے مندرجہ ذیل بیان سے ہو سکتا ہے۔

”سرجنی چنا پنا دھیاسے جیسا کہ وہ اُس وقت کلائی تھیں جب پہلے پل لندن پہنچیں تو وہ ایک اسولہ برس کا بچہ تھیں۔ گلاسگو کی، انگریزوں کی سے وہ اتنی ہی مختلف تھیں جس قدر کہ کنول یا ناک پھنی سوسن سے الگ، بہوتا ہے۔ اُن کی دماغی چٹنگی غضب کی تھی۔ حیرت ناک طور پر مطالعہ کیا تھا اور دنیا کی معادلات میں مغربی لوگوں سے بدرجہا فائق تھیں۔“

مسز سرجنی نائڈو کی اُس وقت کی شاعری کے متعلق وہ کہتے ہیں :-

”اُن کا کلام تمام ظاہری امور میں بالکل مکمل، قواعد کے لحاظ سے نہایت درست اور جذبات و خیالات کے نظرسے بالکل بے عیب تھا۔“

مسز سرجنی نائڈو کی شاعری کی ابتدا کی طرح اس کے تغیرات اور تازہ بھی بہت وکسپ ہے۔ مٹر او منڈو کا اس نے نہ صرف ترقی

میز سر جو جی نامٹو

اللہ سے عطا ہے بیان حدیث دوست دم بند ہے فصاحت اہل فرنگ کا
 میز نامٹو کو اپنی در ماندہ مجنسون کی بھلائی وہی ہمدردی میں
 کوشش کرنے کا خاص شوق ہے۔ حیدر آباد میں عورتوں کی
 ہمدردی اور بھرتی کا جو کام ہوتا ہے اس میں میز سر جو جی نامٹو
 کے مبارک ہاتھ ضرور سب سے پہلے شریک رہتے ہیں حیدر آباد
 پر پچھلے دنوں روڈ موسیقی کی طغیانی کے باعث جو عام تھا،
 چھائی تھی اور بیچارے بے زبان فرقہ نشوون کو جو اگلا رخصت
 اس میں برواشت کرنے پڑے تھے۔ اس کے فہم کی
 کوششوں میں میز نامٹو نے بے انتہا کلیفیں گوارا کیں۔
 ان دنوں انھوں نے اپنے اوپر گویا خواب و خورشید کر رکھا تھا۔
 رسم و رواج اور اہل و عادات کے طوق و سلاسل میں گرفتار
 شکستہ حال، فلک زدہ پردہ کی بیٹھنے والیوں کی بروقت
 اعانت و دستگیری میں اس عالی حوصلہ، نیک نفس، خدا محسوس
 روشن خیال خاتون نے خالصاً لگنے دینے کو ششیں اور شدید
 محنتیں جس مقدس سرگرمی اور جفا کشی سے کیں ملک کبھی
 ان کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا میز سر جو جی نامٹو
 کی یہ جانفشانی ہر طبقہ میں بڑی منونیت کے ساتھ دیکھی
 گئیں۔ چنانچہ سرکار انگریزی نے اس کے متعلق اپنی پسندیدگی
 کے اظہار میں قیصر ہند کا اول درجہ کا تمغہ حرمت فرمایا۔ بالآخر
 یہ کہ میز سر جو جی نامٹو اپنے ملک کی واجب الرحم عورتوں کے
 ساتھ پوری ہمدردی رکھتی ہیں اور ان کی رفاہ و ہمدردی کے
 ہر کام میں دل و جان سے شریک ہوتی ہیں۔
 آج کل کی حالت پر نظر کرتے یہ بات خاص طور پر ذکر کرنے
 کے قابل ہے کہ باوجود اس کے کہ میز سر جو جی نامٹو ولایت کی
 تعلیم یافتہ ہیں، انگریزی کی بہت بڑی ادیب ہیں، اعلیٰ پایہ

میز سر جو جی نامٹو کے دل و زکام کو فخر اور قدرو وقت کے ساتھ
 اپنے صفات میں درج کرتے ہیں۔ بڑے بڑے نقاد ان سخن
 نے میز سر نامٹو کے ایک ایک مصرعہ کی داد دی ہے اور اس
 بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ میز سر جو جی نامٹو کا کلام انسان
 کے باطنی احساسات کو بیدار کرتا روح کو لذت و سرور بخشتا
 اور لطیف جذبات کو وجد میں لاتا ہے۔ غرض میز سر نامٹو کی
 شاعرانہ قابلیت کے اعتراف میں ہندوستان اور انگلستان
 والے یکساں رطب اللسان ہیں اور وہ بجا طور پر اس وقت
 ایک بہت اعلیٰ پایہ کی شاعرہ مانی جاتی ہیں۔

شاعری کی طرح میز سر نامٹو کی ایک اور بہت بڑی خصوصیت
 ایسی ہے جس میں بھی وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ وہ قابلیت ان
 کی خدا داد قوت بیان ہے۔ وہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی
 فصیح و بلیغ مقرر ہیں۔ مفید فیاض نے اس کے خاص جوہر
 ان کو عطا کئے ہیں جن لوگوں کو میز سر نامٹو کی تقریر سننے کا
 اتفاق ہوا ہے وہی اس بات کا پورا اندازہ کر سکتے ہیں کہ
 وہ کس پایہ کی مقرر ہیں خصوصاً جبکہ مضمون زیر بحث
 ہندوستان کی دیرینہ عظمت کا اظہار کرتا ہو تو پھر میز سر نامٹو
 کی پرورش فصیح البیانی عجیب و غریب ہوتی ہے جب وہ تقریر
 کرتی ہیں تو سامعین پر وجد اور محویت کا عالم طاری ہو جاتا
 ہے۔ بڑے بڑے مبصران کی جادو بیانی کے قائل و شائقوں
 ہیں۔ سوشل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ اور آل
 انڈیا مچھن انجکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ دہلی وغیرہ
 بڑے بڑے اجتماعوں میں میز سر نامٹو نے جو کلام تقریری کی تحفیں ان کی
 تعریف میں سارا ہندوستان کو جگمگاتا تھا انگریز میز سر نامٹو کی شہ
 زبان کے علاج ہیں۔ وہ اس شعر کی پوری مصداق ہیں۔

کے ساتھ نمایاں ہوتا ہے تو حقیقت میں نہایت شادمانی ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسا نام جو نہ صرف فرقہ نشینوں کے لئے بلکہ سب ملک کے لئے بجا طور پر فخر و ناز کا باعث ہوئے ہمارے سرچشمہ بننا ہے۔ وہ لوگ جو عورتوں کی دماغی ترقیات کے منکرین و خرمخیز ہیں مانند لو کی اعلیٰ قابلیتوں سے بصیرت حاصل کر کے اپنے مفروضہ توہمات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

خرم نہیں ہے تو ہی نواباے رازگاریاں ورنہ جو جواب ہے پرہ ہے سنا کا
سید خورشید علی

تکلم کی شاعر ہیں اور انگریزی زبان بمنزلہ ان کی مادری زبان کے ہے، لیکن وہ ہندوستان کے تقریباً تمام سربراہان و ارباب برابری مطالعہ کرتی ہیں اور انھیں اردو سے خاص دلچسپی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تعلیم نسوان کی معدومیت اور بڑی کمی ختیوں نے ہندوستان کی خواتین کو اس قابل نہیں کیا کہ وہ فطری انعامات سے کام لے کر اپنے دماغی نور کی شعاعوں سے دنیا کو منور کر سکیں۔ لیکن ان تمام موانع کے باوجود جب کسی خوش نصیب خاتون کا نام ارفع کمال پر اس عزت و وقعت

تکلم

کے پڑھنے سے جو خاص کیفیت پیدا ہوتی تھی وہ اب کیوں نہیں ہوتی؟ میرزا کا یہ ایک قطعہ ہے۔ ”اواریا ہذا لعنہ چکر کہ بتلاؤ دل جہاں چھپا ہو + گنڈلی سے دکھیو نہ ہوئے + کاٹا نہ بھگا ترزا ہوئے۔“ پہلے ڈرتے ڈرتے پھر تیسرے مصرعے پر جھکے۔ گویا ڈھونڈتے ہیں اور آخر مصرعے کے ”کاٹا نہ بھگا“ کو ایک انداز خاص سے پڑھ کر انگلی کو چھاتی تلے اس طرح سوس کر دیا اور بیخود ہو کر لوٹ گئے کہ گویا واقعی افسی سے کاٹا اور اہل مشاعرہ گھبرا گئے۔ حکیم غامسن ازل کا یہ شعر ہم نے ایک لڑکے کو پڑھتے سنا کہ ”حضرت نوح کا طوفان کیا ہے + میرے دامن کو بچو ڈوبو“ آخر مصرعے کے ساتھ اس نے دامن کو بچو ڈوبو اس انداز سے بتایا کہ لوگ اُس کی ذہانت و طباعی اور سخن فہمی پر حیرت کرنے لگے۔ کانے والا اگر اچھا بتائے والا ہے تو پھر سامعین پر جیسی بے خودی طاری ہوتی ہے اس کو بالکل بخوبی جانتے ہیں۔ کسی شائق اور کارواں سپاہی سے اس شعر کو پڑھو کر

[جن طرح انسان کو نا اطلاق طبیعت کو مدنی، اور زمین کو عمل ہونا لازمی ہے اسی طرح کلمہ سادہ و مشاہدہ سے وابستہ ہے۔ جذباتی ولی جن قدر الفاظ سے ادا کئے جاتے ہیں اسی قدر ان کو اثر نہانے کے لئے ایک خاص کیفیت درکار ہوتی ہے جس کے آثار شہرے سے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ استجاب و عا کے لئے حضور قلب کی حاجت کیوں ہوتی ہے؟ محض اس غرض سے کہ دل و دماغ، چہرہ و بشرہ، اور ظاہر و باطن سب کو یکسوئی جو جاتی ہے۔ ان کیفیات کا سامع کے دل پر خاص اثر ہوتا ہے اور پھر نتیجہ وہی ظاہر ہوتا ہے جس کا تکلم آرزو مند ہے جیسے شاعر آفتاب آئینہ پر منعکس ہو کر اسی آفتاب کے ساتھ لوٹ جاتا ہے۔ بڑے بڑے شاعروں کی نسبت کیوں کہتے ہیں کہ اپنی گفتگو سے وہ تسخیر قلوب کرتے ہیں۔ انسان کا دل پھیر دیتے ہیں؟ وہی ہر شے ہیں جن کو میرا نہیں مجلسوں میں پڑھتے تھے اور عوام بھی پڑھتے ہیں۔ خوبی مضامین کے مزے تو سب لیتے ہیں لیکن میرا نہیں

ذات میں طاقت تکلم اور قوت نطق نہ ہوتی تو اگرچہ اس کے دل میں ہزاروں قسم کے خیالات، اور جذبات ہوتے ان کا اظہار اور انشاء کسی طرح نہ ہو سکتا، اور ان سے مختلف نتائج ترتیب نہ ہو سکتے۔ اگرچہ عمل تحریر سے دنیا میں بہت کچھ ہو رہا ہے لیکن اگر تکلم کی نعمت نہ ہوتی تو عمل تحریر بھی یہ ترقی اور عیسر و ج حاصل نہ کرتا۔

ہم روزمرہ صد با ایسی باتیں سُنتے سُناتے ہیں کہ جن پر سلسلہ گفتگو میں غور کرنے کا موقع نہیں ملتا، اور نہ ہم یہ جانتے یا جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کون کون سی باتیں، اور واقعات دماغ اخذ کرتا جاتا ہے، اور کن کن امور پر ضمیر غور کر رہا ہے اور روز کی صد یا باتوں میں سے کتنی ایسی باتیں اور ایسے واقعات ہیں کہ جن کی تہ میں صد ہائے کات اور فلاسفیاں مخفی اور مود ہیں۔ گو اکثر سُنتے اور سُنانے والے ایسی باتوں پر غور نہ کریں، اور انھیں خیال بھی نہ ہو، لیکن جب ان کی تہ میں موز اور یکمیتیں مودعہ میں تو ان سے کس طرح انکار ہو سکتا ہے۔ بقول بعض حکیموں کے نطق اور تکلم بھی اولیات فلسفہ میں سے ہے، اور آنکھ کے بعد یہ دوسرے درجہ پر ہے۔ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، زبان اور نطق اس کا اظہار کرتا ہے۔ لقمان علیہ السلام کا قول تھا: ”میں نے جاہلوں ہی سے حکمت کے سبق لئے ہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا یا لوگوں سے سُنا، اس میں سے ہزاروں نکات اخذ کئے، اور ان نکات پر علوم و فنون کی ایک برجستہ بنیاد رکھی۔

یہ بات غور کرنے سے ثابت اور معلوم ہو سکتی ہے کہ کلام میں ایک قسم کا جذبہ اور اثر ہوتا ہے اور ہر کلام اگرچہ کچھ کچھ کیوں نہ ہو، اس میں امور ذیل لازمی طور پر پائے جاتے ہیں۔ (۱) واقعات۔

سُننے کے تلواریوں جلتی ہے۔ ”گردن سے جو سینے پہ تو سینے سے شکم پہ، تو سن سے رکابوں پہ رکابوں سے قدم پہ۔“ رجز کا جو دلوں پر خاص اثر ہوتا ہے اس کو ایسی خصوصیت تکلم سے بہت ہے۔ شاہدہ حکم بالکل نظر قی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سہی مطلب تحریر کے بدلے تقریر سے زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے۔ سعدی کا قول ہے: ”تو ان شنائت بیک روز در شایل مودہ کہ کاش رسیدت پایکاہ علوم“ انہی فلسفیانہ خیالات کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اور لب و لہجہ حسن خان بہادر جناب مرزا سلطان احمد صاحب

ایم، آر، اے، اے، اس عنوان میں بیان فرمایا ہے۔ [ادبیات]

ایک قسم شاہدہ کی شاہدہ حکم بھی ہے جب انسان کسی سے کچھ سُنتا، یا کسی کے ساتھ بات چیت کرتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے چند واقعات، یا چند سانحات، اور چند کیفیات کا ایک نقشہ، یا ایک سماں آ جاتا ہے۔ حکم یا تحاطب سے دماغ اور ضمیر پر ایک قسم کا خاص اثر پڑنے لگتا ہے۔ باتیں کرتے کرتے انسان اکثر عجب امور سے واقف ہوتا یا ان پر بحث اور غور کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

حکیم ارسطو کے سامنے جب کوئی اجنبی شخص آتا تھا تو ارسطو اس سے کہتا تھا تھا: ”بولو تاکہ میں تمہیں پہچان سکوں“ یہ مصداق ہے ”نام و سخن گفتہ باشد عیب و ہنر شمع نقشہ“ ارسطو کا ایسا کہنا ایک ایسی غلامی تھی جو اولیات فلسفہ میں نفل ہے، اور جس سے واقعات، اور مختلف امور کی تہ پر روشنی پڑتی ہے۔ انسان تکلم ہی کے ذریعہ بہت سے امور دریافت کرتا اور ان کی حقیقت تک پہنچتا ہے اور ان سے قسم قسم کے نتائج اخذ کرتا ہے۔ ہمارا علم ہمارا ادراک، ہمارے احساس، ہمارے خیالات کی فواید و نتیجہ اکثر تکلم ہی کی آب و ہوا کے تاج ہے۔ اگر انسان کی

عام طور پر اس کی قدر و منزلت نہ ہو، مگر اس کی افادت سے کسی حالت میں بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

انسان جو کچھ دوسروں سے سُنتا ہے اس کی بنیاد پر۔
”زبان کی درستی کرتا ہے“

”محاورات کی بنیاد ڈالتا ہے“

”صرف و نحو کی ترتیب دیتا ہے“

”فصاحت کی داغ بیل ڈالتا ہے“

”بلاغت کی نیور رکھتا ہے“

”لٹریچر کے اسباب بہم پہنچاتا ہے“

”منطق کی ہستی کو وجود میں لاتا ہے“

وہ جن لوگوں سے سُنتا اور جن لوگوں سے باتیں کرتا ہے

اُن میں سے چھپن اقصیٰ کو بھی یہ خبر نہیں ہوتی کہ اُن کی باتوں اور اُن کے کلام کا دوسروں کے دماغ میں جا کر کیا اثر اور کیا کیفیت ہوگی اور اُن کی کیا کچھ قیمت پڑے گی، اور کس کس پہلے میں سے ہو کر باتیں نکلیں گی، اور کس کس روپ میں نمایاں ہوں گی۔

جس طرح یورپ میں ہندوستان کی روئی جا کر مختلف اور

رنگا رنگ کپڑوں کی صورت میں جلوہ نما ہوتی ہے، اسی طرح عوام الناس کی باتیں، الفاظ اور فقرات غور کرنے والوں، اُدِّ با علم لوگوں کے دماغوں اور ضمائر میں جا کر مختلف اور خوبصورت دلکش علمی صورتوں کی شکل میں وجود پذیر ہوتے ہیں۔ یہ صرف و نحو یہ لغات و محاورات کی گرم بازاری، یہ فصاحت و بلاغت کی سحرانہ کیفیت کیا ہے؟ وہی کلام، اور وہی الفاظ، جو عوام الناس سے وقتاً فوقتاً سُنے جاتے ہیں، انھیں ہوا دوسرے کانوں تک پہنچاتی ہے۔

(۲) کیفیات۔

(۳) مشتمقات۔

(۴) تفسیرات۔

(۵) مبادیات لسانیہ۔

کوئی کلام اور بات ہو وہ کسی نہ کسی واقعہ یا واقعات کو چھو ہوگی، اگرچہ ایسا واقعہ یا ایسے واقعات اپنی ذات میں کیسے ہی اونٹنی درجہ کے ہوں اور اگرچہ اُن کا کہنے یا بیان کرنے والا کبھی درجہ رکھتا ہو، چاہے جاہل سے گفتگو ہو، چاہے کسی عالم اور فاضل سے دونوں کے کلام، اور بات چیت میں معاملات و مخفیات کا ایک خزینہ ہو گا اور سُنے والوں کے دلوں پر کسی نہ کسی رنگ میں موثر ثابت ہو گا۔

ہر واقعہ کوئی نہ کوئی کیفیت رکھتا ہے، جو کسی نہ کسی حقیقت کے تابع ہوتی ہے۔ بہت سی ایسی کیفیاتیں نکل آتی ہیں کہ جن کی تہیں بڑی بڑی کیفیاتیں دہی ہوتی ہیں اور دنیا کو ایک حد تک اُن کی ضرورت ہے۔ ایسی کیفیت یا ایسی کیفیات کا اور اک اور انکشاف ایک ایسی علمی خدمت ہے، جو دنیا کے واسطے اکثر حالات میں ایک نعمت اور برکت ثابت ہوتی ہے۔

جس طرح حقیقت، اور بہ کیفیت کے مشتمقات بھی ہوتے ہیں جن سے جزویات کی تنقید کی جاسکتی ہے، اسی طرح تنخرجات بھی معرض بحث میں لائے جاتے ہیں، اور ہر بشر اپنی سمجھ کے موافق اُن کی بابت غور کرتا اور نتائج ترتیب دیتا ہے، اور اُن سے مختلف علوم و فنون کی بنیاد پڑتی ہے۔ مبادیات لسانیہ، یا اُن امور سے، جو زبان اور تکلم سے بالخصوص وابستہ ہیں، صد ہا علوم و فنون کی بنیاد پڑی ہے، اور خاص کر لٹریچر یا لٹری ڈنیا میں اسی شعبہ نے بہت کچھ کام دیا ہے۔ اگرچہ لوگوں میں

تکلم

کو چھوڑ کر انسان بعض وقت صرف اسی خوشی میں مگن رہتا ہے کہ وہ نسبتاً ایک ناطق حیوان ہے اور دنیا میں اس نطق کی وجہ سے اُسے شرف و فضیلت کی ڈگری مل چکی ہے۔ بے شک بتایا دیگر حیوانات کے نطق بھی ایک فضیلت اور شرف ہے لیکن فلسفی رنگ میں نطق سے مراد صرف بات چیت کرنا اور بولنا ہی نہیں بلکہ یہ کہ جو کچھ بولا اور جو کچھ کہا اور سنا جاتا ہے اُس سے علمی رنگ میں کون کام لیا جائے۔

وہ کام کیا اور کیسا ہے؟ تکلم اور نطق سے وہ صورتیں ترتیب دیتی جو انسان جنس اور دنیا کے حق میں معاداً اور معاشراً مفید ہوں۔ اخلاقی فلسفہ کا جزو اعظم ہی تکلم ہے۔ اگرچہ اور جذبات سے بھی واسطہ پڑتا ہے، لیکن دیگر سب جذبات کا اظہار قریباً اسی قوت کی بدولت ہوتا ہے فلسفہ اخلاق تکلم کا اخیر تکملہ شکو رہے گا، اور اُس کی وجہ سے جو کچھ عظمت اُسے نصیب ہوئی ہے وہ ایک خاص عظمت و وقت ہے۔

اگرچہ فلسفہ اخلاق کی بہت کچھ بنیاد خیالات پر بھی ہے اور خیالات کی سرزمین میں اُس کا بہت کچھ دخل و قبض ہے، لیکن خیالات کا کثیر حصہ نطق اور تکلم کے تابع ہے اور بحیرا آب کے فلسفہ اخلاق کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔

سائنس کو تکلم و نطق سے بہت کچھ مدد ملتی ہے اگر سائنس کی تبلیغ کا بہت سا حصہ نطق اور تکلم سے وابستہ نہ ہوتا تو سائنس کی شہرت آج نصف سے بھی کم ہوتی گو تجربہ نے بھی بہت کچھ کام دیا ہے اور اُس کی فتوحات بھی بے انداز ہیں اور اُس کے احسانات تمدن پر بھی کم نہیں ہیں، مگر چونکہ تحریر بہت کچھ بذات خود ناطق نطق ہے اس واسطے تقدم نطق ہی کو حاصل ہے اور اُس کی بدولت بہت کچھ تحریر کی شہرت اور گرم بازاری ہے

صرف ونحو اور منطق میں سوائے اس کے اور رکھائی کیا ہے کہ عام لوگوں کی روزمرہ باتوں اور مکالمات کو خاص اصطلاحات کے تابع رکھ دیا گیا ہے۔ صرف ونحو عام لوگوں کی باتوں کا ایک خوبصورت عکس ہے منطق وہی جو رٹوتہ ہے، اور وہی کلام جو ہر کوچہ و ہر بازار میں ہم روز سنتے ہیں۔

یہ وہی نقش و نگار اور بیل بوٹے ہیں جو دنیا کے مختلف باغوں میں زیب نگاہ ہیں۔ یہ وہی سودا ہے جو ہر دوکان پر بک رہا ہے، اور جس کا ہر شخص اپنے اپنے رنگ میں گاہک ہے یہ سب سامان وہی ہے جس کو تھوڑا بہت ایر بھیرے دوسرے روپ میں علمی اسٹیج پر لایا گیا ہے۔

”فلسفہ یک ہفت عزم و شدائد“ حیرت و شگفتہ است آواز مرا“ اگر شجر نطق اور نہال تکلم نشو و نما نہ پاتا تو اس قدر خوش آئند شاخیں کیوں بھوٹیں، اور یہ خوش آئند پھل پھول کیوں لگتے۔ نطق ہی کی بدولت یہ سب ثمرات صداقت اور کلمائے حقائق زیب چمن خیال ہیں۔ انسانی زندگیوں کی لائبریری انھیں صحیفہ علیہ اور جو امر تنقید یہ سے پر رونق اور مالامال ہو رہی ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس اولیہ تکلم سے حضرت انسان نے علمی اور فلسفی رنگ میں کوئی فائدہ نہیں اٹھایا؟ اور کیا ہر جہت سے انسان اس کا محتاج نہیں ہے؟

”دیوانہ پیغام نگار است دل ما سودا زده بوسہ بہار است ل“ اگر انسان گونگا اور بہرہ موتا اور ایک دوسرے سے اپنے دل کا مطلب نہ کہہ سکتا تو اُس صورت میں نطق اور تکلم کی بدولت جو کچھ حاصل ہوا یا حاصل ہونا چاہتا ہو کہ بھی نہ ہوتا۔ قدرت نے انسان کو یہ ایک ایسا مفید اولیہ دیا ہے کہ جس کی شان، اور وقعت بجا سے خود ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ اس اولیہ کے جزئیات

ہوں گی چونکہ منطق ایک گراں بہا جذبہ ہے اس واسطے اس کا یوں ہی رایگاں دینا اُن برکات اور اُن خوبیوں کو کھودینا ہے جو فلسفی رنگ میں اُس کی تہ میں قدرت نے ودیعت کر رکھی ہیں ہر انسان خود اپنی ذات پر بھی تجربہ کر کے کہہ سکتا ہے کہ ضبط منطق سے کس قدر فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جس قدر علوم فصاحت و بلاغت لغت محاورات وغیرہ مدون ہیں یہ سب ضبط منطق ہی کی بدولت ہیں۔

”دودمان سوغتن رابکا اکیا کوہ ام زندہ کی گرد چرخ مردہ از افسانہ نام“ ہر انسان ودیعت منطق اور شرف تکلم رکھتا ہے بالقوت کوئی انسان اس سے معرأ نہیں گو بالفصل نہ ہو اور یہ ثابت ہے کہ منطق اور تکلم حیدر چند در چند علوم اور فنون کا موجب ہے اور فلسفہ کی ہر چند وجوہ یہ بھی ایک بنیاد یا مرحلہ ہے اس سے ثابت ہوا کہ فلسفہ ہر شخص کی طبیعت میں رکھا گیا ہے یہ جذبات ہے کہ ہر شخص اُس سے مستفید ہو یا نہ ہو یا اُس کو ایسا موقع زندگی بھر میں ملے یا نہ ملے۔ جو شخص پوتا اور سنتا ہے وہ اکثر باتوں میں فلسفہ کا ذکر کرتا ہے اور اکثر باتیں فلسفہ کے رنگ میں سنتا ہے۔ فلسفہ دوسرے الفاظ میں خوبی اور نقص میں فرق کر کے دکھاتا ہے اور بقول حضرت سعدی۔

”تا مدد حق نگفتہ باشد عیب و ہنرش نمفتہ باشد“

خوبی اور نقص کا اکثر حصہ کلام ہی سے تنقید کیا جاسکتا ہے جو ایک فلسفہ ہے فتنہ۔

سلطان احمد

مستحکم قلم کے ساتھ ساتھ ہی منطق چلتا اور کام دیتے قلم اٹھتا بھی اُس وقت ہے جب منطق زیادہ ہوتا ہے۔

پولٹیکل فلسفہ یا پولٹیکل سائنس میں جہاں تحریر نے بہت کچھ کام دیا ہے، تقریر اور کلام نے بھی وہ کچھ کر دکھا یا ہے جو کبھی اور سے نہ ہو سکا۔ جادو اور فقرات اور ساحرانہ الفاظ نے دم بھر میں ہی جماعتوں اور گروہوں کے دلوں کو مسخر کر لیا، اور ایسی روح پھونک دی کہ جس کا شان و گمان بھی نہ تھا۔ پل بھر میں دل کے دل ادھر ادھر کر کے دکھائے۔ گھنٹوں میں نہیں بلکہ منٹوں میں جماعت کی جماعت میں ایسی کھل بلی ڈال دی کہ خدا کی قدرت یاد آگئی اور نظروں کے سامنے ایک ایسا سماں بندھ گیا کہ جو اپنی آپ ہی نظیر تھا۔

جو جذبات مدتوں سے مدھم مٹھکے تھے، وہی چاندنیوں سے دوبارہ زندہ ہو کر کام دینے لگ گئے، اور سارے جسم اور بگ وریشہ میں خوش کاخون دورہ کرنے لگا اور کایا پلٹ ہو گئی۔

”اشک من عدملہ ویراں کرد قطرہ رنیرہ رنیرہ طوفان کرد“ منطق یا تکلم وہ فلاسفی یا وہ سائنس ہے کہ اگر انسان رنیرہ رنیرہ اُس کا توحید تنقید اور مشق کرے تو جادو کا کام دے جائے۔ ایک ایک نقطہ اور ایک ایک فقرہ میں وہ زور اور وہ اثر پیدا ہو کہ صد ہا دل کلمہ پڑھنے لگیں اور صد ہا دماغ اپنے جوت میں جگہ دیں۔ بعض حکیموں نے اسی بنیاد پر خاموشی کی تعریف کی ہے نشان ان کا یہ تھا کہ: قوت منطق اور طاقت کلم کو جس قدر ضبط میں رکھا جائے گا اسی قدر اُس میں برکات اور خوبیاں پیدا

ساری خبر اخبار ہندو لاہور بالکل مفت اور سیکڑوں روپے نقد انعام لینا چاہیں تو فوراً اخبار ہندو لاہور کا نمونہ منگوا کر کہیں جو کارڈ آئے پر بالکل مفت بھیجا جائے گا مگر اپنا نام اور پتہ بالکل صاف لکھیں۔ منیجر اخبار ہندو لاہور۔

ادیب مارچ سنہ ۱۹۱۳ء



نواب سید محمد زکریا خان رضوی، ذکی دہلوی

کلام نواب ذکی دہلوی

زبان میں اگرچہ مجبورِ کج سی صفائی اور سلاست نہیں لیکن وہ پچیدگی اور ثقالت بھی نہیں جو معلق اور غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے پیدا ہو جاتا ضروری ہے۔ جدت پسندی میں وہ اپنے استاد کے پے بہ پے تھے اور بہت مشکل سے آپ کو کوئی غزل ایسی ملے گی جس میں چند اشعار خاص غالب کی بندشوں اور خیالات کی یاد نہ دلاتے ہوں۔ غزل سر دیوان کے اشتہار قابل ملاحظہ ہیں۔

”فرب عالم ادراک ہے خطہ جدائی کا کہ تو قیغ کن آئینہ ہے شامِ رخِ دہانی کا
مری آنکھوں میں رونق ہے ہما شامِ یکا نین لہارہ میں ہرگز طلسم خود دہانی کا
دل پر زلفِ میرادہرین و نقہا کا سد ہے کیا ہے بخت جس پر سکہ تنگ ناز دہانی کا“
آخری شعر کو دیکھئے۔ مضمون جس کو ادا کرنا چاہتے تھے بہت معمولی ہے لیکن الفاظ اور اسلوب بیان نے کچھ اور بات پیدا کر دی ہے یہی حال دوسرے شعر کا ہے۔ آخری شعر میں دل کی گسٹری کا مضمون باندھا ہے۔ اسی خیال کو ایک اور شعر میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

”دل سودا زدہ ہے ایک تیل کا سد مفت دیتا ہوں مگر کوئی خرید نہیں
مضمون کی نزاکت کے اعتبار سے یہ دوسرا شعر پہلے سے اچھا ہے۔ پہلے شعر میں صحت دل کی کیفیت بیان کی ہے لیکن اس شعر میں دل کے تیل کا سد ہونے کا ثبوت آخر مصرع میں دیتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم نواب ذکی کے وہ اشعار درج کرتے ہیں جو کسی نہ کسی لحاظ سے غالب کے زنگ کے ہیں۔ ناظرین خود اندازہ کریں کہ اس میں انھیں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے کہتے ہیں:-

[اس مضمون میں نواب ذکی دہلوی کے کلام کی خصوصیات دکھانے کی کوشش کی گئی ہے غالب کے شاگرد رشید ہونے کے علاوہ جو خود کو ایک درجن مشہور و معروف شاگردوں کا استاد ہوا اس کی شاعری کا کیا کہنا ہے۔ ایک بڑی خوبی نواب ذکی کے کلام میں یہ پائی جاتی ہے کہ مرحوم نے غالب کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مضمون بھی مولوی سید محمد فاروق صاحب شاہپوری کا ہے۔ اگرچہ دیوان ذکی میں غزلیات کے سوا دوسرے قسم کے کلام نہیں۔ لیکن غن غالب ہی ہے کہ نواب ذکی نے اور اصنافِ سخن کو باقت سے جانے نہ دیا ہو گا۔ اور ممکن ہے کہ آج نہیں کل وہ دستیاب ہو جائیں۔ جس طرح اوتھو میں کی ایاب تصانیف صدیوں کے بعد ملتی جاتی ہیں۔ اس بار کہہ نہیں۔ زیادہ امید مولوی سید محمود حسن صاحب شاقب رضوی دہلوی سے ہوتی ہے جو نواب ذکی کے پیچھے اور شاگرد ہونے کے علاوہ بچپن سے مرحوم کے پاس رہے اور اپنے خاندان کے بزرگوں کے حالات کچا کرتے رہے ہیں۔ اذیلت]

نواب ذکی دہلوی مرحوم کے دیوان میں سوا سے غزلیات کے کوئی دو سہ چیزیں نہیں ہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اور اصنافِ سخن میں ان کی طبیعت کا رنگ کیا تھا۔ اس سے قطع نظر کر کے دیکھئے تو غزلیات سرتاپا ماضی ہیں۔ خیالات کی تازگی۔ زبان کی صفائی الفاظ پر قدرت۔ طرزِ ادب کی نقاسیت یہ سب باتیں ان کے ایک ایک شعر کو لاویز بنانے کے لئے موجود ہیں۔ ان کی لئے آپ کے والد بزرگوار نواب سید محمد یحییٰ خاں صاحب مرحوم نواب ذکی مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔

نواب ذکی کے کلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُن کی قوت متخیلہ بسا اوقات اپنا کمال دکھا جاتی ہے اور وہ معمولی مضامین کو اس ندرت سے باندھتے ہیں کہ میا خند دل سے مر جا سکتی ہے مثال کے طور پر ہم یہاں دو چار شعر لکھنا کریں گے۔

”اڑے جاتے ہیں شوق میں ارباب فنا
راہ میں در زلبیں نقش کفن پا ہوتا

عشق کو باغِ شہ گمانہ کثرت پایا
بے غری ساتھ نہ ہوتی تو میں کیا ہوتا“

”گزارِ قیابِ ن سے کہ وقتِ نبی رہے
میں داغی سے خوش کہ دعا کا اثر ہوا“

”خاموشیوں میں دیکھ کے اندازِ غنا
جو بات لاجواب ہو اُس کا جواب کیا

”تلوچِ تنوالم میں بیاں نفیس کے تھا
دم کا نہیں شمار تو غم کا حساب کیا“

”سادم مرگ دکنی دی گئی ہر حال گرد
رشتہ عریض جائے سے ٹوٹا نکلا“

”یہ شکر ہے کیارے اپنا تو کرسیا
لوگوں کو یہ گمان کہ ہے فریادِ زبام“

”ہم نے کائی ہے شبِ غم نالہِ دریا میں
واسے گرموں یفسِ غمِ بلیت کی تعداد میں“

پہلے شعر میں ذوق و شوق کی اعلیٰ کیفیت دکھائی ہے کہ گویا اربابِ فنا اڑتے چلے جاتے ہیں ورنہ راستے میں کیسے تو اُن کا نقش پا ملتا۔

تیسرے شعر میں ماڈی کا معنوں نہایت لطیف اور نہ چرل ہے۔

پانچواں شعر بہت لطیف واقع ہو ہے۔ شاعر بیخِ عالم کی کثرتِ ان الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہے کہ گویا ان کا اندازہ غیر ممکن ہے لیکن پچھلے مصرع میں یہ لکھ کر ہر سانس کے ساتھ تلو تنوچِ عالم ہیں انھیں محدود کر دیتا ہے اور اس کے باوجود اُن کا غیر محدود ہونا بھی ثابت کر دیتا ہے کہ ہر سانس کے ساتھ تلو تنوچِ عالم ہیں لیکن سانس کا خود ہی شمار نہیں تو رنجِ عالم کا شمار کس طرح ہو سکتا ہے۔

سالگرہ والے شعر میں انسانی زندگی کی کتنی صحیح اور سچی تصویر دکھائی گئی ہے۔ رشتہ عمر کے جگہ جگہ سے ٹوٹے ہوئے کا ثبوت یہ کتنا قرین قیاس ہے کہ ہر سال اُسے قایم رکھنے کے لئے گرہ دی جاتی رہی ہے۔

”شبِ غم نے ہی آخر ہوئی یعنی برابر ہے
مکھان جان کا اُسان ہونا ایک مشکل کا

”اطلا حشر سے لیکن بن کے نقشِ دعا بیٹھا
ہولے غارِ دے تنہا رنگِ سایل کا“

”بھرنے میں زخم کے دو گلِ انشائیہ کُل
جی میں ہے دل کو چڑھ دیں غمِ شیریں ہم“

”ہاں اہلِ نرم دعوے ذوقِ نظردست
سرگرم جلوہ وہ بُتِ طنار ہی نہیں“

غالب کا ایک مشہور شعر ہے ۵

”دینیسِ حرم نہیں نہیں آستانِ نہیں
میٹھے میں ہرگز پریمِ غیر نہیں اُٹھائے کیوں“

اسی مضمون کو نواب ذکی نے اس طرح باندھا ہے ۵

”میں آپ کی غزل میں نہ بٹھا تو بیٹھا
کیا غیر کو دعویٰ ہے سرِ راگنہ کا“

اسی طرح غالب کا یہ شعر بہت مشہور ہے ۵

”مری تمیر میں مضر ہے اک صورتِ خرابی کی
مہوولی برقِ زمیں کلبہ خون گرم نکلا“

ذکی کا ایک شعر اسی کے قریب قریب ہے ۵

”نفسیوں سے مکے ہوتا ہے سب پہ پہیہ کھاتر
پٹیاں ترقی پوجاتی ہے جب گنتی ہے خربزہ“

غالب کہتے ہیں ۵

”اگلا ہے گھر میں بڑو خانہ دیرانی تماشاگر
مدارِ بکھودے گھاس کچے نیمے دریاں کا“

ذکی کا شعر ہے ۵

”گریہ ہے سحرِ نظر تلخیِ زہرے کی نمود
بارے آباد ہوا کلبہ دیراں اپنا“

ذکی کا ایک اور شعر اُن کے اس شعر سے ملتا جلتا ہے۔ کہتے ہیں ۵

”دور دیکھیں نے اپنا بیاں بنایا
زندانِ ہوا خراب تو آباد گھر ہوا“

اسی کے ساتھ یہ شعر بیجا ختم قلم سے نکلتا ہے جس میں شوقِ فنا کی انتہائی کیفیت دکھائی ہے ۵

”حسرتِ یہی رہی کہ حسنیوں کو دیکھنے
میں خاک بھی ہوا تو غبارِ نظم ہوا“

اشعارِ غالب کے بالمقابل کلامِ ذکی کے پیش کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ہم انھیں غالب سے بہتر یا ان کا ہم پلہ سمجھتے ہیں بلکہ محض اُس فیضانِ صحبت کے نتیجے عملی طور سے دکھانا مقصود ہے جو ذکا نے اپنے لایقِ استاد کی خدمت میں رہ کر حاصل کئے۔

کلام نواب ذکی دہلوی

ساز نیک فریب دل مگیں پایا راز امید و فام ہے سراسر جانا
لے کے دل پو پھتے ہیں تو نے ہیں کیا سمجھا ابھی آفت ہو اگر کئے کہ لبس جانا
ٹوٹا کس سے صدانکھ دو کیا نازک ہے شیش جانا جو مرے دل کو تو چسپ جانا
بزم افروز عرس خانہ ہستی نکلا ہم نے اب سود دل سوختہ اخراجانا
پہلا شعر با عتاب لعل مضمون کے عشق و محبت کا پہلا زمینہ ہے۔ یلکی
رضا جوئی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ غیر کو بھی جرات نہ ہو حالانکہ عاشق
کے خیال میں کوئی چیز دنیا سے اُس سے بُری نہیں ہوتی تیرے
اور چوتھے دونوں شعر کی بیباک شگلی بیان قابل واد ہے۔ اس طرح
میں دو غزل کہا ہے۔ دوسری غزل کے یہ تین شعر دیکھنے کے لائق
ہیں۔ مطلع کی شان دیکھنے کی ضرورت دار ہے۔ دوسرے شعر میں یار کے
شرم و حیا کی حالت دکھائی ہے اور آخر شعر میں "عاشق دیوانہ"
کا حافل ہونا کتنی آسانی سے ثابت کیا ہے۔

"ساتھ ساتھ اہل تماشا کا وہ مشہر جانا اللہ اللہ جان سب عشر جانا
شرم پُرس کی مٹا ہوں کہ نظر کو جس کی تنگ ہے پردہ خرگاہ سے بھی باہر جانا
کھل گیا عاشق دیوانہ کا دانا ہونا خاک ہوا نے کو ترسے کو جو میں اکثر جانا"
اس میں شک نہیں کہ نواب ذکی کو اپنے خیالات پر پورا قابو تھا
وہ جس طرح چاہتے انھیں جذبات اور نازک خیالی کا جامہ پہنا کر دلچسپ
بنادیتے تھے اور یہ شاعر کی سب سے بڑی صفت ہے بلکہ اہل میں صلی
شاعری کا یہی دوسرا نام ہے۔ یہ اشعار دیکھئے۔ ہر ایک میں کوئی
ذکوئی بات قابل تعریف غزور ہے اور بعض شعر تو ایسا ہے کہ سامع
کے قلب پر تیرے کا کام کرتا ہے۔

"تمیز جو کہیں شمس و ترقی صورت تم نے دیکھی نہیں اہل نظر کی صورت"
"دو دل نہ ہوں دکھ جاتا ہوں دانا نہ دشمن زلایا کیسی نے طلحہ ناکام رہزن پر"
"باغبان کو ذوقی نامحرم تھا تنگ کردی کانٹوں سے موگلا زبند"
"وہ سادگی سے تعامل کو نازک سے ہیں مگر سکھاتی ہے شرجی کا امتحان کئے"

آخری شعر میں شب غم کی تکلیف اور صوبت کا حال کس قدر
پُر اثر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انسان کی زندگی اُس کی تعداد و افاقہ
پر ہے۔ اور جب یہ تعداد پوری ہو جاتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔ اب
شاعر کہتا ہے کہ میں نے شب غم میں جو جو ایذا میں برداشت کیں
ان کے اعتبار سے میں گویا زندہ ہی نہ تھا۔ پھر اگر یہ گھڑیاں بھی میری
زندگی میں شمار کی جائیں تو مجھے افسوس ہے۔ خاتمہ خاص خیالات
و جذبات جو بیکارے خود نازک ہوں اُن کو ندرت کے ساتھ نظم
کرنا زیادہ تعجب کی بات نہیں ہو سکتی لیکن نواب ذکی نے معیولی
مضامین کو بھی جنھیں متعدد میں اور متاخرین دونوں پانچ رکچکے
ہیں اس طرح ادا کیا ہے کہ ان میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور بادی نظر
میں گمان ہوتا ہے کہ یہ بھی جدت پسندی کی مثال ہے۔ یہ اشعار دیکھئے
"بہوئی تھی شب غم کہ جو غم کو دل پر غم نہ ہنگامہ عشر جانا"
"بے شب غم کس قدر ذوق تھا شب بے بند ہونا دیدہ بیکار کا چھانیں"
یہ دونوں شعر لفظ ہر ایک دوسرے سے متضاد ہیں لیکن ہر ایک
بجائے خود طبیعتی اور نازک خیالی کا نمونہ ہے۔ اسی طرح یہ اشعار
ملاحظہ ہوں۔

"شہادت پر ہوا موعود وصل ہو کیوں آیا دو جگہ نزل کر کے ہائے اُس کا بگم ہونا
براہ خاک راہی لپستی اوج سے کرنا غبارِ نا توں آموزگار آسمان ہونا"
"مہربان وہ نہ ہوئے دل کو لیکن ہوئی غلط ہے کہ دم سرد میں تاثر نہیں"
"نہ اٹھ سکا تو وہ غم کیا ہے کہ ہما مل غمنا ایک دم آنسو تو آ بشار ہوا"
ہر ایک کام ہر شکل تو کیا کرے انسان مجھے تو جان کا دنیا بھی وصل یا ہوا"
ان کی ایک غزل ہے "گھر جانا"۔ بہتر جانا" اس کے چند منتخب
اشعار دیکھئے مضمون آفرینی کی جگہ صفائی کلام کا زیادہ خیال رکھا
ہے اور خوب خوب کہا ہے۔

"غیر سخن ہر کھیل نادان کوئی حزن دی بہتر ہے جسے یار سے بہتر جانا

”یہ رنگیں نگہ یہ جسم نقاب میں کیا ہے جہاں میں ہر تہا ہے حجاب میں
اُس کی طلب میں ہر نفس غارِ شوق ہے رکھتا ہے کون عمر گذشتہ حساب میں
کیوں آؤں ہوش میں کہ ہو کچھ جیت ذوق ذوق خیالِ یار سے ہوں مخو حجاب میں
لیلا کے نام سے بھی تھی قصود ایک شہا دیکھا تو غیر قیس نہ کچھ تھا نقاب میں
آوارگی تھی فطرتِ آدم کہ خلد سے آباد ہوئے آئے جہاں خراب میں“

قوتِ متغیاء کے یہی کارنامے ہیں جنہیں محرارِ اعجاز کا لقب ملا ہے۔
ان میں سے ہر ایک شعر بجائے خود تاثیر بیان کے ساتھ ناکرِ خیال
کا دلفریب مرتع بنا ہوا ہے جو تھے شعر میں ”انایلا“ کی جو کیفیت
دکھائی گئی ہے اُس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں
قصوت اور معرفت کی رفر شناسی کا ملکہ ہے۔ یہ شعر اگر کسی حال
قال کی مجلس میں پڑھ دیا جائے تو نا ممکن البیان حالت پیدا
کر سکتا ہے۔ تقریباً خیالی کوسید ذکی نے ایک دوسرے پیرے
میں بھی اس طرح تقلید کیا ہے

”قیس جہِ ذوق میں پھو صد رنگ عشق لیلایلا کہ رہا ہے اور تم محل میں ہو“

مندرجہ ذیل اشعار جو ایک اور غزل سے انتخاب کئے جاتے

ہیں ملاحظہ ہوں کس رنگ میں کہے ہیں سے

”ایہی میں بتا ہی رونق کا شانہ ہو جائے قفس ہی نالے سے بل کر طبعِ غامہ ہو جائے
تفاضل سازگار و دہلِ عشق کیا ہوگا ادا سے دو فریبایا کہ دل دیوانہ ہو جائے
دل آسے نزعِ نیست کیان کچھ تو نکلیں جو اگر عالمِ زمین تا آسمان ویرانہ ہو جائے
جنونِ عشق بھی ہے علمِ حکمت و درِ کائنات جو دیوانہ ہو جائے وہ فرزانہ ہو جائے“

اس طرح میں یہ دو شعر خاص طور پر قابل ذکر ہیں سے

”خدا بزمِ جہاں میں نے وہ ذوقِ باہر آشیا کہ دورِ چرخِ جھلکے گردشِ پایہ ہو جائے
تماشا عام ہو گا اور کعبہ پیروی از ان عجب کیا ہے قیامتِ محبتِ ستانہ ہو جائے
”گرا ہی ہے“ ”لڑ ہی ہے“ ایک اور مشہور طرح ہے حضرت صفت
نلد مقام نے حیدر آباد وکن میں ایک مصرع طرح دیا تھا

”تمارا ذکر تہ جو رویداد شوق نہ ہو تو یہ ہی کیوں گھر کوئی بے زباں ہوگا“
پہلا شعر ایک مشہور طرح میں ہے۔ اس زمین میں داغ۔ امیر نے
بھی غزل میں کہی ہیں اور خوب کہی ہیں داغ کا مجھے صرف ایک
مطلع اس وقت یاد ہے کہتے ہیں سے

”بزمِ دشمن میں نہ کھانا گلِ تر کی ٹٹو جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت“
حضرت امیر مینائی نے دو غزل لکھا ہے۔ جن کے قینوں
مطلع یہ ہیں سے

”ایک ہے ہر سے ہزار و ہزار کی صورت گھر میں گھر سے نکلا بھی نظر کی صورت
چشمِ عشاق سے پنہاں ہو نظر کی صورت دل سے جان پڑا ہے جو کر کی صورت
نگہِ فنی صبح کو کیوں ہو نہ سحر کی ٹٹو پھر تے میں شام سے شبِ بھرہ تر کی صورت“
امیر و داغ نے اپنے اپنے رنگ میں بہت خوب کہا ہے لیکن
ذکی کے مطلع کا جواب ان چاروں میں سے کوئی نہیں ہو سکتا
البتہ مولانا حالی کا مطلع جو اسی طرح میں ہے باعتبار اپنی معنوی
خوبیوں کے بجائے خود بے نظیر ہے سے

”اُس کے جاتے ہی یہ کیا ہو گئی گھر کی ٹٹو نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت
اس زمین میں حضرت امیر مرحوم کے یہ دو شعر گھر کے قافیہ کے کتنے
صحیح اور پراثر ہیں ہم میا خستہ حوالہ قلم کرتے ہیں سے

”قربِ وادیِ غربت میں بنے گی کزن اور کوئی نظرائی نہیں گھر کی صورت
عمر گذری ہے ہری وادیِ غربت میں مگر اب تک یاد ہے کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت“

”مسائب میں“ ”جواب میں“ یہ بھی بہت پامال طرح ہے۔ داغ و

امیر کے علاوہ غالب و آتش کی معرکہ الآ غزلیں اس زمین میں
موجود ہیں۔ شاعر کا کمال ایسے ہی موقعوں پر دیکھا جاتا ہے کہ
جب اُس کے کلام پر نظر ڈالی جائے تو شاعر کا طبعی رنگ اُس سے
نمایاں ہو۔ ذکی نے اس غزل میں چند شعر بہت اچھے نکالے
ہیں دیکھئے سے

”یہ چوٹی کس لئے چھپے پڑی ہے؟ خود بھی غزل لکھی تھی۔ دایع - امیر فضل سب کی غزلیں اس پر موجود ہیں۔ ہمیں سید ذکی کا مقابلہ کسی سے کرنا یا انھیں کسی پر فوقیت دلانا مقصود نہیں صرف ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ اس زمین میں کس طرح پھیلے پھولے ہیں کتنے ہیں سے ”سان عشق ہے اُن کی نگہ بھی جگہ کے پار ہے دل میں گڑی ہے کہاں تک یہ مطلق مختص ہو غم دل کی کایت ہی بڑی ہے وفاقینِ قل ہے شمعِ محفلِ خلا کی رات بھر لیکن گھڑی ہے کہا ہے سچ سحرِ معرور پامال تمہاری زلفت قدوس میں پڑی ہے فسیحِ عقدِ مرد پارسانی حلیوں کے لئے اچھی گھڑی ہے وہ یہ ہیں حسبِ ذوقی تصوراً نظر کے سامنے صورت گھڑی ہے“

خیالات کی جدت اور مضمون آفرینی کے ساتھ زبان کی صفائی اور سلاست قابلِ لحاظ ہے حقیقت یہ ہے کہ غالب کی جودیت مجروح کو ملی تھی اُس میں بھٹہ رسدی نواب ذکی بھی حق دار بن گئے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ اُن کی زبان ہر پہلو سے فصیح اور رواں ہے۔ الفاظ کی موزونی اُس کے سخن کو اور زیادہ کر دیتی ہے۔ جو چلے۔ معاملہ بندی۔ عشق و الفت کے مز و کنائے کلام ذکی میں نہیں ہیں خال خال شاید یہوں شلاکے ”میں عاصی واصل کرتا ہوں تو تو کین غیر کہتے ہیں روانہ ہے اس کا کما ہوتا ہے“ ”تم کو شکر کریں اور بُرا کیا کریں اس سے سو کیا کہیں اس سے سو کیا کریں“ ”تم مضطرب یا بیہ ہوئے جاتے ہو کموں کیا آئی ہے عدو کی خبر ایسی کہ نہ پوچھو کم حوصلہ کہنے دینا کہ ظنت سمجھنے دینے کو تو ہے چشمِ آہی کہ نہ پوچھو“ ”غیرِ غم زم زم میں بیٹھے ہو کوئی بات ہے یہ زبان دی ہے خدا نے تین ماں نہ ہی“ لیکن ان خصوصیات کی عدم موجودگی میں بھی سلیان کی میناگی اور زبان کی روانی میں کوئی کمی نہیں رہی۔ بسا اوقات معلوم ہوتا ہے کہ کسی سے بیٹھے بائیں کر رہے ہیں۔ دیکھئے ۵

”ہم کے کسی اور سے دل شاد کریں گے جو کچھ دیکھا تھا ستم ایجاد کریں گے میں میں نہیں ہوں بھلا تے ہیں کہ گئے ہے یا دمری جب نہ مجھے یاد کریں گے یہ کتنے ہو قاتل سے کہ ہونے و دیات کیا حضرت دل آپ بھی فیا کر کریں گے“ ”اُسے بھی شوق ہے نکالنا اپنی داستان کئے تمام شہید ہی کتا ہے راز داں کئے“ ”جان دے کوئی تو دے جو کاشا ہو کر پرہ کیوں کرتے ہو تم آئینہ سیا ہو کر“ بول چال اور وزیرہ سے جو خاص تعلق دایع کو ہے اُس کی نظر کسی اور شاعر کے کلام میں ملنا ناممکن ہے لیکن اس سے قطع نظر کر کے دیکھئے توسید ذکی نے اپنے رنگ میں صفائی و سلاست بیان کے بہترین نمونے دکھائے ہیں۔ غور کیجئے اس سے زیادہ صاف و شستہ زبان کیا ہوگی ۵

”جی جیت عزیز اور ادا کیا کریں آپ ہیں جیادے فری واد کیا کریں اُن کو ذاتی ستم مہرِ جفا کیا کریں خرمیں تسلیم کہ اس کا گال کیا کریں بزم کو ہے خود کیا جلوسے نہ اب کیجئے چشمِ دنگہ کیا کریں ناز واد کیا کریں“ ”پاک دامن کیجئے گھرے گریاں کیجئے کچھ تو آخراہ طبع پریشاں کیجئے“ ”غمِ ناوٹ ہے اضطرابِ غلط ہر سخن کا ملا جواب غلط باہار کے ہم ہے شبنمِ سبر ہو گیا عمر کا حساب غلط آرزو میں بھری ہیں بے معنی دلِ غل میں ہے یا کتاب غلط“ ”بجا کہتے جو اعدا بے وفا ہیں تمہارے طعنے میرے مدعا ہیں تمنا اللہ جناب عشق کی شان ہمارے مقتدا ہیں پیشوا ہیں“ ”جان دل سازگار ہیں دونوں یعنی تم پر شمار ہیں دونوں چشمِ گریاں ہے اشکِ ابر ہے کچھ عجب بدشمار ہیں دونوں آفریں تم کو ایک نادک میں جگر و دل فنکار ہیں دونوں“ ادیب کے اشعار تقریباً سب کے سب اُن غزلیات سے لئے گئے ہیں جو بحرِ خفیف کی ہیں۔ معمولی شاعر کا کام نہیں کہ ان چھوٹی بحروں میں بھی کلام کی خوبیاں قائم رکھ سکے۔ اس لئے

اسی خیال کو نواب ذکی نے کسی قدر ندرت سے باندھا ہے اور اُن کا شعر اوپر کے شعر سے اس وجہ سے منفصل سمجھا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اپنی شومی قسمت کے نتائج صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رکھے بلکہ کہتے ہیں ۷

”کیا ربادوسی مانند اکویری تہمتجہ کہاں جا کر ڈوبیاج کمارے برغیرتھا“
نواب ذکی کے استاد غالب اُس قید سے آزاد تھے جو تقلید کی زنجیر نیکر آج تک اردو شعرائے کلاں میں پڑی ہوئی ہے۔ ذکی بھی حتی الوسع خیالات میں دوسروں کی تقلید ماروا نہ گھستے تھے اپنی ان خصوصیت کا ذکر شعرا نے انداز میں خود اس طرح کرتے ہیں ۷
”آزاد و بند جانتے تھے سب ہیں ذکی ہم زندگی میں کرتے تھے عشق و فوج خاص جب وقت آگیا کہ ہوں نصرت تہاں سے اس لہجے سے گئے کہ جو عجیبہ خصوصیات العقیقہ اپنی وضع الگ تھی زمانے سے ”تھنے میں قبر سے بھی جو صورت ضرور خاص سرگرم ناز آ کے وہ عشرت سلرم ہو مرقہ پر اپنے چاہنے شور و نثر خاص ٹیڑھے اداس خاص کی عاشقی بہ توفیق جنت بھی خاص چاہنے غلمان جو خاص“
کلام ذکی کم از کم دو خصوصیات سے ضرور خالی ہے ایک یہ کہ درد اور سوز و گداز کم ہے دوسرے معرفت اور تصوف کے مضامین پر خاص توجہ نہیں کی۔ اصل یہ ہے کہ شاعر اپنے طبعی رنگ پر چلتا ہے اگر وہ اوروں کی طرح چاہتے تو خواہ مخواہ یہ چیزیں بھی غزلوں میں ٹھونکتے لیکن ایسا نہیں کیا ہاں جہاں از خود اس قسم کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں وہ بیجاختہ منظوم ہو گئے ہیں اور حتیٰ یہ ہے کہ کیفیت سے خالی نہیں۔ معرفت میں یہ اشعار قابل دید ہیں ۷

”ہوش سپر غم تھ سے ہوا لالزار کا تو ہی نہ رخ ہے بہن روزگار کا تو وہ کریم ہے کہ تری بارگاہ میں پایہ بلند ہے نگہ مشر سار کا یہ رنگ ہائے غمت اُس ایک نال کی ہے آئینہ دیکھنے کو چمن ہے ہزار کا

اس رنگ میں کچھ کہتے ہیں جسے منعمون آفرینی اور جدت پسندی سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ یہی حال ذکی کا ہے۔ صاف اور سیدھی باتیں کہتے چلے گئے ہیں۔ ان غزلیات میں صرف اداسے مطلب کا اسلوب اور زبان کی شگفتگی دیکھنے کی چیزیں ہیں لیکن جہاں کہیں ان صفات کے ساتھ شاعرانہ خیالات کا سایہ پڑ جاتا ہے تو اشعار بہت دلآویز ہو جاتے ہیں مثلاً ۷

”صد شکر قیل دوستی تھے درد ہم تنگ زندگی تھے
وصفت دہن و مکرت کچھ پوچھ صانع کے یہ مکنت نہ تھے“
”قلب آئینہ میں کیا نہاں ہے عشرت ان خیال انسان ہے
و سست مایہ دل دیکھو درد مدعو ہے الم ہماں ہے“
”وہ جلو سے قیامت اُٹھاتے رہے مجھے میری جزا سے بے گناہ گئی
دہ پے اڑے ہوئی بے دلی مراد ہی گویا دعا لے گئی“
”عشق کا وہم ہے زمانے پر کیا لگاتے ہیں وہ زمانے پر
مرد شوق سے پہنچتا ہوں تیرے پہلے میں نشانے پر
میری قسمت میں تھا کاشک پیرا مہر ہوئی ہے دانے دانے پر“
مندرجہ ذیل اشعار بھی بحر خفیف میں کہے گئے ہیں۔ آخری دونوں اشعار دیکھنے کے قابل ہیں ۷

”میں نے اچھا نہیں کیا شہو تم بڑا کہتے ہو بلا سے کہو
غیر کیا جانے لطیف مرگ وصال مجھ سے محروم دعا سے کہو
ڈوبتا ہے سفید راسبہ ناخاکوں ہے خدا سے کہو
آزوبے کہ اپنا کہہ بیجے گو کسی لفظ مارو اسے کہو“
ناظرین غور کریں تیسرے شعر کا مصمون کتنا بلند ہے اور آخری شعر میں تو ”آرزو“ کی انتہائی حالت دکھا دی ہے۔

کسی کا یہ ایک شعر بہت مشہور ہے ۷
”قسمت کی خوبی دیکھنے کوئی کہاں کند دو چار ہاتھ جبکہ لب بامہ گیا“

کلام نواب ذکی دہلوی

”کیا اس سے فزون تو بی جنت کا گمان ہو یا باغ ہو یا میکہ یا کو سے تباہ ہو“
 ”جزو د آئینہ موت سے تو بہر تامل جہاں بندہ تجاہل پیشگی و اللہ جنوں کی میسریت ہے“
 ”نفسِ بے نسیم و فاعلِ محرابِ شوق یہ وہ مرا ہے جسے ذوقِ عبادتِ ان کئے
 نہ چرکِ خواب سے بچنے دہم سہ آیا نسیم صبح کا جاتا ہے کارواں کئے“
 ”دل ملی گیا جو خاک میں انوس کیا کریں ہم اور ڈھونڈ لیں گے تری جلوہ کار“
 ”مخمسین جاؤں کیا کہ بتایا نہ جائے گا قاتل کا نام پوچھتے ہیں داخواہ سے
 از رویِ نفرت ایک میں انسانِ جرد و غم دل داغ سے الگ نہ جا رہا ہے آہ“
 ”اللہ اللہ فرسہ و دشت کا جہول دانت میں شیروں نے بھی تنکے لے
 بُت وہ کافر میں کہ ان کا جلوہ ہے نور امیساں قلبِ مومن کے لئے“
 ”اوجہم بے نیاز ذرا دیکھ تو سہی کیا حال ہو گیا ترسے اسید و ارکا
 خندِ شیر فرازِ سعادتِ نبین سہی ذروں میں کیوں شمارِ نیک و کار کا“
 ”مند بیدلِ ذوقِ مجتنبِ غریب اُن کے کلام غیرِ مطبوعہ سے ہیں
 ”دل ہی نہیں تو جو صلاہ گفت گو کہاں صد رنگِ جلوہ نفسِ آرزو کہاں
 اربابِ ذوق و شوق سے ہنگامِ گم محفل میں یا دلِ افسردہ کہاں
 اُس سے امیدِ قدر و فخرِ سربِ غلط جس آبرو کورتے ہیں وہ آبرو کہاں
 محرومِ انبساطِ جہول و بخورِ بیکسی پتیا جوں خونِ دل قدحِ شکیبہ کہاں
 اُس مومن کیا ذکوہ دل میں کر و ملا پھرے ہو تجویزِ ذکی کو یہ کہ کہاں“
 ”دکھاؤں سورشِ دشت کا کیفیتِ نئے کو چمن سے دشت کو جاؤں جلا کر آئیے کو
 کہاں سے آئے دل میں نازِ بیکانہ ٹھانے کو کر وہ ہو و رہیں صبحِ روشن نئے کو
 مگر سے یکے طفلِ اشکِ دل تک کیانالی لایا خاک میں اک بے رو پائے گھرنے کو
 یہ اربابِ طلبِ کیلئے خبرِ ہین و حق و حجت معاذ اللہ بیگناہ سمجھتے ہیں بچانے کو“
 ”مندرجہ بالا سطوح میں ہم نے بتایا ہے کہ یہ ذکی کیسے شاعر تھے۔ ہیں عزیزِ ملک
 نہیں کہ دماغِ مروج کی طرح وہ بھی بزمِ دل کی ایک شمع تھے۔ انوس ہے کہ ابابیل سے بھی بچے
 ساتھ اپنے برگوں کا نام بھی روشن کریں باقی نہیں رہے دماغِ مروج۔ ”اوجہم تباہ ہو گیا“
 ہر شے میں تھیں جنھن سے کہ بچے جلا کر ملک کا نام کیا ہو بخدا انکی اعلیٰ کو اپنے چار حجت میں بگاڑے
 فاروق شاہ سپری

جہاں ہیں ہم مشاہدہ نور ذات میں آنکھوں میں کیا سامنے کا رنگِ متا کا
 اسی طرح دو ایک شعر اور گزر چکے ہیں لیکن انوس ہے کہ ان کی تکرار
 مقابلہ بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔
 یہ چند شعروائے کمال کے دیکھئے کس قدر بلند واقع ہوئے ہیں سے
 ”جی کے نور سے اور ان علم و حسنِ نیلانی یہ جلوہ بینہ دل سے نظر نہ نکالنا چاہیہ
 قبائے گل میں ہونے جاغرائے جسمِ ابرو میدہ لائے ہیں نسیمِ بگی یا دہم کیا
 وہ اعلیٰ مقصدِ غم و غمِ نیتِ اقدس بھی کہ جس کے واسطے چشمِ جہاں نے مسلو کیا“
 ہمارا خیال ہے کہ کلامِ ذکی کے متعلق ہم نے ہر پہلو سے بحث کر لی
 اور لفظِ ہر خاص بات قابلِ تذکرہ باقی نہیں رہی۔ اب ہم آخر میں
 اُن کے متفرق اشعارِ ہدینہِ ناظرین کرتے ہیں جن کی تجدید گاہِ تجویز
 کے اہلِ خیال کی جگہ ہم ان کا اندر ذوقِ ناظرین پر چھوڑتے ہیں سے
 ”دیکھی ہیں اختلاطِ کیم سے بُرا نیلانی انجانب سے غیر یہ اگر وہاں ہے اب
 غلاہرِ سنگی میں بھی بے زینتِ قدیم دل و دربار ہے کہ تہوں کا کچا ہے“
 ”میسر جو نہ مہیا میں گونجوں اپنا یہ ہم نے مکان کھی ہے سے آگور سینے میں“
 ”وہی سیر و وہی دشت ہے وہی ویرانی او کیا دشت میں ہو گا جو مے گھرنے میں“
 ”میں کھوں کیونکر خوشی میں مرا ہوتا میں سہی نہ بی کلب سے اب خدا ہوتا میں“
 ”نزعِ جال اور شوقِ یار ہنوز جانبِ در ہے چشمِ نزار ہنوز
 کتنے رہرو شے کہ راہ میں ہے کنارواں کارواں غصہ ر ہنوز
 دل پر شوقِ دل کے خاک ہوا داغِ باقی سہی یاد کا ہنوز“
 ”مایہ میں ہوں اثر سے تو فریاد کیا کروں وہ سنتے ہی نہیں دل ناشاد کیا کروں
 غم کا ہے یہ جو م کہ ہے تلخِ زندگی شیریں کا بیخِ ماتم فریاد کیا کروں“
 ”بگمنائی کے حق میں ل جوجیت وہ خدا کر دہ کیوں اغیار کی محفل میں“
 ”میں دمِ جلوہ بھی نظا سے سے محروم ہوں اس قدر مجھ کو ہی شوق نہ کر گئے کو
 کھل گیا رازِ کہیں بزم میں حیرت کیونکہ نقشِ دیوار نظر آتے ہیں مردمِ مجھ کو
 رویا ہی کا ہے آں خاک سے پردہ مقصود نہیں ہے وہ ذکی مسکرتیم مجھ کو“

خلاؤں کا مارا آغا

(گوشہ سے پیوستہ)

آجی کے ہاں ڈٹے رہے۔ بہر حال پسندیدگی کے جتنے حوصلہ افزا
پیغامات قدردانانِ اویب نے بھیجے تھے نہایت شکریہ کے ساتھ ثواب
خیال صاحبِ عظیم آبادی کے پاس بھیجے گئے۔ اور واقعی مزاح

ہر طرح مستحقِ داد ہیں۔ اڈیلٹی
اُس رات کی صبح

”خدا خدا کر کے آفتاب نکلا وقت نہا رکھنا“ رسید! ہم نے
آغا جلد جلد غلط بنایا غسل کیا و تبرکاً پوشاک (ٹوٹ) نظام الملک
میں سے ایک لباس قیمتی زیب تن کر کے کھانے کے کمرے کی راہ
لی۔ آغا! صبح صبح باغِ فردوس ست۔ شامِ محنت انجام دیشہ لیجی
دُشِبِ فراقِ گزشت۔ حالاً صبح وصال رو نمود! آقا چرمی نیم؟ آغا
چرا گوشہ دماغ (ہلک) من گرم شدہ دوستانہ پانچم؟ آغا قلب من
چرا ان قدر می تپد و چشمہاے من چرا بہ یک مرکز تنویر گشت و نظریں
چرا بہ یک نقطہ دوختہ شد (جپ کر گئی)؟ آغا لحاظ لفرما! اللہ اکبر!
از دور یک گل تازہ شکفتہ در نظرم می آید و من بہ متن متوجہ اُن گل
نور سم (ام) ! واقعہ یک ستارہ سحر می بر زمین (زمین) جلوہ گزشت!
آجی آفتاب تو صبح گزردہ شدہ! آجی زمین (زمین) تو روزِ زافری
انسا طمک لالہ زار گشتہ! بسم اللہ پیرانی کن همان غریزہ خود را! ابن
(بیں) میر و دمِ نر و اُن نہر تاباں! آقا۔ اُس وقت پیر ہلے یک
یک من کے (من من بھر کے) ہو رہے تھے۔ مگر خیر خود کو کسی طرح اُس
تک پہنچایا۔ جان من سر نہار نشستہ با پیر مردے مشغول صحبت
ست۔ بدلِ نفتم۔ وقتِ خدا حافظ گذشتہ حال وقت زیارت ست
نہ وقت ملاقات! نظر سے لفرما! کہ شب بخیر گذشت و صبح..... انپوہ

[اس معنوں کی میسی حیرت انگیز عالمگیر پندیدگی جوئی ہے اس
تعاونِ فن کا شکستہ سبلی اور زندہ دلان اُردو کی شگفتگی طبع و مذاقِ عظیم
کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اور میں بخوبی اس کا اندازہ ہو گیا کہ اُردو
کی دنیا کی کڑ (عادات و خصال) نگاری کا خیر مقدم کرے کہ کیا ہے
اس بنا پر ہمارا یہ کمنا فضول نہ ہو گا کہ اس طرزِ افشا پر داری میں
بھی جاری زبانِ یورپ کی اور زبانوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتی۔
اور کیوں نہ ہو۔ جب آغا کا ساشا عربس کے ہم وطنوں کی ”دینا ہنز
پرشت گا و امی“ ہو باوجود آشنائی زبان بے دھڑک ایران سے پاری او
پاری سے لندن چلا جائے اور پھر وارد ہندوستان ہو تو جاری
بھاشا ہر جالیہ پار تبت و تانا مار کیا و لایتی سوا اصل پر پھر سے
اُڑا ہی چکیا سنی کہ اتحاد ملاشتہ سے متحد نہ ہو۔ خیر صاحب! آغا
کہہ سکتا ناشبِ جبر تو مجھے بڑے کٹ گئی۔ امید افزا صبح جوئی او
دل ہی دل آپ نے ”شب بخیر“ والی مشککہ کو یوں جگایا کہ
”متو کا ملکہ متو کا ملکہ! آتو (مٹھو کی ملکہ مٹھو کی ملکہ! ایک نیزہ
آفتاب برآمد“ اس کے بعد آغا ہنسی خوشی لندن جاتے ہیں۔ ہم
ڈرتے تھے کہ وہاں بھی ناکامی کے ہاتھوں آغا یہ نہ کہیں کہ
”مچہ جوت جوت دروغے کناک میں دم ہے“ مثل جوت سے ملاقت
اس کا پتہ لگتی ہے جو اُس پری کو میں دیکھا ہی کہما آفتاب کہ فوج
غزلبہ آئی مثل کو کوٹ لگئی! اور غیر ملک کے لوگوں سے گجرا کر لیں
چلائے اٹھیں کہ لندن کے مردان مرا سیکند اسیر ہم بابا باگ
جاویں گے بس اِس مقامِ چورہ! لیکن یہ بھی منوسے کہ ہنسی نہ تھے۔
جس طرح جوتل میں وہ ان کی میز پر آدھ کا تھا۔ اسی طرح یہ بھی ملک

مثل گنیمت فوئد لیںد.....! بہتر من اور ملکہ اتنی میسگیم
حالا درست شد! آغا - قریب دو - ساعت گردش کر دیم - بندہ در
خیال خود بودم - وصل را فراموش کردہ حالا انظم بر فراق ست اعظم
فروا ہلاک کر با تھا آغا - کل وہ جائے گی - فردا اپنی - نہ متفق لیںد
تو بہ - ملکہ اتنی رخصت می شود - خیر - فردا من ہم رخصت - واللہ
نخواہم نامہ! اس تصور میں آغا حالت ماتمیز شد! لکن آغا خیر
مشاعر بہتیم - یک مضمون نو تراشیدم - ملاحظہ لفرما - عرض می کنم
بہ پایا - آج پارس میں آپ لوگوں کی اخیر شب ہے - یک طائفہ
چینیہا کل سیال آیا ہے - نیلے خوب تماشہ می کند - میگویند پروغرام
خوب و مرغوب نیلے مفضل و دلکش دارند - دید نیست - اگر اجازت
بہیدہ لیں! (ہنس) گیم در تیاتر (تھینٹر) مشبومی دیدیم تماشہ
حکمت چین را - آقا تخیل از پر مرد! ملکہ بے ساختہ فرمود ہاں پایا
من ہم اشتیاق دارم! آغا قریب بود کہ میں فرط خوش وقتی غش
کر جاؤں! شکل خود را تھا بود کہم!

”ہم لوگ ہوتل آئے - ہم نے آغا تلغون (ٹیلیفون) دیا فی الفور
انوار گرفتہ - آئے الیق فرزند نظام الملک - نہ - اشرے وجاہ لایق
ملکہ ما!.....! مشب مجون (جان) ما - روح ما - خداوند ما - مہمون
(سنان) ماست! نیلے خوش بختم - آغا واللہ ہوسن بہشت نہ شتم و پرا
دیگر مہسایہ کم - ہاں! مشب انحالہ بہشت ست کہ جائن (جانان) و بجا
سہ من - آن مہ من - آن مہ تابن (تلبان) انجاست! بلبلن (بلبلان)
غصہ بخور بگر گلستان (گلستان) ارم بلبل انجا و گل انجا و گلستان (گلستان)
انجاست! ان غلام وایاز! ملکہ اتنی! مشب سر فرزند شدہ است - چوٹو
آغا! للہ تصور لفرما - طاہر بیچ میں ہے - اس کے دست راست پر
خداوند مہربان او جلوہ گر و طرف چپ پایا.....! ہاں! مشغول صحبت
لہ کہاسے نیو فوئد لیںد! غالباً محتاج تعارف نیستند!

بچن (بچوں) آمد یا نہ؟ غیر - آغا بہ دل مضطرب و حواس رفتہ ہم
اسی طرف نگاہ کرتے ہوئے تھے (زنا) جلد فتم آگے بڑھے کہ یکایک بختم
یاوری کرد طالع روشن شد - جی می دید - واللہ نگاہی کرد - چنگل ہے کہ رفتہ
برخی گرد (کڑن) بگٹھ جالہ پھر اٹھے! سر اقدار کے تخم کردم! اشارہ سلام - بیٹھا
سجدہ - واللہ می شانت! (میں خدا لہزہ نشینا پانی لے شاد و موہے دیکھ کر سرخ
بچھے پچان لیا) و جواب (ہم) داد - از ابرو سے آبر و بخش تہتم میگرد
از لب جن (جان) بخش و اشارہ طلب میفرمود از گوشہ چتر چا پڑ
من آغا بہ خود بودم از فرط جوش و غلیہ شوق - حاضر شدم -
دوبارہ سہر نیاتم کردم - ہماری طرف سے ذرا کچ ہو کر آغا اس پر
کی طرف مخاطب ہوئی و باتیں ہم زیر لب گفت! پایا یہ بھی ہیں
جنھوں نے (کل رات) میرا متھو لا کر ہم کو دیا - یہ نہ ہوتے تو
کہا ہے کو بچتی میری جان!

”اس پر) میرم و (بٹھا) تہتم کرد و دست تعارف سے (ہم کو)
آبر و بخشی - فرمود: ہنشین، (نشیں).....! (اللہ) آغا شب
بچیز.....! یک رویائے صادقہ بود کہ صبح زود تعبیرش یافتہ! صحبت
طول کشید و در شائے گفتگو مترشح شد کہ حضرت میر مرد مایکے
از بخبا و امرائے انگلیستان ست - حالا سفرشن (شان) تمام شد
و فردا اشرف می بردیہ وطن مالوف خود!“

”ایتنی! حالا وہ زدہ - بر خیز کیوں میبوس (مسٹر) ہم لوگ ذرا سیکو
چلیں! پیر فرمود - صحبت بر غاست ہوئی و ہم لوگ نکلے.....! اپنی
نام است یا یک برق جہنہ کہ اثرش در گ و پے طاہر سرت کردہ
و دم بدم سیلان خون راتین و متند می کند! پایا! اپنی نام دادہ بہت
منکہ پایا تہتم - چہ طور اپنی اپنی! بگویم - منکہ بے تہذیب تہتم! منکہ
ملکہ است - واللہ! و طاہر یک چاکر و غلام اوست - لکن غلام وفادار -
لہ جب کوئی تہا و نیلے کا قصہ کرتا ہے تو راتیں اس وقت یا اللہ لکرائے تعظیم دیتے ہیں -

بی یار افتادہ و بران فخر ہم میکند عجیب ! معلوم وہ (اگر مثل طاہر ہو تا تو کیا کرتا و چه می گفت ؟ آقا - بندہ شاعر ہے - لاکن شاعر بغیر بی غیرت نہیں - واللہ - کسی کو چه میں افتادہ رہوں مثل یک سگ خاشتی دیار - یا منت کشی دربان کو اپنا فخر بھول - لا حول !

آقا - ملاحظہ فرمائید - بندہ حال امان - نہ - ہمان عزیز دلدارم اندر کو چه کہ لجاؤ ماوی بلکہ صدرالستہا سے شعرائے عزیز و عشاق بی جا رہست خدا نکرہ افتادہ ہم - نہ - بلکہ طاہر درپسین (پس بیکان محبوب خود مثل صاحب خاں و مالک کل زندگی می کند ! ہاں مصرعہ دوم سنج بہ دنیا و دیں نمی آریم - البتہ خوب گفتہ و بر من صادق است - میں کہہ سکتا ہوں آقا کہ اُن شاعران مصرعہ واقعی برائے ماکنتہ بود - الحمد للہ - حالاً از دین و دنیا فاسخ ام - و چرا تو چه طور سنج کہم یہ چیزے دیگر غیر از سنج ملکہ ماہ !

”آقا - خانہ ملکہ صرف ہمارے ہی واسطے فردوس بر زمین (زمین) نہ بود - بلکہ لندن کا ہر کہ وہاں آتا اپنا فخر و نجات سمجھتا تھا - آقا - ہم (بھی) اُس فانیل (فیملی خاندان) کے اب ایک مکرن ہیں - ہر وارد و صادر (آنے گئے) سے خود ملکہ میرا تعارف (شنا سنا) کرتی ہے - کل خاندان بلکہ کل دوست و احباب و نزدیکان و آشنا ہمارے قدر و منزلت و عزت و توقیر کرتے ہیں - آقا من شاعر ہوں و ہر روز یک مصحفون نو تراشیدہ و مؤذن (موزوں) کردہ جملہ ارباب را بہ جانب خود متوجہ می سازم ! و گو از زبان ایہی (انگریزی) چن (چندال) آشنا نیستم لاکن از نقاد می طبیعت و فکر بلخ شاعرانہ کار خود را الحمد للہ بہ سلیقہ و طرز احسن انجام می دہم ! عرض آقا وہاں کوئی ایسا نہیں جو ہم پر مہربان نہ ہو - الحمد للہ - ہمہ نظر لطیف و محبت با ما پیش می آیند - نہ - ہمہ غلط گفتہم البتہ یک کافر است - بی ایمان - بظاہر دوست - لاکن در پردہ دشمن - آقا وہ (وہ) ہرگز

ہستیم - تماشا را ہم میدیدیم و تعریف میکردیم - ملکہ آہنی می فرماید - پاپا میسبو طاہر آدم خوش پسند است - واقعی - تماشا کہ بد نیست ! آقا - طاہر از خود گذشتہ - القاناکو فراموش کوست (کرہ است) برائے شک یہ وجواب !

”آقا - ما خیال کردہ بودم کہ یہ تماشا ضرور مرعوب خاطر ہو گا - و ضرور وہ (وہ) دو ایک روز اور اُس کے بہ الطہیان ملاحظہ کرنے کی عرض سے پاریس میں قیام فرمائے گی - لاکن آقا - تماشا ختم شد و اما حال نہ شنیدم حرفے در بارہ حرکت قیام فردا - دل من تہ و بالا ہے آقا - خیر - آہیم بیرون و رسیدیم بہ منزل - حالا لغت شب گذشتہ - پاپا بخصت می شود - ملکہ در عقب اوساکت ایستادہ است - من ہم ایستادہ و در نظرم ہمہ چیز در چرخ است ! یکایک پاپا می فرماید ”میسبو - خیر - خدا حافظ - فردا صبح انشا اللہ میر ویم - لندن - قدرے خاموش شدہ و بازمی فرماید - میسبو طاہر فردا تم بھی ہمراہ لندن چلو و ہاں چند روز ہمارے ہمان رہو ! آف - ہمارا تمام حسیم آقا فرمائی و جوش میں رعشہ دار (کانپ ہا) ہے - می خواہم چیزے عرض یتیم لب آغا تھرا کرہ گئے - واللہ - عرض جواب سر نیاز و ادب خرم کردم و لب (اسپر) ملکہ آہنی یک مرتبہ یتیم زیر لب و بانگاہے جن (جان) پرور مارا دید - ما ہم نگاہ کردیم - و آغا یک نظر نے دوسری نظر کو بخصت کیا ! خدا حافظ گفتیم - چه طور ہے بمن (ہاں) طور آقا - شب بخیر - صبح ملیں گے ! آقا - ملاحظہ فرماید کہ امت شاعری طاہر مصحفون آفرین (آفرین) را !

آقا صاحب لندن میں !

”چلا ہے اجل رحمت طلب کیا شاؤں کہ کہ زمین کو سے جان بچ دے گی آسان کہ ”
”ما یقمان کو سے دلداریم ! رنج بہ دنیا دیں نمی آریم (شاعر سے میگوید - لاکن واللہ عجیب قانع و صابر است - در کو چه بی حسال و

خیلے تعریف و توصیف تھنے خود کرد ملک شتاق شد و انہا پیش
ماہانہ اعتقد - گو من کا ہے تعریف نہ کردم لکن واقعی خیلے خوب
بودند۔

”اب آغا - ظاہر کا خاتمہ ہوتا ہے، پر وہ تیار تو تھیں ہی آفت
و تماشائے چند روزہ کہ مرابی ہوش ساختہ و از خود بڑہ ہو گئے
می شود! چند الفاظ بی معنی مثل کلمات جادو گئے خسرو من مارا
شال برق یک مرتبہ خاک سیاہ می کند! ان کلمات میں واللہ آقا
کسی قسم کی شاعری نہیں تھی بخشاک بودن مثل چوب - و بردن یک
شاعرے ان چو بہا کار شاعر و خنجر می کرد۔ ملاحظہ فرمائید: دن (۱۳)
ریکارو یک نوامیس: ”سراج“ بد مذاق و تعریف و تمجید خیلے
مبالغہ می کند: ملک شتاق می شود۔ ان گیدی (زنگار) از جانے خود
برمی خیزد و یک ریکارو در فونوغراف گذاشتہ می نواز د: ملک وہم
حاضرین مجلس گوش بر آوازند - من ہم متوجہ ام - فونوغراف چرمی
سراید؟ آغا - آف - بشنید! صدای آیدے گریہ گم گشتہ مشب
باز می آید سراج!!!

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ لاکہ شنیدم واللہ می خواستم
فونوغراف را پارہ پارہ کنم ویراج مکار را بشنم! ہمہ قلمہ می زند
ومن از غم و غصہ بی حالم ملک می فرماید: میبوی ظاہر می شنوی چہ قدر
آواز خوش است؟ عرض میکنم: مشب درو سر میدارم - اجازت بدیدہ
بروم برائے خواب! جلد تر فرصت شد - معلوم آقا وہ (وہ) منحوس
و بدذالیتہ گانا کس وقت تک رہا و سراج بی تمیز کب دفع ہوا!“
آقا - باللہ العظیم و بہین (ہیں) مصرعہ ناموزن (ناموزن) بد بختی ما
پوشیدہ پناست بعضی کہیں شکامہد و ماہسنیدہ میگویم آقا - افسوس
ہم نے خیال نہیں کیا کہ یہ الفاظ ہمارے واسطے شگون بد ہیں۔
حالا دست تا ستف می مالم سپر ان وقت غور نہ کردم

اُس خانہ میں آقا و ملک آجی سے صحبت رکھتا ہے (باتیں کرتا ہے) از ماہم
سلام علیک و مزاج پرسی می کند - بخت آغا مرا خوش نمی آید - نام ان
سیاہ کار سراج است - واللہ ان غول بیابان است نہ سراج
برکس ہند نام رنگی کا فورہ و سفارتخانہ ایران (ایران) می ماند - و خود را
از امرائے فارس مشہور کردست - من اصلاً از اصل نول و سے خبر
ندارم - سراج - آغا البتہ مرد جوان است مگر نہ خوشگل و خوبصورت
مثل ماہ سراج - روشنی مطیع ہم ندارد - شاعر نیست و اللہ عجیب
بد بخت و بد مذاق است! کج بخت و ان عمر بخت و بیچ سارگی در
دارالعلوم لندن درس می خواند! من اکثر در حضور ملک، سواالات
از شعر و شاعری میکنم - مثل یک غنہ و حشی (بن مانس) منہ کھول کے
آغا وہ (وہ) رہ جاتا ہے - مرد و کو پیش ملک ہم شرم و حیا
نمی آید - ہنوتھ بچکے!“

”آغا - مگر من خوب می شناسم سراج را مثل او قنبل (ڈھولگل)
نیتہم! ان مردک میخواید بزر ملک دست یابد (بقید کرے) لاکن غفل
نیتہم - ہوشیار ہستم - وہ جب چلا جاتا ہے تو میں اپنے دشمن و
رقیب سیاہ رو کا جملہ جھروا فتن (افتن) باطل کرتا ہوں - آقا
وہ شیرہ (چکا ڈر) ہے میں آفتاب! اُس کا جادو جادوئی سارو
فرعون و ہما سے پاس عصا سے موسیٰ ہے! کیونکہ آغا وہ (وہ) قنبل
کر سکتا ہے! کیونکہ - جا الحق - زہق الباطل!!.....“

”آقا در ان زمان در لندن ہر خانہ ممتاز میں یک دو آلہ صوت
(فونوگراف) ہمیشہ رہتا تھا و بعد از صرف شام رڈن ہر شب فونوغراف
بجایا جاتا تھا - ملک آجی، از ان (از ان) خیلے شغف می داشت - و خود
اوراکوک دادہ برصو تماش مثل مارہنگی) مست می شد - ماہم قریب
ملکہ خوشستہ از بے خودی و نگاہ مست و لذت می بردیم!.....
”یک شب آقا سراج غول آمد و ملک را چندتا ریکارو پیش کردہ

”سُتُو، بُئی بی (ہے بھی) اسی درجہ خوش صورت و خوش سیرت!“

”آقا، وو (وہ) نام تھا ہمارے واسطے یا ایک شیر بہنہ (اُپی تلوا) کہ دل مرا چاک چاک کر دئی اختیار لغو۔ یا اللہ یا اللہ۔ یا حنیظہ یا حنیظہ۔ بلند کر دم۔ حدائے حرب ملکہ اللہ الحمد چندن (چندان) بلند ہو کہ کسے نالہ و فریاد مارا نہ شیند! آقا۔ فی الفور قفس اُن جانورِ سُتُو و مکروہ و روسیہ پیداشد، ملکہ اور از قفس بَرن (بہرن) آورده بر آغوش خود جا داد۔ آقا۔ تصورِ یفرما حالِ طاہرہ بختِ را۔ واللہ عدہ ہرگز نہ شد کہ بی سرخ زندگی کم! آغوشِ طاہرہ و نازک و پُر صفائے ملکاتیبی، وجائے اُن جانورِ بَرن و زین و ذیل و مکروہ۔ لاول و لا قوۃ۔ دیگر جرات ویدن اُن تماشائے مکروہ نکر دم۔ ملکہ یا او مشغول بود من فوراً بر خاستہ بر اُطاقِ خود آمد!“

”آقا۔ از چند روز پہلے متفقہ و متو دوی چین و پریشان (پریشان) خاطر م۔ چرا ہنہ فرقت از ملکہ گفتگو نکرده ام۔ کس طرح اُس کے پاس جاؤں۔ گفتگو کروں (ہنوں بولوں) در اُخالیکہ ہمہ وقت اُن بچہ خرط اُس پر سوار ہوتا ہے! ہم نے آغا بیاری کا ہانہ کیا ہے نہیں آغا ہم واقعی بیمار ہیں بلکہ بدتر از بیمار۔ عیاجن (جان) بلب زہرنگی بدتر از موت۔ ایکاش می مردم و از اذن بد بختیما نجات می یافتم۔ ہم اپنے اُطاق سے آج کل بغیر ضرورت شدید نہیں نکلتے ہیں۔ واللہ من گویا در قفسے شل طائر پُر گشتہ زندگی سیکتم!“

”لاکن آغا آخر من شاعر ہستم۔ قدرے فکر کر دم و در معاملات خود۔ ہم کو مرقبہ میں آغا دو دقیقہ (دہی) نہیں گذرا تھا کہ حل کر دم مسئلہ نجات خود را۔ ان وقت غیلہ مسرور م۔ واللہ بسیار بکاش در و سرکہ میت۔ اختلاجِ قلب ہم دورست۔ الحمد للہ! میر دم لہ سراج نہیں سُتُو!“

ہوشیار نہ شدم کہ آخسر روز بد و روز قیامت را دیدم۔ اشمس!!

”اس واقعہ جن (جان) فرساکے دوسرے روز وقتِ عصر آقا ماہانستہ جائے میخوڑیم۔ ملکاتیبی مقابل باہو و از لب۔ و از چہما ہم مشغول صحبت و گفتگو بودیم۔ کہ یکا یک شل یک مہور (مہور) (سمان) ناخواندہ ’سراج‘ بی حیاء پیداشد! ما ہم سلام کر دیم و قفسے وقت واقعہ شب یاد کر دم و خواستم بر نیزم۔ ’سراج‘ کہ آمد فی الفور ملکہ را مخاطب کر دیم و عرض میکنم۔ ای بی۔ برائے شما یک خبر خوش آورده ام۔ ملکہ متوجہ شد۔ بدل گفتیم آقا! طاہرہ ان وقت فرانیت قوتِ مقابلہ ست۔ صبر کن۔ بہ بن (ہے بن) ان مردک دیگر چہ گریہ می تھا!“ (اب کیا گل کھلتا ہے؟)

”سراج۔ یہ ملکہ عرض میکنم۔ البتہ یاد دارید مس جوزف را؟ بشاد دیک مہول پاریس بود۔ ویروز آمدہ ست بہ لندن۔ غیلہ متواضع و سادہ مزاج ست۔ شب با او بودم۔ تادیب صحبت کر دم و حالات ملک خود برائے ما بیان کر دے۔ لاکن تعجب بودم چرا اس حال محبوبش پیدا نہ شد! آخر پرسیدم۔ گریہ شما کجا ست؟ یہ بی میلی (سردہری) جواب داد۔ باید کہ در اُطاق باشد۔ یا فتم (سمجھ) کہ مس جوزف حال اُن در بخت و محبت با گریہ محبوب خود نذر در فی الفور خواستم گریہ را۔ و بموجب صدیر (پونڈم خرید کر دم برائے شما اتنی!“

”ملکہ بعد بی قراری از جا سے خود بر خاست۔ و در فرطِ طب و شادمانی دوی خودی بردوش اُن مکار دست نہادہ و گفت۔ بر کج۔ ہم ناعمر تمہارے احسان مندر ہیں گے۔ واللہ کھاری کر دید۔ سراج۔ شما بہتری و اندیکہ پاریس میں ہم نے ہزار لیہ انگ اُس کی قیمت دینا چاہی مگر مس جوزف ہرگز راضی نہ شد۔ و اُس کے حق بہ جانب (دہی) تھا۔ کیونکہ وو (وہ) اُس کو دم مہوش پسار کرتی تھی۔ و اتنی

جان ہی پر بن جاتی، لیکن خبر کسے گرفتار نہ دیر کسے کر دن، کا پڑ گیا
 نیست! آقا! (بغور یہ اسے دیکھ کر ہلے آٹھا۔ مگر مجرمان تدبیر جا رہے
 نہ بود۔ آپ اللہ اس پر غور نہ فرمائے کہ ظاہر ایک حرکت و حشیانہ کا
 مرکب ہوا۔ واللہ دل نازک دارم۔) "شعرا قصی القلب نمی شویم
 ہم لوگ جالورن (جانوران) کو بھی مثل انسن (انسان) پیار کرتے ہیں۔
 میں :- نہیں، مگر کیا نہ کرتا۔ آپ کو تو اپنی نجات کے لئے آخر کچھ
 کرنا ہی تھا۔ لیکن مجھے رہ رہ کر اس کا خیال آ رہا ہے کہ آپ کی ملکات
 اپنے منہ کی عاشق تھی اس واقعہ کے بعد اُس کے دل نازک
 پر کیا گزری ہوگی! آقا (کسی نے گھبرا کر) البتہ آقا درست فرمودید
 میں نے اس کو فراموش نہیں کیا تھا۔ عرض کردہ ام کہ نیلے
 متاثر بودم۔ لاکن آقا اس پر غور فرمائے کہ بڑے درست کرون
 (بکان - بنانا) خاکینہ آخر ختم غرامی شکینم۔ حالانکہ خوب میدیم
 کراں گھاہ داشتن تخم (اندا) امید جو جہ (چیز) ست و بزگی (برتری)
 جو جہ برخاکینہ ظاہر! و علاوہ بران (ایں) در موقعہ جنگ و عشق آقا
 ہمہ فعل جائز است۔ و ان وقت بلا سے ہر ذو بر سر و اللہ آقا
 آخر ما بشر بودیم۔ یا نہ؟ شاہ آقا سے من بہتید۔ مہربان و ہر دو ہتیا
 آخر بہ فرماید چہ می کردم؟ فتویٰ می دہید کہ ظاہر خود راکمی شت
 ان وقت "ہ میں :- نہیں۔ یہ نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جہ ہویہ
 سے بندریا کے جہڑ جلتے میں تو وہ آخراپنے گو کے بچے کو بچے
 رکھ کر اُس پر بیٹھ جاتی ہے اور اُس کی "قیں قیں - قیں قیں" کی
 بھی اُس وقت طلق پروا نہیں کرتی۔ حالانکہ کسی اور وقت اگر
 اُسی بچے کی طرف کسی اور نظر سے دیکھئے تو بندریا کھوکھیا کے
 فوراً پلے اور میں ہو تو آپ کی بوٹی ہمارے! آقا! اپنے کلہ کی ہٹکی
 لے اس کا حال خود کسی انت میں ملاحظہ کر لیجئے۔ علہ خاکینہ انڈوں کو خوب سا
 پھٹ کھیلے اوکھلتے ہیں!

برائے نجات خودم - ملاحظہ فرمائید آقا۔ ان ٹکڑوں (منہ پلاسے)
 دل راسے ملکاتیں، کو نقص خود بہ آرام شست ست۔ و ان جالورن خوش
 (منہ) و تالار بیک نیم تخت در د کشیدہ و در حالت نوم ست۔ دور
 بقرا آغا صغریٰ و کبریٰ را۔ حالانکہ تخیل کر امت نظی ظاہر! ملاحظہ
 بقرا نمید۔ یہ روم نزدیک ان طوطا و رہا می کنم ان از نقص۔ لاکن
 آغا جس وقت ہم طوطا کے قریب گئے۔ واللہ مرشب اول یلوتہ
 و واسطہ خود را یہ حسرت دیدم و قدرے اشک ہم برخا بار بخت!!
 "خیر آغا بہت کردہ طوطا، رار ہا کردم و برگشتم زود۔ بادہ سنگن
 (اور کوٹ نیگین) پوشیدم و سر و سینہ و روے خود را یہ کیشال محفوظ کردہ
 و ندا (ڈنڈا) گرفتہ۔ و رفتم تا تالار۔ و خدا کا نام لی (لے) کر۔ قلب کو
 مضبوط کر کے ان جالورن کس کو اس شستی و چالاک کی و ہوشیا ہی سے
 ہم نے اپنے دندے سے خائف کیا کہ آخر وہ (اپنی جاسے کو دہ)
 و جس طرف طوطا تھا اُس جانب ہسپار ہوا۔ و ہمن (ہیں) قدر
 آرزوئے ما بود و بس!

"امجد اللہ اب یہ جالورن جاسا ہے۔ طوطا - رہا ہے۔ ہر زور و (دہ)
 اُس پر حملہ کرے گا و طوطا کشتہ ہوگا۔ ملکاتیں، خبر پائے گی۔ ان
 جالورن خوش سے لاحالہ اُس کو نفرت و عداوت ہوگی۔ و ان پر
 نام و خانہ سے دور کیا جائے گا۔ وہم و ملکہ باز سرخوش نظر آئیں گے
 صحبت گرم رہیگی۔ دن عید ہوگا و رات شب برات!.....
 "آقا۔ ان جالورن کس سے تالار کو پاک کر کے ہم نے اپنے اطلاق میں
 خود کو جلد تر نماں کیا و منتظر نتیجہ کار عظیم خودم (ام)!!.....

میں :- ماشاء اللہ تدبیر تو آپ نے ابھی نکالی۔ منہ اُس وقت
 خوب ہی ہاتھ لگ گیا۔ واقعی نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ آپ کا
 وہ واسطہ اس طرح فدیہ نہ ہوتا تو خدا نہ کردہ آپ کے دشمنوں کی

دوسرے دشمن 'منو' ہی سے آپ انتقام لینے لیکن غریب مٹھو پیارے
 کا کیا تصور تھا۔ فرمائیے تو اس کا خون ناحق کس کی گردن پر بنا؟
 آغا (ذرا سنبھل کر) :- خدا پر بخشہ مرا۔ لاریب ہم 'منو' کو ضرور شستہ
 کر سکتے تھے۔ حالانکہ ان درجہ ازل ازل خائف ہم نہ بودم۔ آقا۔ یاد
 دارید معرکہ ہوتل؟ چہ طور ان پدیر نام در اشکست داوم! وہ اس
 موقع پر بھی ہم وہی شجاعت دکھا سکتے تھے۔ لیکن آقا و ششما
 پوشیدہ نسبت کہ بندہ شاعر ہے! بدول شاعر تا وقتیکہ در ہیجان
 نمی آید دو (وہ) کوئی فعل کر نہیں سکتا۔ در ہوتل دل من دختہ
 شل یک کوہ آتش فتن (شمال) ترکیب (پیشا) و کاری (کارے) (کروم
 کہ شاعر تیری داند۔ لاکن اس موقع پر آفا دل من متوجہ بہ بازیگری
 بود! انچہ فرمود و ہدایت کرد بجا آوردم کیونکہ آفا دل شاعر
 آخر کتاب غیب کا حکم رکھتا ہے! میں۔ ایکاش بھول جوش ماتا
 اور آپ کو امر صحیح کی طرف لے جاتا جس سے غریب مٹھو پیارے کی
 جان تونچ جاتی اور اب تو۔ دشتے کہ بعد از جنگ یاد آید ہر کلمہ
 خود باید زد!! (باقی دفعہ)

اٹھاکر :- واللہ انصاف کروید۔ زندہ باشید۔ زندہ باشید۔ میں
 آفا تو اس وقت میں بھی گویا ایک 'مشادی' (سید)۔ بندہ انصاف
 میں :- معقول! لیکن میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ آپ کی جگہ میں
 ہوتا تو ہر گز اسے بدالیتنا جس کم جان پاک! آغا (جلدی سے) :-
 "واللہ خوب فرمودید۔ ان سببہ کار البتہ واجب القتل بود۔ و ما
 ہم در فکر او بودیم۔ لاکن آغا و (وہ) ایک مردنی کا روٹی مثل تھا۔
 وہ اس سبب ان نمیشد حرام خوردن مثل یک و گا و پیر واری، ششہ
 بود۔ واللہ۔ و ما کہ ان طرف در آتش عشق، کباب شدہ بودیم
 و ان طرف کثرت محنت و دماغ سوزی سوختہ فتن (جان)۔ آفا شعر
 گفتن کہ شوخی نیست۔ واللہ کاری (کارے) ست کہ فیل جنگی رامو
 می نماید! آقا۔ مقام انصاف ست چطور 'سراج' پلید (ہفتا) رازیر
 می کردم؟ میں :- میرا مقصود اس سے یہ نہ تھا کہ آپ اپنے قریب
 سے کشتی لڑتے۔ نہیں۔ بلکہ تدابیر سے کام لے کر اس کو ایسی شکست
 دیتے کہ 'منو' کو ملکاتیک پہنچا دینے کی کافی سزا مل جاتی اور وہ
 اس کو ہمیشہ یاد رکھتا! اگر یہ تدبیر بھی بن نہ آتی تو خیر اس اپنے

جمال اختر

داخل ہے۔ اور دنیا کی روش ہی ہے کہ کل جو اٹھتے تھے مجھے
 کے لئے آج تجھے ہیں اٹھانے کے لئے۔ مرنے والی کی قبر پر
 لوگ پھولوں کی چادر چڑھا کر اپنی محبت اور عالم کی بے ثباتی کا ثبوت

تھا۔ مگر ان جور۔ لاجول۔ کہ چند ہوا خواہان یک نائب کو کس و سیر ہو ما
 (اے بجا سے خود) ملقب یہ یک لقب بکنند و شہرت می دهند کہ ان خطاب دولت
 بخشیدہ۔ لاجول ولا! ہم آقا صاحب سے دو ایک لفظ کی زیادتی کی منہ
 کرتے ہیں۔ یہ سونا بانی کائنات لایا لیجہ کی بدولت ہوا جس سے ہم ہندی کام ملتی!

[ہر آنکہ زانو بنا چار بایض توحید و زجام دہرے کی من مہمانان۔

جس طرح مزار حق ہے اسی طرح مرے والے کا غم کرنا قضا ہے بشر
 ہے۔ ان دونوں کے ساتھ صبر بھی ایک بات ہے جو انسان کی فطرت میں

سے گا و پرہیزی۔ فاس میں دستور تھا کہ بعض خاص قسم کی گالیوں کو پرہیز
 کے ایسا تیار کرتے تھے کہ وہ سانس نہ لے سکتا تھا بلکہ کرتی تھیں۔

تصحیح :- "فروری کے ادیب میں صفحہ ۶۹ پر آفا! کہ جویان چھپا ہے
 اس کے ایک فقرے کی نسبت وہ فرماتے ہیں کہ ان کا علمی اظہاریوں

ادیب مارچ سنہ ۱۹۱۳ء



منشی پتمبر پرشاد، اختر

وفات سنہ ۱۹۱۲ء

ولادت سنہ ۱۸۷۵ء

انجمن پریس الہ آباد

بحال خستہ

ہیں، جن کے لئے انسان سب کچھ کر گذرتا ہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے کہ انسان جب کسی ملک یا شہر کی سیر کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے ٹائم ٹیبل کی ضرورت ہوتی ہے، کس کس وقت یہاں سے ریل چلتی ہے، اور کب اسٹیشن پر پہنچے گی۔ اس کے ساتھ ایک گائیڈ بک بھی چاہئے، کہ کون کون سے مشہور مقامات راہ میں آتے ہیں اور دیکھنے کے لائق ہیں۔ سفر سستی کے لئے بھی ریلوے ٹائم ٹیبل کی طرح مختلف اوقات سے واقف کاری ضرور ہے کہ راکپن کا وقت اور ہے، جوانی کا آواز اور صبحیری کا آواز یعنی بے فکری کا زمانہ اور ہے، اور کھانے کمنے کا زمانہ اور۔ اسی مقام سے گذر جانے پر کھف افسوس ملا جاتا ہے ورنہ عمر پا کر تو سب ہی یکے بعد دیگرے جاتے ہیں اور جائیں گے۔ حسرت پر اس مسافر کیسے بیٹھ جوتھک کے رہ گیا ہونزل کا رخا دُنیا، دُنیا ایسی دُنیا جس میں ہم تم بہتے سستے، چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اسی کی نسبت بزرگان دین فرماتے ہیں:- حضرت علیؑ:- ”اس گھر کی حالت کیا بتاؤں جس کا فرش زلت ہے اور خانہ فنا، جو اس میں مٹی ہوا، فتنہ میں مبتلا رہا۔ اور جو محتاج ہوا، غزوہ رہا۔“

حضرت ابو بکرؓ:- ”اس کا جو حصہ گذر گیا خواب ٹھا“ اور جو باقی ہے وہ محض ہوس۔“

حضرت عمرؓ:- ”جس نے دُنیا سے دل لگایا اور اُس کی چیزوں کو عزیز سمجھا اُسی کو سب سے بڑا صدمہ ہوا۔“

اسی بے ثباتی عالم کی تصویر ان اشعار میں پیش کی گئی ہے:-

”حقیقت میں بگ۔ دُنیا میں بدل لگانا، دُعا کرتی نہیں، بے وفارسہ زمانہ کی نہیں ملتی مگر ہے جو ساعت موت کنہ کی، بکلاس میں نہیں دم رننے کی لپٹانہ کی نہیں ہو خواں کب بند باندہ نہ گاتی می؟ کمان بکشتن سستی کی بجائے کی بزم فانی میں

دیتے ہیں۔ لیکن وہ بالکل جو بقاء سے دوام کے سامان فراہم کر گیا ہے اس کا فراہمی چادر نکل کا محتاج نہیں جو تیز ہوا کی تاب نہ لاسکے۔ اس کے مزار پر خیالات اور ذکر خیر کے الفاظ کا ایسا تر و تازہ گلہ ستر چڑھایا جاتا ہے کہ ہر موسم میں ادھر جذبات کی ہلکی سی ہوا لگی اور ادھر دھمکتے ہو گیا۔ ایسے ہی بچوں کی روداد مارے دوست پرست کرم جناب سید محمد اسد علی صاحب ام۔ آر۔ اے۔ اس۔ حضرت اخترؒ کی پر حسرت تربت چڑھا کر حق دوستی ادا کرتے ہیں۔ مرحوم اخترؒ کی قبل از وقت موت پر اہل سخن جس قدر ماتم کریں بجا ہے اور فنی دی پر شاہ صاحب بشارت اپنے اکلوتے بیٹے کے غم میں اگر یوں چلا آئیں جب بھی کہہ کہتے در فراق تو چاہا اسے پسرا سلوب کم، ممبر ایوب کم، دیدہ یعقوب کم۔ لیکن دلی ہمدردی کے ساتھ ہمیں کہیں گے کہ صبر کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے، تعجب ہے کہ غمنا جاؤ میں اخترؒ مرحوم جیسے خوش فکر شاعر کا تذکرہ نہیں۔ بہر حال ہم کو کڑی کریں گے کہ قدر دانان ادیب کلام اخترؒ سے محروم نہ رہیں ہر دست مرحوم کی تصویر شائع کی جاتی ہے۔ ادیب

بہنی آدم کو ممد سے لپکڑا آخر وقت تک حوادث دنیا سے لگائیں

پناہ ہے، تو کچھ لمحہ میں، اور مسافر، بہنی کی منزل راحت اگر ہے، تو آغوش گور خدا جانے اس تودہ خاک میں کیا دھار ہے کہ جو گسیا دہیں کا ہو رہا۔

تغییرات عالم کے دیکھنے کے لئے چشم بینا اور دل دانا درکار ہیں۔ جب تک انسان غور و خوض، فکر و تعمق، اور نظر غائر سے کام نہ لے، تب تک اصل بات کا انکشاف ناممکن ہے۔

ایام طفلی، آغاز شباب، جمع پیری، یہ زندگی کے مقامات ہیں۔ اس میں مقام آرزو اور حصول کمال دو منزل مقصود

سے مرحوم کے یہاں شاعری چلی آتی ہے۔ چنانچہ آج جہانی
ہمارا جد سردار سنگھ صاحب کی مح سرائی کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:-

بجٹ و بنائش و اختر ہر شہت
مح خوان تست ازاد وفاق

کم کسے رایں چنین مدت گل
بود بہر تست حسن اتفاق

منشی پتیر پر شاد اختر قوم کے کایستہ تھے اور ان کے بزرگ

بھوپال کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا منشی تھیں لال ولد

لال کش چند سلاطین میں بمقام سر و نج (مالوہ) پیدا ہوئے۔ ٹونک

میں تعلیم پائی۔ نہایت خوش فکر شاعر تھے، بجٹ تخلص کرتے تھے۔

نواب عبدالکریم خان بہادر کی سرکار میں ملازمت کی، نواب کا

انتقال ہو گیا تو ان کو فیض مل گئی اور خواجہ امیری کے آستانہ کے

متولی کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔ سلاطین میں بمقام جوہیہ انتقال

کئے۔ بڑے نیک مزاج۔ غیر متعصب، کاردار اور دیانت دار

بزرگ تھے۔ شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے۔ خدا واد و ہانت

اور کتبہ شمع کی بدولت اردو و فارسی کے صاحب دیوان ہو گئے۔

ان کی تالیف و تصانیف کی ایک اچھی فہرست موجود ہے۔

بھگت مال کو فارسی نظم کا جادہ پہلے پہلے انھیں ملے پناہا۔

اختر مرحوم کے والد بزرگوار منشی دیو پرشاد صاحب بھی ایک

بالا بزرگ ہیں۔ تقریباً ۶۴، ۶۵ سال کی عمر ہو گئی۔ بشاف تخلص

کرتے ہیں۔ خاندانی مراسم کے باعث ابتدا میں نوابان ٹونک کی

سرکار میں برسر کار رہے۔ پھر ریاست جوہیہ میں ملازم ہوئے

اور صغی کے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ آپ کا کلام پاکیزہ اور تصوف

کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا ہے۔ منشی صاحب کی تصانیف نظم و نثر

کتب دیبہ اور تالیف کی تعداد مدوح کی عمر سے بھی سوا ہے۔ لطافت

ہندی، افسانہ خرد افروز، گلہ ستر ادیب، وقایع راجپوتانہ،

لہ بعض نیکت مال لکھتے ہیں۔ اڈیٹر

غلام ہے دعویٰ الفت زہر ماضی ہوٹا
ثبوت کی نہی جھوٹا، دلیل دوستی جھوٹا

غریزوں کی ہے تقریر غرض باطنی جھوٹا
غرض جھوٹ ہے دنیا اور جھوٹ کی بھی جھوٹ

بہر سو اپنے دم کی کانیں بیکار کیا
بچا جاتا ہے گولی وقت پر کیا ہی پتا پڑا

دنیا کا فلسفی، ہر حکیم، اور ہر منطقی آخر اسی نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کتنا

ان کے اقوال و ہر اسے جائیں۔ سبھی جانتے ہیں کہ ایک دن

اس عالم سے گزرنا ہے۔ لیکن جب کسی کا کوئی دوست گزر جاتا

ہے تو اس کا دل میں چاہتا کہ وہ اس کلیہ کو تسلیم کرے مرنے والا

تو مر جاتا ہے مگر اپنی یاد چھوڑ جاتا ہے کہ احباب اس پر ماتم کریں۔

اور واقعی یہ اس کا آخری تعلق اس سوسائٹی سے ہوتا ہے جس

کو چھوڑ کر وہ چل بتا ہے۔ سچ پوچھو تو ان میں صراحت کیا ہے سو

اس کے کمرے مرنے والے کا ذکر خیر کیا جاسے۔

یہی آخری حق قدر و انان اُردو پر حضرت اختر کا ہے۔ وہی

اختر جس نے مرنے سے صرف اٹھا رہے ہیں پتیر و ذیل کا قطعہ

حالیہ لکھ کر اپنی شاعری کے ساتھ اپنی زندگی کے دن بھی پورے

کر گیا اور حق تو یہ ہے کہ حضرت اختر کا جس قدر ذکر خیر کیا جاسے

بر جا ہے۔ قطعہ حالیہ:-

”پڑا جب ہاتھ گلچیں کا گل تر پوئلہ نے
کما روڑا کڑے سفاک یہ کیا ظلم کرتا ہے

ابھی تو روئی گلزار ہے اس کا بیج روشن
ابھی تو بوسہ خوش آتی ہے رنگین کھجور،

ابھی تو اس کے جلوے کا ہر اک عالم تماشائی
ابھی تو اک ناز اس کی عنانی پر مٹا ہے

ابھی تو ہر غنادل جان و دل سے ہے نہ ہر
ہر اک مرغ خوش الحان طاق کا دم کے چڑچڑ

ابھی دیکھی ہے کیا اسے فضا گشت رستی
ابھی کیوں توڑتا ہے کچھ خدا سے بھی توڑتا

کما گلچیں نے سب سچ مگر وقت قصار گزرا
نہیں ٹھانیں ملتا جو سر پر آگڑنا ہے

یہی روز ازل سے ہے جہاں میں گلِ اختر کا
یتوں کے ظلم سے تپا ہے خدا کو یاد کرتا ہے

ایک پر گوار شاق شاعر ہوئے کی حیثیت سے حضرت اختر کا

تمام ایسا نہیں ہے جس سے ناظرین آشفانہ ہوں۔ تین پشت

کایہ عالم ہوا کرد و، فارسی اور ہندی زبانوں سے تو خیر طبعیت کو ایک گورہ مناسبت تھی ہی۔ انگریزی میں بھی طبع آزمائی کرنے لگے اور اچھے اچھے اشعار نکالے۔

حضرت اختر ریاست جودھپور میں انسپکٹری کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اس سن و سال میں صاحب تصانیف ہونا کچھ آسان نہیں ہے۔ ایک دیوان اور چند مثنویاں لکھیں جن کے نام یہ ہیں :- مخزن الفصاحت، منظوم دل آرام، اور مخزن تدابیر اور یکہ مکمل تصنیف بے بہا ہے آخر بھی یادگار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کی عمر اگر ذرا کم تو اور دوسرے کافی سرمایہ چھوڑ جاتے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ ایسے باکمال کم عمر پاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جودھپور میں اس پایہ کے دوسرے شاعر کم یا ب ہیں چنانچہ ان کے کلام سے خود ظاہر ہو گا۔

مخزن تدابیر کا دیباچہ منشی دیبی پرشاد صاحب نے خود لکھا تھا ہونہار بیٹے کی نسبت آپ فرماتے ہیں :- ”الحمد للہ کج نماز بہ کام ہوا۔ شاہد مدعا آغوش میں آیا۔ مراد پوری ہوئی۔ ناکامی کا کھٹکا مٹا۔ دل کی گرہ کھلی، جی کا ارمان کھلا، امید نے مبارکباد دی تنہا نے خوشخبری سنائی کہ اختر نے کمال کیا سحر حلال کیا، ہلال کو بدر بنایا، ناخص کو کمال کر دکھایا عہد آفرین بادریں بہت مروا نہاد اختر کون ؟ میرا نظر میرے گھر کا اچالا، میری آنکھوں کا تارا میراث پدر کا وارث، علم آبا کا عامل، ادھوڑے کاموں کا پورا کرنے والا۔ اپنے بزرگوں کا جانشین مکان رشد کا کلین“

باکمال باپ کے یہ جرحہ اور نیچے تلے ہوئے فقرات صاف سادہ جن وقت راقم نے یہ دیباچہ دیکھا تھا، اسی وقت لکھا ہوا تھا کہ خلیفہ کرے اکثر ایسا ہوا کہ جو چیز زیادہ پسند ہوتی ہے وہ پسند ہی ملک ثابت ہو جاتی ہے منشی صاحب کی یہ رائے بھی بلکہ خال بدوڑ مثل ہے ”مزن خال بد کا درد خال بد“

اکھانہ شیرانی، تاج ترک ہند، تذکرہ شعراے ہند وغیرہ آپ کے کلام کو مقبولیت بھی بڑی ہوئی۔ اور حق پوچھو تو یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے جسے چاہنا ہے خدا دیتا ہے۔ آپ کی کتابوں کے حلقے میں بارہا گورنمنٹ بورڈز سے بڑی بڑی رقم بطور انعام عطا ہوتی رہیں۔ ممدوح کی ہتیری کتابیں سررشتہ تعلیم کی طرف سے داخل نصاب ہو گئی ہیں۔ تواریخ راجستان و ماڈوار سے متعلق آپ کی تحقیقی معلومات کو لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے حدودِ رسمت قرار دیا ہے۔ اسی سوسائٹی کے آپ ممبر بھی ہیں۔ منشی صاحب ایک بلند پایہ مصنف ہیں اور راجپوتانہ کے علاوہ ہندوستان سے ولایت تک اپنے وسیع تجربے اور تاریخی معلومات کے باعث مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے تاریخی مضامین رسالہ سرسوتی میں اکثر شائع ہوتے رہے ہیں۔ مزید تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت اختر منشی صاحب کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ ہونہار بیٹے نے لائق باپ کے قدم بقدم چلنے کی ایسی کوشش کی کہ خاندان کے لئے مایہ ناز ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی زمانہ میں اوصاف حمیدہ سے مالا مال ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہو۔ قدرت سے ساری خاندانی خصوصیات بدرجہ آسن ملی تھیں۔ ذہانت و متانت سب میں برابر کا حصہ عطا ہوا تھا۔ علوم مروجہ میں اچھی مہارت حاصل کی۔ نجوم، جفر اور موسیقی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔

قاعدہ ہے کہ اثر پذیر طبیعتیں بہت جلد رنگ پکڑ لیتی ہیں۔ علمی مذاق خاندانی مشغلہ، شعر و شاعری کا چرچا، اور تالیف و تصنیف کا شوق۔ ایسی صحبتوں سے فیضیاب ہو کر رفتہ رفتہ اختر کے مذاق سلیم نے بھی رنگ دکھانا شروع کیا۔ ادھر لکھوئی ہوئی ادھر آدے آدے اور پر غلبہ پایا۔ شاعری کا رنگ جما۔ قادر الکلامی

اشعارِ بیاں پر اس لئے نقل کئے جاتے ہیں کہ کلامِ اختر کی خصوصیات کی اجمالی کیفیت کا اندازہ ہو جائے۔

”وہ ہر شعر بے ساختہ“ بے سلفک سسل بیان، مثل گیسو سے دلبر وہ ہر قافیہ نپٹ، بندش زالی وہ ترکیب نادر، و ترتیب خوشتر وہ لطف زباں، اصطلاحوں کی خوبی و تہنید، وہ استعارات بہتر زباں شستہ ہے، صاف ہے رزورہ سخن میں ہے رنگینی رشک گل تر تین نام کو نام آور داس میں کلام ست مہر آمد سراسر کہیں بزم میں رنگ دلکش دکھائے کہیں بزم میں تیغ خامہ کے جوہر کہیں انقلابِ زمان کا ہے ہوٹو کہیں کوئی نیرنگ قدرت کا پیکر دکھائے کہیں سین رنج و خوشی کے بنائے کہیں عشق و وحشت کے منظر حضرت اختر کی آخری تصنیف تصعیم بے بہا ایک نایاب کتاب ہے طبع شاعر نے شوقِ فن کے ایسے اچھے نمونے دکھائے ہیں کہ بے ساختہ داد و دینے کو جی چاہتا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

اس لطفِ ناووش کے کچھ گئے تم نہ یہ نشہ و سرور وہاں رنگ لائیں گے
ہوں گے غضبِ نصیب و آفت کے سبب میں نے کہا کہ یہ تو ہیں ہم خوب جانتے

یہ کیا کریں کہ ہے ابھی عالمِ شباب کا
دوسری جگہ لکھتے ہیں:-

غرض کیا کیا نہ دفع در کی تیر کی اختر دعا مانگی دوای، اور رکھا پیر بہر بھی اکثر
دے تمویذِ عامل نے کئے یانوں پھنکر مگر یہ دل نہ بلا اس کی ت بدلی رہی مضطر
وہ کیا بے لگ جس نے یار سے شرطِ وفا دلی

تصعیم میں بعض اشعار ایسے اچھے نکالے ہیں کہ شاید وہ باید۔
ان کا دیوان جس میں جلالِ صفا و سخن پر طبع آزمائی کی ہے غفوت
چھپ کر شائع ہونے والا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ جودت طبع
کے باعث مہنی آفرینی پر قادر ہو گئے تھے بعض تصعیم مضامین
تو ایسے پر معنی ہیں کہ ان کی دقت نظر کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

بتا رہے ہیں کہ باپ کے دل میں بیٹے کی قابلیت کی کیسی وقعت تھی
یہ قاعدہ ہے کہ علمی دنیا میں نقادانِ فن کی گنگنت و رشتہ دار کی
کے باعث اپنے عزیزوں کی نسبت ہمیشہ ایسی رائے قائم کرتے ہیں
جس سے اُس عزیز کے مراتب کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ صفت
اس خیال سے کہ پاسداری کا بد نما و حقبا ان کے دامن نقاد کی
پر زلگ جاسے۔ اس بنا پر منشی صاحب کی مذکورہ بالا رائے سے
اگر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضرت اختر کی لیاقت اس سے سوا مستحق
و ادھتی تو اس میں تو کلام ہی نہیں کہ منشی صاحب کی رائے
حق بجانب اور بے لوث ہے۔

حضرت اختر کی فارسی اور اردو نظم و نثر کی بابت حضرت خان
دہلوی کے مایہ ناز تلمیذ مولانا مولوی عبدالحی صاحب تھویداوی
محیطِ جوہر کی تقریر کے چند الفاظ کافی ہوں گے۔
جوہر نے اختر کے مخزنِ تدابیر پر ریویو کرتے وقت لکھے:-

”اس سے قطع نظر یہ بات کیا کم قابلِ شائبہ کہ اختر ذرخندہ گوہر
نے اپنی طبیعت کی جودت سے جو شوقِ سخن کے واسطے بہت موزوں

واقعہ جونی ہے، شعر کوئی میں ملکہ پیدا کر کے پہلے ایک قومی سندس
سعی بخزنِ الفصاحت مرتب کیا۔ اور پھر انساںِ غرورِ افرو زکو

خلعتِ نظم پہنا کر حلقہ ترتیب دیا جس کا تاریخی نام ”شعری نظم“ لگا
ہے۔ پھر ہزاروں شعر وہ بھی بقیدِ ترجمہ نظم فرمائے۔ اور ترجمہ بھی کیا؟

چیل کوئی، طوطی، مینا کی کامیائیں کا کسانیاں بھی کسی پند آمیزہ و جوش
اور پھونکی صفائی کلام، چبختی بندش، برجستگی، محاورات، خوبی مصلحت

ضاحت زبان، سلاست بیان سے تمام شاعری مخزنِ تدابیر
ملا مال ہے اور یہی شاعر کا کمال ہے، کہیں تنقید کا نام نہ آئے، گنجشک

کا نشان، بے خلعت تر کہیں ہیں، اور بے تصنع بیان۔“
راقم نے بھی مرحوم کی شاعری پر اپنی منظوم رائے ظاہر کی تھی جس کے چند

جمالِ نخست

یوں ہی سب کی دور ہے آخر زندگ ایتھیا حکم بتا بھی مل جائے ذرا مقدور
ان کی اخلاقی نظمیں ابھی ہیں جو موقع موقع سے ہدیہِ ملاحظہ
کی جائیں گی۔ فارسی کے چند قطعات ملاحظہ ہوں :-

بریں بے ثباتی عالمِ نظر کن خیالِ شبِ در و زشام و سحر کن
نگاہے بدورانِ کس و قر کن برنج و خوشی ہر چہ آید سبر کن

بریں بے ثباتی عالمِ نظر کن ز دنیا و اداہلِ دنیا عذر کن
اہلِ در کی غفلت از سر بد کن خدا ز ازل یا دشام و سحر کن

بس اے اختر اکون سخنِ مخزن تو رنگہ رخ و دل ریشتر کن
ز کردار بیہودہ اکون عذر کن ز حسنِ عمل زاد راہِ سفر کن
غزلوں کے متفرق اشعار دیکھیے :-

نہ چلے داوِ مشر جو کچھ گندزی حملے پر کعبہ سے رست کاغذوں میں کوہِ ہر نہیں کتا
اسید مہر ناعن سبھت بے ہر سے اختر تم آئیں گے جو ہے جو وہ تمہارا ہونے میں کتا

آنکھ کو حسرت دیا، ہر کس کی ہتیری دلِ مراثیفتہ نماز ہے کس کا ۹۷ ترا
اس غزل میں اسی طرح سوال و جواب مسلسل ہیں۔

مانگتے ہیں غم و دانا و اما کس کی گونوں میرے پہلو میں فضا دے سکے کہ دل لگ گیا

مک گیا یوں دل میں آکر ناوکِ شرکمانِ بار ماہرِ حیرت طمع تھا ماہے منزل دیکھ کر

تفاضا ہے یہ اُن پر کُن کے خوش خودمان کا کوئی اب جا بنے والا ترے قرآنِ پیداکر

حضرتِ اختر چلے دورِ شراب خاک ڈالو گردِ مشابِ آیام پر
ادب کے شمع کا آخرِ مصرعہ حافظ کے اس مصرعہ کا

منجی آفرین، نازک خیالی اور صفائی بیان کے حدودِ درجہ پابند تھے۔

زیادہ تر ان کا کلام ایسا نکھر اہوا ہے کہ آمد کا صاف صاف پتہ
چلتا ہے۔ رنگینی بیان کے نونے بھی اکثر پائے جاتے ہیں اخلاقی
مضامین سے ان کو طبعی انس تھا۔ زورِ طبیعت کے سبب سے
کبھی الفاظ اس طرح بھی ترکیب دے جاتے ہیں کہ بول چال میں
اُس طرح نہیں بولتے۔ لیکن جو شعر دیوان میں صاف صاف نکل
گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ جواب نہیں رکھتے۔ ظریف بھی تھے۔
اشعار گفتگو میں کبھی ایسے فقرے بھی بر جتے نکل جایا کرتے تھے
کہ خواہ مخواہ لوگ ہنس پڑیں۔

بے تعصبی میں بھی اپنے بزرگوں سے حصہ پایا تھا۔ ان کا
کلام اس اخلاقی لغزش سے بالکل پاک و صاف ہے۔ تصوف
کے بعض نکات بھی بڑی خوش اسلوبی سے حل کئے ہیں۔
کہتے ہیں :- رباعیات :-

ہر شے میں خدایا ہے تجلِ تیرا ہر سپین میں موجودِ تیرا
گلشن میں گل اور گلون میں گنگ چڑ تو ہی ہے جزو کل کا جزو کل تیرا

سودا ہے میرے دل میں کیا تیرا آنکھوں میں بھی ہے نورِ خدایا تیرا
کعبہ میں، خرابات میں، بیتِ نمازیں ہر جاتے جلوہِ نظر آتا تیرا
خایت بے تعصبی ملاحظہ ہو :-

کس مُنہ سے کروں مع محمدِ اختر کیا صلِ علی نام یہ آیا لب پر
وہ ظلِ انسی ہے وہ نورِ اسلام کام اُس کا شفاعت ہے بروِ مشر

بعض انگریزی نظموں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ترجمہ
میں بھی اپنی جدت اور صفائی بیان کو جانے نہیں دیا ہے ایک
نظم کا انگریزی سے ترجمہ کیا ہے جس کا عنوان ہے ”بنک“
۱۸ شعر کی مسلسل نظم ہے۔ آخر میں نتیجہ بہت اچھا نکالا ہے

ہے۔ حند ان کو صبرِ عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت۔
مرحوم اختر کے تعقیقات راقم کے ساتھ جیسے گہرے تھے

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک جان اور دو قالب تھے اُن مرثیہ
یگانگت کا اعادہ گویا رنج و غم کا اعادہ کرتا ہے۔ مرحوم کے
اخلاص و محبت۔ ایک جتنی و یک دلی۔ دوست نوازی و دوست
پروری، حلم و بردباری اور سرتاپا مرخیاں و مرغجیوں کو چولا
جوں یا کرتے ہیں دل بھرتا ہے اور بے ساختہ کہتا پڑتا ہے کہ
وعدہ خلاف یار سے کیوں پیام پر آنکھوں کو روگے گئے نہ تھکا کا

مرثیہ گوئی کے لئے تو عمر بھی کافی نہیں ہو سکتی۔ پھر اس سے
حاصل ؟ مرحوم کے راقم پر جتنے حقوق ہیں وہ کسی طرح اگر ایک حد تک
ادا ہو سکتے ہیں تو یوں کہ اُن کے سچے حالات نذر ناظرین کو ہیں
تاکہ قدر و امان زبان بھی اپنا اپنا حق اس طرح ادا کریں کہ وہ
گویند ذکر خیر شریں عشقِ بازاں + ہر جا کہ نام حافظہ در انجن
بر آید۔ سطور بالا کے پڑھنے سے ناظرین پر بخوبی ظاہر
ہو جائے گا کہ راقم نے اصلی حالات پیش کر دیے ہیں۔ اور
مبالغہ کیا ہے یا جاسٹائش سے کام نہیں لیا ہے۔ ع

خدا لگتی کہیں گے ہم بھی ان کے والے ہیں
سید محمد اسد علی

سلیں ترجمہ ہے کہ ع۔ خاک پر سر کن عسیم قیام را
جور ہے جا کوں ستا ہے مگر ہم کو الفت ہے تماری کیا کریں

غضب کی جتنی مینا دہے مگر اسیروں سے قفس میں بند کر کے بھی ہمارے پر کڑتا ہے
ہماری داستان دروسِ کروں کماؤں سے یہ سب کٹے کی باتیں ہیں کسی پر کوں ترنا ہے
دل شقائق سا دکھنا کوئی سادہ دل چمے جو اس کو بھول جاتا ہے اُسی کو یاد کرتا ہے
غافل کیا یا کمال عمر کے صرف ۳۴ مرحلے طے کر کے ۱۰۔ اکتوبر

۱۹۱۳ء کو کیا اس وحسرت کے ساتھ اس دار فانی کو خیر باد کہ گیا
اور اپنے قدر و اتوں کو اس نوحہ خوانی کے لئے چھوڑ گیا کہ وہ
بھول تو درودن بہارِ جاں فراد کھلائے حسرت اُن غمروں پہ جبے کھل جاتے
اکھڑتے لایق جوان بیٹے کی قبل از وقت موت پر باپ جس قدر
ماتم کرے بجا ہے۔ اگر خون کے آتش بہاے جب بھی کم ہے۔
منشی دیبی پر شاہ صاحب رشاش کو اس عالم ضعیفی میں کئی روحانی
صدمے ایسے ناقابلِ برداشت ہوئے جس سے ان کی کڑوا گئی
اور دل و دماغ کو بہت بڑا صدمہ پہنچا۔ مزید براں وہ دشمن کو بھی
خدا نہ دکھائے پسر کا داغ + سب سے بڑا یہ ہوتا ہے نحتِ جگر
کا داغ۔ لیکن جس قدر یہ صدمہ جانکا ہے اسی قدر آپ کا
ضبط و استقلال بھی حیرت انگیز اور غیر معمولی

شیکسپیر ہند نظیر اکبر آبادی

نظیر کے کلام کی جرحا رکھتا ہوں اور ان کے کلام سے جو حظ
مجھے نصیب ہوتا ہے شاید ہی کوئی حاصل کرتا ہو۔ مگر اس باب
کے لئے میں مزور کموں گا کہ وہ ہندوستان کے شیکسپیر
نہیں تھے اور جو بھی کیسے کہتے ہیں جب انہوں نے

گذشتہ نمبر میں "لبنت رت" پر بحث کرتے ہوئے ہم نے
لکھا تھا کہ ہندوستان کے شیکسپیر شیخ ولی محمد نظیر اکبر آبادی
نے اردو میں سب سے پہلے لبنتِ پتلیں لکھیں "اس پر ایک
روشن خیال قدردان سخن نے تحریر فرمایا ہے کہ "میں حضرت

اشعار بارگاہ شاعری سے مردود کر دئے گئے تھے۔ وہاں اتنا تو ضرور ہوا کہ وہ فیصلہ سترہ کیا گیا اور نظر ثانی کی بدولت آخر نظیر ایسے اُشاد وقت بھی مانے گئے کہ ڈاکٹر منیر احمد نے ان کے کلام کو ترجمہ قرآن میں جگہ دی۔ کسی نے لغات میں ان کے اشعار بطور سند بھی لائے۔ نصاب اُردو میں بھی ان کے کلام بار یاب ہوئے جب ایشیائی شاعری کو یورپ کی شاعری سے متحد کرنے کا دوا

آیا تو وسعت معلومات اور تحقیقات کے ذریعہ سے یہی ثابت ہوا کہ سب سے پیشتر سیال نظیر اُردو شاعری کو یورپ کے رستہ پر لے آئے ہیں۔ ہوتے ہوتے ایک زمانہ ایسا بھی آیا جبکہ یورپیوں نے اس بحث کو چھیڑا کہ ”اُردو کے شاعروں میں ٹیکسپیئر کا ہم پلہ بھی کوئی ہے؟“ جواب ملا کہ ”ہماری زبان میں ڈراما کا رواج تھا اس واسطے واقع میں تو کوئی بھی ٹیکسپیئر کے مقابلہ میں کھڑا نہیں کیا جاسکتا“ لیکن باعتبار قوت کسی نے سٹوڈا کو نامزد کیا اور کسی نے تیر کو۔ مگر سو دوا میں صرف کیدی (ڈراما جس کا خاتمہ مسرت انگیز ہو) کا مازہ پایا گیا اور تیر صاحب سراسر ٹیکسپیئر (ڈراما جس کا نتیجہ پر مسرت ہونا قرار دئے گئے۔ ان دونوں خوبیوں کا مجموعہ کسی نے اُشاکو بتایا اور ٹیکسپیئر کی ہمسری کے لئے کھڑا کر دیا۔ واقعی انشاء میں اخذ زبان کا مادہ قدرت نے بہت کچھ ودیعت رکھا تھا۔ لیکن اس سے مستفید ہو کر اوروں کو فیض یاب کرنے کی جگہ سارا زور اُنھوں نے نواب سعادت علی خاں کے لئے دل خوش کن لطایف و ظرایف ترتیب دینے میں صرف کر دیا۔ جسکی تفصیل کے لئے آپ حیات کافی ہے

تھ اب سے تقریباً بیس سال پیشتر کا یہ واقعہ ہے۔ مگر شمس العلماء نواب

حکیم سید امداد نام خان بہادر آئے ان کو نامزد کیا تھا۔

Comedy طبع انگیز ہنرمند Tragedy مسرت خیز ہنرمند

ایک مدد دار اُنھی تحریر نہیں فرمایا ہے۔ ٹیکسپیئر کو ہمیشہ سے ڈراما نویس مشہور ہے وہ کبھی بطور شاعر کے مشہور ہی نہیں ہوا۔ پھر بھلاس کے ایک شاعر کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اُشاد نظیر ضرور اپنے وقت کے پوسٹ لٹریٹ تھے اور اس میں کلام بھی نہیں پس اگر آپ کے خاطر پر بارہ گزرے تو اس پر ذرا روشنی ڈالیں۔ اور اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے درست کر دیں“

بار خاطر کیسا۔ ہمیں تو اس کی مسرت ہے کہ ہماری زبان کے خوش خیال حامی ایسی بحثوں کی اہمیت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ بہر حال اس نکتہ کے جواب کی اجمالی صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ ہم وہ سندات گنوا دیں جن کی بنا پر نظیر کو ٹیکسپیئر ہند مانا جا چکا ہے۔ اور تفصیلی صورت یہ ہو گی کہ آپ کی ایک ایک بات کا ہم جواب دیں۔ دونوں صورتیں اپنی اپنی حیثیت سے ناگزیر ہیں اور خون طوالت مزید برآں۔ چونکہ آپ کے سوال میں ایک خاص اہمیت ہے اس لئے آخر الذکر طریقہ اختیار کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ اور وقت بھی غالباً آگیا ہے کہ نظیر کے ٹیکسپیئر ہند ہونے کا قطعی فیصلہ کر دیا جائے۔ موقع موقع سے اس موضوع پر ہم اُس وقت تک کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہیں گے جب تک کہ آپ کو پورا اطمینان نہ ہو جائے۔

آپ فرماتے ہیں کہ نظیر ہند و نشان کے ٹیکسپیئر نہیں تھے“ قاعدہ کلیہ کے اعتبار سے نظیر کی زندگی میں اُن کی ہرگز قدر نہ ہوئی جس کے جی میں آیا ایک نئی رائے قائم کرنا لگیا۔ یہاں تک کہ مرنے تک کا خطاب دینے سے لوگ باز نہ آئے۔ اور ایسے بالکالوں نے یہ خطاب گڑھا جو سخن فہم اور ہمدواں کہے جاتے ہیں۔ لیکن جوں جوں تعصب دُور ہوتا گیا رنگ بدلنے لگا۔ جہاں نظیر کے

۱ Drama: ہنرمند ۲ Poet Laureate ملک الشعراء

یہ سچ ہے کہ ڈراما نویس میں سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اور نظیر نے یہی نظم میں سات زبانوں کے نمونے دکھائے ہیں لیکن ڈراما نویس سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اخلاق و اطوار ٹھیک ٹھیک دکھائے جائیں۔ اور جس کو نمائندگی طلب ہے انسان کا زیادہ علم ہو گا وہی اُن اشخاص کی بہترین تصویر چسپاں کھینچ سکتا ہے۔ نظیر کو اپنی زبان کے جیسے نکات معلوم تھے اور جیسی موزونیت سے اُس نے ان کو استعمال کیا ہے شیکسپیر نے بھی اپنی زبان میں شاید اس سے سوانہ کیا ہو گا۔ آزادوں کے لیے اس سے سُن لو جو گجیوں کے اصطلاحات یہ بتاتا ہے، اپنے ملک کی دوسری اقوام کے جذبات و خیالات اور عادات و اخلاق کی جیسا تصویر اس نے کھینچی ہے اب تک تو کسی نے اس تعریف سے کام نہ لیا۔ گنوار یوں کے روزمرے کی صفائی دکھانے کی بدولت غریب پر گنوار کا اِزام لگایا گیا۔ نظیر کے خیالات اور مخبروں کا ذہن کسی طرح شیکسپیر سے کم نہ تھا۔ ظرافت اور شوخ طبعی بھی اُس میں اُسی قرینے میں تھی۔ وہ بات کا حصہ بھی اُسی قدر ملا تھا۔ دل میں ہمدردی کا بھی ویسا ہی جوش تھا۔ ہر چند اُس نے ڈراما نہیں لکھا تو کیا۔ اس کی اکثر نظمیں ڈرامے کا کام دیتی ہیں جس نظم کو دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ ڈرامے کا کوئی خاص سین ہے۔

ہاں قسم ازل نے یہ تصور ضرور کیا تھا کہ نظیر کو اُس مزمین میں پیدا نہ کیا جہاں شیکسپیر کی پیدائش سے پیشتر بھی ڈراما کا چل چلا تھا۔ اور اس کے معاصرین میں کلا، لاج، مارلو، ناسٹ، اور پبل جیسے مجتہد العصر ڈراما نویس البتہ تھے کہ شیکسپیر کی طرح نظیر میں بھی معرکہ آزمائی اور مقابلہ کا جٹ پیدا ہوتا تھا۔ پاکستان کی طرح ہندوستان میں بھی اگر بکثرت تھیٹر ہوتے اور شیکسپیر کی طرح نظیر بھی اُن میں ایک ہوتا تو یقیناً نظیر کے ڈرامے بھی آج وہ ہوتے کہ گیتی کی جگہ نظیر ہی قائم

ڈراما نویس اس ماننا جاتا۔ علاوہ اس کے ہمارے دعوے سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ نظیر نے پاکستان کا شیکسپیر نہ تھا۔ میرٹھس نے تو کوئی شاندار نہیں لکھا اور نہ فردوسی نے اُن کے سے مرثیے لکھے تھے۔ پھر میرٹھس کو فردوسی ہند کیوں کہا جاتا ہے۔ اسی پر نظیر کی تشبیہ کو بھی قیاس کر لیا جاتا ہے۔

کون کہا ہے کہ شیکسپیر نے ڈراموں کے سوا اور نظمیں نہیں لکھی ہیں۔ ہرن کی چوری کی علت میں سرٹاس لوسی نے شیکسپیر کو سزا دی تھی۔ اُس رچ میں جو کوئی کس نے کی تھی؟ سوئیٹر کس لکھے ہیں؟ کلیات شیکسپیر میں ابتدائی زمانہ کی نظمیں جو ڈراما نہیں ہیں وہ کس کی ہیں؟ بہت سے متعصب اہل الرائے یہ کہہ کر نظیر کو بدنام کرتے ہیں کہ اس نے (چند) غیر مہذب نظمیں لکھیں ہیں۔ تو شیکسپیر کی مصہوبیت کی شہادت کے لئے ”یپ آف لیکر کریشیا“ کافی ہے جس کے نام سے ہر مہذب کو نفرت ہوتی ہے۔ ڈراما کی تعریف یہ کہاں ہے کہ جو کچھ شیکسپیر یا اس کے مقلدین نے لکھا ہے وہی ڈراما ہے؟ قدیم یونانیوں کے ہاں تو شیکسپیر کا ڈراما قبل ولادت سے تھا۔ ڈراما کے لغوی معنی یہی ہیں کہ ”وہ نظم یا اثر جو عمل میں لائے اور انسانی زندگی کی تصویر دکھانے کی غرض سے لکھی گئی ہو یا جس کا مطلب اُن سلسلہ سنجیدہ یا دل خوش کن کاموں کا بیان کرنا ہو جس کے فوائد معمول سے سوا ہوں اور جس سے دل نشین کرنے والے نتائج پیدا ہوں۔“ ہاں بالعموم ڈرامے چند ایک طرحوں کی زبانی یا ان کی قیام مقامیت سے اسٹیج پر ادا کئے جاتے ہیں۔ مگر تو بھرت سلیمان کے گیتوں کو بھی ایک قسم کا ڈراما بتاتا ہے۔ اس تعریف کے بعد کون کہے گا کہ نظیر کی نظمیں ڈراما نہیں ہو سکتیں۔

امریکا کے مشہور اخبار نیویارک ہیرالڈ نے ۱۹۱۷ء میں ایک

اور غرض کیر کیر کا مطالعہ یا شاہدہ کرانا۔ اس ٹکڑے کو بد نظر رکھ کر لوں گے کہ نظیر کی نظمیں ڈراما نہیں پیدا کر سکتیں۔ ہم طوفانی نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظیر کیا نظیر کے سے جتنے شعرا ہنگوڑے ہیں ایک حیثیت سے ان کے کا نام ڈراموں سے زیادہ اعلیٰ و افضل ہیں۔ مطالعہ کرنے والے طلب راسخ اور دل اثر پذیر رکھتے ہوں تو اس کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔ جوان، میملٹ کو ٹیکہ پیر چوڑاں کے باب کی روح سے جو کلام کرتا ہے کیا ویسا ہی اثر کسی صاحب نظر کے دل پر نظیر کی اس نظم سے پیدا نہیں ہوتا جس کا نام ہے "سائرس کی رہا" اور انجام انسان؟ اگر ٹیکہ پیر نے میکہ میں چڑیلوں یا ڈانوں کو اسٹیج پر بلا کر، مپسٹ میں جادو کا کھیل اور پریوں کا پلج دکھا کر اور مدرنائیس ڈریم میں جنوں اور پریوں پر انسانوں کے ساتھ عشق و عاشقی کا الزام لگا کر غریب معمولی قوتوں اور خلافت قیاس باتوں کا ثبوت دیا ہے اور اس سے نتیجہ مفید نکالا ہے تو میاں نظیر نے بھی ایک کچھ دنیا دار کی عبرت و تنبیہ کے لئے جوہوں کے اچانک تیار کئے ہیں۔ اور اس کے مصالح کے لئے دنیا کے سارے لغویات کو ٹکڑی کر پھرنے ہیں۔ ایسی ہی بہت سی نظمیں ہیں جن کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے لائیں سمجھنے مل گئے ہیں۔ ان کے علاوہ نظیر کی دو نظمیں بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ ایک تو وہ جس میں خیال کے اسٹیج پر میاں قلندر اپنا ریحہ کا بچہ لیکر تسلیم لاتے ہیں۔ وہی سوامن کا سونابھائی لوہے کی ٹوپی کھرتی ہوئی، وہی کا ندھے پر جھونکا، وہی ہاتھ میں پیالہ، وہی ڈھنسیل، وہی لڑکوں کا جھوم، وہی کشمیری کے دلوں پر، وہی کہہ داناں۔ وغیرہ وغیرہ، دوسری نظم وہ ہے جس میں مہادیوی کے بیابان کا لطف دکھایا ہے۔ ان کی یہ نظم تکلفات سے مالا مال لہ فغیروں کی تسلی۔ لہ ذیل۔

مضمون شائع کیا تھا۔ جس میں دکھایا تھا کہ زمیہ نظموں اور ڈراموں میں فرق کیا ہے۔ لکھا تھا کہ "زمیہ نظموں میں متکلم شاعر بذات خاص ہوتا ہے۔ واقعہ گزشتہ زمانہ کا ہوتا ہے اور مناظر جو بیان کئے جاتے ہیں، دکھائے نہیں جاتے۔ جن لوگوں کا تذکرہ ہوتا ہے وہ غائب ہوتے ہیں اس میں صرف دو شخص ہوتے ہیں۔ شاعر متکلم اور چڑھنے والا مخاطب۔ اور ڈراما میں سرگزشت زمانہ حال اور ماضی پیش نظر ہوتے ہیں۔ لوگ جو متعلق ہوتے ہیں وہی خود گفتگو کرتے ہیں۔ خیالات اور جذبات اصل ہوتے ہیں، جن لوگوں نے دونوں اصناف پر بخوبی غور کیا ہے وہ باسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ڈراما میں بھی زمانہ ماضی کی سرگزشت کی زمانہ حال میں صرف نقل کی جاتی ہے۔ مناظر جو چند پردوں کے ذریعہ سے پیش نظر کئے جاتے ہیں وہ ڈراما نویس کے خیالات و تصورات کے نتیجے ہوتے ہیں نہ کہ وہ جو اس سرگزشت کے وقت ہوں گے۔ ڈراما کرنے والے دوسروں (یعنی اصلی شخص) بلکہ ڈراما نویس کی ساختہ و پرداختہ گفتگو کو صرف اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں ورنہ وہی لوگ بولنے نہیں آتے جن سے وہ واقعہ متعلق ہے۔ خیالات و جذبات، حرکات و سکنات سب کے سب یا تو خود گفتگو کرنے والے کے ہوتے ہیں یا عاریتاً لئے ہوئے یا ڈراما نویس سے اخذ کئے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سرگزشت انسانی کو جو شعرا زمینچور زمیہ نظموں میں باندھتے ہیں وہ بھی ڈراما نویس ہی کی طرح اور ان کے واقعات کو اپنے اپنے خیال کے مطابق ادا کرتے ہیں پس لازمی ہے کہ ع۔ فکر پر کس بقدر محنت اورست۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلسل زمیہ یا زمیہ نظیں بھی ذرا سی تبدیلی سے ڈراما کی صورت اختیار کر سکتی ہیں۔ جس کی مثال کسی امر موقع پر کبھی ہم دکھائیں گے۔

پچ پر چھو تو ڈراما کی بنیاد کیر کیر (علامات و خصائص) نویسی پر ہے

اور رنگ سز پاپا ہندوانہ ہے۔ زبان کی لطافت اور باریکی دونوں قابلِ داد ہیں۔ اس ڈراما کے ہیر و مادیو بی اور ہیروین زیکلاری پائل اور اشخاص میں بلجہ پائل، ان کی رانی، ان کے پردھان، پردھت وغیرہ ہیں محاورات بھی خاص خاص لائے گئے ہیں۔ کمال کیا ہے کہ کیمیڈی کو پُر لطف کرنے کے لئے کہیں کہیں تفریح کے مضامین بھی داخل کر دیئے ہیں کڑھنے والا گھڑا تہ جائے۔ اور سب پر بالائے نظم کی خاص کجرجس سے شادی کی دھوم دھام صاف صاف ظاہر ہوتی ہے۔ اور ہر بین کی بندش نئی ہے ان دونوں نظموں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ فطرتاً اس کی طبیعت ڈراما کی کسی مناسب واقع ہوئی تھی۔ اور اگر یورپ کے طریقہ پر وہ ڈراما لکھتا تو کیمیڈی اور ٹریجڈی دونوں میں کمال کر دکھاتا پس بقول پروفیسر شمشباز مرحوم، پورے شیکسپیر ہونے کی صلاحیت اگر کسی میں تھی تو وہ میاں نظیر علیہ الرحمۃ تھے۔

وہ کیا کہیں گے۔ ایک زمانہ نظیر کو یہی کہہ رہا ہے۔ اردو کے جانشین یعنی مولف فرہنگ آصفیہ مولانا سید احمد دہلوی نظیر کو ہندوستان کا شیکسپیر مانتے ہیں۔ شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی نے نظیر کو ریشٹک پوٹھنکا ہے۔ اس بار میں فرانسیسی اہلِ آرا بھی ان کے ہم آہنگ ہیں۔ اور ڈاکٹر فینن تو سب سے بڑھ گئے کہ اپنی اردو نعت میں کلام نظیر کو جا بجا سب میں لائے کے علاوہ دیباچہ کے چند صفحات اس کی تعریف میں سیاہ کر ڈالے ہیں اس پر بھی

نہا گیا تو لکھ دیا کہ قہر نے مادی زبان کے خزانوں پر نہ بھاریا اس نے اس خصوص میں وہ کام کیا ہے جو صرف سلاطینِ عظیم سخن مثلاً چوسر و شیکسپیر کر سکتے ہیں اس نے ہندی الفاظ کو تمام اُن خوشامتر لکھوں میں ظاہر کیا ہے جن میں وہ ظاہر ہو سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اُستاد نظیر ضرور اپنے وقت کے پوٹھنکا تھے اور اس میں کلام بھی نہیں۔ ہم لوگ اپنے حسنِ سخن سے اس کو تسلیم کر لے سکتے ہیں لیکن ہمیں ڈر ہے کہ اُن مستحقِ شعر کی مقدس ارواح سے ہمیں شرمندہ نہ ہونا پڑے جن کو اسی کے برابر خطابات و رہنمائی سے مل چکے تھے۔ اور یہ خطاب تو انگریزی یونیورسٹیوں کے اُن مغزِ سند یافتوں کا ہوا کرتا تھا جو قواعد شاعری اور انشائیں مستند تصور کئے جاتے تھے۔ اور نگلے میں لائیل کے پتوں کے ہار ڈالے جاتے تھے۔ نعتِ رفتہ عہدِ اور ڈھمام میں اس عورت سے وہ درباری شعرا امتناز کئے جانے لگے جن کے ہمارے میاں ملک الشعرا لکھاتے ہیں۔ ہمارے یہاں کے اہلِ الراے ان دونوں سدا میں سے ایک بھی میاں نظیر کو دنیا نہیں چاہتے اس لئے ہمدی رائے میں اُس منفور کو شیکسپیر مقرر کرنا چاہئے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ وضاحت کافی ہوگی۔ بحالتِ دیگر بھر کبھی دیکھا جائے گا۔

ادیتیر



نور و زینت ہمار

(نتیجہ فکر جناب منشی عبدالخالق صاحب خلیق ہولی)

پھر مبارک کش گلزارِ جہاں روئے بہا
پھر ہوا عطرِ نشانِ موجِ گیسوے بہار
پھر جیسوں کے دماغوں میں کسی کو بہار
پھر کھپا جاتا ہے ہر ایک کا دل سو بہار
پھر دل عاشق شیدا ہے چمن کی مورت
پھر ہے صد غیرت گلِ داغ کن کی مورت
مرحبا! عاشق و معشوق ہوئے ہم پہلو
چل گیا بلبلِ ناشاد کا گلِ پستابو
دیدہ زنگسِ شلا میں پھر ہے جادو
چو کڑی بھول گئے ملکِ فتن کے آجو
خزہ موسمِ گل باد صبا لائی ہے
ناز کوئی ہے آڑی پھرتی ہے اتاری ہے
جمویتی اٹھی ہے کعبہ سے گھٹا حوالی
سبز و شاداب ہوئی باغ کی ڈالی والی
کوئلیں بولتی ہیں آم پر کالی کالی
آج پھولا نہیں جامے میں سانا مالی
زر کی میزات ہے بے پوچھ زمانے کے لئے
منہاں کھول دیں غنچے کی دانے کے لئے
کھولے کوہیں ابھی غنچے ہیں شاخوں پر
روپ سارو پاپھن سی پھینچیں خوشی
زمر سرخ ہیں مرقاں چمن شاخوں پر
ایک سے ایک دکھاتے ہیں یہ فتن شاخوں
نئے گلگوں سے ہیں لبریز گلگوں کے پیلے
جب ہی متوالے پھوس پھرتے گلکش دیا

برس!

(نتیجہ فکر جناب منشی جمیت رائے صاحب صادق بی۔ اے)

برس زمانے پر اسے ابرہن بار بار
ہیں کر رہے تری مدت سے تہنارِ بر
برس ہوئے تجھے دین میں سوزِ بار
کسرِ کمال برسنے کی ایک بار برس
برس۔ برناترا فیض ہے عنایت ہے
تو قاصدِ فضل و عطائے خدا کی آیت ہے
گل شگفتہ نے مُردِ عدلیب سے کھیرا
خزائن نے ڈالا ہے فصلِ بہار میں ڈیرا
ہوا نسیم کے بدلے سو م کا چھبیرا
ہزار شونے طالع نے باغ کو گھیرا
جو کیفیت ہے چمن کی نہیں کھیتی
زبانِ خشک ہے سوسن کی بیان ہی کیا
ترستے مرغِ گلستان ہیں سبز واسے کو
گلگوں میں خاک ہے جی چاہے خاکِ گدا کو

ہوئی جو سوسن ابنا مادہ زہر کھائے کو
ہے چشمِ زنگسِ شلا میں دھند چھائے کو
دعا ہے قری کی یا طوقِ تنگ جو طوائے
گل شگفتہ گرسے سر پہ سنگ جو جائے
بنوں کی خشک ستاحی ہے لگ گیا کوئی
نہیں خمِ خشک ہوائے کو بائی لکھوں میں
کھیر خشک مگر خشک خشک ہیں اکھیں
خم اسقدر نہیں دل میں رکھیں نہیں مڑھیں
چمن کے حال پر اسے ابر تو زار دوس
اٹھا کھیرے پتھر کدورتیں دھوئے
برس تو بحر میں اور اس میں پیچے موتی لا
برس تو کھیت میں واں دارِ امید بچا
گلی کی شہر کی کوچوں کی گرد خاک ہوا
کیس زکھ مرغِ عالم پر ذرہ پھر کوڑا
برس! برس! چمن خشک میں تری غلے
جو دلیں کھیتی ہے امید کی ہری ہو جا
تو عدلیب کے مددے میں گل کو اکڑا
ہو سکھا غلِ محبت سے ہر کر دے
سسی صنوبر و شمشاد پھیر پھا کرے
ہے باغِ قید خزاں میں اسے ہا کرے
کرم کا سلسلا اپنے دکھا گلستان کو
تو اپنے طوقِ عطائے گلستان کو
ترسے برسنے سے بکرِ صدق و دافرا ہو
ترسے برسنے سے بھل پیر دھوا ہو
ہر ایک ڈال کے اسے ابر کرے پھلے پٹا
جو خوب خشک ہے وہ ہوتا سارو ڈا
ترسے ہی فیض کا جو یا ہے زندہ نیو بھی
ہے اسکے واسطے رمضان میں رمضان کا
آتا شیشے میں اسے ابرا اس کی لعل پکا
چو ادے خوشہ انگور میں ذرا پانی
تری نظر سے ہر اس کا غل مٹا ہو
ہزار چاندنی اک دخت رز کا جلوہ

نور و زینت ہولی

ماہیات

(نتیجہ فکر جناب مولوی سید فضل ستار صاحب لاہالی۔ ایچ۔ بی)

قدرت نے بچھا دیا بسا طرہ روز
کیوں دل نہ کھائے انسا طرہ روز
غم کا جو نہیں نام و نشان تک باقی
کیا غم بھی ہے اب دھن نشاطِ طرہ روز
کونیا میں دوا نشاطِ السنہ طرہ روز
میناے نے فرح ہوا دیدہ طرہ روز
سلمان ہیں خوشی کے لاہالی بہت
گرسب ہے شہر ات تو بس عید طرہ روز

نوروز بہار کا مقدم کئے مہجانب سہرور کا ہے موسم کئے
ہریوں کی جو عشرت کا مرقع لکھتے حوران طہرب کا اسکوالم کئے

نوروز یہ کر رہا ہے سامان بہار زرخیز بہنت سے ہے بیتان بہار
معنوں کا شگفتہ لالہ بالی ہے چین گل ریز و گہر بیز ہے نیسان بہار

نوروز کا پیش خیمہ لائی ہے بہنت کس آن سے کس شان سے آئی بہنت
اندوہ کی آنکھوں میں کہ سرسبز بلبل عالم پہ یہ کس طرح سے چھائی بہنت

گلشن میں منال گلزار آتا ہے گل سے نافہ مشکیں تیار آتا ہے
کالوں میں یہ نغمہ ہزار آتا ہے کس رنگ سے برگ و ساز بہار آتا ہے

کیفیت چشم نیم باز ہستی انداز نگار دلنواز ہستی
گلرہیزی نغمہ ہاے ساز ہستی ہیں صوفہ گیتی پہ طہ از ہستی

آرایش گلزار جہاں بھی ہولی نگیل بہار گلستاں بھی ہولی
نیرنگ نہار کا ہرست ہے رنگ ہولی ہے یہاں بھی اور وہاں بھی ہولی

رنگینی لالہ زار قدرت ہولی مشاطگی نگار صنعت ہولی
گھبراہنگی سے گسار عشرت ہولی کیا دہریں تو بہار قدرت ہولی

نوروز

(نتیجہ فکر جناب منشی الہ بخش صاحب اثر)

فیض نوروز سے اکے وہ بہار لائی آنکھ اٹھتی ہے جدھر اچھائی آتی ہے

جوش مستی میں مباحوب ہی اتر آتی ہر طرف میش و مسرت کی گھٹا چھائی

شادمانی میں کیس نغمہ سرا ہے بلبل کسین غنچوں کا تم ہے کیس خند گل

آج بدلائف آتا ہے چین کا نقشہ آج ہر تختہ گلشن ہے جہاں کا کیکا

ابر نوروز نے گلزار میں چھڑکا دیا فرش سبزہ نے بچھایا ہے ہر محل کا

شاہ گل تخت چین پر جو ہوا جلوہ گن چھپے کرنے لگے شاغل پر مغان چین

آج گلزار کی پورشاں ہے رنگین نی آج ہر پھول نے گہند سے ہے بلی بلی

آج سکان چین پسے ہیں بلوس زری آنکھ میں زکس شہلا کے ہے سرسبز بلی

باغ میں آج برس و حوم سے بھی ہوگی بلبل و گل میں مزید اڑھٹھولی ہوگی

ساتی خند دہن پھول پائے جھکے تیرا دیوانہ ہوں ہریشا رینار سے جھکے

بادہ عیش سے اسوقت چھکانے جھکے جام جمشید ذرا مانگ کے لاوے جھکے

ماضی و حال کا ساغر میں تاشا دیکھوں جہش جمشید کا نوروز میں جلوہ دیکھوں

ساقیا آج نیا دور نئی صہب ہو نئی بھٹی ہو نیا خم ہو نیا شیشا ہو

نئی صحبت ہو نئی بزم نیا جلا ہو نئی باتیں ہوں نیا ذکر نیا چرچا ہو

کیونکہ نوروز کی عالم میں سواری آئی گلشن دہریں پھر باد بہاری آئی

آج وہ روز ہے اور وزجے کتے ہیں آج وہ دن ہے دل افروز جے کتے ہیں

آج وہ یوم ہے غم سوز جے کتے ہیں آج وہ وقت ہے فیروز جے کتے ہیں

کلفت و ریخ و الم دہرے روپوش ہو عیش و عشرت سے سہی آج ہم افروز ہو

روز اول ہے یہی دن سفر فردیں کا آفتاب آج کے دن برج محل میں آیا

روز نو نام اسی روز کا مشور ہو شاہ جمشید نے اس سم کی ڈالی ہے بنا

یادگار شہ جمشید اسے کتے ہیں پارسی مطلع خورشید اسے کتے ہیں

ملک ایران سے جاری ہو گا اسکا ظن سعد پر اسکو بھنے لگے شاہانہ من

جب ہوے ہند میں شاہانہ من جلوس کا ہر کوہ ان کے یہاں آئی ہے یہ دم کس

ہند میں بھی نظر آئے لگا جلوہ اسکا ہر گہرائے میں ہو اشتوق سے چرچا اسکا

شاہ باہر سے اسے اور بھی رونمائی عید سے بڑھکے کیا کرتا تھا اس روز بنگا

آج آزاد ہو کر تھے صد ہائیہی جیش کرتے تھے وزیر و امرا نوروزی

جن نوروز کیا کرتے تھے سب باطل تھا
آج رہتے تھے غم و غصے سے بالکل آزاد
ہاں اثر آؤ خوشی آج منائیں ہم بھی
میش و راحت سے مزے خوب ملائیں ہم
دور ماضی کے بکیروں کو بھلائیں ہم بھی
نظم نوروز مجبوں کو نوائیں ہم بھی
آج احباب میں چڑھا جو نیابت نئی
سال آیا ہے نیا روز نیابت نئی



ترانہ نوروز

(نتیجہ فکر جناب مولوی موسیٰ حسین صاحب التمسر طلال بادی)

نوروز پھر جہان میں متاز دار آیا
پھر پشت کا پردہ ہو کر سوار آیا
زہرہ کی شکل میں پھر بنکر نکار آیا
پھر معتدل بنائے لین نہار آیا
طیور ہاتھ میں ہے تو ہر کرمیں
نغمہ طراز پھر ہے وہ آواز جود میں
پھر مہر روز تو نمانعت النہار آیا
نوروز پھر چین میں بنکر ہمار آیا
بزم بخت میں کر کے سنگار آیا
چشم سارہ میں میں لیکر ستار آیا
باساز و برگ نکلی نوروز کی سواری
تائیں ہمار کی ہیں نئے ہیں تو ہمار
آئی ہے پھر چین میں نوروز کی سواری
ہر گھر شجر نے پہنا پھر حلا ہمار
ہر شاخ نے دکھائی اپنی شکوہ کاوی
ابو طیر نے کی پھر آکے عطسہ ہار
ششاد سو قد ہے زکس کا باغ پر
برس رہی ہے کچن چین میں شمع
گلشن میں جو روش ہے کوشت خور
تخت ہے جو چین میں دہرہ و خور
جو باغ میں شجر و درخت گل گشتاں ہے
جو پھول شاخ میں ہے وہ شاہ و ستار
نوروز نے جہاں سے نام نہاں
اچھے ہوئے ہیں کوباغ ارم نہاں
آئے ہمد کے دن اب وضعت خور
گلزار پھول میں ہے ہر پھل خوش
ہر شاخ فصل ہے پر کھینچے ہوئے کس
قدرت کی نقشہ کاری ہر برگ سے حیاں
پھر جہاں افراہواں ہیں جیتے ان میں
نوروز کی گشتائیں پہلے بصد ہیں
خوشید قادری پھر برج محل میں آیا
پھر مہر روز نوروز نے عالم کو ملگایا
افروہ مشرقی نے نوروز پھر متایا
پھر آریں نے ملکشکب کا گیت گمایا

دور کس گیا پھر آیا نیا زمانہ
پھر سال نو نے اگر بھیرا نیا فلانہ
پھر براہ روی نے کی کئے دفتاری
پھر فصل گل نے پھر اھل حق میں پیا
شبنم نے پھر لپائی نرس کو آسانی
سبزی کنار جو پھر سبز ہے کھٹکے جہان
ہر نخل ہے رنگیلا ہر شاخ ہر شاخ پری
خوش بار سے ہر پھل پر لبان
پھر فصل گلستاں نے رکھا قد چہاں
پھولے نئے شکوے نئے گلستان
نوروز کے برج ہے پھر بزم و کاش
طے نشاط کے ہیں یاران نکستہ دہان
ساغر چھلک ہے ہر شجر کو کھلنے
دل ہے بریں س کا شاخ کے غلغلے میں
دور کس گیا پھر دور حید آیا
رخعت ہوئی نعمت دور حید آیا
پیغام عشق لیکر دور حید آیا
نوروز کا جہاں میں پھر وہ عید آیا
پھر دھڑکنی ہلکائی دکھائی
دل میں نئی تگیں پھر خوش گھائی
نوروز کا ہر مقدمہ میں کی کچن
سب پھول ہے ہیں شمع ہے چین
نہا بھی تھے ہیں ندوں کے پیر میں
کیا کائنات دے ہیں اس میں گلستان
دیکھوئے چین میں آج ہر شاخ پری
برہم جوڑ کی کچن نکھیں پھر کچن گھائی
نیساں نے شاخ گل کو پھر تخت چھایا
تاج خردس طرہ لیکر چین میں آیا
کھلی گیاہ قیصر مدح تلح تاج لایا
اعلان بادشاہی طاروس نے سلا
موسم نے پھر دیا ہے فہم کو شاہ
پھر بلبلوں نے گایا گلزار میں شاد
نوروز کا تازہ بلبل اڑا رہی ہے
کوئل مزے میں اگر جیتی نہ رہی ہے
شاما کی کچن پھر چھو دہ پھال گارہی ہے
قمری الگ چین میں ہوئی نہ رہی ہے
عشرت کے ہر شاخ مفاہی شجر
جادو ہوا ہے ہر شاخ کی صدا
نوروز تو دکھانا ہر چین کی کھیاں
نوروز تو شامتا ہے نقش ہار دی
نوروز لیکر آتا ہے تو پیام شادی
ہر سال تو شامتا ہے صحن کی تہاکی
خوشید کوشٹ ہر چین میں رندو
روشن ہے نام تر عالم نوروز تو
تو چین ہے پرانا تو یاد گار جم ہے
تو ہے قدیم لیکن ہر سال تو قدم ہے
صحرابوستان پر کیاں تر کر جم ہے
تو گلشن جہاں میں میکسج دم ہے
نوروز تو نے آکر پھر نوین گلستان
ہر شاخ ہر شجر میں گل نئی نکالی

بار آئی چلا میکشوں میں بھول کاہر
جمن میں بیٹھے ہیں لیکر گلاس اور بوتل
نکلے شیشے سے یہ منہ لگی رنگیلوں کے
بہشت رت میں چھٹا دھت رنگا شیشہ نکل
دیا ہے بھر کے وہ ساقی نے آج دل لگا کر
کراکیک جام میں میخوار ہو گئے ہیں اہل
نیشے میں گرنا ہے جب لوطی کے کوئی
تو ہاتھ دیکھ سب کو کہتا ہے کہ "سبھل"
ہمارا دیکھ کے سب کہہ ہیں رنگ دلیاں
شرابخوار جے بھلیو نہ ہو کے اہل

جمن میں آج ہوئی بھر کے ساقیاں گس
کہ چار دن میں خزاں کے رنگ دیگی بدل
ہنڈ دل گام کے گلے کی پلٹ پھرت دکھلا
ستار چھڑوہ مطرب پرتکا ٹٹاں اہل
ہمارا آئی ہے مطرب ہمارا کی ہے ہمار
ستار دے ہلکاسی جمن میں ان گیلیاں
جائیں ساقی و مطرب وہ رنگ چنگا رنگ
کہ رنگ ہے یہ زبان ہے ہمارا جاسکل

بہشت رت آتی ہے جاوے کا رنگ لگائی ہے
کبھی ترش ہے کم کم کبھی غصا ہل
کبھی جہاں میں گرا بار بار نیاں ہے
بتا یہ ٹٹیاں جکے دم سے موتی نکل
چمک دمک میں کبھی اسطی ہو چکی بہشت
کہ جیسے جو کوئی معشوق شمع اور چھیل
کبھی فلک پہ گھٹائیں ہیں ابرہن کی
کبھی شعاعیں نظر آئیں معروض کی

اُبھارتا ہے دلوں کو ہوا بھرا جھگل
چرند کرتے ہیں صحرا میں غم کو اُچھل
پرند شاخونہ ہیں مچو زمرہ خوانی
نواسے خوش سے ہر اک سمت گونہ ٹٹا جھگل
یہ صحن باغ میں کب جھپٹائی میں چڑیاں
ہمارا دیکھ کے آپس میں کر رہی ہیں چل
بستیوں میں کوئی بڑہ رنگ بیٹھا ہے
یہ زرد پھولوں میں کب ہیں سر سرے ہرل

بہشت رت خچی کی رنگ بھری ہر تار
بڑے جلوس سے نکلے تمام اہل
ہر ایک شہر میں ہیں راگ رنگ کے جلے
بنا بہشت سے ہندوستان رنگ محل
ہر ایک سمت ایلرو گلاں کا ہے رنگ
اور آج کھیلتا ہے رنگ برج کا نڈل
سلام کرنے کو سب منگلا کھی آئے
ہمارا آئی ہی بھارت میں ہو گیا جھگل

نوروز آہ تو تھا فاس میں خوش نشانی
سایہ گلن تھا جھیر الطاف بکلا ہی
جھگوٹا گئی آفت ایران کی تباہی
کچھ دن میں کھینکنا ہوگی ترنج تباہی
مغرب سے آ رہا تھری مگر نیاں
اسپر میل خوشی کا حصار ہر زبان
نوروز سے سبق و ہندوستان والو!
غفلت میں کیوں ہے ہو ہندوستان والو!
کچھ کھو کے بھی تو کھو ہندوستان والو!
دن چڑھ گیا ہے اُٹھو ہندوستان والو!
نگو بہشت کی بھی کچھ خبر ہو والو!
ہنستا ہے آہ چہر مرغ سرخو والو!

ارزاں تھیں کئے تھے خواب گول تھارا!
سب فاطمیں سے پیچھے ہو کر دھل تھارا!
غفلت کی فینڈ میں ہر نوجوان تھارا!
وہں مال میں کیوں کر دل ڈال تھارا!
سبز سے سیکھ کر توبہ ہو جوا!
زگس کو کچھ کر توبہ بشیر ہو جوا!

بہشت رت

(نتیجہ کنجانب مولوی حفیظ اکرم صاحب حفیظ)

بہشت آگیا باغوں میں کوئی لکھی لیل
اُٹنگ پر ہیں شجر پھوٹے لگی کوئل
یہ سبز دختوں میں برگ سبز نہیں
لنگ رہا ہے کسی سبزہ رنگ کا اُچھل
نکا اُطار میں گل نے وہ آج رنگ روش
کہ چپہ جاتے ہی پانچا جاسے بھل
وہ جوش گل ہے کہ باغوں میں اُچھل
ہمارا دیکھ کے پلٹے ہیں بچوں کے بل
تمام باغ میں چھایا ہوا ہے رنگ بٹیش
بناسے آشاں ہلبل آج رنگ محل
وہ ملاو برگ طرب ہے کونچے میں مور
ہمارا ہے ہی جنگ میں ہو گیا منگل
نکل رہے ہیں نئے سرے پھرتے پتے
نکھار پر ہیں شجر اسطی کہ محل دل
وہ جوش گل ہے کہ بھولی ہلا لکھوٹ
اُٹھایا سیر کو دل اسطی کو بیل
ہر اک منال کو جٹا ہے اُسکے علاوہ سبز
جہاں میں شاہ ہماری کا چارو پوعل
نظر فریب ہے کمیتوں میں چاندنی کا بیت
رواں ہے ہندو میں بانی بھی مٹا ہر
غبار دل کا ڈال لگئی نسیم ہمار
ہو آسم گل سے کھلا ہے دل کا کنول
چمن میں پھولوں کی خوشبو سے مٹا کر
لگایا سر میں عروس ہمارے مندل
ہو اس کے زور سے ہلے نہیں میں آہ کہ تو
یہ سر پر شاہ ہماری کے پلٹے ہیں مچھل

نکون میں کر نام شہرت یہ ہے بھلائی کے کام راحت یہ ہے
وہ کو سشش ہی کیا ہے جانے لگے نو فیروں کے کام اگر ہمت یہ ہے
کسی سے نہ کرو دفا کرجاں میں یہی آبرو پاس عزت یہ ہے
ذکر دشمنی دوستی کی ہے جس سے یہی ہے موت محبت یہ ہے
کئے جا سلوک اپنے سے جس قدر یہی رشتہ داری قربت یہ ہے
وہ بات آسے کرنے سے جلیں بچا نہ آئے زباں پر بھی غیرت یہ ہے
جو اعلیٰ ہوا ہے کو جسے وہ ادنیٰ یہی خاک ساری شرافت یہ ہے
خدا یا عطا کر ذہن حیز کو خجاعت کی نعمت کفایت یہ ہے

گور غریاں

(تیجہ فکر جناب مولوی سید دلازمین صاحب خضر)

زمانے میں عجب گور غریاں کی بھی طاق ہر درد دیکھو نظر آنی بستی یاں محنت ہے
یاں اگر جسے دیکھو وہ مٹھی بند ہوتا نہ پورا دایع راحت کی نہ فکر عیش و عشرت ہے
زمانے سے جدا ہو کر جتنی بستی باقی ہے انوکھی یاں کی محفل ہے نالی یاں کی محبت ہے
وہ عالم بیکسی کا اور وہ وحشت غیر فنا سنا گویا اپنی داستان رنج و محنت ہے
کسی تربت پہ ہے سبزہ کسی پر پہنچا کانی کسی مرقد کی مرجھائے ہوئے پھولوں کی ہے
کیں سنگ لحد ٹوٹے پرے ہیں ترانہ کسی کی جاتی جاتی مغور ہستی سے تربت ہے
ترنہ ایک مدت سے کوئی دفن ہے پھونکے نسیم موسم گل کی فضا سہرا بیت ہے
شب تاریک میں ہوتی ہے جب ہر فلک کو بھائی شمع بھی اس بیکسی پر انقلاب محنت ہے
کبھی شبنم ہزار بیکیاں پر در لاتی ہے اندھیری رات میں جلنو کی جالشی ہے
لحد کے سونے والوں کا سینہ کوئی بھی اگر لحد کوئی ہے تو ہیں وہ انکی غریب ہے
گداؤ شاہ کی اس مرز میں میں ایک حالت نہ فخر تاج سلطان دروغ مال و دولت ہے
لحد کے رہنے والوں کی عجب غماش محفل نہ مطرب کا ترادہ ہے نہ ساز عیش و عشرت ہے
کماں فقور و دارا ہیں کماں شہور کو کھڑی کماں اکیں وہ تھا ہے

ادافروش ہیں سب گل خان رنگیں منج لئے ہیں نذر کو کچھ پھول اور نی کول
اڑا سے لیتا ہے دل جرس بنی پیش کہ رنگ دکھائی ہے رنگیں ادا بیکسی بل
گھروں گھروں میں ہوتی دلو تازہ کی ٹا پڑھا ہے ہندو لٹاپ اور گنگا جل
چڑھا ہے جاتے ہیں سروس کے پھول بڑوں ہمارا آئی ہوئے پھر بسنت کے رنگ
بنیتوں سے بھرے ہیں بسنت کے پیلے کوئی تو آیا سوا دی میں اور کوئی پیدل
سب اپنے دھن میں تہی بسنت گائے خبر کے ہے کہ ٹہرے سر کہے کوئل
یہ زرد پھولوں سے کب ہیں شیر بنی پیش بنیتوں کا گر ہے هجوم یا دنگل
مردن کے زور سے المست ہوئے نئے ہر رنگ جسم میں ہے کام دلو تازہ عمل
ہمارا آئی زمانہ وصال کا آیا تا بہت دنوں سے تھا بیخود فراق رنگ
نہیں ہے آپ میں پھولوں کے کچھ میں اگر ۲ ہمارے عشق سے مدہوش ہے یہ سنا بل
لیٹ پٹ کے لیا ہے کلی کلی کارس ۳ اور آن جمل دگل ہو رہے ہیں سنا بل

بسنت پھولی تو آنکھوں میں کھل گئی سروس ہے زرد زور فرخ بخش آجکل جنگل
ہمارا آئی ہی آئی ہمارا آمل کی ہے کل کی بات کہ گول کا پھول تھا پیل
خبر بسنت کی کسکو تھی اسکی رت کے قبل ہے مورا م کا گویا ہمارا کا سنگل
ہمارا دیتے ہیں سروس کے پھول کھینچیں ہوا ہے فرخ زمین زرد رنگ کا محفل
تمام دشت میں پھولا ہوا زور و رنگ کسم کے بیڑوں میں بھی ہر پھول رنگ
رہیجے نے ہکو کھلے ہیں رنگ بڑے پھول سرور دلمیں ہوا رنگ دیکھو خبر ل
وہاں جو دھاگ تو اسیں بسنت پھولی تمام رنگ میں دو بے ہوئے پیش کوئل
ہر اک درخت کے دامن سے پڑا ہے رنگ
کرتھ ٹیٹو کے پھولوں کا بیچا ہے رنگ

جوہر شرافت

(تیجہ فکر جناب مولوی سید غلام مصطفیٰ صاحب ذہین)

بھلائی کئے جا شرافت یہ ہے اطاعت یہی اور طاعت یہی ہے

والد شہید آج ہمارا تم کو یہ قدرت نے سونپا

اسی گورنریاں میں کسی جاوہ کی تہیں
کفن کے چاک میں لپٹے ہوئے کسی غمت ہا
رواے گل گراں بھی دوش پر چن لڑنوں کے
دلے ہیں کہ زہر خاک بسکن کج حالت ہے
لب گورنریاں سے یہ آتی ہو صد ہر دم
نہیں رہتی زمانے میں کسی کا یک حالت ہے
جہاں کی بے ثباتی کا بھی مشتاک لفظ ہے
جو دیکھو غور سے گورنریاں کا جوہر ہے

دماقی نامہ

(نتیجہ فکر جناب بشیر صاحب فیض پوری)

چھوٹے تارے

ماخوذ از انگریزی

(نتیجہ فکر جناب مولوی محمد یعقوب صاحب آج)

مے دھت سے بزدل متوالا دے ساقی! لب ریز پیالہ
آج سب سے شراب اٹھالا رندوں کی ہمت سے سوا
جام مے توحید بلا دے فیض کا اپنے رنگ جاوے
میخواروں پہ نگاہ کرم ہو دہر شراب ناب نہ کم ہو
بزم میں داخل جس کا قدم ہو تیرے کرم سے روکش ہم ہو
میں نا آباد ہو تیسرا ہاں ساقی! دل شاد ہو تیرا
نئے سے بھری غنچوں کی پالی باد صبا کی چال نرالی
زنگس شلا ہے متوالی چڑھی نشے کی گلاب پہ لالی
غرق مسرت آج چمن ہے صحن گلستان رشک فتن ہے
دیکھو جدھر احباب ہیں شاداں پیش نظر ہیں طفت کے ساماں
مست نئے عشرت ہے دلچاہاں رخ سے نمایاں جذ بہ پنہاں

اے پھلے چھوٹے تارہ! جہنم میں کے اے سیارہ!
دلکش منظر ہے وہ ہمارا کیسا سین ہے پیارا اپیارا
چم چم چم کرتے ہو شب بھر نیلے سطح حسرت میں پر
جلوہ قدرت تم سے عیاں ہے تم سے روشن باغ جہاں ہے
چرخ پہ تم رہتے ہو ہویدا جیسے ہو آکاش پہ ہیرا
دیکھو کہ روشن نگو شب بھر جگنو سمجھا بچوں نے اکثر

عیش کا اک دریا مارواں ہے دل کا مرد نظر سے عیاں ہے
فیض نسیم عنایت رب سے کھلنے لگے امید کے غنچے
جس کی تمنا تھی مدت سے جس کے نہاں تھے آنکھ سے جلوے
آئی نظر میں وہ جلوہ فگن ہے مست خوشی سے ہوا حق میں ہے
یہ ہوئے ہیں ادیب کے اگر حضرت میر حسین اڑیشہ
اہل نظر اور صاحب جوہر خلق میں اعلیٰ حسم میں بہتر
روح مجاہد - جان مروت بحر شرافت کان مروت
آج ادیب کی شان ہے اپنی معدن شوخی - مخزن خوبی
پیدا اُس سے نقاب سے دیکھی شاہد علم ادب کی تجلی

ہوتا ہے خورشید نہاں جب ظلمت شب ہوتی ہے عیاں جب
تاریکی میں قاسطے والے روشنی پاتے رہتے ہیں چم
جہنم میں پر تم جو نہ ہوتے راہروں کو طے نہ رستے
یوں ہی چمکتے چلتے شب بھر مارے بھرتے یوں ہی در در

کیا دلکش ہے ہمارا منظر روح خدا ہے پیارا منظر
میں بھی ہمارے حسن کا جلوہ دیکھتا رہتا ہوں بیٹھا بیٹھا
چرخ میں پر ہر درفشان ہوتا نہیں جب تک یہ نمایاں
رہتے ہو روشن بلم فلک پر شام سے تا صبح برابر

کیا لکھا کرتے ہو تم! ظاہر وہ ہوتا ہی نہیں
تسے لکھا اور مجھ سے دیا اس کو مٹا
یہ نوشتہ آج تک نظر سے دیکھا نہیں
کوئی عیسائی نہ ہندو اور نہ مسلم پڑھ سکا

بجلیوں کا لکھو دیکھا یا سند کا بیاں
یا پتھوں پتھوں کی بابت کچھ لکھا ہے تم
اس جہاں کی یازمین و آسماں کی داستان
لکھ کے بتلاتے ہو۔ ہوجا بیجا بھی ہوئی تم

نصائح و سلام

(از جناب مولوی رشید احمد صاحب ارشد نقوی)

کچھ تو بتلا دے مجھے۔ اسے چھیلے ہو شید
ہیں تری تحریر کے الفاظ کیا ہے معنی کیا؟
ایک لمحہ کا توقف کر ڈرا اسے وقف کار
ایسا معروف قلم کار کی گنا گوں جو کیا

اجہا بست بتلا سمجھا میں بھی ہوں بڑا
تو نے اتنا وازل سے بانی لکھ لکھ کر
منکشف مجھ پر بھی اب یہ ہو گیا رازِ نساں
خود مرے بھی لوح دل پر تو یہی ترغیر

مرحبا اسے نسخہ کیرے مرحبا مدثر
تو ہمیشہ لکھتا رہتا ہے خدا کا نام پاک
منک دنیا میں ہو کر میں ہوں کوشش کرتا
اور ہر اس مخلوق کو خالق سے پہلے نہال

سلام

منتخب فکر عالِم بادر فاب زادہ جناب سید اشرف الدین احمد صاحب اشرف
سترلی امام باڑہ ہوگی

دیکھا دو یا علی ملوہ نصیری کے خدا تم
انیں انبیاء تم ہو کھیل اولیاء تم ہو
عجب عورت تمنا ہے حکم خالق کیلئے
اگر مانو۔ مانو بعد امد ساری دنیا میں
تندری و جہ سے اب تک ہے روشِ حقِ عالم
کہاں مومن نے پائی تھی یہ قدرتِ حقِ دنیا
خدا ممکن نہیں لیکن خدا کے کب جہان تم
لو اسے حمد کے نیچے جہاں کے جہان تم
کس پر ابتدا تم ہو کس پر اختتام تم
تسبیح مذ نہیں تم ہوا امام دہرِ تم ہو
جہاز امتِ احمد کے بیشک نا خدا تم ہو
جو تم نے پائی حقِ سلسلے عقدہ کشا تم ہو

آج زبان کا یہ مہر نہیں ہے جس کا جواب زمین پر نہیں ہے
علم ادب کے اوتوالو! بادۂ شوق کے پینے والو!
ایک نظر اس سمت بھی ڈالو! جامِ طہور کا لطف اٹھا لو!
سیخانے کی "شان" بڑھادو! ساقی کا "ارمان" بڑھادو!

اسے ذرا سی جان! اسے پانی کے ننھے جانے
اے سکن سے جھانکنے والے! برہینِ مطلب
کیا لکھا کرتا ہے تو۔ لہروں کی ہراک سطر؟
کس لئے حرکت کیا کرتا ہے تو بالاسے آب؟

باوجودیکہ نہ ٹانگیں ہیں نہ بازو ہیں
کس قدر تیزی سے لیکن دوڑتا رہتا ہے تو
چشمِ بینا گو نہیں قدرت نے مخفی کر رکھا
بہر بھی اپنے راسخوں کو جانتا ہو جاہلو

محبکو! لیکن یہ تو بتلا دے کہ کیا پڑ تو؟
پہلے کیا تھا؟ کس جگہ تھا؟ اور کیا ہو کر پڑ تو؟
یکہ زکریا ہے کس سے اس قدر عزیز تو؟
اے درخشاں "نغمی" تھی محو لکھنے میں جو پڑ

برقِ رفتار سی یہ تیری چشمِ شفاف پہ
اپنی مرعے سے نہیں دیتی ہے جنبشِ آنکھ
اور اگر ہوتی ہو کچھ جنبش بھی سطحِ صاف پہ
تو چلی گویا صبا گلزار میں آداب کو

اسے ذرا سے جاؤ رہاں تو کیا لائیں
بیسوں ہیں نغمی نغمی ہستیاں تملدیں
کچھ شمار اپنا بتاؤ تسے لکھا تو نہیں
کس قدر تم آتے ہو اس عالمِ ایجاد میں؟
سلہِ نصائح و سلام سے مراد وہ چھوٹا سا کیرا ہے جو سطحِ آب پر تیزی سے ہر وقت
بیرتار ہوتا ہے۔ اسکی دایرہ ماحرکتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کچھ لکھ رہا ہے
فلا ندری زبان کی ایک نظم کا یہ ترجمہ ہے۔

جو تھا خواہش کا بندہ تجھے کہنے پلک شیدا
تو اس طرح سے بتا کبھی زاہد ریائی
جو تو ہوتا دھن کا بچا تو چاہا سو کرنا
عقی جہاں کی جھکے کیسا یہ رانی اورانی
جو لگن خودی کی ہوتی تو نہ بودی کی ہوتی
ترسے دل میں غریب کی تیر ہوتی ہوتی
جو کسی حسیں کا آواز ترسے دلیں ہوتا نشتا
تو نہ شوق وصل ہوتا نہ کیا کوشش بدائی
نکدہ ستم کا ہوتا نہ شکایت نفسا فل
کہ غریب شکر ہونا ہے طرح نشانی
تو اٹ کے جاسا نادل و دیوہ ہمنہ
ترسے دل کو قفسد کرتی اگر کسی خوش دلانی
ترا کا مہب اوصو امنیں کوئی نگ پورا
تو پھر اس جہاں میں تو نے یہ چوم نکالی
نہ عشق کی تو کبھی نہ فریب مے جہاں
تجھے عشق کی جہاں کنج ابھی لگی ہے بھائی

اگر مہرب کو مارا جنگ نہیں تو کیا لدا
شجاعان عرب کے سامنے دور خلا تم ہو
غلابت کے لئے ہر دم شریعت میں طریقت
خدا کے لطف سے بعدتی حاجت اتم ہو
یہی کہنے تھے جبریل امین محراب میں
سراغ لافنی اتم ہو عیار اتم ہو
سحائم ہر عطا تم ہو عطا تم ہو عطا تم ہو
غلامہ مجمع اوصاف شاہ انبیاء تم ہو
ترسے در پر کھڑا ہے اشرف خستہ بختا
کرد آسان اسکی شکلیں شکل کثافت ہو

غزلیات

(نقیب فکر جناب نواب سید سلطان حسین صاحب وقار)

مکن ہے داد دل کی تہ معاملے دنیا میں ایک ہی کوئی دردا شائے
دل صاف کر جو دلت عرفاں کی فکر حاجت متلاش کی گھر میں خداے
فش میں ہوئے دامن بثرہ جانے تا سحر انگہ بند رہے وہ مزاسے
عالم کے بل نگاہے پھر حکم دیجئے میری ادا سے اب دلی کی اداے
جو یز آپ کیجئے تعزیر عیش کی دل خود کے کر ٹھیک ہوا سی ہواے
سر نہ لگا کے آپ تو خاموش ہو گئے اچھا ہو کہ خاک میں اہل دفاے
سمجھے یہ ڈر کے کوچہ سفاک آگیا مگر دے دل و جگر کے جہاں جا بجاے
بڑھ جاسے سب آپ کے قدموں پر پھر زلفت ہو رسا جو یہ بخت رساے
اتنی تو شمع و شنگ ہو تصویر یار کی جو کچھ کوں جواب مجھے بر ملاے
ٹھونڈ و نڈ دل کو زلفت میں تھپے رہتا ایسی اندھیری رات میں کیونکر تپاے

(نقیب فکر جناب پنڈت برہمچرن دتا تریہ صاحب کبھی)

تو تنوں کی حق سے ناحق ہو کر بڑا دھماکا ترسے دلیں بت کی صورت کب اترے آسما
جو ہوا احتیاجت کا شیدا تو یہ ہوتا حال تر تری آنکھ جبہ پڑتی وہی دیتا بٹ کھائی
نکیوں ہو گیا تو پھر نکیوں ہو گیا تو شہ ترسے دل میں مشقت بنے اگر اپنی لو لگائی
جو خدا کا عشق ہوتا تو نہ کفر و دین میں بڑا کر خدا کی شکل جھکو نظر آئی کل عدا

غزل فارسی

(نقیب فکر جناب مولوی محمد مسلم صاحب سلم)

بر تو فکند حشش پنهان بلفاب اندر چوں لوز مر کامل تا بد یہ سحاب اندر
از لوز رخ جانان آئینہ دل روشن چوں شمع بغانو سے یا ماہ بہ آب اندر
عشقش بہ رگ جام ساری چو شربند یا بویہ گلاب اندر مستی بہ شراب اندر
خوش بہر مغناں لغنا دارند کیسے نسبت نشہ بہ شراب اندر مستی بہ شراب اندر
ساقی سے صافی دہ کایں جہد آخر بہت بنادہ شباب یا پارا بہ رکاب اندر
کردم چو عبور ایں بحر انگاشتم آخرما دنیا بنودا کہ موجب ہے بہ سراب اندر
از سحر نگاہ او شد بزم چنان درہم شیشہ بہ شراب اندر آتش بہ رکاب اندر
از بام بقا دیدم زیر فلک این عالم بس بیش ازین بنودہ قطرہ بہ حباب اندر
اسے بندہ ایں دنیا کی دہ پس پردہ میں کانیست عروس تو از اسے بجای اندر
آن نیم کشادہ چشم از دستم لہ برد بیدار از وقتہ خودا دست بجا باند
دنیا سے عجب جائے ہم درخت ہر حمت چون نمش و عمل مینی کیساں بہ دوبا باند
اں گل غزل مگر مئی خواند چن گفیت ایں ناز بلبل یا نغمہ بہ باب اندر

ندست شراب

(نتیجہ فکر جناب میر عبد الباقی صاحب شوق جعفری)

اگر ہے تو بیشک کین پر بہار شراب تو جان شکن بھی ہے حیا زہ خار شراب
 نہ ہو ذلت گل رنگ جام مصیبا پر کہیں نہ خلق میں صوبو عائن دیکھ خار شراب
 وہ بعد مرگ ہے۔ بیٹے جی بولے غوار فثار قبر سے بھی ہے سوا فثار شراب
 یہ زندہ مجرم شرعی کا ایک مدفن ہے نہیں ہے یہ غم مصیبا یہ ہے مزار شراب
 عجب یہ جنس ہے یاں نقد جان کی بجلی کوئی ہوا نہ کسی طرح کام گمار شراب
 اگر شر ہے تو بے شر تو آب شر نہ بھول کر بھی ہوا ساقی سے خواستگار شراب
 بس اب نہ ہاں اسے آستین عادت میں ڈسینگا ایک نہ اکدن سیاہ مار شراب
 کہیں دکھائے نہ یہ بزم باغ نافزاں نظر کے سامنے پھولا ہے لالہ زار شراب
 یہ زہ کی بیٹی ہے اس واسطے زالی ہے کبھی شر بیغول میں ہوتا نہیں وقار شراب
 کسی کو پھل نہ لانا نیک شایہ مینا سے شر سے دور رہا سرد جوئے بار شراب
 بخت کی حد میں جو پہونچی تو بگی ہر کر گیا امیر کے دربار میں وقار شراب
 نشان مٹا دے جسکے گلے کا بار ہوئی خزاں کارنگ لئے ہیں گل بہار شراب
 جان میں ہے یہ مشور آتش سیال ملائیں فائدہ عزت نہ کیوں شر شراب
 یہ زرد رو ہے سدا شلخ دغوزاں طرح کبھی ہرا نہیں ہوتا ہے کشت نادر شراب
 بنا دیا ہے زمانہ کو میکدہ اسے تمام خلق میں پھیلا ہے کار و بار شراب
 سدا ذلیل ہے سوزاں شک نہیں ہے شوق وہی عزیز ہے یاں جو ہر سنگار شراب

آب و تاب کے پھول

(نتیجہ فکر جناب ابوالنیر شیع منیر الدین احمد صاحب اشک)

ہماری آنکھ سے گرتے رہے تھے آب کے پھول ملا جو خون جگر بن گئے گلاب کے پھول
 نہیں ہے نگرہ می ہا تم جو اتنی ہیں یہ ہو رہے ہیں عزیز و ایساں شایہ کے پھول
 کسی نے پہنچ دیا ہو نہ آب یا وہ سے چنار سے کہیں گرتے مہوں شراب کے پھول

یہ سچ ہے ماہ تقاسب میں چاند کے کوسے یہ ہاتھاب کی صورت پہلے ہاتھاب کے پھول
 وفا کا ذکر کہاں ہے وفا حسینوں میں کہ ہیں شہم سے خالی جو ہیں مرا کے پھول
 نہ جاؤ محفل اغیار میں خدا کے لئے زمین شور میں کھٹے نہیں گلاب کے پھول
 ہوا یہ خوب جو کام آگیا دل بریاں بنا کے قاب میں رکھے گئے کباب کے پھول
 تری طرف یوں ہی رہتی ہے عاشقوں کا گھر کہ جیسے مہر کتے ہیں آفتاب کے پھول
 تیار سے جہنم ہیں یا ہیں گلاب کی کلیاں عذار ہیں یہ تیار سے کہیں گلاب کے پھول
 زانی صدمہ ہے کراؤ دہی جو دیکھے ہیں کاس سے لاؤں الہی میں آئے گلاب کے پھول
 یہ آفتاب نہیں تو ہے غیرت خورشید دکھائیں کیا تجھے چہرہ یہ آفتاب کے پھول
 لگی جو آگ جگم میں تو کیوں نہ خوش ہو کہیں جے تو مجھ کھٹے ہیں ہاتھاب کے پھول
 تجھے ہے ماہ و نشان جہاں میں یوں قدیم گلوں میں فردوس جس طرح سے گلاب کے پھول
 رہے ہیں تو جہاں میں بھی غلامی و اعظ گئے وہ کون سے کوئے جی آفتاب کے پھول
 لڑائیں آنکھ سہو سے جو بادہ کش ترے برسہ قہقہ میں ہاں چپکے لکھیں شراب کے پھول
 کبھی خزاں ہے کبھی ہے بہار عالم میں زمانہ روز دکھاتا ہے انقلاب کے پھول
 غرض ہے یہ کہ نظر آن کی چادر نہ بنے کہتے ہیں جمع یہاں ہم نے انتخاب کے پھول
 لگی ہے آگ ریاض سخن میں حضرت اشک کھائے آپ نے کیسے یہ آب و تاب کے پھول

رباعیات

(از مولانا حسن مرتضیٰ صاحب شفق عمار پوری)

کوئی خرمہ نہ عرفانی سے ملا پیری کا درخ لا جوانی سے ملا
 دو پھول بھی ہم شفق نہ چنے پائے پھل آہو یہ دنگانی سے ملا
 طفل گندی شفق جو اتنی گندی راحت ہوئی نہ ختم شادمانی گندی
 لو گیا موسم خزان پیری لوفصل بہار نہ گانی گندی
 بالوں کی سپیدی لائی طعن کیا آخر شفق آفتاب آیا پام
 قد خرم ہو اکسر نفسی آئی پیری شہوانی کو کی جھک کے سلام

اڈیٹوریل

تصاویر

اس نمبر میں ایک رنگین اور چار عکسی تصویریں ہیں تفصیل یہ ہے:-
 (۱) رنگین تصویر ایک راجگاری کی ہے جسکو آدھار سے نظر ثانی سرت ہوتی ہے اور مناظر قدرت کا مطالعہ کرتے کرتے اس قدر متاثر ہو جاتی ہے کہ بے ساختہ اسکا ذہن موجودہ بار کی طرف متقل ہو جاتا ہے۔ اور دل ہی دل ان اشعار کے مفہوم کو ادھر کرتی ہے کہ صرف لازموں کو غیر بزن بگلا رہ کر ذوقیت کو درخاند نشینی بیکار و بلالان وقت گل آدھار کا ناند از شوق و ذمہ اذیل ہی تو نبل سے ہشیار پھر اداسے شکریہ کی غرض سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور اچھے اچھے پھول ڈالی ہیں بھر کر لیک ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ دوسرے ہاتھ میں لوازمات عبادت ہیں لباس شان سے غایت منان و خجندیگی سے عقیدت مندی کے جوش میں مہدی کی طرف جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میری قدرت کے شاہد ہیں ٹنگے پھول ڈالی ہیں۔ یہ دلکش موسیقی تصویر زبان حال سے غافلوں کو تباہی ہے کہ برگ درختان سبز درخت ہشیار ہر دور سے ذوقیت معرفت کو دگوار۔ یہ تصویر بھی انڈین پریس کے ایک نوجوان مصور کی دستکاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

(۲) مسٹر راجن ناتھ کی تصویر کی توضیح کے لئے انکے نام کے عنوان کا معنون کافی ہے جسکے ساتھ یہ تصویر بھی مولوی سید خورشید علی صاحب نے ملیت کی۔
 (۳) تصویر لڑا ب سید محمد کر باغاں رضوی ڈکی دہلوی کی تصویر اس شخص سے ہو جائیگی جس میں لڑا ب مرحوم کے مفصل حالات بیان کئے جاتے ہیں۔
 (۴) تصویر جی جی پربشا، اختر کی دھات مولوی سید محمد علی صاحب کے معنون بمال اختر سے ہو جائیگی اس کی عنایتوں سے یہ تصویر حاصل ہوئی ہے۔

(۵) تصویر جواد الدولہ عارف جنگ لڑا ب سید احمد خان کال لال ٹٹی کی راحت کے لئے وہ اڈیٹوریل لفٹ ملاحظہ ہو جو مرحوم کی بی بی لکھا گیا ہے۔

ادارہ ادیب

نامہ نگاروں سے گزارش ہر کہ۔

- (۱) مضامین واضح خط میں درج کے ایک طرف لکھا کریں۔
- (۲) ہر معنون بجائے خود مکمل ہو۔ نا تمام مضامین شائع نہ کئے جائینگے۔
- (۳) ہر معنون کے نیچے نامہ نگار کا پورا نام ہو اور وہ فرضی نام بھی جو شائع کرانا چاہتے ہوں۔
- (۴) مضامین جو کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں وہ ادیب میں دوبارہ شائع نہ کئے جائینگے اگر ادیب کے علاوہ کسی دوسرے رسالہ میں کوئی معنون بھیجا گیا ہو تو براہ کرم اطلاع دیدیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ بیک وقت دونوں سالوں میں ایک ہی معنون شائع ہو جائے۔
- (۵) مضامین کم از کم اشاعت سے ایک مہینہ پہلے دفتر ادیب میں پہنچ جائیں۔ اور وقتی مضامین تو اس سے بھی پیشتر۔
- (۶) مضامین جن میں سیاسی امور پر بحث ہوگی، ذاتیات پر علم ہوئے، مذہبی تعصب، تو قیوس میں اور لادانی جھگڑے ہو گئے جو محراب اخلاق ہو کر لیتے ہیں، ہرگز ہرگز نہ قبول کئے جائینگے۔
- (۷) مضامین جو کسی دوسرے سے شائع نہ کئے جائینگے وہ داخل دفتر کر دیئے جائینگے۔ جن نامہ نگاروں کو ناپسندیدہ مضامین کی واپسی منظور ہو وہ اپنے معنون کے ساتھ محصول فواک بھی روانہ کر دیا کریں۔
- (۸) مضامین یا ادارہ سے متعلق جملہ مراسلات ذیل کے پتے سے بھیجے جائیں۔

اڈیٹوریل

انڈین پریس الکاباد

ادیب مارچ سنہ ۱۹۱۳ء



جوادالدولہ، عارف جنگ، نواب سر سید احمد خاں، الال، قی

ایفا کے عہد نوروز

بادشاہ کا جنوری کے ادیب معفو ۹۹ پر لکھا گیا تھا کہ نوروز پر منسلک لکھا تو اس وقت زیادہ مفید ہوگا جبکہ اصلی نوروز موسم بہار سے ملتا جلتا ہوا ہے۔ شکر ہے کہ وہ زمانہ بھر فوجی اہل مارچ سے آگیا۔ اور ۱۲ جون تک آفتاب برف چل پڑا اور جون میں ہوگا۔ اہل ایران اسی موسم کو بہار نوروز کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک عجا شاعر نے اپنی اپنی دلکش نظموں میں اس کا تیر مقدم بھی کر دیا ہے۔ مزید تفصیل کی ضرورت باقی نہ رہی۔

حامی اردوز بان کی ایک برسی ہے

دن جاتے اور زمانہ گزرتے دینش لگتی۔ سولہ سال ہو گئے کہ اردو کے سرگرم حامی جناب الدولہ عرف جنگ نواب سر سید احمد خاں ۸۱ سال کی عمر پا کر ۱۸ اپریل ۱۹۰۱ء کو پیشانی سے لے کر ہم سے الگ ہو گئے ان کی وفات کی تاریخ غفرانی مسئلہ ہے۔ درحقیقت اس مجتہد العصر کا شمار دنیا کے اُن باکمال مشاہیر میں ہے جو اپنی کوششوں اور جدوجہد سے خود ہی بننے اور خود ہی بگڑتے ہیں انکے کارناموں سے حیات جاوید جیسی جوط کتاب بھری پڑی ہے مسئلہ میں مقام دہلی پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگ شاہان علیہ کے وزیرہ کے چکے تھے۔ وہ مکان اب تک باقی ہے جہاں بھیکر سر سید اکتساب علم کرتے تھے۔ یہ مسئلہ ۱۸۷۰ء میں سرکار ہند کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ ان کی پہلی تالیف آثار العنا دید ہے جو مسئلہ میں شائع ہوئی۔ یہ مسئلہ ۱۸۷۰ء کے صدر میں بڑی جان فزاری سے گورنمنٹ کی حمایت کی۔ ان کی تالیفات ان کے خیالات اور کوششوں سے ملک 'قوم' اور زبان کو جو فائدے پہنچے اور پہنچ رہے ہیں اس کا نمونہ موجودہ ترقی پیش تجربے زمانہ بدل ماسے اور ہندوستان کی موجودہ منصب و تمدن کے چار چاند لگ جائیں بھی کبھی سر سید کا نام عظمت کے ساتھ لیا جائے گا۔ سرکار سے خان بہادر کے کسی 'اس' آئی کے خطابات عطا ہوئے۔ اسی اردو کی حمایت کی بدولت ولایت کی یونیورسٹی سے ال 'ا' ڈی کا خطاب ملا۔ وہاں کے

اہل الرائے ان کی خداداد ذہانت و قابلیت کے اس درجہ قائل ہوئے کہ یہ بریلی سوسائٹی کے ایک رکن قرار دیئے گئے اور ان کو ان 'ا' اس کا چھتر خطاب ملا جو ان سے پچھری ہندوستانی کیا ماسی ایشیا کے سربراہ و دوسوں میں سے کسی نے نہیں پایا۔ یہ قطعاً بالہ۔ یہ مذہب قوم کے حسب حال ہے کہ:-

بذر سنج طوطی شکر کلک تاج بخش تاجداران سخن
جاں نثار حضرت شاہ دین خیر خواہ قوم شیدا سے ہون

اردو کی رفتار

گزشتہ سے پوسٹ سرماہی کی رپورٹ شاد ہے کہ اردو کی رفتار ایک تھک تشفی بخش معلوم ہوتی ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو اس کی خاطر خواہ ترقی کی امید بندھتی ہے۔ وقت گلیا ہے کہ انجمن ترقی اردو اپنے محدود دائرے کو وسیع کر کے سرگرمی سے کام لے نہیں تو نام لینے کے لئے ملک میں بہتری انجمنیں ہیں جو سال بھر نوروزی رہتی ہیں اور جب انڈس پرسن کرنا ہوتا ہے تو انجمنی ہیں۔ حاسیان اردو کو ادیب کے کسی پچھلے تجربہ میں اس طرف متوجہ کر چکے ہیں خود اردو زبان حال سے کس رہی ہے کہ مدد خواہی تو مراد سوز خواہی بہ دوازا انجمنیں ہیں بعض شناس نہ ہو گئی ترقی نہیں کر سکتیں اردو میں خود بخود ترقی کرنے کا جو کچھ مادہ ہے اس سے وہ کام لے رہی ہے۔ اس کی قوت کو بڑھانا دیکھیں اور حامیوں کا فرض ہے۔ ذیل کی تفصیل سے اس کی رفتار کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

ممالک متحدہ ۵:- انڈیا سے دہر لکھنؤ تک کل ۳۰۰ کتابیں اور ۱۰۰ شائع ہوئے۔ یعنی ہندی میں ۱۲۰، مختلف زبانوں میں ۶۲، اردو میں ۱۸، انگریزی میں ۳۸، سنسکرت میں ۱۳، فارسی میں ۷، عربی میں ۳، نیپالی میں ۲، برقی میں ۱ اور بنگلہ میں ۱۰۔ اخبار اور حوالوں کی تعداد صرف ۱۵ ہے:-

۱۲، ہفتہ وار ۲، اور پندرہ روزہ ایک۔ ان میں سے انگریزی میں ۹، ہندی میں ۱۰، اردو میں ۲، سنسکرت اور مختلف زبانوں میں ایک ایک۔ اگرچہ باعتبار تعداد ہندی کے مقابلہ میں اردو نصف سے بھی کم ہے۔ لیکن اردو کے

ہمارے مطالعہ کی میز

رسول کی عیدی مرتبہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

۳۲ صفحات کا ایک چھوٹا سا خوش نادر سالہ ہے جسکو عید میلاد کی خوشی میں خواجہ صاحب نے امت کے بچوں کے لئے مرتب کیا ہے۔ اس کا ہر باب بچوں کے لئے نہایت مفید اور کارآمد اور قابل دید ہے۔ نثر کا حلقہ سے یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے اور قیمت دو آنے لکھی گئی ہے۔

مرشد کے قدموں کی برکت

ایک مختصر سالہ ہے جس میں خود رسال مولف نے صرف وہ ارشادات درج کئے ہیں جسکو ان کے مرشد نے اس وقت ان کے ذہن نشین کر لیا تھا جب کہ حاضر زمانہ کے خارج کے حصول کے لئے ان کو تربیت دے رہے تھے۔ اعلیٰ اخلاق جو انسانیت کی اصلی غایت ہے یہ رسالہ اسکی تعلیم کا پہلا زینہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اہل دل اسے پڑھ کر بغیر نمین رہ سکتے۔ اور نوجوان مولف کی محنت قابلِ داد ہے۔ اس کا مقدمہ سرسراہتی بسنت کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں مولف کی ایک تسبیہ بھی ہے۔ یہ رسالہ تھیں سو فیمل سوسائٹی بنارس سے شائع ہوا ہے۔

کافوری جنتری مرتبہ ڈاکٹر اس کے برمن صاحب جس میں ۱۰۰ صفحات

دینے مندرہ قیصر معظم ملکہ میری، اور مرتب صاحب کی تصویریں بھی لگی ہیں۔ بلکہ صفحات پر سال بھر کی جنتری ہے اور بقیہ میں دواؤں کے اشتہارات چھپائی نہایت عمدہ اور جنتری بکار آمد ہے۔ فروری دواؤں کے اشتہارات سے بھی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب یہ جنتری بلا قیمت تقسیم کرتے ہیں۔

ہندوستان میں عام زبان ہو جانے کی نہایت قوی وجہ پیش کی جاتی ہے کہ دھیان ہندی بھی اردو ہی کو پسند کرتے ہیں کیونکہ ۸۰ اردو کتابیں ہیں۔ تقریباً ۴۰ فی صدی ایسی ہیں جن کے مصنف یا موات دھیان ہندی ہیں۔

صوبہ پنجاب: ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۸ء تک کل ۵۶۵ کتابیں اور ۱۱۷ شائع ہوئے۔ یعنی ۴۸ فی صدی اردو میں، ۳۵ فی صدی پنجابی میں۔ انگریزی میں صرف ۸۰ اور ہندی میں کل ۸۰ کتابیں شائع ہوئیں۔ یوں کہنا چاہئے کہ ہندی اردو استعمال کرنے والی آبادی کے لئے ۴۸ فی صدی کتابیں لکھی گئیں۔ ۳۵ فی صدی پنجابی زبان استعمال کرنے والی آبادی کے لئے ۳۵ فی صدی کتابیں لکھی گئیں اور ۸۰ فی صدی ہندی والی آبادی کے لئے صرف ۴۸ فی صدی کتابیں کافی بھی گئیں۔ اردو کا ایک فی صدی بڑھ جانا اور ہندی کا ۱۱ فی صدی گھٹ جانا اس امر کے لئے کافی ثبوت ہے کہ اردو میں عام زبان ہو جانے کا

مادہ موجود ہے۔ ۱۹۱۷ء میں ۱۱۷ کتابیں شائع ہوئے تھے جن میں اردو کے ۱۷، انگریزی کے ۴۹، گورکھی کے ۲۳ اور ہندی کے ۲۴ تھے۔

ان تمام اخبارات و رسائل کی مجموعی اشاعت کی مقدار ۱۹۱۷ء میں ۲۰۲۹۰۵ ملٹی جولاہ میں ۱۹۱۷ء میں ۲۸ ہو گئی۔ اس سال صرف ۱۱۷ بڑے بڑے اخبارات کی مقدار اشاعت ۵۰۴۷۰ ہے جن میں سے ۹ اردو کے اخبارات کی مقدار اشاعت ۶۰۷۰ ہے۔

صوبہ بہار: بہار کی رپورٹ اب تک مرتب نہیں ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ لکھی جائے گی۔

اديب جون سنه ۱۹۱۳ع



مطرية فلك هند

التنين پريس الہ آباد



ارتقاء انسانی

متعلق ڈارون کی تحقیقات کا اختصار تو ایک حد تک یکم شیلہ ولی الدین صاحب چشتی نے ذیل کے مضمون میں درج کر دیا ہے۔ لیکن میں ایک قصہ یا داگیا کسی مغربی نے ایک مشرقی سے کہا کہ ہمارے فلسفیوں کی موجودہ تحقیقات یہ ہے کہ انسان پہلے بند تھا، پھر ترقی کرتے کرتے انسان ہو گیا۔ مشرقی نے کہا کہ مدت ہوئی ہمارے فلسفی اس مسئلہ کو حل کر چکے اور تمیں اب خبر ہوئی ہے۔ اسی لحاظ سے انسان کو ہماری زبان میں "مردم" یعنی مردہوم کہتے ہیں۔ (اڈٹیر)

مسئلہ ارتقاء کے بموجب عالم موالید کی ہر ایک پنہ کیسی دوسری چیز سے پیدا ہوئی ہے، اور نباتات و حیوانات میں جس قدر انواع و اقسام میں موجود ہیں وہ کسی سابقہ نوع کی تبدیل شدہ صورت ہیں۔ یہاں تک کہ ابتدا و ابتدا میں ایک ہی ایسی نوع رہ جاتی ہے جس سے دوسرے انواع پیدا ہوئے ہیں، اور اس سلسلے میں کسی کڑی کی کمی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ زمین بھی ستاروں اور تاروں کے خاندان کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ اور مادہ کا ہر ایک حصہ خواہ اس وقت وہ کسی صورت میں موجود ہو، اہل مادہ کا جس سے تمام چیزیں قوانین قدرت کے

[مغرب میں ارتقاء انسانی ایک مشہور موضوع ہے جس پر حکماء یورپ بہت کچھ طبیعت آزمائی کر چکے ہیں۔ اور ہمارے ملک کے ایک آدمہ روشن خیال نے بھی اس طرف توجہ کی ہے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی صاحب کو بھی ایک زمانہ میں خیال ہوا تھا لیکن معنی نکتہ سخنوں نے ایسی تردید کی کہ مدوح نے پھر توجہ نہ کی۔ البتہ اراکسلطنت کے کالموں میں وہ مضامین اب تک ملیں گے۔ بہر حال واقعہ یہ ہے کہ ڈارون اپنی تحقیقات سے خود بھی مطمئن نہ تھا۔ اور اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ یورپ ماویات سے گزر کر روحانیت کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ اہل مغرب کا یہ دعویٰ کہ اہل مشرق اس مسئلہ سے نا آشنا تھے، قابل تسلیم نہیں ہے۔ اس بارہ میں فلسفیوں کی دو جماعت ہے۔ ایک وہ جس کا قول یہ ہے کہ ہر شے بذات خاص ترقی پذیر ہے، اپنی جگہ اندر وہ کسی قدر ترقی کیوں نہ کر جائے یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک چیز غیر قسم کی صورت اختیار کرے۔ اور دوسری جماعت مدعی ہے کہ ایک شے ترقی کرتے کرتے دوسری صورت اختیار کر سکتی ہے۔ لطف یہ کہ دونوں فریق ثبوت کافی رکھتے ہیں۔ اس مسئلہ سے

کہ اگر اصلی جوہر موجود نہ ہوں تو وہ خواہ مخواہ اپنی ذات میں منسحق خصوصیات تصور کر کے فخر و مباہات کرنے لگتا ہے۔ اور دلیل و حجت اس کو قائل نہیں کر سکتی۔ یہاں تک کہ بعض کم ظرف و دسروں پر لغو قیاس ظاہر کرنے کے لئے خدائی تک کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں لیکن تمام نسل کا یہ خیال ہے کہ ان کی اور دیگر حیوانات کی خلقت میں جس قدر وہ خدمت لیتے یا جن کا شکار کرتے ہیں، کوئی شے مشترک نہیں ہے۔ وہ اس بات پر قائل نہیں ہیں کہ انسان تمام مخلوقات میں اشرف و بادشاہ ہے بلکہ وہ حیوانات کی ذریت یا بضیت سے بھی عار کرتے ہیں چونکہ انسان کو علم الحیات سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے حوالیات کے تاثیرات و تاثر کا علم نہ تھا، اور اپنی اور دیگر حیوانات کی اندرونی و جسمانی کیفیت کا جو علم کے نیچے پوشیدہ ہے، مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، اور نہ قبل پیدائش ہر ایک شخص، حیوان یا انسان کے تدریجی نمو کی کیفیت معلوم تھی اس سبب سے جس زینہ سے وہ اس بام ترقی پر پہنچا تھا اس کی بہت سی سیڑھیاں اس کو معلوم تھیں قدیمی اجساد و اجواب حجر کی صورت میں زمین کے اندر مدفون ملتے ہیں اس نے کبھی نہیں دیکھے تھے، اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں اگر وہ یہ خیال کرتا تھا کہ انسان ایک عظیم الشان پکار کی طرح تمام عالم سے علیحدہ کھڑا ہے، اور اس کو دیگر مخلوقات عالم سے کوئی تعلق یا رشتہ نہیں ہے۔ ڈاروین نے ایک مبسوط کتاب ”ڈی سینٹ آف مین“

لے ڈی حیات اہام کاظم۔ وہ علم حیوانات و نبات کی اصل خلقت۔ ساخت و نظام طبی انواع و اقسام وغیرہ کا حال بیان کرتا ہے۔ ستر چار سو وارون حصہ میں انگریز کے قصبہ سراسر میں پیدا ہوا۔ یہ شخص نانہ نہ حال کا اعلیٰ درجہ کا اہل علم و معارف تھا۔ کیا جاتا ہے علم حیوانات و طبقات الارض کے مسائل میں اس کی تحقیقات نے حیرت انگیز کشفات کئے ہیں۔ مثلاً ارتقا کو بھی اس نے ترقی دی اور ثابت کیا ہے کہ دنیا میں انواع و اقسام حیوانات کا وجود ارتقاء کے مسئلہ کے بموجب ہوا اور ابتدا میں تمام اجسام کی اصل ایک ہی شے ہے۔ اس کی تفسیر: ”اوکیجن آف لائف“ اور ”Descent of man“ مکرر لکرائی ہیں۔

بوجہ بنی ہیں، ایک نکتہ ہے۔ جو لوگ مثلاً ارتقاء کے مؤید اور اس کو صحیح تسلیم کرنے والے ہیں ان کا بیان ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے صاحب کمال مثلاً ابن خلدون، امام غزالی، سعدی، خسرو، سید احمد خان وغیرہ جیسے لوگوں کو دیکھو، اور حیوانات کی محدود عقل و دانش کے ساتھ ان کی ذکاوت و فراست کا مقابلہ کرو تو بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ انسان تمام حیوانی مخلوقات سے علیحدہ ایک ایسے رفیع مقام پر کھڑا ہے کہ اس کو حیوانات سے کسی قسم کا تعلق نہیں لیکن کائنات کی خلقت کے قوانین دریافت کرو اور ہر ایک حیوان کی ابتدائی پیدائش کا پتہ چلاؤ تو یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ جس ذریعہ نے ترقی کرتے کرتے اپنے تئیں ایسے درجہ کمال پر پہنچایا ہے وہ ایک ادنی حیوانی حالت سے اس پایہ پر پہنچی ہے اس راز کے دریافت کرنے کے لئے ہم کو صرف اس کمال اور عروج ہی کو نہیں دیکھنا چاہئے جو اس زمانہ میں انسان کی ترقی کا معراج ہے بلکہ اس کے ابتدائی مراحل اور مراتب سے شروع کرنا اور درجہ بدرجہ ترقی کا سلسلہ بیان کرنا ضرور ہے۔

انسان کی غلط فہمی کے اسباب یہ ہیں کہ اس نے بھی تک اپنی قدیمی حالت کو دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ صرف اپنی موجودہ ترقی یافتہ کیفیت کو دیکھ کر غلطی میں پڑا ہوا تھا۔ اس غلطی کے کئی وجوہات تھیں۔ دوسرے حیوانات کے حالات سے اس کو واقفیت نہ تھی۔ اس کے دل میں یہ غور تھا کہ وہ دیوتاؤں کی اولاد ہے۔ انسان کی طبی خصوصیات میں سے ایک غور و فخر بھی ہے جس کا یہ اثر ہے کہ انسان اپنی شان و دسروں سے ارفع اور اعلیٰ جانتا ہے، اور یہ چاہتا ہے کہ اس میں بعض ایسے اوصاف ہوں جو دوسروں میں نہ ہوں تاکہ وہ اپنے کو دوسروں سے ممتاز ثابت کر سکے، اور یہ خواہش اس پر ایسی غالب آجاتی ہے

کھی ہے جس میں اس نے بشر و طبایان کیلئے کائنات کی تخلیق کی۔ کسی کوئی درجہ کے حیوان سے ہوئی ہے۔ اپنے اس دعوے کی شہادت میں اُس نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

۱۔ پہلے انسان کی جسمانی ساخت کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ انسان بھی اُسی وضع اور طرح کا بنایا گیا ہے جیسے اور حیوانات مرصعہ ہیں۔ وہ اُسی طرح پیدا ہوتا ہے اور اُسی طرح زندہ رہتا اور اُسی طرح مرتا ہے۔ انسان میں جس قدر استخوان ہیں اُسی قدر استخوان اور انہی مقامات پر بند ریلی اور گاؤ بکری میں ہیں۔ یہی حال تمام اعضاء کا ہے انسان کے جسم کے تمام عضلات دوسرے حیوانات کے عضلات سے ملتے ہیں، اور انسان کے پانچ سو عضلات میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو خاص اس کے لئے مخصوص ہو۔ اور حیوانات میں بھی یہ عضلات اُن ہی استخوان یا استخوان کے اُنہی حصوں سے جڑے ہوئے ہیں اور اُنہی سمتوں میں دوڑے ہوئے، یا وہی ذرائع انجام دیتے ہیں جو انسان کے جسم میں۔ غرض تمام اعصاب شریک اور دوسے انسان اور حیوانات میں یکساں ہوتے ہیں۔

۲۔ دماغ بھی ایک ہی طرح کے قوانین کا مطیع ہے، اور دماغ کا ہر ایک پیچ اور رنگ کسی دماغ کے پیچوں سے مشابہ اور شکل ہے، لیکن فرق اتنا ہے کہ انسان کے دماغ کے نمونے میں یکسانیت کی امید نہیں، ورنہ دونوں کے قواعد عقلی یکساں تیز ہوتے، اور اُسی تفریق نے انسان کو انسان اور بندر کو بندر بنا رکھا ہے۔ اگر انسان کا دماغ بالکل بندر کے دماغ جیسا ہوتا تو ارتقاء بندر ختم ہو جاتا۔

۳۔ اب بیاریوں کو لو۔ انسان میں بعض بیماریاں حیوانات سے نقل ہو جاتی ہیں، اور بعض بیماریاں انسان سے حیوانات میں مثلاً رعات، چھچک، ہیضہ، داد، صرع وغیرہ۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور ان حیوانات کی نسلیں اور خون کی ساخت و

ترکیب یکساں ہے۔ بندر وں کو بھی اکثر وہی بیماریاں ہوتی ہیں جو انسان کو ہوتی ہیں۔ اور بہت سی دوائیاں حیوانات پر بھی وہی اثر کرتی ہیں جو انسان پر۔ اکثر بندر عقبات تمباکو اور چار کے شائق معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور بندر کے اعصاب و ایلقہ یکساں ہیں، اور اس لئے ضرور ہے کہ اُن کا تمام نظام عصمی یکساں و مشابہ ہو۔ انسان کے زخم بھی اُسی طرح او ای طریقے سے اچھے ہوتے ہیں جس طریقہ سے دوسرے جانوروں کے۔ تشا جنین کیلو۔ انسان بھی ایک نطفہ سے پیدا ہوتا ہے، جہاں قطر ایک انچ کا ۱/۱۰ حصہ ہوتا ہے، اور جو تبدیلیاں رحم مادریں واقع ہوتی ہیں وہ حیوانات فقری کی تبدیلیوں سے بالکل مشابہ ہوتی ہیں۔ جب جنین بڑا ہو جاتا ہے، اور اُس کا نمو حد کمال کو پہنچنے لگتا ہے اس وقت اس میں بہ نسبت دوسرے حیوانات فقری کے جنین سے فرق و امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔

۴۔ حیوانات میں زہر نسبت مادہ کے قدر قاست، طاقت جسمانی، اور تواعطبی میں مختلف ہوتا ہے یہی حال مرد اور عورت کا ہے۔

۵۔ انسان کے جسم میں بعض ایسے عضلات اور پیچ ہیں جو کوئی کام انجام نہیں دیتے، یا بالکل خفیف خدمات انجام دیتے ہیں مثلاً حالت میں اُن کا کمال نشوونما حاصل کرنا ناممکن ہے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کی یادگار ہیں جبکہ انسان ان سے کھم لیتا تھا اور اب تبدیل حالت و عادت کی وجہ سے وہ بیکار ہو گئے۔ گھوڑا یا اُس کی طرح کے اور جانور اپنی کھال تان لیتے ہیں یا اُس شکر ڈال سکتے ہیں انسان کی کھال میں جا بجایہ قوت ہے خصوصاً پیشانی میں بعض لوگ اب تک اپنے کان ہلا سکتے ہیں۔

۶۔ بظاہر حیوانات میں قوت شامہ انسان سے بہت زیادہ تیز معلوم ہوتی ہے۔ حیوانات صرف بوسے شکار کی نعمت ادا

تساہل اور مطابقت پائی جاتی ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ نوع انسان کسی ایسی نوع سے پیدا ہوئی ہو جو کسی زمانہ میں انسان نہ تھی؟ انواع کی اس تبدیلی کے متعلق ان محققین کا بیان ہے کہ علم طبقات الارض سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قدیم زمانہ میں جس کو لاکھوں برس گزر گئے ہیں، زمین پر ایسے حیوانات آباد تھے، جو ان حیوانات سے جو اس وقت طبقہ زمین پر پائے جاتے ہیں، مختلف تھے لیکن ان میں اور ان جانوروں میں ایسی مشابہت ہے کہ یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان جانوروں کا ان سے ضرور کوئی نہ کوئی رشتہ تھا۔ سٹرلیا کے قرن طبقہ ثالث میں بہت سے حیوانات کیسے پائے گئے جو جانوروں کی قسم کے نہیں تھے۔ بلکہ ان سے بہت بڑے تھے اس زمانہ کا بڑے سے بڑا ٹکرو اُس زمانہ کا بہت چھوٹا جانور ہے۔ کیونکہ اُس زمانہ میں اس کی کھوپری تین فٹ لمبی ہوتی تھی۔ زمین کے طبقہ ثالث کے درجہ وسطی میں ہاتھیوں کے ایسے قاسل (زائنا تجرہ) ملے ہیں جو اس زمانہ کے افریقہ یا ہندوستان کے ہاتھیوں سے بالکل مختلف تھے تمام علماء طبقات الارض کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ازمنہ قدیم سے لیکن آج تک وقتاً فوقتاً رو سے زمین پر جانوروں کی ایسی انواع پیدا ہوتی رہی ہیں جو اپنے بہت جانوروں سے ایسی مختلف تھیں کہ اگر دونوں کا مقابلہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرانے کینڈے بدل کر نئی حالت کے مناسب بن گئے ہیں۔ اور قریبی صورتیں رفتہ رفتہ معدوم ہو گئیں اور نئی صورتیں نئے انواع بن گئیں۔ اصول تو اسید کے مطابق جب کسی زمانہ میں حیوان کی کئی جنسیں حیوانی ترکیب میں باہم مشابہت رکھتی ہوں تو یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ان سب کو یہ مشابہت کسی ایسی جنس سے جو ان کی مورث اعلیٰ ہو وراثتاً ملی ہوگی۔ و دودھ پلانے والے

سمت معلوم کر لیتے ہیں۔ بوسے خطرے کی حالت کو تازہ جاتے ہیں لیکن انسان تمدن میں جس قدر زیادہ ترقی کرتا جاتا ہے اُس کی قوت شاکستہ جاتی ہے جیٹوں میں قوت شام بھی نسبتاً بڑی لوگوں کے زیادہ ہوتی ہے جنوبی امریکہ کے اصلی باشندے انڈیکس میں صرف بوسے دوسرے آدمیوں کو پہچان لیتے تھے۔

۷۔ حیوانات کے بچوں کے جسم پر بوقت پیدائش شہم ہوتی ہے۔ لیکن انسان کا بچہ ننگا پیدا ہوتا ہے۔ تاہم انسان کے جسم پر اب تک بال پیدا ہوتے ہیں بعض آدمیوں کے سینہ اور رانوں وغیرہ مقامات پر کثرت سے بال ہوتے ہیں۔ اور یہ اس امر کی علامت ہے کہ ایک زمانہ میں انسان کو قدرت کی طرف سے پٹمیہ ضخامت عام طور پر عطا ہوتا تھا۔

دارون نے او بھی کئی اعضا میں مشابہت بتائی ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ اگر حیوانات کے تمام انواع کا یہ نظر غائر شاہدہ کر کے تمام نتائج جمع کئے جائیں، اور ان کے باہمی رشتوں اور تقسیم وارج پر غور کریں اور یہ بھی دیکھا جائے کہ رو سے زمین پر وہ کہاں کہاں پائے جاتے ہیں، یا کہ کن طبقات ارض میں ان کے نشانات ملتے ہیں، تو ہماری سمجھ میں اچھی طرح آجائے کہ انسان اور تمام حیوانات فکری ایک ہی قالب پر ڈھلے ہوئے ہیں۔ اور اب ہلکوا شادہ دلی سے یہ مان لینا چاہئے کہ وہ ایک ہی نسل کی مختلف شاخیں ہیں۔ صرف تعصب اور غرور اس بات کے تسلیم کرنے سے باز رکھتا ہے، اور وہ دن دور نہیں ہے جبکہ لوگ اس امر پر تعجب کریں گے کہ کوئی شخص علم موجودات کا ماہر بھی تھا، یا یہ کہ حیوانات و انسان یہ لحاظ تخلیق، جدا جدا ہیں۔

قانون تہیہ اس بیان سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور حیوان کی جسمانی ساخت میں مشابہت ہے۔ نیز ان کے مزاجوں میں

کے تغیر اور بعض دیگر باب سے پیدا ہوتی ہے، اور کسی خاص فرد میں اتفاقاً اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور اُس کی اولاد میں کچھ تو اس اثر سے اور کچھ اُن اسباب سے جو ذرا سابق میں باعث تبدیلی ہوئے تھے یہ تبدیلی زیادہ ظاہر ہوتی ہے یہاں تک کہ اکھوں برس میں یہ اختلاف بہ تدبیر اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ پہلی نوع سے بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے۔ اور پہلی نوع اگر زمانہ موافق نہ ہو تو تبدیلی کم ہوتے جوتے فنا ہو جاتی ہے، اور یہ نئی نوع موافقت زمانہ کی وجہ سے خوب پھولتی پھلتی ہے اور اسی کا نام ارتقاء ہے اس طرح انسان نے کسی نوع حیوانی سے بدل کر انسانی صورت اختیار کی اور اس مرتبہ پہنچا جو اب اس کو حاصل ہے

ولی الدین چشتی

جانور میں جو جانور انسان سے بہت مشابہ ہیں وہ بندر میں اور ان میں بھی وہ بندر جو افریقہ اور مجمع البحرین مشرقی کے جنگلوں میں رہتے ہیں۔ ان کے ڈپچر کو باہم مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور جمافی ساخت میں انسان کے قریب قریب ہیں۔

جانوروں کے ڈپچر کے جو دھیندہ زمین کے اندر سے نکلتے ہیں اور جو لاکھوں کروڑوں برس کے معلوم ہوتے ہیں، ان کے مشاہدہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت میں ایک قانون تغیر جاری ہے جس کی رو سے حیوانات کے مہیوئی افریاد اور قوت میں نامعلوم طور پر آہستہ آہستہ لیکن بندرج تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی رو سے زمین کی کیفیت کے بدلنے، آب و ہوا



مسٹر حیدری، بی، اے

(ہوم سکریٹری دولت آصفیہ، حیدر آباد دکن)

کہ ممکن نہیں کوئی شخص دو گھڑی ان کے پاس بیٹھ جائے اور ان کا طرز عمل یا گفتگو سے فائدہ اٹھائے بغیر اٹھ جائے۔ موصوف کے مختصر دلچسپ حالات جو ہماری فرمائش سے مسٹر حافظی نے قلمبند فرمائے ہیں رنج ذیل کئے جاتے ہیں۔

مشاہیر عالم کے حالات میں سب سے دلچسپ اور مفید امر ان اسباب و اثرات کا دریافت کرنا ہے، جن کی بدولت مخصوص افراد تماشہ گاہ عالم کے اسٹیج پر اگر ممتاز و نامور بنتے ہیں۔ تقدیر کے قائل تو تدبیر و اسباب کو بھی نتیجہ تقدیر سے تعبیر کرتے ہیں، مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دنیا عالم اسباب ہے، اس میں اتفاق کوئی چیز نہیں۔ یہ گل کائنات ادنیٰ سے اعلیٰ ملک سلسلہ عقل و مدلول میں مربوط ہے۔ دنیا میں جن افراد یا اقوام نے ترقی کی ہے وہ محض اتفاقی نہیں بلکہ درحقیقت اس سخت جدوجہد و باقاعدہ سعی و کوشش کا نتیجہ ہے جو وہ باقتضاء زمانہ و بہ مصلح ماحول لینے حالات گرد و پیش میں مل میں لائے۔ جس طرح اس دنیا میں قیام ہستی کا انحصار سخت کشمکش اور اپنے کو حالات گرد و پیش کے مطابق و موافق بنانے پر ہے اسی طرح انفرادی یا قومی ترقی بھی ان شرائط کی نیل پر موقوف ہے جو ہر زمانہ میں لمحات ماحول بدلتے رہتے ہیں۔

اہل ہند کو اس وقت یورپ کی ایک بہترین قوم کے تابع ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لئے اب زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی کے وسائل و شرائط محدود اور بہت سخت ہو گئے ہیں۔ زمانہ حال میں ہندوستان میں کسی قسم کی ترقی کرنا آسان کام نہیں ہے۔

[مطالعہ سیرت کا بہترین باب کسی زندہ مثال کا مطالعہ ہے۔

جس کی صداقت کا ذہن نشین ہونا اسی طرح لازمی اور آسان ہے جیسے ایک بچہ کو حرفت یہ کہہ دیا جائے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں، اور بچہ شوق کر کے اسے دیکھا بھی دیں کہ ایک میں ایک ملا دینے سے دو اور دو میں دو جوڑ دینے سے چار ہو جاتے ہیں۔ اگلے مشاہیر کے کارنامے ہیں کتابوں میں ملتے ہیں لیکن ہمارے دل پر اس کا اثر عارضی طور پر ہوتا ہے اور زندہ مشاہیر کے حالات چشم دید واقعات ہوتے ہیں، جن کو ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کیا دیکھا نہیں ہے کہ عالم نزع کی کیفیت جس نے نہیں دیکھی وہ سکرات کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جس نے کسی کو جان دیتے دیکھا ہے وہ ہر میتہ کسے کا کہے جان دینے سے ترکانہ نہیں بلکہ مرنے سے پہلے جو اعضا شکنجی ہوتی ہے یہ سچ ہے کہ انسان جب تک خود گرفتار مصیبت نہیں ہوتا دوسروں کی تکلیف کو نہیں سمجھ سکتا لیکن انسان ہی میں یہ مادہ بھی ولایت رکھا گیا ہے کہ دوسروں کی مثال سے وہ سبق حاصل کرتا ہے بالطبع انسان برا نہیں ہوتا۔ تقلید اس کی فطرت میں داخل ہے اس لئے ضروری ہے کہ جیسی صحبت ہوگی ویسا اثر ہوگا۔ بہر حال مسٹر حیدری کی کاروائی اور اس پر انکسار مزید برآں بنی نوع کے ساتھ ان کی سچی ہمدردی یہ سارے انسانیت کے اعلیٰ خیال ہیں۔ مدد و کرم جوہر جانتے ہیں۔ ان کے اخلاقی حمیدہ ان کے پاکیزہ عادات، ان کا عزم راسخ، ان کا استقلال، ان کی جفاکشی اور ان کا ظاہر و باطن میں یکساں ہونا اس قدر دل آویز و نتیجہ خیز ہے

ادیب جون سنہ ۱۹۱۳ء



مسٹر حیدری بی اے ہوم سلیٹری دولت اصفیہ

انتہیں پریس الہ آباد

سمجھے جاتے ہیں کہ انھوں نے بے مقصد زمانہ و بے صلاح ماحول یعنی حالات گرد و پیش صحیح اسباب کی کو معلوم کر کے اپنی قوم کو شاہدہ ترقی پر نکلیا۔ ہر زمانہ و ہر ملک کا اقتضاء و حالات مختلف ہوتے ہیں منجانبہ سلطنت کے زوال کے بعد ہندوستان کی ملکی و اقتصادی و تمدنی و انتظامی حالتیں بدل گئیں۔ نئے و سخت شرائط ہستی و ذلیل ترقی ہمارے سامنے پیش کئے گئے۔ آزادی و حکومت کے عرصہ میں تابعداری و ماتحتی قبول کرنا پڑی۔ ملازمت سرکاری کئے بجائے اپنی ماوری زبان کے حاکم وقت کی زبان کی تحصیل و تکمیل شروع ہو گئی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو گیا اور تجارت حوت سبادل و اشیاء خام یا مصنوعات یورپ کا نام رہ گیا۔ کشمکش حیات کی روزانہ سختیوں اور اغراض و فوائد کے اختلافات سے ملک میں نزاع و فساد بڑھے لنگاہ ہندوستان چونکہ زمانہ ہمارے دراز سے بادشاہ پرستی کا عادی رہا ہے یہاں کوئی قومی یا ملکی ترقی بلاتامید حکومت شکل ہے۔ یہاں سرکاری ملازمت قوم و ملک کی نظروں میں بڑے رسوخ و اثر کا ذریعہ ہے۔ اور چونکہ ہندوستان تمدن کے اعلیٰ مدارج سے نازل کر کے اب تمدن کے اُس متوسط درجہ میں آگیا ہے جس میں سے اس وقت یورپ گذر رہا ہے اس لئے دولت بہت بڑا ذریعہ اختیار و عظمت و شہرت سمجھی جاتی ہے۔ پس اگر موجودہ زمانہ میں ہمارے مشاہیر و مجتہدین باستان و معدود سے چند باقتضاء زمانہ و مصلحت حالات کو دیکھیں ماحول جدید سے مطابقت کر کے ملازمت سرکاری یا تجارت کے ذریعہ سے شہرت و عظمت حاصل کی ہے تو یہ ان کی عین دانشمندی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں لایق اور اہل کمال یوسفوں کے نصیبے عوام اُسی وقت جا گئے ہیں جب ان کا تعلق کسی دولت میا حکومت کی دیوی سے ہوا

ہاں ہر مشکل حالات و فراحت و سخت شرائط کے ہندوستان کے جن افراد نے یہ امتیاز حالات جدید و شرائط ترقی سرکاری ملازمت یا تجارت یا ملازمت و فنون میں کچھ ترقی و نام آوری حاصل کی ہے وہ نہایت ہی عزت و قدر کے لائق ہیں ایسے اشخاص کے حالات و دیگر کثیر و راز ترقی کا مطالعہ کرنا اور ان سے سبق لینا اور ان ملک کے لئے اردو مفید ہے۔

عظمت و شہرت کا معیار بے مقصد زمانہ و اختلاف ماحول مختلف ہو کر رہا ہے۔ جتنی اقوام میں عظمت و شہرت کا معیار سپلیٹن قوی الجنتہ و فولادی اعصاب رکھنے پر ہے۔ سوسائٹی کی بدنی حالت میں سب سے بڑا وہ شخص سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ قوی الجنتہ ہو۔ تمدن اقوام میں دولت معیار عظمت و شہرت ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ دولت جماعت تمدن میں بہت بڑی قوت شمار کی جاتی ہے۔ جو شہری جس قدر دولت کا مالک ہوتا ہے اُسی قدر اُس کی وقت و عظمت و شہرت زیادہ ہوتی ہے۔ تمدن کے اعلیٰ و انتہائی مدارج میں علم کا شرف سب سے بڑا معیار فضیلت خیال کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ افراد یا قوم کی سچی عظمت و شہرت کا صحیح معیار خدمت بنی نوع ہے جو افراد جس قدر زیادہ بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی مہبودی کا باعث ہوتے ہیں اُسی قدر وہ ممتاز و قابل عظمت و پرکشش ہوتے ہیں یہ افراد حال یہ سب سے پہلے اپنے زمانے و حالات گرد و پیش کا بنو و فکر مطالعہ کرتے ہیں۔ مقتضیات زمانہ و شرائط زندگی و ترقی کو دریافت کرتے ہیں۔ بہترین ذرائع ترقی متیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بتدریج اپنے خاندان و قوم و ملک کو صحیح راستہ ترقی پر لے آتے ہیں اور آخر کار اپنے زبردست اثر سے اپنے خاندان و قوم کو درج عظمت پر پہنچانے کا باعث ہوتے ہیں صحابہ اسلام و جاپان کے موجودہ مشاہیر اسی معنی میں بزرگ

کے مسلمانوں میں سب سے پہلا شخص جس نے اس زمانہ شناسی سے کام لیا وہ بزرگ طیب جی صاحب مرحوم و مغفور والدہ صاحبہ

مشہور بدر الدین طیب جی مرحوم تھے۔ انھوں نے سب سے پہلے اپنے بیٹے قمر الدین طیب جی کو اُس وقت یورپ روانہ کیا جبکہ نہر سوئز کا وجود بھی نہ تھا۔ مسلمانوں میں قمر الدین طیب جی غالباً پہلا شخص تھے جنھوں نے انگلینڈ سے بارشٹری کی سند حاصل کی۔ اور اپنے خاندان کو جدید دُنیا اور زمانہ حال کے راز ترقی سے آگاہ کیا۔ تجارت کے ذریعہ ۵۰، ۶۰ یا ۷۰ لاکھ روپیہ پیدا کیا اور اس قدر ترقی کی کہ ڈیوک یعنی ملک التجاریں اُن کا شمار ہو سنے لگا۔ انھوں نے ممبئی میں انجمن حمایت اسلام کی بنیاد ڈالی مسلمانانِ ممبئی کو علوم جدیدہ حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اُن کے اُفقِ نظر کو وسیع کیا اور ۱۷۰۰ سال قبل ہی انھوں نے مسلمانوں کو یہ سب اعلیٰ اور مفید سبق دیا کہ مسلمانانِ ہند بطحا قوسیت اپنے کو برادرانِ وطن ہندو سے جدا نہ کریں۔ مذہبی امتیاز ضرور قائم رکھیں مگر ملکی ترقی و فوائد عامہ و مشترکہ کی کوششوں میں ہندو بھائیوں کا ساتھ دیں اور اُن کو اپنا شریک بنائیں۔ کاش کہ ۳۰ یا ۴۰ سال قبل ہی اگر اس اصول پر عمل ہوتا تو آج غالباً ہندو مسلمانوں میں جدائی کا غارِ اتنا عمیق نہ ہوتا اور ہندوستان کی حالت آج بہت بہتر ہوتی۔

عالیجناب مطہر حیدری جن کی تصویر سے اس ماہ کا ادیب مژ ہے۔ بدر الدین طیب جی مرحوم کی جماعت و خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مغربی ہند کے مسلمان ۴ فرقوں پر مبنی ہیں اول یمن دوم خوجے سوم بوہرے چارم دکھنی مسلمان۔ ان میں سے پہلے ۳ فرقوں کی خصوصیت بخلات شمال ہند کے جنگی و حکمران نسل مسلمانوں کے یہ ہے کہ یہ صد ہا سال سے نہایت پُر امن

بے شمار نظائر اس کی تائید میں قدیم و جدید تاریخ سے مل سکتے ہیں۔

دُنیا میں کامیابی و امتیاز و عظمت حاصل کرنے کے لئے چند باتیں ضروریات سے ہیں اول فطری مادہ اور ذہن و ذکا کا بالقوہ موجود ہونا۔ دوم اقتضاء زمانہ و حالات گرد و پیش کا صحیح اندازہ کر کے اپنی کوششوں کو اُن کے مطابق و موافق بنانا۔ سوم علم و دولت۔ چہارم مفید خلافت بنانا۔ فطری مادہ کم نہ ہو ہر انسان میں موجود ہے۔ مگر سب سے زیادہ دانائی و معقولیت اپنے زمانہ کو پہچاننے اور ماحول یعنی گرد و پیش کے حالات کا صحیح اندازہ کرنے میں درکار ہے۔ امتیاز و مصلحت کا درجہ اسی لئے بہت اعلیٰ و ارفع مانا گیا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی بعض اچھی طرح پہچان کر مناسب علاج و رہنمائی تجویز کرتے ہیں۔ اور ہمارے قوم کو تندرست و قوی بنادیتے ہیں۔ ہندوستان کے جن افراد یا اقوام نے سب سے پہلے زمانہ شناسی و اقتضاء حالات گرد و پیش کا لحاظ کر کے اپنی کوششوں کو اُن حالات و شرائط کے موافق و مطابق بنایا آج وہ افراد و اقوام بہتر حالت میں ہیں اور ترقی کر رہے ہیں باقی جنھوں نے اپنی حالت کو ان تبدیل شدہ حالات کے مطابق نہ بنایا وہ قانون زوال کے تحت میں آکر فنا ہوتی جا رہے ہیں۔ یہی اصول ہے جس پر ترقی پذیر افراد و اقوام یورپ و ایشیا کا علم در آمد ہے۔ اور یہی اصول ہے جس پر یہ جبر و اکراہ انگریز حکمرانانِ ہند مل کر رہے ہیں شمال ہند میں سب سے پہلے بنگالی قوم و ہندو افراد نے ترقی کے اس راہ کو پہچانا۔ مسلمانوں میں سرسید احمد خاں نے بجز اس کے کچھ چارہ نہ دیکھا کہ جدید حالات گرد و پیش کے لحاظ سے جدید شرائط زندگی و بقا کی تعمیل کی جائے۔ مغربی ہندیوں بمبئی

تجارت پیشہ چلے آتے ہیں مسٹر حیدری سلطانی بوہرہ فریق سے ہیں۔ بوہرہ جماعت کی تاریخ اور ان کے خصائص پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فی الواقع عربی و ایرانی الاصل ہیں اور اس میں شک نہیں کہ عربی ہند کے ساحلی مسلمانوں میں بخلاف مال ہند کے آریں خلط کے عربی و ایرانی اثرات زیادہ ہیں۔ مہربان کلسلہ پرنسز مشہور اسماعیلی شعیہ فریق سے ہے۔

مستر حیدری کے والد نذر علی صاحب کھباتت و بچی کے ممتاز تاجروں میں سے تھے۔ آپ کی تجارتی کوٹھیاں ملک چین و برصغیر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس لئے آپ کو اکثر سفر میں رہنا پڑا تھا۔ مسٹر حیدری ۱۸۶۹ء میں بمقام بچی پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمد اکبر نذر علی حیدری رکھا گیا۔ چونکہ والد ماجد بیشتر سفر میں رہتے تھے اس لئے آپ کی ابتدائی تربیت زیادہ تر آپ کی والدہ ماجدہ کے اغوشِ مادری میں ہوئی جو بدر الدین طیب بھی مرحوم کی حقیقی بھانجی تھیں۔ آج جو مسٹر حیدری کے خیالات و عادات میں باوجود یورپی تعلیم و تہذیب کے اسلامی سادگی، اتفاقاً، نرمی، عمل، کتبہ پروری کے اوصاف کی جھلک نظر آتی ہے اس کا بڑا باعث وہ ورثہ و اثر ہے جو آپ کو اپنی مہربان والدہ ماجدہ سے حاصل ہوا ہے۔ بوہرہ جماعت کو جہاں تجارتی خصوصیات کا ورثہ ملا ہے اسی کے ساتھ ان میں اتفاقاً بھی بدرجہ اعلیٰ طہارت و نماز کی پابندی بشدت ہے۔ ڈارسی منڈانا و مہا کوکینا سخت مہذب سمجھا جاتا ہے۔ عورتوں کی حرمت و ناموس کا بڑا خیال ہے مگر ان میں بخلاف شمال ہند کے عام مسلمانوں کے صرف شرعی پردہ پر اکتفا کی جاتی ہے اور عورتوں کو تازہ ہوا و روشنی و تعلیم تربیت سے محروم نہیں کیا جاتا۔

مستر حیدری سے ۷ سال کی عمر میں اپنی والدہ صاحبہ کے

مستر حیدری سے ۷ سال کی عمر میں اپنی والدہ صاحبہ کے

مستر حیدری سے ۷ سال کی عمر میں اپنی والدہ صاحبہ کے

موس زندگی۔ ہمد و شریک رنج و غم مدوکار مل گیا جس کا شمار مورتی کے منتخب ویش باموتیوں میں ہو سکتا ہے۔

۱۹۰۷ء میں آپ الہ آباد سے بمبئی کو بدل گئے اور ۱۹۱۰ء تک آپ کا قیام بمبئی میں رہا۔ آپ کو تعلیمی و سوشل رفرام سے ہمیشہ بے حد دلچسپی رہی اور بمبئی کی تمام سوشل رفرام یعنی اصلاح تمدن و معاشرت تحریکوں کے آپ زبردست حامی رہے۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد میں آپ نے تحریروں و تقریروں سے ہمیشہ کوشش کی۔ آپ کا ایک زبردست اسے (مدلل و فصیح مضمون) انگریزی میں چھپا جو بمبئی کے مشہور سوشل رفرام لیڈروں کے مضامین کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں چھپا گیا ہے۔ چند دن آپ مدراس میں بھی بحیثیت ڈپٹی اگونیٹ جنرل تعینات رہے۔ جب آپ کو کل صوبجات ہند کے صیغہ مجاہدی کے تجربہ سے ہندوستان کے مالی معاملات کے متعلق مہارت تانہ حاصل ہو گئی تو ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نے آپ کو کل انڈیا کے سرکاری پریسوں یعنی مطابع کی جانچ و پرتال و اخراجات کے تعلق رپورٹ کرنے کے لئے مامور کیا چنانچہ آپ نے کل صوبجات ہند و برہما میں دورہ کیا اور کئی لاکھ کی بچت سرکار کے لئے نکالی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ایک ایسی کل ہندوستان کے صیغہ فنانس کی ایک شیعہ پر رپورٹ لکھنے کے لئے متعین کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے انعام رخشودہی کیا۔

ان اہم فرائض و خدمات کے ساتھ ساتھ آپ اسلامی و قومی معاملات میں ہمیشہ عملی دلچسپی لیتے رہے چنانچہ ۱۹۰۷ء میں آپ کا انتخاب علیحدہ کالج کے ٹرسٹی شپ کے لئے ہوا۔

حیدرآباد دکن کی ہنز پروردی و قدر دانی اہل کمال کا سکہ

کے ساتھ پاس کرنا نہ صرف آپ کے خاندان بلکہ کل مسلمانان بمبئی کے لئے اس وقت ایک قابل فخر بات تھی چنانچہ ۱۹۰۷ء میں لمبہ لارڈ فرزن و لمیراے و گورنر جنرل ہند گورنمنٹ آف انڈیا نے آپ کو صیغہ حساب میں ایک خدمت عطا فرمائی اور آپ ناگپور میں تعین کئے گئے۔ احساس قرض۔ جفاکشی۔ و دیانت داری کی بدولت عمدہ واران بالادست بہت جلد آپ کی قدر کرنے لگے۔ چونکہ اسلام کی محبت جدید حالات کا احساس۔ قومی درد اور اصلاح تمدن و معاشرت کا ورثہ آپ کو بچپن ہی سے ملا تھا آپ نے ناگپور کے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کی اور ایک مدرسہ زیر حمایت انجمن اسلام ناگپور میں قائم کیا گیا جس کے آپ لائف پریزیڈنٹ بنے اور یہ مدرسہ آج تک قائم ہے اور خوب ترقی کر رہا ہے۔

۱۹۰۷ء میں آپ کا تبادلوہ ناگپور سے لاہور کو ہو گیا اور وہاں بھی آپ ہمیشہ قومی کاموں و سوشل رفرام میں عملی دلچسپی لیتے رہے۔ ۱۹۰۹ء میں آپ کا تبادلوہ بترقی کلکتہ کو ہوا اور آپ وہاں ۳ سال تک رہے اور وہاں سے بحیثیت ڈپٹی اگونیٹ جنرل الہ آباد کو تبدیل ہوئے۔

۱۹۱۳ء میں آپ کی شادی بدرالدین طیب جی صاحبہ دم کی بھتیجی سے ہوئی۔ مسٹر حیدری نجم الدین بن طیب جی کی صاحبزادی ہیں جو نہایت عالم و علم دوست شخص تھے۔ ۱۴ سال تک عربستان میں ہے اور ایک نہایت مغرب شیعہ کی لڑکی سے شادی کی مسٹر حیدری کی خوش نصیبی ہے کہ آپ کو بیک صاحبہ بھی ایسی ملیں جو غلامانِ عدوت و سیرت عربی خون و خاندانی شرف و تعلیم و تربیت فخر نواز و مسلمانانِ بمبئی ہیں۔ بھتیجی و حیدر آباد کی صد ہائیکس بیوائیں و حاجت مند اس خلقِ مجسم۔ ہمد و نیکدل خاتون کے لئے دست دعا ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس شادی سے مسٹر حیدری کو ایک ایسا

مسٹر وشیہ شیرا یا جواب ریاست میسور کی دیوانی پر ممتاز ہیں حیدر آباد
تشریف لائے اور عثمان ساگر اسکیم کی سفارش کی۔

مسٹر حیدری تعلیم نسواں - وٹھل رنارم کے ہمیشہ زبردست
عامی رہے ہیں چنانچہ حیدر آباد میں بھی صفیہ تعلیم نسواں کے آپ
و آپ کی یکم صاحبہ بڑے مؤید ہیں اور آپ محبوبہ گلزار اسکول
کے سکریٹری بھی ہیں۔ ہندوستان میں صرف چند ہی خاندان ملنا
کے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے خاندان کی عورتوں کو نوپرسیم و
تربیت سے بہرہ مند کیا ہے۔ ایک تو مشہور بلگرامی سر تاج
خاندان ان ہند ہے اور دوسرے بابر الدین طیب جی کا خاندان
ہے۔ ان دونوں خاندانوں کی خاتونیں تعلیم و تربیت و فنون لطیفہ
مثل موسیقی و مصوری وغیرہ میں اچھی مہارت رکھتی ہیں اور گھر
کی زیب و زینت ہیں۔

جب متحدہ فنانس کا صیغہ معین الماسی فنانس میں ضم ہو گیا
تو مسٹر حیدری گورنمنٹ نظام کے ہوم سکریٹری کی خدمت پر مامور
ہوئے۔ فی الحال برٹش گورنمنٹ میں آپ کا عہدہ اکاؤنٹنٹ جنرل
یعنی صدر محاسب کا ہے جس کی تنخواہ ڈھائی ہزار سکہ فیصری ہے۔
سرکار نظام میں آپ کو ۳ ہزار سکہ شاہی سے کچھ اور پر مٹا ہے محکمہ
ہوم سکریٹری کے ماتحت حسب ذیل محکمے ہیں اول محکمہ عدالت
جس میں بانی کورٹ بھی شامل ہے۔ دوسرے کل پولس و جیل۔
تیسرے محکمہ تعلیمات جو تھو پوٹل ڈپارٹمنٹ یعنی محکمہ اکنامکس
سرکار عالی۔ پانچویں محکمہ طبابت یعنی شفا خانجات انگریزی۔
چھٹے محکمہ طبابت یعنی دوا خانجات لرنانی۔ ساتویں محکمہ امور مذہبی۔
آٹھویں امور متفرقات۔ اتنے مختلف و وسیع محکمہ جات کی نگرانی
و انتظامات کے لئے نہایت اعلیٰ و مختلف قابلیتوں و ذریعہ
کیرکٹر کی ضرورت ہے۔ اور محکمہ نہایت لیاقت و دانا ٹی

زمانے و دراز سے نام زد ہے۔ جہاں کہیں ہندوستان میں کوئی
ویسی لائق و ہونما نظر آیا۔ اور ذرا بھی امتیاز پیدا کیا حیدر آباد
اُس کو اپنا پیارا فرزند ہندوستان سمجھ کر اپنے سرو و نکلھوں پر لیا۔
یوسفان اہل کمال کا مصر حیدر آبادی رہا ہے۔ ہند کے گناہ شایہ
یہیں آکر قدیم شہرت کے تاجدار ہوئے ہیں۔ اپنے ذاتی و کبی جوہر
کے اظہار کا موقع انھیں نہیں حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ حیدر آباد
میں اصلاح فنانس کا مسئلہ درپیش ہوا اور ایک ویسی شخص کی
ضرورت ہوئی تو نظر انتخاب مسٹر حیدری پر پڑی اور آپ کی خدمت
اولاً بحیثیت صدر محاسب سرکار عالی متعارف کی گئیں۔ اس کے
تھوڑے عرصہ بعد آپ گورنمنٹ نظام کے فائنل سکریٹری مقرر
ہوئے۔ چونکہ مدوح کو مختلف صوبجات ہند کے صیغہ حساب
فنانس کا قریباً سترہ یا اٹھارہ سال کا تجربہ ہو چکا تھا اسلئے مجمع
سے صیغہ فنانس حیدر آباد کو بڑی مدد ملی۔ صاحب مدوح نے
اپنے حداثہ کے موافق جو اصلاحات کیں اور موسمی ندی کی ہوتا
طفیانی پر چرچا کیا و انسانی ہمدردی خود آپ کی و نیز آپ کی مخیر
یکم صاحبہ عالیہ کی ذات سے ظہور میں آئی ان کی داستان و
ہزاروں بندگان خلاص حیدر آباد میں بشکریہ دعا سناتے ہیں جن کو
آپ کی ذات سے مدد پہنچی۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اس صلہ و شہودی
میں یکم صاحبہ مسٹر حیدری کو سنہری تمغہ فیصر ہند عطا فرمایا۔

وہ عظیم الشان تالاب عثمان ساگر جس کا سنگ بنیا و حائل
میں سلطان ابن السلطان میر عثمان علی خاں شاہ دکن نے اپنے
دست مبارک سے رکھا ہے۔ اور جس سے چند سالوں میں بلکہ
واطرات بلکہ لمبا خا آب و ہوا و باغات و جنگلات و انہار شک
فردوس ہو جائے والا ہے۔ اس خیال کے ابتدائی محرک مسٹر حیدر
ہیں اور آپ ہی کی تحریک پر ریاست میسور کے مشہور ویسی مخیر

کی خصوصیات کو خوب پہچانتے ہیں۔ چونکہ آپ کی انگریزی انتظامی لیاقت خود سرکار انگریزی میں مسلم ہے اور آپ وہاں کے ایک اعلیٰ و باوجاہت عہدہ دار ہیں اور آپ کی تنخواہ بھی پورے پینوں کے ہم پلہ ہے، اسلئے آپ کے ماتحت یورپی افسران کو خواہ مخواہ آپ کا ادب احترام کرنا پڑتا ہے۔ خوش نصیبی سے سٹر حیدری کے زمانہ میں مختلف محکمہ جات میں عدالت و پولیس و پوسٹ و طبابت و تعلیمات وغیرہ کی اصلاحیں عمل میں آئی ہیں۔ ان اصلاحات کے اصول پر عزم کرنا پھر مالی حالات کے لحاظ سے ان کو قرب کرنا اور ماتحت محکمہ جات کی تجویزوں کی اس طرح پرترہ میں کرنا کہ ان کو جہاں ناگوار نہ ہو آسان کام نہیں۔ پھر تقررات میں لیاقت و سفارش کا بھی لحاظ ضرور کرنا پڑتا ہے غرض یہ تمام مراحل اپنے نسلیت خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ اور آپ کے عہد میں صد ہا فوجوان نئی خدمات پر مامور ہوئے ہیں صد ہا نئے بے تہیج ترقیا پائی ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بے وسیلہ بندگان جن سدا بھی شامل ہیں جو برسوں سے بسبب بے وسیلہ ہونے کے گوشہ کس میرسی میں پڑے تھے۔ آپ میں ایک بڑی خوبی عدل کی ہے یہ تو ضرور ہے کہ آپ بذات خاص کام کی گل ہیں اور ماتحتوں کو بھی ویسا دیکھنا چاہتے ہیں لیکن آپ لایق و محنتی ماتحتوں کے بڑے قدرواں ہیں۔ اپنے دفتر میں ادنیٰ امیدوار سے لے کر اعلیٰ مددگار تک کے کام پر آپ چمکے چمکے نظر رکھتے ہیں اور جب وقت آتا ہے تو اس کا صلہ و معاوضہ ترقیوں میں دیتے ہیں۔ چونکہ آپ موروثی تجارت پیشہ و علم حساب کے ماہرین ہیں اور ساری عمر حساب و فنانس میں صرف کی ہے اس لئے آپ ہر معاملہ کو سخت عملی پہلو و محنت سے جانچنے کے عادی ہیں جتنک آپ کسی معاملہ کی پوری تفصیل و نتیجہ و تجزیہ نہ کر لیں آپ فیصلہ نہیں کرتے۔

و دیانت داری سے ان مختلف ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہیں پولیس و جیل کا انسپکٹر جنرل ایک نہایت با اثر و بردست انگریز ہے۔ اس کے ماتحت اور بھی انگریز ہیں۔ پولیس ڈپارٹمنٹ و ٹیکل ڈپارٹمنٹ کے انسپکٹر جنرل بھی انگریز صاحبان ہیں۔ محکمہ تعلیمات میں نظام کالج کے پرنسپل و وائس پرنسپل اور چند ہائی اسکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی انگریز صاحبان ہیں۔ اور یہی محکمہ ٹری کے ماتحت ہیں۔ جن لوگوں کو علیحدہ کالج کے یورپی اسٹاف و سکرٹری کے تعلقات کا تجربہ ہے وہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں لایق و تجربہ کار انگریز ماتحتوں کو ان کے حد و پیمانہ سے تنجا و نہ ہونے دینا اور ان سے ٹھیک طور پر کام لینا کیسا مشکل و نازک امر ہے۔ پھر ان کی کارروائیوں کی اس طہ پر نتیجہ و نتیجہ و ترمیم کرنا کہ ایک طرف تو نظام سرکار کی قدیم دیرینہ پالیسی و روایات و اصول کے خلاف کوئی بات نہ ہونے پائے اور دوسری طرف یورپی ماتحت افسران صیفہ پر نگرانی رکھی جائے معمولی کام نہیں حقیقت یہ ہے کہ حیدر آباد کے ہوم سکرٹری کی خدمت یہ نسبت سرکار انگریزی کے ہوم سکرٹری کے برابر زیادہ نازک و مشکل ہے۔ یہاں علاوہ انتظامی قابلیت کے ریاست کے قدیم دستورات و روایات کا علم و ان کی حفاظت کرنا بھی ضروریات سے ہے۔ دیسی و اسلامی فحلا و تواضع بھی اعلیٰ قدر مراتب ہر شخص سے بڑھنا پڑتی ہے یہاں نسبت ذہنی قابلیت و لیاقت کے عملی قوت اور موقع محل کے لحاظ سے اکثر کام نکالنا پڑتا ہے۔ اور سٹر حیدری اس امر میں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ ان نازک خدمات و معاملات کو جن کے مختلف پہلو ہوتے ہیں خوب سمجھنے لگتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ انگریز بھی تجارت پیشہ قوم ہیں اور سٹر حیدری بھی اسلئے آپ انگریزوں

سے بھی زیادہ سخت ہے۔ حیدر آباد میں جو شخص ان پارٹی پائلٹس
و شجر الذہب والفضہ کی آزمائشوں سے ہمیشہ الگ تھلک اور
بالکل صاف و پاک رہے باک رہا ہے وہ نواب حماد الملک بہادر
ہے جس کو آج وی کرینڈ اولڈ مین آف حیدر آباد کا مغز لقب حاصل
مشرعہ دی کا اصول بھی ہمیشہ باہم دیے رہا ہے۔ آپ کا اصول یہ ہے
کہ سب کے مقدم ریاست کی منفعت کا خیال ہے باقی رہیں یہ پارٹیاں سب
بھائی اپنا اصول عمل یہ ہے کہ با مسلمان اللہ اللہ بابرین رام رام۔
مشرعہ دی حیدر آباد میں بے پارٹی شخص ہیں۔ آپ ملکی وغیر
ملکی جھگڑے کو محض ایک لفظی جھگڑا سمجھتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے
کہ سچے ملکی تو حقیقت اس ملک کے گوند بھیل و لمباڑے و دھڑے
میں باقی فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی چارپشت کے ملکی ہیں کوئی دوپٹے
کے۔ یہ امر کیا افسوسناک ہے کہ لوگ اس لفظی جھگڑے کی بدولت
سلطنت کو ضعف پہنچاتے ہیں۔ اس سیاسی نکتہ کو فراموش کر دیتے
ہیں۔ تنازع خون ہمیشہ قوت و صحت کا باعث ہوتا ہے۔ باہر والے
اگر حیدر آباد کو کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ عین قانون قدرت کے
موافق ہے اور اس میں سلطنت کا فائدہ بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ پانی
ہمیشہ نشیب کی طرف بہتا ہے۔ دکن کی اعلیٰ و کھراں جماعت اور
یہاں کے اُمرا کا سلسلہ بھی شمال ہند کی قوت دار آب و ہوا سے
ہے۔ دکن کی آب و ہوا اپنی بے نظیر زرخیزی، نرمی و آرام دہی
کے باعث قواء انسانی کو جلد ضعیف کر دیتی ہے۔ یہاں قیام دہی
کے لئے کشمکش کم ہونے سے مقابلہ و حوصلہ بندی کی قوت گھٹ
جاتی ہے۔ انسان مستعدی و جفاکشی و ریاضت جسمانی و دماغی
سے عموماً کچھ تو سبب اثر مزدوم اور کچھ سبب استغنا جی چڑانے
لگتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غالب و قوی خون کی ضرورت پڑتی

حیدر آباد کی ملازمت کے باغ عدن میں سب سے بڑی آزمائش
کا شجر ممنوعہ شجر الذہب والفضہ ہے۔ حیدر آباد کی تاریخ سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہاں صرف محدود دے چند ویسی ویلورپی افسر اس
آزمائش میں پورے اُترے۔ اس معاملہ میں مشرعیہ کی کا دامن
ہر طرح کی آزمائش سے اب تک پاک رہا ہے ورنہ فائنل مہوم سکڑی
کے ٹکڑے جیسے کچھ با اقتدار ہیں وہ کسی پختگی نہیں۔ اس کا اثر سب
اول تو مشرعیہ کی خدائرسی و دیانت داری ہے لیکن دوسرا
سبب یہ بھی ہے کہ آپ خود ماشاء اللہ ایک تاجر و تلمذ جماعت
داخلان کے ممبر ہیں اور غالباً آپ کی تجارتی کوٹھیاں بھی ہیں۔
حیدر آباد کی دوسری آزمائش پارٹی پائلٹس ہے۔ ان پارٹیوں
کی باہمی رقابت کشمکش سے بعض اوقات بڑے آتش نشان
پولٹیکل زلزلے حیدر آباد میں ہو کر رہے ہیں۔ دکن کی تاریخ ہمیشہ
ملکی وغیر ملکی پارٹیاں چلی آئی ہیں اور ہمیشہ نئے نئے اسباب
و متغیر حالات و جدید انقلابات سے نئی نئی پارٹیاں بنتی و بگڑتی
آئی ہیں۔ انسان کی فطرت میں ذاتی منفعت کی زبردست تحریک
موجود ہے۔ اور حسد و رشک کے جذبات قوی ہوتے ہیں اور وہ
کبھی ایک حالت پر قانع رہنا پسند نہیں کرتا۔ پس بد نصیب پارٹیاں
ہمیشہ انقلاب و رد و بدل کے لئے کوشش کرتی ہیں۔ بے چینی
بڑھتی ہے۔ گہری سازشوں کے جال چبکے چبکے بچھائے جاتے ہیں
خفیہ ایجنسیاں بھرتی کی جاتی ہیں۔ با اقتدار اشخاص کو سخت
پارٹیاں ترغیب و تحریص و تائید و تحویل غرض ہر ذرائع سے اپنی
اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی حالت میں ان پارٹیوں
کے زبردست اثرات و سازشوں سے الگ تھلک رہنا نامایت
زبردست و متقل کی طرح کام ہے۔ آہ! کتنے بد نصیب اس
پارٹی کی کشمکش کا شکار ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ یہ آزمائش سب کی رہا

حیدر آباد کے شہر میں وحشی اقوام سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ یورپی تمدن کے انسانی نمائندہ نظر آتے ہیں۔ اور یہ سب زندہ بادشاہ عثمان علی خاں بادشاہ!

کاثرانہ دل و جان سے لگاتے ہیں۔ اور حیدر آباد کا نام عرب و فارس و حبش و سرحد و ہندوستان کے قریہ قریہ میں روشن کرتے ہیں۔ حتیٰ یہ ہے کہ خلافت عباسیہ بغداد کے بعد اب اسلام کی اس اعلیٰ اُخوت و عالمگیری کا تھوڑا سا زندہ نمونہ حیدر آباد ہی میں نظر آتا ہے۔ یورپ کے شاہزادے و اشرافیان ہند حیدر آباد میں آکر اس عجیب و غریب غلامناہی (مظاہر قدرت) کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے ہیں مجھ کے دن مکہ مسجد منورۃ کعبہ نظر آتا ہے۔

مستر حیدری ملکی و غیر ملکی کے تنگدل تعصبات سے بری ہیں۔ آپ کا نصب العین ہمیشہ نظم سلطنت و کام کی لیاقت ہے۔ یہاں تک تو ہم نے مسٹر حیدری کے کاموں پر نظر ڈالی ہے مناسب ہو گا کہ اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم کسی قدر ان کے خیالات و عادات و محاسن کا بھی ذکر کریں جن کے جاننے کا عوام الناس کو بہت کم موقع ملتا ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت اور مستقبل کے متعلق آپ کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کو بہت زیادہ عملی بننے کی ضرورت ہے۔ آپ انگریزوں کو کہتے ہیں کہ سلطنت حیدر آباد کے وسیع رقبے میں ملازمت کے علاوہ مسلمانوں کے لئے زراعت و تجارت کا وسیع میدان موجود ہے۔ اگر مسلمان جلد اس طرف متوجہ ہوں تو غیر لوگ جلد اس پر قبضہ کر لیں گے۔ کاش حیدر آباد میں جہاں انوریم ضروری محکمے موجود ہیں وہاں ایک محکمہ ڈائریکٹر جنرل ترقی صنعت و تجارت کا قیام کر کے مستعدی امور عامہ کے تحت کر دیا جاتا تو غالباً ہزاروں بے روزگاروں کے لئے ذرائع معاش کا سامان پیدا کیا جاتا۔ حیدر آباد

ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے دکن میں حکمرانان سابق نے اپنی سلطنت کی قوت و استحکام کے لئے عربوں و افغانوں و حبشیوں و راجپوتوں و سکھ و غیرہ جنگجو اقوام کا غیر مقدم کیا ہے اور موجودہ گلوبل میرٹل میرٹل عالم و غیرہ مدبرین نے یہاں فروغ پایا ہے۔ چونکہ اب زمانہ سیف کا نہیں بلکہ دماغ و قلم کا ہے اس لئے اب مختلف اطراف ہند کے لائق و سرپرست و مدبرین لوگ نظام سلطنت کی تائید کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ اگر ملک ہی ان ضروریات کو پورا کر سکتا تو کج حیدر آباد میں ان جنگجو اقوام و میرٹل و غیر عالم و بلگرامی و عمارت و انگریزی و مسلمانوں و فریدیوں جنگی و سرور جنگی و غیرہ ایسے مدبرین و روشن خیال خاندانوں کا وجود نہ ہوتا حقیقت یہ ہے کہ ان بیرونی مختلف انحصار اقوام و چیدہ لائق خاندانوں کے تازہ خون۔ صحبتوں کی بدولت و کن کی نسل و خون و دماغ پر عمدہ اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اور یہ ملک و سلطنت کے لئے باعث قوت و زیب و زینت ہیں۔ ان کی بدولت و مغرب زمانہ میں حیدر آباد بلا نسل و خون و دولت و دماغ ہندوستان میں ایک بہترین مقام شمار کیا جائے گا اور خلاصہ ہند سمجھا جائے گا۔ اور کیا عجب ہے کہ میں سے از روئے اصول ارتقاء انسانی اس جدید ترین مکمل ہندوستانی نمائندہ کا ظہور ہو جس کا وجود ہنوز تک نہیں ہے۔ اسلام ملکی و غیر ملکی سیاہ و سپید کے امتیاز و تنگدلی سے مست رابہ۔ ”مسلمین ہم وطن ہے سارا جہاں“ ایک غیر ولایت کے سیاح کو سب سے زیادہ دلچسپ و عجیب و غریب منظر جو حیدر آباد کے شہر میں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں تلنگ و مرہٹے و مال کے شانہ بہ شانہ عرب و افغان و ایرانی و حبشی۔ سکھ و جاٹ و راجپوت و غیرہ اقوام کے مختلف الاشکال و لباس لوگ مل جل جلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ۔ کے ربابا کے کیا نہ بنا شد

آرام کرتے ہیں۔ دینداری و کنبہ پروری آپ کے بڑے اوصاف ہیں کئی رشتہ دار بیواؤں و بہت سے عزیز یتیم و یتیم بچوں کا ادب و بہت سے غریب و فاقہ پرستوں کا بار آپ پر ہے اور یتیم و مساکین و بیکسوں کو بھی آپ فراموش نہیں کرتے۔ آپ میں کاظمین الغیظ و العافین عن الناس کی صفت بھی ہے۔ آپ کو اپنی صاحبہ الجلال و خلق مجسم یکم صاحبہ اور پیارے بچوں سے پدر جغایت محبت ہے۔ اس وقت آپ کی عمر کا تینتالیسواں سال ہے۔ سرکار انگریزی میں آپ کا درجہ متقل اکوٹھنٹ جنرلی یعنی صدر محاسبی بشا ہرہ دو ہزار پانسو کے قیصری ہے۔ اور نظام سرکار میں آپ معتمد دار و پوس و امور عامہ ہیں۔ یہاں آپ کی تنخواہ قریباً تین ہزار تین سو روپیہ ماہانہ سکے شاہی پڑتی ہے اور حال میں نظام گورنمنٹ نے ازراہ قدر دانی آپ کی خدمات میں ۳ سال کی اور توسیع کی ہے اور پانسو ماہانہ کا اور اضافہ منظور فرمایا ہے۔ اس حساب سے اب آپ کو قریباً ہزار ماہانہ ملے گا جس کے آپ بہر صورت سختی ہیں اور اب آپ کی تنخواہ اعلیٰ سے اعلیٰ یوروپی عمدہ داران سرکار نظام و سرکار انگریزی کے ہم پلہ ہے۔

ایک صرف ۴۴ سالہ مسلمان شخص کے لئے ترقی کے ان مراتب و مدارج پر محض اپنی ذاتی کوشش و لیاقت کی بدولت پہنچنا کچھ کم کا۔ یہابی نہیں خصوصاً جبکہ اہل ہند کے لئے عموماً و مسلمانوں کے لئے خصوصاً ترقی کی راہیں تنگ و محدود ہیں اور ضرر الطہ بہت سخت فطرت نے ہر شخص کو مختلف قابلیتیں جدا گانہ طور پر عطا کی ہیں شخص کی استعداد و قابلیت و کیرکٹر لمبا طراوتر و دوام۔ وراثت۔ خاندانی خصوصیات۔ صحبت تعلیم و ماحول۔ مختلف ہوتی ہے مسٹر حیدری کے خاندان نے شل پارسیوں کے تجارت و علم کے ذریعہ سے نینہ سیاست و انتظام پر قدم رکھا ہے۔ اس وقت آپ کے

میں بے روزگاروں کا روز بروز اضافہ ہوتا جا نا ملک کے لئے ایک خوفناک بات ہے۔ اس کا تدارک بجز صنعت و تجارت کی ترقی و ترقی کے اور کچھ نہیں۔

مسٹر حیدری ہندو و مسلمان اتحاد کے زبردست حامی ہیں آپ کا وہ اعلیٰ المصنوع جو ہندوستان کے مشہور سوشل رفاہیوں کے مضامین کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوا ہے قابل مطالعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت سب سے اہم و محرکہ الامرا مسئلہ ہندوستان کے لئے جس پر اس کی نجات منحصر ہے ہندو مسلمان کا اتحاد ہے۔ اور مبارک ہیں وہ افراد جو اس کے حامی و کوشاں ہیں۔

تعلیم انسان کے متعلق مسٹر حیدری کے خیالات بہت فیاضانہ ہیں۔ ان کی پوری قدر مسلمانان ہند ایک پشت کے بعد کریں گے حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم کی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ مائیں قویٰ اجنبہ و صحیح الدماغ و تربیت یافتہ نہ ہوں گی۔ دنیا میں اس وقت جتنی ترقی یافتہ قومیں ہیں سب میں عورت کا درجہ بہتر حالت میں ہے۔ اور ان کی قوت ارادی کو کچلا نہیں گیا ہے۔

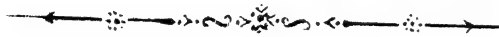
مسٹر حیدری کا مزاج چونکہ سخت عمل پسند و واقع ہو اسے اس لئے آپ حال پر بمقابلہ اعتبار کے زیادہ توجہ کرتے ہیں آپ کا خیال ہے کہ بہت آئینیل (خیالی) کے پڑھنے (علی ہذا) زیادہ مفید ہے۔ ہم کو اپنے پائیکس میں موجودہ حالات و شرائط کا لحاظ سب سے مقدم کرنا چاہئے۔ آج کا دکھ آج کے لئے بس ہے، کل کی مشکلات کل پر چھوڑ دو۔

مسٹر حیدری لمبا طراوات سخت جفاکش و پابند اوقات واقع ہوئے ہیں۔ صداقت پسند ہیں۔ دن رات میں ٹیکل آپ ہاگھنہ

خاندان میں کمی انڈین سول سروس بیچ و بچہ پروڈاکٹس و انڈین
ہیں۔ ملک التجا ہیں۔ والیان ریاست نل ہر پائین لڈا
صاحب خیرہ جی، سی، آئی، اے کے ساتھ آپ کے خاندان کو
ازواجی تعلقات ہیں۔ مشرحہ ری کے گذشتہ ۵۲ سالہ مختلف
تجربات ملازمت کے لحاظ سے جس طرح آپ اس وقت سلطنت
کے مالی نظم و نسق میں کافی مہارت حاصل کر چکے ہیں آئندہ
چند سالوں میں جبکہ آپ ایچ آف کونسل، یعنی عمر شور سے پر
پنچیں گے تو آپ میں مشرقی دربار داری و سیاسی داؤ بیچ
کی وہ قابلیتیں پیدا ہو جائیں گی جو بعض افراد میں سالہا سال
کی دربار داریوں و سیاسی داؤ بیچوں کے اکھاڑ بچھاڑ سے
پیدا ہو جاتی ہیں۔ مشرحہ ری کو اپنے بلند حوصلوں کے پورا کرنے

و سیاسی الکتاب کے لئے حیدر آباد ایک عمدہ تعلیم گاہ ہے۔ اویس
یقین ہے کہ آئندہ چند سالوں میں صاحب موصوف حیدر آباد میں
بلجاٹاپی اعلیٰ خدمات سلطنت و فیض رسانی خلق و نام پیدا کرنے کے
جو مدتوں یادگار رہے۔ حیدر آباد میں انھیں کا نام عرصہ تک دش
رہتا ہے جو سمات سلطنت میں فیاضی و داد و بخشش میں گوئے سبقت
لے جاتے ہیں۔ بااخلاق و تواضع ہوتے ہیں۔ اور ملکی و غیر ملکی تعصبات سے بڑ
یہیہ اوصاف تھے جن کی بدولت محرم و علیان شاہ آج بھی لوگوں کے
دلوں میں زندہ ہیں۔ اور ان اوصاف کے بعض سابق اعلیٰ
عہدہ داروں کے نام آج بھی حیدر آباد کی مخلوق کی
زبان پر ہیں۔

حافظی



یونانیوں اور رومیوں کا قدیم طریقہ تعلیم

حاصل کرنے والے طلباء کی کو ایک عجیب و غریب طریقہ پر چھپا کر تا تھا چنانچہ اس نے درگاہ میں اُلو اور نوموسیقی سُرور کے بت کھڑے کر رکھے تھے اور جب کبھی کوئی اس سے پوچھنا کہ تمہارے ہاں کتنے لڑکے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو وہ جواب دیا کرتا دیتا ہوا کی مدد سے بارہ۔

پروفیسر مکر نے تھینز کی سوشل زندگی سے متعلق جو کتاب لکھی ہے اس سے یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ لڑکے اور لڑکیاں تعلیم میں یونانیوں کے بہترین مدارس ہو اُرتے تھے اور یہ کہ ان کی ترقی کے زمانہ میں یونانیوں کے تعلیمی مدارس کی حالت کیسی تھی۔

سات آٹھ سال کی عمر تک لڑکے کا زمانہ میں رہا کرتا تھا جہاں اسے وقتاً فوقتاً شہرت کرنے پر خوب مار پڑتی تھی۔ اگر اس کا باپ خوشحال ہو تو اسے کھلونے بہت زیادہ تعداد میں مینا کئے جاتے تھے اور وہ اپنا وقت مٹی کی تصویریں بنانے میں گزارا کرتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ قدیم یونانیوں کو سنگتراشی کا بے حد شوق ہوا کرتا تھا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس بارہ میں جو کچھ بھی بتا وہ بالکل غیر منظم اور بے قاعدہ طریق پر ہوتا تھا کیونکہ گنڈر گارٹن کا طریقہ اس سے بہت عرصہ بعد شروع ہوا ہے۔

۱. Apollo اہل روم اہلو کو شاعری، موسیقی اور مہین گنی کا دیوتا، اُتیا، لڑکیوں اور شہروں کے بانی کا سرپرست دھرمی مانتے ہیں۔ ان کے خلیفہ میں ہاپس (جن کا چنگ) یا لایر (سرد) کا موجد بھی ہے۔ ہندوستان میں اہلو کی جگہ سرسوتی ہے اور ایران میں بارہد۔ اڈیٹر۔

۲. Kindergarten وہ طریقہ تعلیم کے ذریعہ سے نتیجہ غیر مستعمل کھلونوں، اوبیکس، تاشہ سے بچلے، پس تعلیم کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے۔ اڈیٹر۔

[ذیل کے مضمون میں منشی تیرتھ رام صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ قدماے روماء یونان کا طریقہ تعلیم کیا تھا۔ دنیا میں کوئی قوم یک بیک مذہب و تمدن نہیں ہوئی۔ ہر ترقی یافتہ قوم اپنے ابتدائی گانا مہا پر نظر ڈالے تو اس کے عجیب و ہنر اسے خود بخود نظر آنے لگیں گے۔

اس کلیہ سے اہل روماء یونان بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ اپنی اپنی جگہ معلوم فن و فنون خوبیوں سے خالی نہیں لیکن ان کے یہاں ابتدائی زمانہ میں ہنر کو علم پر ترجیح دیتے تھے۔ جس قدر وہ جسمانی محنتوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اس قدر دماغی محنتوں کے وہ عادی نہ تھے۔

ہنر میں بھی سنگتراشی و موسیقی سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ بچہ بچہ کو لازمی سمجھتے تھے۔ ایک صنایع کے مقابلہ میں ایک حاکم کوئی وقت نہ رکھتا تھا۔ اہل اس پارٹا کا چوری کو مہیوب نہ سمجھنا بچہ بچہ کرتے ہوئے گرفتار ہو جائے کو نہایت برا تصور کرتا حیرت انگیز نہیں ہے۔ اب بھی بعض ایسی مذہب قومیں ہیں جنکے یہاں اس عجیب کو

ہنر سمجھتے ہیں کہ ظاہر و باطن میں بد المشرقیں ہو۔ اڈیٹر]

زمانہ قدیم کے دیگر مذہب ممالک چین۔ ہندوستان اور مصر کی طرح قدیم یونان اور روم میں بھی سرکاری اسکول نہ ہو اُرتے تھے جا بجا صرف پرائیویٹ مدارس قائم تھے جن میں وہی لوگ جو ان کے مالک ہوتے ان لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ مختلف مدارس میں ان کی اہمیت کے اعتبار سے طلباء کی منشی ہو اُرتی تھی چنانچہ بعض میں صرف پانچ چھ لڑکے تعلیم پاتے تھے اور بعض میں اس کے مقابلہ میں ایک سو یا اس سے بھی زیادہ لڑکے پڑھا کرتے تھے۔ یونان کے ایک معلم موسیقی کے متعلق قصہ مشہور ہے کہ وہ اپنے ہاں تعلیم

تھا اور لڑکا ایک قسم کے تیز نوکدار قلم سے ان پر لکھا کرتا تھا اس قسم کی لکھائی کو بوقت ضرورت مٹا دیا جاسکتا تھا جب لڑکا زیادہ اچھی طرح لکھنے کے قابل ہو جاتا تو اسے قلم اور سرنگٹے کا بنا ہوا کاغذ دیا جاتا تھا۔

نوشت و خواند کے علاوہ موسیقی کی تعلیم بھی ہوا کرتی تھی جس میں گانا بجانا و دونوں باتیں داخل تھیں۔ لڑکوں کو لائبرجیا اور اسے بجاتے ہوئے گانا سکھایا جاتا تھا۔

طالب علم کی لٹریٹری تربیت کی طرف بہت کچھ توجہ مبذول کی جاتی تھی۔ اسے ہومر کی نظمیں پڑھانی جاتی تھیں اور اسکے لئے ضروری ہوتا تھا کہ ان کے طویل اقتباسات ازبر کر کے اتنا دیکھتا۔ ریاضی اور فزکس کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن بلاغت اور آئینہ کی تعلیم صرف زیادہ عمر کے طالب علموں کے لئے مخصوص تھی۔ ان سب باتوں کے ساتھ ہی جماعتی تربیت کی طرف سے بھی غفلت نہ برتی جاتی تھی۔ سرپر کو تیرنا۔ ناچنا۔ دوڑنا۔ کشتی چلانا۔ وزن اٹھانا وغیرہ کام سکھائے جاتے تھے لیکن ان چیزوں کی تعلیم ایک جدا گانہ اسکول میں ہوا کرتی تھی جسے پلیٹو لائبرجیا لکھا کرتے تھے۔

اسکول کی فیس ہر ماہ کے آخری دن کو ادا کی جاتی تھی تو بیلٹ دیوتاؤں سے مخصوص تھوڑوں کے موقع پر ایک یا زیادہ دیوتاؤں کی ہوا کرتی تھیں۔ ایسے موقعوں پر کچھ قربانیاں بھی ہوتی تھیں جن کے لئے طالب علموں کو چندہ دینا پڑتا تھا۔

کمیونہ خیالات کے لوگ ایسے موقعوں پر بچپن کے خیال سے لے Lyre ایک قسم کا ستار۔ (سہ دو یا چنگ)۔

Plaestra وہ مدرسہ جہاں کشتی بازی اور کسرت کے لئے اکھاڑا ہوا کرتے تھے۔

جب لڑکے کی عمر اس قدر ہو جاتی کہ وہ اسکول بھیجا جانے کے لائق سمجھا جاتا تو اسے ایک سن رسیدہ اور اچھے خصائل کے ملازم کی نگہانی میں رکھا جاتا تھا جسے وہ لوگ پیڈاگوگس لکھا کرتے تھے۔ یہ شخص نہ صرف لڑکے کی نگہانی کرتا بلکہ اسے اخلاق کی تعلیم بھی دیا کرتا تھا مثلاً یہ کہ روٹی یا مین ہاتھ سے اور اوکھانے والوں سے کھانے چاہیئے علی ہذا القیاس۔ دن طلوع ہونے کے ساتھ ملازم لڑکے کو ہمراہ لے کر مدرسہ کو چل دیتا تھا اور اسے بڑے شایستہ طریقہ پر چلنے کی ہدایت کرتا تھا۔ بعض حالتوں میں لڑکے کو صیام مختلف اسکولوں میں جانا پڑتا تھا جہاں وہ مختلف مضامین کی تعلیم حاصل کرتا۔ ہر حالت میں ملازم اس کے ہمراہ رہتا تھا اور جب وہ سب سے پہلے لیتا تو اسے دوپہر کے قریب واپس گھر پر لے آیا کرتا تھا۔

اس جگہ ضروری معلوم ہونا ہے کہ اس تعلیم کا ذکر کیا جائے جو عام طور پر پیتھنز کے نوجوانوں کو دی جاتی تھی۔

سب سے پہلی تعلیم نوشت و خواند کی ہوتی تھی۔ اس قسم کی ابتدائی تعلیم کو ایک ایسا کام سمجھا جاتا تھا جس میں دماغی مشق کی ضرورت نہ پڑتی ہو یہی وجہ تھی کہ یہ کام ان لوگوں کے سپرد ہوتا تھا جو زندگی کے دوسرے مشاغل میں مامام رہ چکے ہوں اور اسی سبب سے ان کو ضبط و حفات دیکھا جاتا تھا طریق تعلیم پل خورنگوار نہ ہوتا تھا اور نہ ذہن لڑکوں کے لئے کوئی خاص سامان و بچپنی ممتا کرنے کے بجائے زیادہ تر نگہری اور تسمہ سے کام لیا جاتا تھا۔

لکھنے کے لئے اس زمانہ کے یونانی نوجوانوں کے پاس لکڑی یا دھات کی تختیاں ہوا کرتی تھیں جن پر موم چڑھا ہوتا تھا Pedag. ue معلم، استاد، اہل بیت،

شہریوں کی فہرست میں داخل کر لیتے تھے۔ اس کے بعد وہ محلہ شورہ میں شامل ہو کر تمام سرکاری کاروبار میں شریکیتہ سکتا تھا اور قانونی عدالتوں میں مہر بن جیوری میں داخل ہونے کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ یونان کے بعد روم کے طریقہ تعلیم کا ذکر شروع کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مخصوص تعلیم کا بھی کسی قدر حال بیان کر دیا جائے جو اسپارٹا والوں میں نوجوانوں کو دیا جاتی تھی۔ اہل اسپارٹا میں جو تعلیم مروج تھی وہ مطلقاً علی نہ ہوتی تھی بلکہ جتنا شک اور فوجی کرتبوں کے متعلق ہو کرتی تھی۔ جو لوگ اس قسم کی تعلیم حاصل کرتے وہ حد درجہ کے سخت فوجی غبطہ نظام کے پابند ہو کرتے تھے انھیں مقررہ قواعد کی رو سے نہایت مختصر اور ادنیٰ قسم کی غذا دی جاتی تھی لیکن انھیں اجازت ہوتی تھی کہ اگر کھجور کے بونوں میں طرح طرح کے پائے خود اپنا پیٹ پالنے کی فکر کریں۔ چوری کرنا بچاے خود کوئی عیب نہ سمجھا جاتا تھا مگر چوری کرتے پکڑا جانا بہت بڑا عیب تصور ہوتا تھا۔ اس میں حد درجہ کی بدنامی ہوتی تھی اور سزا بھی سخت دی جاتی تھی۔ ایک نوعمر اسپارٹن جوان کا قصہ بیان کرتے ہیں کلاس نے ایک لومڑی کا بچہ چرایا اور اسے اپنی قمیص کے اندر چھپا لیا اپنی چوری کو چھپانے کے لئے اس نے اس لومڑی کے بچہ کو اپنی آیتیں کہنے دیں اور اُن تک نہ کی۔ آخر دم تک ثابت قدم رہ کر اسی حالت میں مر گیا۔

ان لوگوں میں جتنا شک کی کسرت نہایت سخت قسم کی تھی۔ فریقین میں سے جو کامیاب ہوتا اسے سادہ ہار بطور انعام ملا کرتے تھے اور جو مغلوب ہو جائے اسے خوب اچھی طرح سیٹا کرتے تھے۔

اس قسم کی تربیت کا ایک یہ یہ مکارا کہ گواسپارٹا کے سپاہی

اپنے لوگوں کو ان قربانی کی تقاریب میں شریک نہ ہونے دیتے تھے اور اگر عدالت وغیرہ کی وجہ سے کوئی لڑکا چند یوم کے لئے اسکول میں نہ جاتا تو ایسے لوگ اتنے دلوں کی فیس دینے کو لیا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے ایک پھول دان پر اسکول کی زندگی کی چار مختلف تصاویر دیکھنے میں آئی ہیں ان میں سے ایک میں دکھایا گیا ہے کہ استاد بیٹھا ہوا بائیسری بجا رہا ہے اور پاس ہی طالب علم چاتی پھلائے کھڑا بظاہر گارہا ہے۔ دوسرے نظارہ میں استاد لڑکے کی تختی ہاتھ میں لئے اصلاح کر رہا ہے۔ لڑکا توجہ سے کھڑا دیکھ رہا ہے اور اس کے پیچھے ملازم جس کی لمبی سیاہ ڈالڑھی اور سر پر ٹوپی ہے ایک اسٹول کے اوپر کٹڑی ٹیکے بیٹھا ہے۔ تیسری تصویر میں استاد اور شاگرد دونوں اسٹولوں پر بیٹھے ہیں لیکن آخر لڑکا لڑکے زیادہ نشیب اسٹول پر دونوں کے ہاتھ میں لاپر ہے اور موسیقی کا سین سکھایا جا رہا ہے۔ چوتھی تصویر میں لڑکے کو پھر کھڑا دکھایا گیا ہے استاد مسودہ ہاتھ میں لئے دیکھ رہا ہے اور لڑکا ہومر کی نظمیں پڑھ کر سنا رہا ہے۔ اس تصویر میں بھی ملازم کو لڑکے کے عقب میں بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے۔

ایکھنڑ میں لڑکوں کو جو تعلیم دی جاتی تھی اس کا نشانہ انھیں کسی قسم کی دستکاری سکھانے یا روزی کمانے کے قابل بنانے کا ہرگز نہ ہوتا تھا۔ وہ لوگ تو صرف یہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے تہذیب و تربیت حاصل کر کے اچھے شہری بن سکیں۔

جب لڑکا ۱۴ سال سے زائد عمر کا ہو جاتا تو اسے ایفی ٹیس کہا جاتا تھا اور اس کا زمانہ تعلیم ختم سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد دو سال تک اسے جو تربیت دی جاتی وہ بالکل مختلف قسم کی ہوتی تھی ۱۸ سال کی عمر میں اسے بلن سمجھا جاتا تھا اور اس کا نام Ephebos سولہ سے بیس سال کے نوجوانوں کو ایفی بن کہتے تھے۔

جسے جرار مضبوط اور مستقل مزاج ہوتے تھے تاہم ان میں اچھے جرنیل بہت ہی کم دیکھے جاتے تھے۔

اب ہم روم کے طریق تعلیم کا ذکر کرتے ہیں۔ اس بارہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ روماء والوں نے اپنے تعلیمی طریقے یونان ہی سے سیکھ کر اہل یورپ کو سکھائے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ زمانہ موجودہ میں مغرب کے مذہب ممالک میں جو طریق تعلیم رواج ہے وہ زیادہ تر انہی طریقوں کا نتیجہ ہے جو ایک وقت میں یونان اور اس کے بعد روم میں رائج رہ چکے ہیں۔ روم میں بھی طلبہ کے پاس یونانی طلبہ کی طرح کاسمان ہو کر تاتھا یعنی ایک موصی تختی ایک تیز نوکدار قلم اور کتابوں کے سجاوے رومی شعرا کی نظمیں کے مسودات۔ شہر روم میں طلبہ کے ہمراہ یونانی طریق پر ملازم بھی موجود رہا کرتے تھے اور انھیں پڑھنا سکھاتے تھے لیکن معضلات میں مثلاً وینوسیا یا اسی قسم کے دیگر علاقوں کے اندر طالب علم اپنا سامان نوشت و خواند ایک بستہ میں لپیٹ کر خود ہی اسکول تک لے جاتے تھے۔

بسا اوقات معلم کوئی ”بھکاری یونانی“ ہو کر آتا تھا جو یا تو اس وقت غلامی کی حالت میں ہوتا یا اس سے پہلے رہ چکا ہوتا تھا۔ قدرتی طور پر نوجوان رومیوں کو جو اپنے آپ کو شاہ بہشت تعلیم سمجھتے تھے ایسے استادوں کی عزت کا بہت ہی کم خیال ہوا کرتا تھا ایسی حالتوں میں جو کیفیت دیکھنے میں آیا کرتی اس کا ایک نہایت افسوسناک نقشہ پلائس نے کھینچا ہے۔ اس طریقہ شاعر نے لکھا ہے :-

”قدیم نیک ایام میں طالب علم استاد کی اطاعت اس وقت نہ کیا کرتے تھے جب تک کہ لوگوں کی اسے حاصل کر کے وہ کوئی عمدہ ماحصل

نہ کر لیں۔ گراہ ایک سائے سال کے چھو کرے کی بھی کیفیت ہے کہ گراس کا استاد اس پر انگلی مچا رکھے تو وہ کھنکھائی ٹخنوں کی ٹھاکا کرے اس کا سر پھوٹنے کو تادہ ہوتا ہے۔ استاد غریب شاگرد کے باپ کے پاس شکایت لیکر پہنچے تو وہ اٹسا اپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر یہ کہتا رہا ہے ”میرے اچھے لڑکے تم اس وقت تک میرے بھائی فرزند موجبہ تم اپنی محافظت بخوبی کر سکتے ہو“ اس کے بعد استاد کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے ”بڑے میاں میں نے تمہیں معاف کے برابر فریت میں حاصل کیا تھا۔ دیکھو میرے بچہ کو ہاتھ نہ لگانا بھلا خیال کی بات ہے کہ جو استاد خود مار کھائے وہ بچہ پر اپنی حکومت کیسے قائم رکھ سکتا ہے؟ وہ تو اس چراغ کی طرح ہے جس کی جلی ختم ہو چکی ہو۔“

اگر طریقہ تحریر کے استاد جو قیل کا قول درست مانا جائے تو رومیوں میں مدرس کا وقت بہت ہی جلد علی الصبح شروع ہو جاتا تھا یہاں تک کہ طلبہ کو ہاتھ میں چراغ لیکر آنا پڑتا تھا اور ان چراغوں کے دھوئیں سے ان کے مورس یا درجل کا مسودہ نظم سیاہ ہو جاتا تھا۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان شاعروں کو گزرے ایک سو سال بھی نہ گزرے تھے جب ان کی نظمیں اسکول کے کورس میں داخل ہو گئیں۔

ایک استاد جو تعلیم کا کام بہت سویرے شروع کر دیا کرتا تھا اسے مخاطب کر کے قیل کے الفاظ کہے گئے ہیں :-

”اے شریر استاد تو مجھے کیا لکنا چاہتا ہے؟ اے بڑے جوان لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو تجھ سے نفرت ہے مرغ نے ابھی ہر خاموشی کو نہیں توڑا کہ تیری بلند آواز اور چابک لگنے کی آہٹ سناؤ دینے لگی ہے۔ تو تناضل مچاتا ہے جتنا شور کہ ایک قانون وال کلب برنجی گھوڑے پر گھاتنے کے عمل میں پیدا ہوتا ہے عظیم یعنی ٹیٹر

یونانیوں اور رومیوں کا قدیم طریقہ تعلیم

اوقات کیوں مقرر تھے؟ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ رومی گوشت و جمالت کی تہذیبیت و انہی پر برتر و افضل مانتے تھے پس جس وقت ان کے بڑے بوطے میں ان کیسے مارٹی اس میں دوڑتے، گشتی لاتے یا تیرا کرتے تھے تو وہ اپنے بیٹوں یا چھوٹے بھائیوں کی جمالی تہذیبیت کی بھی بخوبی نگاہیں کر سکتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ عالم اس قدر اہم تھا کہ اُسے ”بھکاری یونیورسٹی“ کے سپرد نہ کیا جا سکتا تھا خاتمہ پر ہمیں صرف اس زمانہ کی سڑاؤں، نفیس اور تعطیلات کا ذکر کرنا ہے۔

شہرہ کو قہیم میں جو کہ ویسوی اس کے دامن میں لٹک فٹانی کی وجہ سے دفن ہو گیا تھا ایک تصویر اس قسم کی دیکھی گئی ہے جس سے ویسوی اسکولوں کی اندرونی حالت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایک حصہ میں تین لڑکیاں ایک قطار میں بیٹھ پڑھتی ہیں یا کو رہی ہیں اور اُستاد ان کی نگرانی میں اوپر اوپر دیکھتا دیکھتا ہے دوسرے حصے میں استاد بازو اوپر کی طرف اٹھائے ہوئے ہے اس کے ہاتھ میں تہرہ اسم کا چابک ہے اور یہ چابک ایک قریب قریب ننگے رٹ کے پرانے چاہتا ہے جسے ایک اور رٹ کے کی پٹھیر پر ٹھکایا گیا ہے اول الذکر کے ہاتھ ایک تیسرے رٹ کے نے مضبوط پکڑ رکھے ہیں اور ایک اور رٹ کا اس کی ہانگوں کو قبالہ کئے ہوئے ہے تاکہ وہ رٹ کا جو اس کے نیچے ہے اسے خوب اچھی طرح ٹھوکریں لگا سکے۔

عام طور پر اسکولوں میں ریاضی - اور مختصر نویسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ریاضی میں جمع کا طریقہ قدیم سنسکرت کے جمع کے طریق سے ملتا جلتا تھا اور تفریق - ضرب تقسیم کنکھنوں کی مدد سے سکھائی جاتی تھی۔ تطبیعین زیادہ تر مارچ اور

Campus Martius درمیان جو ورزش کے لیے مخصوص کرتے تھے۔

Calculi کنکھوں کا کرتے تھے۔

میں جب عالم خلقت کسی مشہور اور معروف شخصیت کو مہربانستی ہے تو اس وقت بھی اتنا شور پیدا نہیں ہوتا جتنا تیرے بولنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم جو تیرے جہان سے ہیں اس بات کے خوشی مند نہیں کہ تو ہمیں رات بھر من کے ساتھ ہرام کرنے پر غمزدگی بھڑکی دیر کے بعد جاگتے پر مجبور ہونا ایک بے حقیقت بات ہے مگر رات بھر جاگتے رہنے پر مجبور ہونا بے حقیقت بات نہیں۔ اسے کہو کیا اپنی خاموشی کے لئے اتنی فیس لینا منظور کرے گا یعنی تو اس غل و شور کے لئے لیتا ہے ؟

اس شاعر نے اپنے چند کابل دوستوں کو بدیں الفاظ مخاطب کیا ہے:-

”اے کاہلو! اٹھ؛ دیکھو نا نیا بیڑا کلوں کے ہاتھ صبح کی حاضری فروخت کر رہا ہے اور ہر جگہ صبح خیز پرندے چچا رہے ہیں۔“

ان فقرات سے ہم نتیجہ بھی اخذ کر سکتے ہیں کہ طالب علموں کو صبح کے وقت تھوڑے عرصہ کے لئے کھانا کھانے کی کھینچی ملا کر دینی چاہیے۔ اس وقت کا کھانا بالکل معمولی اور مختصر ہو کر اترتا تھا اور اسے وہ لوگ جتنا کیلوری کم کرتے تھے۔

لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسکول کا وقت اگر ایسی جلد ہی شروع ہوتا تھا تو دوپہر سے پہلے پہلے ختم بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس کے متعلق مختلف سندھات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن یہاں صرف ایک ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اعمال حواری میں ایک جگہ آیا ہے کہ پال نے ٹیریزیل نامی ایک شخص کے اسکول کو دیکھ لیا۔ اچھے نمک استعمال کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس عمارت میں اسکول کا کام اچھے سے پہلے پہلے ختم ہو جایا کرتا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں تعلیم کے لئے عجیب وغریب

دوسرے میں خاص خاص مذہبی اور قومی تنواروں کے موقع پر ہوا کرتی تھیں۔

اسکول کی فیس وسط ماہ میں ادا کر دی جاتی تھی۔ اوسطاً وہ میں اس کی مقدار چھ آنا ہوا۔ اسے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ خاص روماء کے اندر نسبتاً فیس کی مقدار زیادہ ہوا کرتی تھی تاہم حقیقت یہ ہے کہ پلینٹس ایسے ادیب کو بھی نہایت ہی قلیل فیس مجبوراً منظور کرنی پڑتی تھی اور اس میں سے بھی ملازم جو لڑکوں کے ہمراہ آتا اپنا حصہ طلب کرتا تو دنیا پڑتا تھا۔

Palæmon لے

اس زمانہ کے استادوں اور شاگردوں کے درمیان دوستی کی بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ پیرسی اس ایسے بہت ہی کم نوجوان نظر آئیں گے جو حقیقت میں اپنے استادوں سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔

سطور بالا میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم روماء اور یونان کا طریق تعلیم بالکل ابتدائی حالت میں تھا۔ جن جنوں زمانہ ترقی کرتا گیا طریق تعلیم میں بھی اصلاحات عمل میں آتی گئیں حتیٰ کہ آج کل کے اور اس زمانہ کے طریقوں میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔

تیرتھ رام



ادیب جون سنه ۱۹۱۳ع



نواب آصف الدوله بهادر شاه اودهه

اسلافِ شاہانِ اودھ

دُنیا خلق ہوئی، اور دُنیا میں انسان پیدا ہوئے اور قدرت نے اُن کو اشرف المخلوقات کے خلعت سے سرفراز فرمایا، اُسی وقت سے ہر ملک و ملت اور ہر قوم و قبیلہ میں شرافتِ خاندانی کو کبھی و ممتاز درجہ عطا ہوا جس کا کوئی دوسرا ہمسرہ نظر نہیں آتا۔

جائنا تک دیکھا جاتا ہے عالی نشی وہ دولت ہے جس کو کبھی زوال نہیں یہی وجہ ہے کہ بُری بڑی سلطنتیں تباہ و برباد ہوئیں ملک ویران ہو گئے، ہزاروں خزانے خالی نظر آنے لگے، لیکن شرافتِ خاندانی پر آج تک نہیں آنے پائی۔ اور کیوں نہ ہو، ”عزت وہ خزانہ ہے جو خالی نہیں ہوتا“

اگر یہ واقعات و انقلابات زمانہ چشمِ بصیرت سے دیکھے جائیں تو بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ خلاقِ عالم نے جس قوم و قبیلہ کو جو عزت و مرحمت فرمائی ہے بشر کی مجال نہیں کہ اُس کو چھین سکے۔ مگر ساتھ ہی اس کے جس طرح شرافت، حسب و نسب، دولت و لازول ہے اُسی طرح دُنیا میں اس کے دشمن بھی ہزاروں ملکہ لاکھوں ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو فطرۃً دوسروں کی عزت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس کے چھپانے اور مٹانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے۔

چنانچہ خاندانِ شاہانِ اودھ کی بدیہی مثال موجود ہے، جو ابھی نصف صدی پیشتر سربراہِ اس سلطنت اودھ تھا، جس کی داد و دہش کی وجہ سے لکھنؤ کی ہر رنگی اور کوچہ میں گویا کچن پرستا تھا۔ دن عید رات شب برات تھی۔ مگر آج جب ہم اس گندہ شہرِ شان و شوکت کا خیال کرتے ہیں تو ہمیں سلطنتِ اودھ ایک خواب

[جس طرح حسن ایک دولتِ عظمیٰ ہے اُسی طرح شرافت و نجابت بھی نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اور یہ دونوں عظمتِ آہی ہیں انسان اپنے کئے ان خصوصیات کو نہیں پاسکتا۔ مگر اور ماہر فن جانتے ہیں کہ سچے موتی کی غذا حسین کی خوبصورتی ہے۔ اُسی موتی کو کسی بد شکل کے گٹھے میں ڈال دو تو بے آب ہو جاتا ہے کسی عالی نسب کے سارے ظاہری و عارضی لوازمات جاتے رہیں لیکن اس کی اصلیت نہیں بدل سکتی۔ کیا ارجحاً جانے سے آفتاب کی اصلیت جاتی رہتی ہے؟ یا خلاب میں پڑ جانے سے ہیرا ہیرا نہیں رہتا؟ ہم لوگوں میں ایک سخت عیب یہ ہے کہ بغیر تحقیق کسی کی نسبت قطعی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ پُر آشوب میں بھی یہاں ایسے خاندان اب تک موجود ہیں جو عالی نشی میں عدمِ المثال ہیں شاہانِ اودھ کا کیا کہنا ہے وہ اپنی عالی نشی پر جس قدر فخر کرتے بجا تھا۔ مستند تاریخیں شاہد ہیں ان کے اسلاف کی برگزیدگی مسلم الثبوت ہے۔ ان کے خاندان کے ساتھ زمانہ نے جو سلوک کیا وہ تقاضائے وقت تھا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مستند شہاد توں سے چشم پوشی کر کے ان کی عزت و شرافتِ مٹی خاک میں ملا دی جائے مضمون ذیل میں نواب میرزا قمر علی حسین علی صاحب ’ام آراء‘ اس نے غایتِ تحقیق و تدقیق کے ساتھ شاہانِ اودھ کی عالی نشی کو بہنو ان حسن دکھایا ہے۔ ہم نہایت مشکور ہیں کہ مدوح نے بڑی کامیابی سے اصلی واقعات کو ظاہر کر دیا ہے جن کے لئے مرصوف ہر طرح مستحقِ داد ہیں۔ اڈیٹر] تواریخِ عالم کی سیر کرنے سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ جب سے

اپنے منازل و دیروچ کو طے کرتا ہوا اٹھارھویں صدی عیسوی کے وسط میں سرزمین اودھ پر غر و ب ہوا۔

قبل اس کے کہ اس خاندان کے حسب و نسب سے بحث کی جاوے یہ امر ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ سلاطین اودھ قوم کے متعلقات تھے بلکہ ان کی قوم ترک قبیلہ قراقرم یا قراقرم کی تھی۔ قوم منسل اور قوم ترک میں فرق کیا ہے اس کے سمجھنے کے واسطے یہ واقعات کہ تقسیم اقوام کہاں سے شروع ہوئی قابل لحاظ ہیں۔

ملک تاتار جس کو زمانہ قدیم میں سفدیا (سیدیا) کہتے تھے جو بحر الکاہل سے بحیرہ خزر (جھیل کمپین) تک چین ہندوستان اور ایران کے شمال میں پھیلا ہوا ہے اس میں بہت سی خانہ بدوی قبیلے آباد تھیں اور وہ قومیں ان چار بڑے طبقوں پر منقسم ہوئی جن سے یہ مجاہد اقوامی سلسلے قائم ہوئے۔

(۱) تنگس یا تانچو وہ ہیں جو مشرقی حصہ یعنی پانچویر میں آباد تھے اور تانچو نے چین فتح کر کے دوبارہ سترھویں صدی عیسوی سے اپنی سلطنت قائم کی۔

(۲) تنگت یا تبتی وہ قوم ہے جو ہندوستان کے شمال کی جانب تبت میں رہتی تھی اور جس نے ساتویں صدی عیسوی میں مذہب بودھ اختیار کیا۔

(۳) منغل وہ ہیں جو پانچویر یا سے مغرب کی طرف منغلستان (منگولیا) میں رہتے تھے جو بڑے جنگجو تھے۔

(۴) ترک وہ لوگ ہیں جو منگولیا کی مغرب سے بحیرہ خزر اور کوہ یورال تک آباد تھے جنھوں نے خراسان اور اندھیشام و روم و مصر وغیرہ پر حکومت کی۔ چنانچہ خلجوق۔ اتابک قراقرم۔ خوارزم شاہی بادشاہ اور ان کی تمام شاخیں اور ہندوستان کے وہ تمام مسلمان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم لودھی تک

معلوم ہوتا ہے جسے پورے طور پر دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ انھوں نے کھل گئی یا ایک خیال تھا جو دماغ میں آیا اور کل گیا۔ گواہ بھی اکثر باقیات الصالحات ایسے موجود ہیں جو اپنی آنکھوں سے عروج و زوال سلطنت کا تماشا دیکھ چکے ہیں اور جب ان سے ذکر آتا ہے تو وہ ایک آہ سرد بھر کر گزشتہ شان و عظمت سلطنت کا مرتبہ پڑھ کر خود بھی رو دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی رو دیتے ہیں۔

افسوس ۱۷۵۷ء خاندان اودھ کے واسطے کیا سنہوس سال تھا جس نے تاج و تخت سب کو اس طرح خاک میں ملایا کہ اس نصف صدی کے اندر ہی اندر اس کا نام و نشان مٹتا جاتا ہے اور اگر یہ سب و نہار رہے تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد زمانہ یہ بھی نہ جانے گا کہ اودھ کا تاجدار کس قوم و قبیلہ سے تھا اور آیا اب بھی کوئی اس خاندان کا نام لیوا باقی ہے یا نہیں چنانچہ انقلاب زمانہ نے مورخین کے سرخ کو بھی ایسا پلٹا کہ اب وہ باہم تحقیق و تنقید یہ تحریر فرماتے لگے کہ خاندان اودھ کا مورث اعلیٰ شہر نشین اور کالیکاموئی تاجر تھا جس کو جو کچھ عزت حاصل ہوئی وہ درباری کی بدولت تھی تعجب خیز تو یہ امر ہے کہ مؤلف لکھنؤ ڈسٹرکٹ گزیٹیر جنھوں نے سرکاری حیثیت سے کتاب کو ترتیب دیا ہے وہ بھی اسی غلطی میں مبتلا ہوئے ہیں۔ لہذا میں اس مختصر مضمون میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ مورث اعلیٰ جس نے عنوان سلطنت اودھ اپنے ہاتھ میں لی وہ میشاپور کا تاجر تھا بلکہ وہ ایشیائی خاندان سے تھا جس کے مورث مملکت تبریز میں بحیثیت بادشاہ امیر تیمور و بادشاہان صفوی کے ہم عصر تھے چنانچہ تیرھویں صدی عیسوی کے آخر حصہ میں خاندان اودھ کا یہ اقبال مملکت تبریز و آذربائیجان وغیرہ سے طلوع ہو کر ۱۷۷۷ء برس کے عرصہ میں

ہند پر حکمران رہے اور وہ خاندان جس نے اودھ میں سلطنت کی
ترکوں ہی کی فہرست میں داخل ہیں

کتب تواریخ شاہد ہیں کہ سلاطین اودھ نے صرف اودھ ہی
میں سلطنت نہیں کی بلکہ ان کے آیا واجدا نے آذربائیجان و تبریز
میں مدتہائے مدید تک کوس لمن الملوکی سجایا اور ایسی بادشاہت
کی جس کا نام آج تک تاریخ کے صفحات پر نہایت جلی حروف میں لکھا
ہوا نظر آ رہا ہے۔

یہ خاندان ابتدا ہی سے دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں
سے بادشاہت کا پہلو لئے ہوئے رہا۔ دینی بادشاہت تو اس
ذریعہ سے حاصل ہوئی کہ ناخیاں اس کا خاندان رسالت ہے
اور دنیوی سلطنت اس سلسلہ سے حاصل ہوئی کہ داو حیاں
شاہان تبریز سے ہے۔

چونکہ اس خاندان کی ناخیاں اور داو حیاں دونوں شاخیں
قابل ذکر ہیں بدین وجہ میں اس مضمون کو دو حصوں پر تقسیم کر کے
حصہ اول میں ناخیاں اور حصہ دوم میں داو حیاں کا ذکر کروں گا۔

حصہ اول

شیخس الدین محمد شہید حضرت امام مہتمم مہدی کاظم علیہ السلام
کے صاحبزادے حضرت زید کی اولاد سے بہت بڑے عالم اہل القدر
تھے اور نجف اشرف ان کا اصل مسکن تھا۔

پندرہویں صدی عیسوی میں شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ ایران
نے ان کے علم و فضل کا شہرہ سنا کہ نجف اشرف سے ان کو طلب
کر کے شہر نیشاپور کا مہجوس زمانہ میں ممتاز شہروں میں سے تھا
قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ اور بہت سے ممالک اور جاگیر عطا کی۔

شیخس الدین کے کئی بیٹے تھے جن میں ان کے بڑے بیٹے کا
نام سید محمد جعفر تھا۔ سید محمد جعفر کو خدا نے دو فرزند عطا کئے

تھے جن میں سے ایک کا نام سید محمد امین اور دوسرے کا نام
سید محمد تھا۔ یہ دونوں بھی صاحب اولاد تھے چنانچہ سید محمد امین
کے صاحبزادے کا نام سید محمد یوسف اور سید محمد کے فرزند کا نام
سید محمد نصیر تھا۔ سولہویں صدی کے آخر حصہ میں یہ دونوں چچا زاد
بھائی شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کی ملازمت میں تھے۔

شاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ ان کے ہمراہ سفر اور شکار میں
ارکان و امرائے دولت سواری شاہ کے آگے چلتے تھے
اور سارا لشکر پیچھے رہتا تھا۔ مگر کوئی شخص جو ہم تہ شاہ نہ ہو وہ
سواری شاہ کے آگے چلنے کا مجاز نہ تھا اسی وجہ سے بوجہ
شرافت خاندانی یہ شرف سادات کے واسطے مخصوص
کر دیا گیا تھا۔ اتفاقاً ایک روز سواری شاہ جاری تھی جس وقت
ایک جنگل کی طرف سے گذر ہوا ایک شیر نے جنگل سے نکل کر شاہ
پر حملہ کر کے گھوڑے پر سے گرادیا۔

سید محمد یوسف نے جنہیں یہ واقعہ دیکھا گھوڑا دوڑا کر قریب
پہنچے اور فوراً گھوڑے سے کود کر اس شیر کو اپنی پیش قدمی سے
مار ڈالا۔ چونکہ بادشاہ زہر آہنی پہنے تھا صدمہ سے محفوظ رہا۔

بادشاہ نے ایسے کارناموں کے صلہ میں چاہا کہ انہیں اپنا وزیر اعظم
مقرر کریں مگر سید محمد یوسف نے غدر کیا اور عرض کیا کہ میں سید ہوں
مجھ سے سیاست نہ ہو سکتی اور بے اس کے انتظام مملکت

غیر ممکن ہے میں ممان فرمایا جاؤں اور بجائے اس کے میر
محمد نصیر میرا چچا زاد بھائی جو ابھی ناکندہ ہے اس کی شادی
رضاقلی بیگ وزیر اعظم کی بیٹی سے کر دی جائے بادشاہ نے
منظور کیا اور وزیر اعظم سے یوں خطاب فرمایا ”یہ محمد نصیر میرا بیٹا ہے

لے اس زمانہ میں امیر اور مرا سے سلطنت کی شادی بلا نظوری و اجازت بادشاہ
منوع تھی اور یہی اصول سلطنت دہلی اور سلطنت اودھ میں بھی جاری تھا۔

میں لیا۔ ایک دن میر محمد امین کی بی بی نے ان کو بیکاری اور غلطی کا طعنہ دیا اور اس کے صاحبِ غیرت ٹخنے وطن کو تیر باد کمر روائہ ہندوستان ہوئے۔ یہاں وہ زمانہ فرخ سیر بادشاہ دہلی کا تھا داخلِ مرہ اترے سلطنت ہوئے اور تندرست بن کر تھے کہ تھے سلطانہ ہجری میں وزارتِ صوبہ اودھ کی خلعت سے سرفراز ہو کر نوابتِ خاں برہان الملک خطاب پایا۔

نواب سعادت خان برہان الملک کی بڑی بی بی جو شاہزادہ جعفر خاں بیگ کو منسوب تھیں ان کے دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام میرزا محسن اور چھوٹے کا نام میرزا محمد مقیم تھا۔ جبکہ میرزا محسن کی عمر پندرہ برس اور میرزا محمد مقیم کی عمر ۶ ماہ کی تھی ان کی ماں نے انتقال کیا۔ میرزا محمد مقیم کو انکی خالہ نے جو میر محمد شاہ میر سے منسوب تھیں اپنا دودھ پلا کر پالا اور یہ دونوں بھائی اپنی خالہ کے گھر میں پروان چڑھے۔ نواب سعادت خاں کی پانچ بیٹیاں ہندوستان میں میٹیں منجھلان کے جب بڑی بیٹی صدر جہاں بیگم کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو نواب وزیر اودھ نے اپنی بہن اور بھانجہ کو نیشاپور سے طلب کر کے میرزا محمد مقیم کی شادی اپنی بیٹی صدر جہاں بیگم کے ساتھ کر دی جو نواب وزیر اودھ کی نیابت میں ملک کا کام کرنے لگے۔

سلطانہ ہجری میں جب نواب سعادت خاں نے انتقال کیا تو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے مرحوم نواب وزیر اودھ کے بیٹے خورشید سال کو عہدہ جلیلہ وزارت پر سرفراز فرمایا اور ولایت و نیابت اس سیراسن چھ کی میرزا محمد مقیم کے تفویض کی کچھ عرصہ کے بعد یہ صاحبزادہ بجا رضیہ چاک انتقال کر گیا۔ چونکہ نواب سعادت خاں کی کوئی اولاد مرہیت باقی نہ تھی اس وجہ سے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے میرزا محمد مقیم کو جو نواب وزیر کے بھائی کے اور داماد تھے اس ہجری

میں نے تیری بیٹی سے اس کو کنہہ کیا تاکہ میرے اور تیرے سلسلہ قرابت قائم ہو۔ وزیر نے جو قوم کا قریبِ باش تھا اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ اگر بیٹی ہو تو میری قوم کے ساتھ منسوب ہو اور یہ حکم ہمیشہ جاری رہے۔ بادشاہ نے اس شرط کو منظور فرمایا اور پیشادہی شاہانِ مزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ بادشاہ نے سید محمد یوسف کو نیشاپور میں بہت بڑی جاگیر اور املاک عطا فرمائی۔

میر محمد نصیر کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں جن میں سے بڑا بیٹے کا نام میر محمد باقر اور چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا جب یہ اولاد جوان ہوئی تو بی بی نے ایسے وعدہ چاہا اور یہ فرمائش کی کہ محمد قلی خاں بیگ جو میری ماں کا بھتیجہ نسل بادشاہانِ ترک قراقونیلو سلطان قرا یوسف و شاہ بدراغ بادشاہ تبریز کا پوتہ تھا، اس کے بیٹے جعفر بیگ خاں کے ساتھ میری دختر کی شادی کی جاوے۔ میر محمد نصیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ محمد قلی خاں بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کرے چنانچہ باہم شرطِ لازمہ منظور ہونے کے بعد یہ دونوں شادیاں منعقد ہوئیں اور جعفر خاں بیگ کے صلب اور میر محمد نصیر کی بیٹی کے بطن سے میرزا محمد مقیم جن کو بعد کو خطاب صدر جنگ نواب وزیر اودھ ہوا پیدا ہوئے اور انھیں سے سلسلہ نیادت و نزکان قراقونیلو باہم ملکہ گویا قرآن السعدین ہوا جنھوں نے اودھ میں سنگ بنیاد قراقونیلو نصب کیا۔

میر محمد نصیر کے جو ایک لڑکا اور ایک لڑکی ناکتھنہ باقی رہی اس کی ضرورت ہوئی کہ لڑکی کی شادی تو میر محمد یوسف کے بیٹے میر محمد شاہ میر کے ساتھ ہوئی اور میر محمد یوسف کی بیٹی سے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کا بیاہ کیا چونکہ میر محمد یوسف بڑے معمول تھے اس وجہ سے انھوں نے میر محمد امین کو اپنی شاندار

خواجہ بیرم مورث اعلیٰ شہید (حاکمِ موصول و شجاع)

قراویہ شاہ شہید (آذربائجان و آرمینیا)

قراویہ شہید (تبریز و آذربائجان) / امیر یار علی شہید (ہرات)

پیر علی شاہ شہید (عراق) / اسکندر شاہ شہید (تبریز و غیرہ) / جلال شاہ شہید (تبریز و غیرہ)

حسن علی شاہ شہید (تبریز و غنیمہ)

شاہ ناصر میرزا شہید (تبریز و غنیمہ)

شاہ منصور میرزا شہید (تبریز)

شاہزادہ محمد علی خاں بیگ (والی نیشاپور)

شاہزادہ محمد بیگ خاں (والی نیشاپور)

شاہزادہ محمد بیگ علی خاں (نیشاپور)

شاہزادہ جعفر بیگ خاں ثانی (والی نیشاپور)

میرزا محمد تقی محمد جنگ سلاور (زبانِ زیر اودھ شہید)

نواب شجاع الدولہ بہادر (نواب وزیر اودھ شہید)

آصف الدولہ بہادر شہید (نواب زیر اودھ) / سعادت علی خاں شہید (نواب زیر اودھ)

غازی الدین میرزا شہید (والی شہاد اودھ) / محمد علی شاہ شہید (بادشاہ سویم اودھ)

غازی الدین میرزا شہید (دوم شاہ اودھ شہید) / محمد علی شاہ شہید (چام شاہ اودھ)

داود علی شاہ شہید (آخر شاہ اودھ)

۱۸۵۷ء میں امیر تیمور نے حملہ کر دیا مگر قراویہ شہید سے سلطنت

چھین لی مگر قراویہ شہید نے اطاعت قبول نہ کی اور مصرطے لگے۔

۱۸۵۷ء میں تیمور کی وفات کے بعد قراویہ شہید نے اپنی سلطنت

پر حملہ کر کے پھر اسے واپس لے لیا۔ اور اسی سال عربی اور ترکی فوجیں

مہج کر کے علاءِ اقرب و جوار کے حکاک اور مصر کی سرحد سے دریائے فرات

تک کے علاقہ کو فتح کر لیا۔ تیمور کے انتقال کے بعد مرزا ابوبکر بن میران شاہ

اور ان کے بھائیوں میں باہم جنگ و جدل شروع ہوئی تو قراویہ شہید

اور سلطان احمد جلالت نے مل کر بدوستان میں بھی اپنی حکومت قائم کر لی

میں طلعت و زارت اودھ عطا فرما کر نواب صفیر جنگ بہادر کے
خطاب سے لقب کیا۔ اور اسی زمانہ سے قراویہ شہید تبریزی کی
اولاد کی حکومت صورتہ اودھ میں قائم ہوئی۔

خاندانِ سلاطین اودھ کے ناخیاالی سلسلہ کو ختم کرنے کے بعد
اب میں داوہیالی حسب و نسب کو بالاجمال حصہ دوم میں بیان
کرتا ہوں جو خالی از دوپٹی نہیں ہے۔

حصہ دوم

تیسرے ویں صدی کے آخری ریل حصہ میں ترکمانوں کی ایک
قوم چل وان کے جنوب میں آباد ہوئی جو ترکمان کے چھٹوں
اور پھر سیروں پر سیاہ بھیڑ کی تصویریں ہوتی تھیں اس لئے یہ
سیاہ بھیڑ والے ترکمانوں کے نام سے مشہور ہوئے اور باغدا
حکومت اس خاندان کے مورث اعلیٰ ہونے کا شرف خواجہ بیرم
کو حاصل ہوا جس کی پوری وضاحت شجرہ مندرجہ ذیل سے ہوگی۔
۱۸۵۷ء میں سلطان اوئس ایلیکانی نے خواجہ بیرم کو موصول
و شجاع کا حاکم مقرر کیا۔

۱۸۵۷ء میں قرا محمد بن خواجہ بیرم نے جمیل وان کے جنوب
میں اپنی سلطنت قائم کی اور سلطان حسین جلال سے دوستی
پیدا کر کے آذربائجان اور آرمینیا پر قبضہ کیا اور دس برس تک
بادشاہت کی۔ اسی زمانہ میں اس کی بیٹی سلطان احمد ایلیکانی
بن سلطان اوئس بادشاہ ایران کو منسوب ہوئی۔ قرا محمد کے بیٹے
تھے ایک کا نام امیر یار علی اور دوسرے کا نام قراویہ شہید تھا۔

۱۸۵۷ء میں قراویہ شہید اپنے والد ماجد قرا محمد شاہ کے
پشتین ہو کر آذربائجان اور آرمینیا پر سلطنت کرنے لگے۔

۱۸۵۷ء میں قراویہ شہید کا جلد ۳۹ (تالیخ ایران) محمد ثانی نے شہرِ مرند
ایٹلی لین پول مختصر تاریخ اسلام۔

تخت سلطنت پر ٹھکن ہوئے مگر شاہ رخ بن تیمور نے انھیں شکست دیکر ان کی وسیع سلطنت پر قبضہ کر لیا اور تبریز کی حکومت اپنے بیٹے بائسقر کو مرحمت کی۔

۱۵۱۵ء میں امیر یار علی بن قرا محمد شاہ نے شہر ہرات کو فتح کر کے سلطنت شروع کی۔ مگر چونکہ یہ امیر افسران فوج مرزا بابر تیموری کو مذمت شاق گذارتھا انھوں نے موقع پا کر کابدر شاہی سے سازش کر کے طعام شاہی میں زہر ملوایا جس کے کھانے سے امیر یار علی ۱۵۱۵ء میں شہید ہوئے۔

۱۵۱۵ء میں قرا اسکندر شاہ نے شاہ رخ بن تیمور پر چڑھائی کی مگر شکست نصیب ہوئی مگر اسکندر شاہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئے اور شاہ رخ کے واپس جانے کے بعد تبریز اور آذربائیجان پر پھر قبضہ کر لیا۔ آخر شاہ رخ نے دوبارہ حملہ کر کے اسکندر کو قتل کر ڈالا اور ۱۵۱۵ء میں جہان شاہ برادر اسکندر کو تبریز میں تخت نشین کر دیا۔ اسی سال امیر جہان شاہ نے عراق پر چڑھائی کی بابر ان کے مقابلہ کو گیا مگر چونکہ خراسان میں علاء الدولہ نے قید سے نکل کر سادہ برپا کیا تھا، بابر ترکوں کی محکم کو چھوڑ کر خراسان آیا علاء الدولہ بھاگ کر امیر جہان شاہ کے پاس چلا گیا اور ترکوں نے کل عراق و عراق عرب و فارس و کرمان تاناکر عثمان و شام تک قبضہ کر لیا۔ لیکن ۱۵۱۵ء میں امیر حسن بیگ والی دیار بکر پر جب چڑھائی کی تو اُس نے بہ دغا زہر دے کر شہید کیا۔

۱۵۱۵ء میں حسن علی شاہ اپنے باپ جہان شاہ کے جانشین بنے ہوئے جن کے عہد میں عزیت نہایت آسودہ حال رہی اور ملک کو بڑی ترقی ہوئی۔

۱۵۱۶ء میں اس خاندان کے رقیب گروہ سفید بھڑ والے (آق قویون لی) کے سردار اودون حسن۔ حسن علی شاہ کو شکست دیکر

اور قرا یوسف نے تبریز کو بھی اپنے زیر نگین کر کے اُس کو دار السلطنت قرار دیا البو بکر اپنے ہمراہ اپنے والد میراں شاہ بن تیمور کو لے کر مقابلہ کے واسطے آیا مگر سترہمہ میں میراں شاہ مارا گیا اور البو بکر سلطان اویس ایک کافی کے پاس بھاگ گیا مگر اویس نے اُسے قتل کر ڈالا۔

۱۵۱۶ء میں قرا یوسف شاہ نے اپنے بیٹے پیر براغ کو عراق میں تخت نشین کیا جن کی نسبت کل موزین کا اتفاق ہے کہ یہ بادشاہ نیک، خلیق، بامروت، علم دوست اور شاعر بھی تھا چنانچہ یہ سچ خود بادشاہ کا نتیجہ فکر ہے۔

نامم براغ و بسندہ باداغ حبیدرم
ہر جانشین دست در ہم عالم سلام ماست
۱۵۱۶ء میں سلطان احمد جلایر ایک کافی کو قرا یوسف کی ملک گیری پر حسد پیدا ہوا اور اس نے بغداد سے قرا یوسف پر حملہ کیا جس میں وہ شکست کھا کر مارا گیا جس نے خاندان جلایر ایک کافی کا خاتمہ کر دیا۔ قرا یوسف نے بغداد کو بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۱۵۱۶ء میں قرا یوسف نے اولاد تیمور سے شرفان، گرجستان، قزوین، سلطانیہ، ساوا اور طارم بھی چھین لئے۔
۱۵۱۶ء میں شاہ رخ بن تیمور جو ہرات کے تخت پر بیٹھا تھا اس نے قرا یوسف پر چڑھائی کی اثنائے جنگ میں قرا یوسف نے برص قونیج انتقال کیا۔ اور بہ مقام اجیس اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے اور یہ شعر لوح قبر پر کندہ ہوا۔

وفات میر یوسف شاہ تبریز
کتابت شد بتایج کتابت
جب قرا یوسف شاہ نے انتقال کیا تو ان کی جگہ پر اسکندر شاہ

نے شاہزادہ محمد علی خاں بیگ کو مسند نشین ریاست نیشاپور کیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے شاہزادہ جعفر بیگ خاں بعد ان کے شاہزادہ محمد بیگ علی خاں بعد شاہزادہ جعفر بیگ خاں ثانی کے بعد دیگرے والی نیشاپور ہوتے رہے۔

شاہزادہ جعفر خاں بیگ ثانی کو میر محمد نصیر کی بیٹی یعنی میر محمد امین سعادت خاں برہان الملک ذاب وزیر اودھ کی بیٹی بن منسوب ہوئیں جن کے بطن سے میرزا محمد تقی پیدا ہوئے جن کی شادی نواب سعادت خاں برہان الملک کی بیٹی کے ساتھ ہوئی اور اس وقت میں محمد شاہ بادشاہ دہلی کے دربار سے خدمت وزارت مملکت اودھ اور نواب صفدر جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے جن سے صوبہ اودھ میں نسل فراوان شاہ تبریز کی حکومت کا سلسلہ قائم ہوا۔

نواب صفدر جنگ کے انتقال کے بعد ان کے سرزند شجاع الدولہ بہادر مسند وزارتِ صوبہ اودھ پر متمکن ہوئے ان کے بعد نواب آصف الدولہ بہادر بعد ان کے نواب سعادت علی خاں بہادر بعد از غازی الدین حیدر بہادر جن کو گورنمنٹ برطانیہ نے اول شاہ اودھ کا خطاب عطا کیا تھا ان کے بعد شاہ نصیر الدین حیدر بہادر بعد ان کے خد علی شاہ بادشاہ پسر ان کے بعد ابو علی شاہ بادشاہ ان کے بعد سب سے آخر بادشاہ واجد علی شاہ ہوئے جنہوں نے مملکت میں حسبِ خواہش گورنمنٹ برطانیہ سلطنت اودھ سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے جدِ اعلیٰ شاہ منصور میرزا بادشاہ تبریز کے قدمِ بقدم مل کر اس امر کو ثابت کر دیا کہ بس طرح شاہ منصور میرزا کو یہ گوارہ ملا وہ شاہ اسماعیل صفوی سے یرسہ مقابلہ ہو کر ہزاروں بندگانِ جنسِ انسانی کے خونِ ناحق سے اپنا دامن رنگین کرتے اسی طسج یہ بھی

نصفِ حصہ سلطنت پر قابض ہو گیا اور اسی وقت سے سلطنتِ سمرقند کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا ان کے قبضہ میں رہ گیا جو ابتدا سے زوالِ سلطنت ہے۔ اسی سال حسن علی شاہ نے انتقال بھی کیا۔

۸۶۴ھ میں شاہ ناصر میرزا اپنے تختِ آبائی پر جلوہ افروز ہوئے مگر صرف ایک سال سلطنت کی بھی کرا منتقال کیا۔ ۸۶۵ھ میں شاہ منصور میرزا اپنے تاجِ تاجت نشین ہوئے مگر انہیں کے عہد میں خاندانِ صفویہ کا ایلانِ ورود و شروع ہو چکا تھا عثمانِ حکومت شاہ اسماعیل صفوی کے ہاتھ میں تھی خاندانِ صفویہ کا اقبال کمالِ عروج پر تھا چنانچہ پندرھویں صدی عیسوی کے شروع شروع میں شاہ صفوی نے ترکوں کی قوت کا ہتھیال کرنا چاہا اور شاہ منصور میرزا پر چڑھائی کر دی شاہ منصور میرزا دور اندیش بادشاہ تھا یہ سمجھ کر کہ میں تابِ مقناومت نہ لاسکوں گا مقابلہ کرنا مناسب وقت نہ سمجھا بلکہ جس وقت شاہ اسماعیل داخلِ مملکت تبریز ہوئے شاہ منصور میرزا نے نہایت تپا کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور بلا مدعا خاندانِ سلطنت ان کے ہاتھ میں دیکر خود سبکدوش ہو گئے۔

شاہ اسماعیل اس حسن برتاؤ سے نہایت متاثر ہوئے اور شاہ منصور میرزا کو مع کلِ میرانِ خاندانِ شاہی کبھالِ حشم و خدمت شہرِ نیشاپور میں لاکر جو اس زمانہ میں ممتاز شہروں میں سے تھا نیشاپور کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا اسی زمانہ سے با اختیار سلطنت ترک قراقونلو کا خاتمہ ہوا اور شاہ منصور میرزا بحیثیت ایک باجگزار والی نیشاپور کے بسر کرنے لگے۔ شاہ منصور میرزا کے انتقال کے بعد پھر وہی قاعدہ جاری رہا کہ اولادِ اکسب کو نیشاپور کی ولایت ملتی تھی چنانچہ اسی اصول پر تمام میرانِ خاندان

گورنمنٹ برطانیہ سے دو بدولت کر سرتزمین اودھ پر خون کی ندیاں بہانے کا باعث ہوں۔

میرا یہ مضمون جو کتب انگریزی و فارسی و اردو کا مآخذ ہے غالباً ان حضرات کو تشفی بخش ہو گا جن کو یہ خیال تھا کہ خاندان اودھ کو دہلی کی بدولت عزت حاصل ہوئی ورنہ اس کا مورث اعلیٰ تاجر ہونے کی حیثیت سے اسی قدر قابلِ وقت ہے جس قدر ایک معمولی تاجر ہو سکتا ہے یا وہ لوگ جو اس امر کے مدعی ہیں کہ اولاد نواب سعادت علی خان سلور کا ممبر خاندان شاہی میں شمار نہیں ہو سکتا۔

ان واقعات تاریخی پر نظر کرنے کے بعد اگر اس تعلق وزارت کو جو لواب صغر جنگ بہادر کو سلطنت دہلی سے تھایا اس

لقب بادشاہت کو جو تاج برطانیہ کی جانب سے شاہ غازی الدین حیدر بہادر کو عطا ہوا تھا قطع نظر کی جاوے، تب بھی خاندان اودھ کو جو شرف سبب نسل شاہان تبریز حاصل ہو چکا ہے وہ بدرجہا زیادہ قابلِ فخر ہے جس کو زمانہ لاکھ سالے مگر صفحات تاریخ سے وہ محو نہیں ہو سکتا لہذا اگر اولاد شاہان صفوی یا شاہان تیموری خاندان شاہی کی طرف منسوب ہو سکتی ہے تو اولاد شاہ قراویہ یا شاہ تبریز خواہ اس کا سلسلہ نواب سعادت علی خاں بہادر خیرم ہو یا واجد علی شاہ یا شاہ پر اولاد شاہی میں بدرجہ اولیٰ داخل چہ نکہ مضمون طویل ہو گیا ہے میں نے نظر اختصار حکمران اودھ کے متفضل حالات لکھنے سے گریز کیا انشاء اللہ آئندہ مضامین میں سلسلہ وار یہ نظائر کریں گے۔

مرقضے حسین خاں



نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کسی نامہ میں یہاں ایک حکم "خان" کے لقب سے حکمران کرتا تھا۔ اُس کا وزیر مرزا حبیب ایک بوالہوس اور بیوقوف سا آدمی تھا بچپن ذیل کی گفتگو سے معلوم ہوگا کہ وزیر صاحب موصوف کس دماغ و طبیعت کے آدمی تھے۔ یہ مکالمہ حاجی صالح تاجر اور وزیر صاحب کے درمیان ہو رہا ہے۔

وزیر: ہم نے سنا ہے تم رشتہ جانے کا ارادہ کر رہے ہو۔ کیا یہ خبر صحیح ہے؟

حاجی صالح: جی حضور خیال تو ہے۔

وزیر: ہم نے تمہیں خاص کام کے واسطے بلا لیا ہے۔ رشتہ سے ہمارے لئے ایک چیز لیتے آنا۔

حاجی صالح: ارشاد۔ غلام حضور کے کام کے واسطے بدل و جان حاضر ہے (دل میں بہت خوش ہوئے کہ کوئی نفع کا سودا ہے)

وزیر: تم رشتہ سے ہمارے لئے آبی زری کا ایک شلوکہ لیا کر اگر تینتے آٹھاس میں ۲۴ ٹن طلائی مرغی کے انڈے سے چھوٹے

اور کبوتر کے انڈے سے بڑے ٹکے ہوں۔ لو یہ بچاس اشرفیاں

اگزن سے زیادہ قیمت ہوگئی تو واپسی پر لے لینا۔ گھر خیال رہے کہ بنظیر چیز ہو ورنہ دنگے دام وصول کر لوں گا۔

حاجی صالح: بہت اچھا حضور۔ ایک مہینہ سے کم عرصہ میں لوٹ آؤں گا

میں ٹیٹم لینے جاتا ہوں اور اُس کی خریداری میں زیادہ مدت

نہ لگے گی۔ لیکن جھوٹلو کہ کانپ تو معلوم ہونا چاہئے۔ ورنہ

حکمن ہے کم و بیش ہو جائے۔

وزیر: تاپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس درزی سے سلواؤ اُس سے

[سننا ہوگا کہ میاں جی کی ڈاڑھی واہ واہ میں گئی۔ کیوں؟

میاں جی نے بڑھا ہے میں ایک اور شادی کر لی۔ بوڑھی بیوی کے ہاں جاتے تو کتیں کہ میاں تمہارے سیاہ بال اچھے نہیں لگتے۔ لاؤ

میں نکال دوں۔ جوان بیوی کے ہاں آتے تو کتیں کہ میاں تمہارے سفید بال اچھے نہیں لگتے۔ لاؤ نکال دوں۔ غرض مکی بیویوں کی

خوشنودی کے لئے سیاہ و سفید کے پیچھے میاں جی کی ڈاڑھی کا صفایا ہو گیا جسٹن اتفاق سے وزیر نگران بھی عدسہ سوا عقائد

تھے۔ پیری میں ایک شعاہ خاتم بیاہ لائے۔ خاتم صاحبہ کی ایک چھوٹی بہن شام خاتم بھی پرکالہ تھیں۔ وزیر نے دیکھا کہ دولت من

قول کئی نگران کی ولایت کیوں خالی رہ جائے۔ خان نگران سے شام خاتم کو بیاہ دیں وہ تو خوش قسمتی تھی شام خاتم کی تہوڑا قازرب

بن بیٹھا اور نہیں تو ماتو بھر کر وزیر صاحب نے ڈلوای ہی تھا۔ بھلا اس جلاوی کی کوئی انتہا ہے چھلنی تو فرش پر ڈال گیا کریم سائیس۔

اور وزیر صاحب کے گانگنی چوٹ۔ کاسا جلاؤ کسی کی سنتے والا تھا۔ گڑھوٹے کی بلا بندر کے سر پٹ گیا غریب ناظر بن کر۔ اس پر

ڈرا کوہ لوی محمد شفیع الدین خاں صاحب ام آوازے اس نے دیکھ کر پیرا میں منہ زخم کر دیا ہے بسے پڑا کرنا ظسیرین

خوش ہو جائیں گے۔ اڈیٹ]

پہلی فصل

نگران دریا سے خضر کے کنارے ایک آباد اور بیرون شہر ہے

۱۵ وزیر نگران ایک فارسی ڈراما کا نام ہے جو نہایت مقبول ہوا ہے اور جس کا

مزاج انگریزی میں بھی ہو گیا ہے۔ بوداؤت اگر اس سڑک کے نصاب میں داخل ہے۔ اڈیٹ:

وزیر۔ ڈالھی کی قسم۔ حاجی صالح۔ تیری بک بک سے دماغ پریشان ہو گیا۔ دُور ہو کم بخت۔ جیسا ہم نے کہا ہے ویسا ہی کر۔

(حاجی صالح سلام کر کے چلا جاتا ہے)

ادب بی بیبا خانم صاحبہ دُور ہو مٹی میں)

بیبا خانم۔ کیوں جناب بی بیبا بالغ صاحب۔ حاجی صالح سے آبی زری کا شلوکہ رخت سے منگایا جا رہا ہے اور بہانہ یہ کیا جائیگا کہ ہدایت خانم نے بھیجا ہے۔ میں بھلا اس بات پر یقین بھی کرتی آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کا بغل مجھے خوب معلوم ہے پھر ان سے کیسے ممکن تھا کہ پچاس لٹہ اشرافی کا شلوکہ حضور کو بھیج دیتیں۔

وزیر کم بخت۔ کیا کہتی ہے۔ کیا شلوکہ ہر کون ہدایت خانم؟

بیبا خانم۔ تمہیں۔ بوڑھے ہو کر جھوٹ بولتے شرم بھی نہیں آتی۔ جس وقت تم نے حاجی صالح کو بلایا تھا میں دروازہ کی آڑ میں کھڑی ہوئی تھی اور میں نے وہ سب باتیں سنیں جو تم نے حاجی سے کہیں۔ خیر۔ مجھے اس سے کیا۔ بی بی زری کا شلوکہ شعلہ خانم کو پہناؤ اور تیمور آقا کی آنکھیں روشن ہوں۔

وزیر۔ اسے عورت۔ تو کیوں بے فائدہ غل مچاتی ہے۔ تجھے سچے فضول کہنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ میرے سامنے میری بیوی پخت۔ نہایت افسوس ہے۔

بیبا خانم۔ پھر۔ جوان عورت کیوں کی تھی۔ اپنی عمر پر بھی تو غور کیا ہوتا۔ اگر شعلہ خانم اور تیمور آقا سے محبت ہے تو کیا بڑا ہے۔ کندہ تم جنس با ہم جنس پر وار۔ مجھے دیکھو کیسی عصمت شعار اور دفا دار ہوں کہ آج تک تمہارے ساتھ نباہ دی۔ میں نے اور میری لونڈی نے بار بار تیمور آقا کو شعلہ خانم کی بیان کی گئی

وزیر (نہایت غصہ سے) دُور ہو یہاں سے۔ تیرا اور تیری لونڈی کا کیا اعتبار۔

کھدینکہ ڈرا بڑا رکھے۔ اگر وہ ٹھیک جسم پر آیا تو خیر ورنہ درست کرالیا جائے گا۔

حاجی صالح۔ عالی جا ہا اس میں کیا ہرج ہے کہ یہاں سے پمانہ لیاؤ اور رشت سے اُسی کے موافق سلوا کر شلوکہ لیتا آؤں۔

وزیر۔ معطر اللہ۔ تم عجیب فضول کو شخص ہو۔ اس میں ایک راز ہے اگر تم تمہیں ناپ دیدیں یا یہاں شلوکہ سلوائیں تو بڑی قیامت پیدا ہو۔ لومہ۔ عید نور و قربت کے اوچار ارادہ ہے کہ اس تقریب میں شعلہ خانم کو کوئی عمدہ تحفہ نہ کریں۔ اگر شلوکہ یہاں سلوایا گیا یا ناپ۔ تمہیں دیایا تو ناکلن ہے کہ اس خبر کو بیبا خانم نہ پاجائے اور پھر تم خود خیال کر لو کہ کسی لڑائی ہوگی۔

(ابو النافزین حضرت وزیر صاحب قبلہ کی دو بیویاں تھیں جن کے نام نامی شعلہ خانم و بیبا خانم تھے۔ شعلہ خانم سے آپ نے حال میں شادی کی تھی۔ ان نیک بخت کی ہر طرح خاطر داری کرتے تھے۔ وہیں بیبا خانم وہ وزیر صاحب کی ہم سن اور مقبول حد تک زبان راز تھیں۔ اسی واسطے آپ کا قافیہ تنگ رہتا تھا)۔

حاجی صالح۔ خداوند نہایت جب سلوا ہوا شلوکہ آپ چھوٹی بیگم صاحبہ کو دیکھئے گا تو بڑی بیگم صاحبہ ویسا ہی نہ طلب کریں گی؟ اس وقت کیا ہوگا۔

وزیر۔ لا حول ولا قوۃ۔ اللہ اکبر۔ حاجی صالح۔ تم میں ذرا عقل نہیں۔ تعجب ہے کہ کار و بار تجارت کیسے کرتے ہو۔ میاں شلوکہ دیتے وقت ہم کہیں گے کہ ہماری بہن ہدایت خانم نے اصرار ہے بھیجا ہے۔ اس طرح لڑائی ٹل جائے گی۔

حاجی صالح۔ قرآن جاؤں۔ کیا بات حضور نے سوچی ہے۔ بڑی چوکی تدبیر ہے لیکن سرکار بڑی بیگم صاحبہ بھی تجرہ کار و دھو شیار ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دھوکا کل جائے تو اس وقت بڑی بھید ہوگی۔

نہا دھر کے رہے نہ اوھر کے رہے

جھگڑے پیش آتے ہیں۔ لاجول ولاقوۃ ڈاڑھی کی قسم۔ ایک ایک کو پھانسی دیدوں گا۔ بتاؤ بدبھاشو۔ کس نے چھلنی یہاں ڈالی؟

زیبا خانم۔ ہم کیا جانیں۔ کون ڈال گیا۔ تم جب کبھی یہاں آتے ہو ایسے ہی سواگت کرتے ہو۔ کسی کو تم سے دشمنی تھی جو قصداً چھلنی ڈال دیتا۔ اور وہ چوٹ ہی ایسی کون سی ہے کہ مرے جاتے ہو۔

وزیر بکھت۔ تو تو جانتی ہے کہ میں مر جاؤں۔ تیری دانتا کل کٹی مجھے پریشانی میں مبتلا کیا۔ ٹھہر تو جا کیسا مزاج کھاتا ہوں حیدر فرزند تم بتاؤ یہ چھلنی کہاں سے آئی۔

حیدر۔ حضور۔ میرے ماں باپ قربان ہوں صبح میں دالان میں جھاڑو سے بانٹھا کر گیم سٹیں چھلنی لئے ہوئے آیا اور تھوڑی دیر باتیں کر کے چلا گیا۔ غالباً وہی چھوڑ گیا۔

وزیر۔ بلاؤ۔ اُس بکھت سائیں کو۔ اللہ اللہ سائیں۔ اور میرے دالان میں۔ شکستہ چھلنی اور یہاں۔ یہ سب تقدیری باتیں ہیں۔ خدا محفوظ رکھے۔

(فرش اور سائیں آتے ہیں)

وزیر (زنایت غصہ سے) ملائق کریم۔ تو ہمارے دالان میں کیسے آیا اور کیوں چھلنی چھوڑ گیا۔

سائیں۔ میرے ماں باپ قربان ہوں۔ عالی جاہا میں عزت یہ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ حضور آج سوار ہوں گے یا نہیں۔

وزیر۔ ارے۔ ان باتوں سے کچھ مطلب نہیں۔ یہ بتا کہ چھلنی کیسے آئی۔ سائیں۔ حضور۔ یہ چھلنی گھوڑوں کے جو چھاننے کی ہے۔ جب میں آیا ہوں تو ہاتھ میں تھی اور اتفاق سے بھول کر چلا گیا۔ اُس وقت سے اب تک اسی کی تلاش میں پھر رہا ہوں۔

زیبا خانم۔ تم چاہے اعتبار کرو یا نہ کرو۔ تمام ننگران جانتا ہے کہ شہنائی کے یہاں تیمور آقا کی آمد و رفت ہے۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ تم دانستہ چمچ پوشی کرتے ہو۔

وزیر۔ استغفر اللہ۔ لاجول ولاقوۃ اللہ۔ اتنا بڑا الزام میرا پر اور تیرے منہ سے۔ بھلا بکھت یہ تو بلا کہ تیمور آقا کو شعلہ خانم نے کہاں دیکھا اور کیسے سمجھا لیا۔

زیبا خانم۔ اس بارہ میں وہ بے قصور ہے۔ تم نے خود اُسے تیمور آقا کو کھلایا کیا بھول گئے عید نوروز کا واقعہ جب تم ہم سب کو تیمور آقا کی گشتی کا تماشا دکھلانے قطعہ میں لے گئے تھے اور آقا نے کل پہلو اڑا کر نیچا دکھلایا تھا۔ وہی وہ شعلہ خانم اور آقا کی آنکھیں چار ہونے کا ہے۔ تمہاری نرہ سی ہے۔ بڑھاپا میں جب کوئی شخص حیران ہو کر کہتا ہے تو اُس کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔ وزیر (زنایت غضبناک ہو کر) خدا کے لئے۔ جاؤ دفع ہو۔

(زیبا خانم تشریف لے جاتی ہیں)

وزیر کو اس خبر کے سُنے سے نہایت ملال ہوا۔ اب اُس نے سوچا کہ شعلہ خانم سے کس طریقہ پر دریافت کیا جائے لیکن کوئی تیرہ ذہن میں نہیں آئی۔ اسی اُدھیڑ دین میں بہت وقت گزر گیا اور وزیر صاحب خان کے دربار میں جانے کو طیار ہوئے خیالات نے غلطایں پیچاں تو کر ہی رکھا تھا۔ سروپا کی خبر تھی۔ اتفاق وقت اور وزیر صاحب کی بد قسمتی کہ اُس میں ایک چھلنی بڑی ہوئی تھی۔ ناخوشی کا پاؤں اُس پر پڑا اور گھبراہٹ کی نہایت زور سے گھٹنے میں لگا۔ وزیر بوڑھا تو آدمی اور اُس پر یہ چوٹ۔ ہاسے کر کے بیٹھ گیا اور کٹا چلائے "ہاسے مر گیا۔ مر گیا۔ دوڑو۔ دوڑو" تمام نوکر اور بی بی با خانم صاحبہ جمع ہو گئے۔ اور وزیر نے دریافت کرنا شروع کیا "کم بختو۔ یہ چھلنی کہاں سے آئی۔ جب میں اس منحوس گھریں قدم رکھتا ہوں ایسے

میرے باپ کی ولایت اور خانی کا ضبط کر لینا اور پھر میری زندگی کے پیچھے پڑنا کس قدر ظلم ہے۔ خیر ان باتوں کو میں سہارا نہیں دیتا۔ میرے ہاں یہ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وزیر کے خیال کے موافق تجھے اپنی آنکھوں سے خان کے محل میں دیکھوں۔

نساء خانم۔ خان تمہیں سدا رہا سمجھتا ہے اور اُس کا خیال ہے کہ شاید کسی وقت تم وراثت کا دعویٰ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمہیں ترک پہنچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوگا مجھے وزیر خان کے ساتھ کر دے۔ قیامت تک ناممکن ہے۔

تیمور آقا۔ بہن شعلہ خانم کہاں ہیں۔ چلو ان کے دالان میں چلیں وہاں گفتگو کریں گے۔

(دونوں جاتے ہیں اور زیبا خانم وادریا ہیں)
زیبا خانم۔ (خود) شعلہ خانم۔ خدا کرے تیرے سر پر آگ برے کبھت۔
یاد نصیب۔ تیری برائیاں نکاح مرح لگا کر میں نے وزیر سے بیان کیا مگر اُس بے حیا کو یقین نہیں آتا۔ (ادھر ادھر دھڑکیا)
آج یہ پھر کیس گئی ہے۔ بدکار۔ (درو کی آواز سن کر) ہائے۔
ہائے۔ اب میں کیا کروں۔ وہ کبھت مع اپنے اٹھنے کے آرہی ہے۔ کہاں جاؤں۔

(دور کردہ کے پیچھے چھپ جاتی ہے اور تیمور آقا شعلہ خانم آتے ہیں)

تیمور آقا۔ بہن۔ آج وزیر تو یہاں نہیں آئے گا۔

شعلہ خانم۔ خاطر جمع رکھو۔ وزیر صاحب کے آنے کی یہاں باری نہیں ہے۔

تیمور۔ کیوں۔

شعلہ خانم۔ آج وہ ذات شریف دیا خانم کے مکان پر تشریف لے گئے ہوں گے اور وہاں سوائے بابک کے اور کیا رکھا ہے۔

وزیر۔ (حیدر فراش کی جانب مخاطب ہو کر) جاؤ اور آقا بشیر ناظر سے کہو کہ تھوڑی سی چٹیاں۔ ایک ٹمکنی اور تین فراشوں کو لیکر حاضر ہو۔

(حیدر جاتا ہے)

سائیس۔ حضور۔ اس دفعہ بخش دیجیے۔ ماں باپ کی قسم۔ اب کبھی نہیں آوں گا۔ بڑی خطا ہوئی۔ اللہ۔ رحم فرمائے۔

(ناظر وغیرہ آتے ہیں)

وزیر۔ (فراشوں سے) ناظر کو بچھا ڈکرا اس کے پاؤں باندھو۔

ناظر۔ بھلا حضور۔ میری کیا خطا ہے۔ قربان جاؤں۔ پہلے قصور بتلا دیجیے۔ اُس کے بعد سزا دیجیے۔

وزیر۔ حضور یہ ہے کہ میرے دالان میں یہ چھپنی کیسے آئی۔

ناظر۔ حضور۔ مجھے کیا معلوم۔

وزیر۔ ہاں تجھے کیا معلوم۔ جب مار کھائے گا تو معلوم ہوگا۔ (فراشوں سے) مارو۔

ناظر۔ بچا رہے قچیاں پڑنے لگیں اور ایک شور شراب پا ہو گیا۔ جب وزیر نے دیکھا کہ وہ خوب سا پٹ گیا تو فراشوں کو ہاتھ روکنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ دیکھ۔ آئندہ سے ہر شخص اپنی جگہ رہے۔ تو تمام نوکروں کا افسر ہے۔ کریم سائیس کی جگہ طویلہ ہے۔ وہ یہاں کبھی نہ آئے اور اگر آئے تو اُس کے ہاتھ میں چھلنی نہ ہو۔

ناظر۔ (دوستے ہوئے) بہت اچھا حضور۔ آج کی مار بھربا دی ہے گی۔ کیا مجال کہ کوئی بھی دالان میں قدم رکھ سکے۔

کریم۔ (دل میں) رسیدہ بود بلائے وے بجز گذشت۔

(سب جاتے ہیں)

دوسری فصل

(تیمور و نساء خانم ہمیشہ شعلہ خانم باتیں کر رہی ہیں)

تیمور آقا۔ کس قدر افسوس ہے کہ خان میری جان کے درپے ہے۔

نہادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

شعلہ فرمائیے حضور۔ کیوں آپ اس قدر پریشان اور اُن ختم ہیں۔
وزیر۔ بات یہ ہے کہ خان کے دربار میں تیمور آقا کی شہزادی کا ذکر
تھا۔ حاضرین کہنے لگے کہ آج اُس کے مثل سنگان میں کوئی
زور اور نہیں ہے۔ خان نے بھی سب کی تائید کی لیکن میں نے
انکار کیا۔ بس خان میرے سر ہو گیا اور ثبوت دینے کے لئے ہمارے
کمرے لگا۔ میں نے جواب دیا کہ بھلا میری شان اس قابل ہے
کہ میں تیمور کے کشتی اڑوں اور ثبوت دوں۔ مگر تم جانو خان
ایک صدی آدمی ہے۔ اُس نے حکم دیا کہ اسی وقت نور آٹا
ہو مجھ پر ہو کر میں نے بھی ٹھٹھا لیا کہ تیمور کو آج نیچا رکھا دنیا
چاہے تاکہ اُسے بھی کچاس برس کے بڑے آدمی کی طاقت
کا حال معلوم ہو جائے۔ چنانچہ دو جھٹکوں میں آقا صاحب
بیہوش ہو گئے۔ مگر میری کمر میں بھی جھٹکا آگیا۔ اسی وجہ سے
تو ٹھیک چل نہیں سکتا۔

ناظرین نے نا آپ نے وزیر صاحب کا قصہ۔ چوٹ تو چھنی کی
اور الزام تیمور آقا پر۔ مگر اُس دن ڈرائنگ روم میں ابھی ساری ٹی ٹی گڑی
ہوئی جاتی ہے۔ تیمور آقا بھی یہیں موجود ہے۔

شعلہ خانم (ہنس کر) حضور کے کیا کہنے ہیں۔ اگر آپ میں اس قدر طاقت
منوئی تو انگار کی وزارت کیسے ہو سکتی۔ لیکن حضور نے سنیے تو اگر
آپ دو تین جھٹکا اور دیتے تو بچا رہ تیمور آقا مارتا۔

وزیر۔ کیا شک ہے۔ میں نے تو اُس پر رحم کیا اور شعلہ خانم سے کہی تو
یہ ہے کہ میں ایسے بچوں سے کیا کشتی لڑتا۔ صرف خان کی
تعمیل ارشاد تھی۔

شعلہ خانم۔ ہاں حضور۔ پھر اُس کے بعد کیا ہوا تیمور آقا بیہوش ٹھہرا ہوا۔
وزیر نے میں نے تو تھوڑی دیر کے بعد اُسے ہوش آگیا۔ اور لوگوں کو پلا کر
اُس کی ماں کے پاس پہنچا آئے۔

تیمور آقا۔ یہ موبہوم بات ہے۔ احتیاط ہر حالت میں لازم ہے۔
مکن ہے کہ دفعتاً آجائے۔

شعلہ۔ خیر اس کی بھی میں نے پیش بندی کر لی ہے۔ نہا خانم سے
کہہ دیا ہے وہ والان میں ٹھٹی ہوئی دیکھ رہی ہے۔ اگر خدا بخواتم
وزیر صاحب نے قدم رنجہ فرمایا تو خبر ہو جائے گی تم دردمست۔
تیمور۔ بیشک۔ یہ احتیاط معقول ہے۔ بہن۔ مجھے چند تفکرات لاحق
ہیں اور اسی وجہ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔

تیمور آقا اسی قدر کہنے پایا تھا کہ نہا خانم گھبراہٹی ہوئی آئی
اور وزیر کے آہ کی خبر دی۔

شعلہ۔ (مضطربانہ) ہاے۔ بڑا غضب ہوا۔ وہ کجخت۔ یہ دعا اسی
طرف سے لگا۔ آقا۔ اب کیا کر گئے۔

تیمور۔ واہ۔ ڈرتی کیوں ہو۔ جب تک میرے دم میں دم ہے۔
ذریعہ فرشتے خاں بھی نہیں آسکتے معلوم ہوتا ہے آج اسکی
قضا آگئی ہے۔

شعلہ خانم۔ ان فصول باتوں کو رہنے دو۔ خدا کے واسطے اس پردہ کے
پچھلے چھپ جاؤ اور جب وہ موذی دفع ہو جائے تو چلے جانا۔

(تیمور آقا پردہ کے پیچھے چلا گیا اور وزیر صاحب لنگھتے ہوئے
تشریف لائے۔ اسی پردہ کے پیچھے بیانا خانم بھی رونق افروز تھیں)

وزیر۔ خانم۔ تمہارا راج اچھا ہے۔

شعلہ۔ حضور کے جان مال کو دھاکرتی ہوں۔ مگر آج آپ کا چہرہ کیوں
اُواس ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا بخواتم کسی سے لڑائی
جھگڑے کی توبت پہنچی ہے۔

وزیر۔ لالہ ولاتو۔ آج ایک عجیب جھگڑا خیز قصہ پیش آیا۔ کیا کہوں
فصول بات ہے۔ افسوس میری زندگی بالکل تباہ ہو گئی۔ آقا
مسعود ایک پیالہ چاء کالائے۔

میں کھڑی ہو گئی اس شانیں ہم بھی آگے اور تیمور آقا کو شعلہ خاتم
اسی پردہ کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ یہ کل قصہ ہے۔
وزیر۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو تو نے کسی وقت باہر آکر مجھے کیوں نہ کیا۔
نیا خاتم مجھے باہر آ کر اپنی جان کھوئی تھی تیمور کتنا تھا کہ دستہ تک
خفیہ تیرے سینہ میں اوتا روں گا اگر ذرا بھی آواز نکالی
یا حرکت کی۔

وزیر۔ (غور کر کے) شعلہ خاتم۔ اب تم بتلاؤ کیا بات ہے۔
شعلہ خاتم۔ حضور۔ خود نہیں سوچتے۔ یہ محض فریب ہے۔ بات
صرف یہ ہے کہ زیبا خاتم کو یہ احکام جانا معلوم تھا۔ اس نے
یہ مکان خالی سمجھ کر اپنے دوست کو بلا لائیں۔ اپنے مکان
میں تو اس واسطے نہ لیجا سکیں کہ آپ کے تشریف لانے
کا در تھا۔ اور یہاں خوف کی کوئی بات نہ تھی۔ مگر اتفاق سے
میں جلد واپس آ گئی اور اُس کے تھوڑی دیر بعد آپ بھی تشریف
لے آئے۔ اب یہ کیا کرتیں۔ پردہ کے پیچھے تیمور آقا کو لیکر
کھڑی ہو گئیں تاکہ جب آپ اور میں چلے جائیں تو اُس کو
نکال دیں۔ حضور۔ ذرا خیال تو فرمائیے کہ زیبا خاتم کس
خوبصورتی سے جھوٹ تراش رہی ہیں جیسے پڑھایا ہوا اٹلا۔
وزیر۔ (شعلہ خاتم سے) تم اس شخص کو جانتی ہو۔

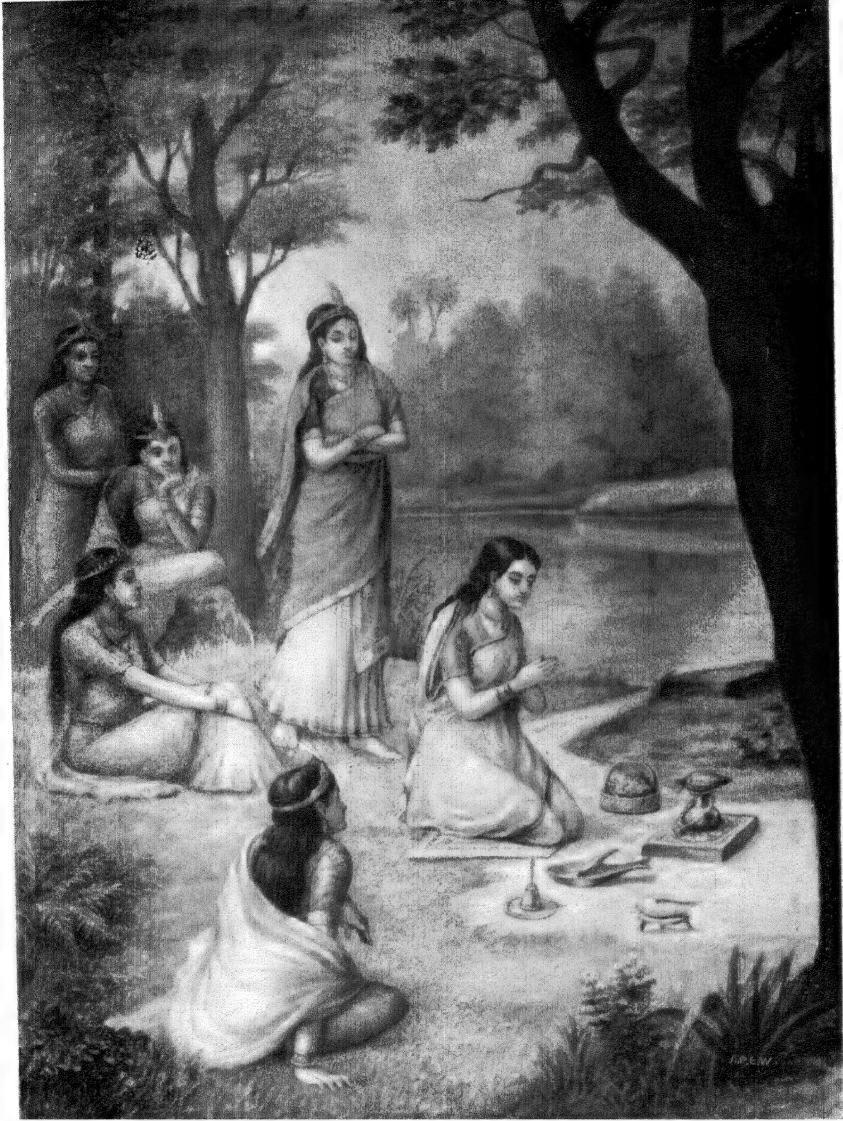
شعلہ خاتم۔ حضور۔ بھلا۔ میں کیا جانوں۔ آپ کی اور زیبا خاتم
کی زبان سے تیمور آقا کا نام نکل چکا ہے۔ مگر ابھی تو آپ فرما
تھے کہ وہ مہوش ہو گیا تھا اور لوگ اُسے اٹھا کر لے گئے۔
اب یہ کون سا تیمور آقا آ گیا۔ غالباً زیبا خاتم کے مطلوب کا
بھی تیمور آقا نام ہے۔

زیبا خاتم۔ اسی زبان دراز چپ۔ خلع مجھے مارا کیا دھڑلے والا مہر۔
خدا کے یہاں الفان ہو گا رد کرے ہاے ہاے میں خود کشی کر لوں گی۔

اس لٹو گٹنگو کو مستحکم تیمور آقا کی ہنسی ضبط نہ ہو سکی تہنہ کی
آواز مستحکم وزیر صاحب بہت چکر لے اور پردہ اٹھا کر کیا دیکھتے
ہیں کہ زیبا خاتم اور تیمور آقا دونوں ایک جگہ موجود ہیں۔ اس
تماشہ کا تو خیال بھی نہ تھا۔ ناظرین کو یاد ہے کہ زیبا خاتم نے پہلے
باب میں قسمت لگائی تھی۔ اب معاملہ برعکس معلوم ہوتا تھا۔
وزیر۔ (سراسیمہ ہو کر) ہائیں یہ کیا معاملہ ہے (تیمور آقا کو زور سے
پکڑ کر) آقا۔ آپ یہاں کہاں۔ ارے لوگو۔ میری عورت برباد
ہو گئی۔ میرے گھر میں دن دباڑے غیر لوگ گھسے ہوئے
ہیں۔ جواب دیجئے آقا۔ یہ کیا سوانگ ہے۔

تیمور آقا نے وزیر کو کوئی جواب نہیں دیا اور دالان کے باہر قدم
رکھا ہی تھا کہ وزیر خوب زور سے چٹ گیا۔ اب تیمور نے مجبور
ہو کر وزیر کو اٹھا کر دالان میں ٹپک دیا اور باہر نکل گیا۔ وزیر
صاحب ادھر سے بیٹے تو زیبا خاتم کی طرف برس پڑے۔
وزیر۔ کیوں بی محنت آرا۔ یہ کون سے تمہارے دوست تھے
جن سے پردہ کے پیچھے راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔
کعبت تو کتنی تھی کہ شعلہ خاتم سے تیمور آقا کو محبت ہے۔ اب
کس سے ثابت ہوتی ہے۔ افسوس۔ میری عزت و حرمت تو بے
سب خاک میں ملا دی۔

زیبا خاتم۔ ذرا دبان سنبھال کر بولو۔ تم اگر اوس سنانا جانتے ہو
تو پانچ میں بھی کتنا جانتی ہوں۔ آئے وہاں سے بڑے سنجھا
صراف بن کے۔ ذرا اپنی چھٹی شعلہ خاتم سے تو دریافت کرو
کہ تیمور آقا یہاں کیا کرتا تھا۔ میں تو صرف اس واسطے آئی
تھی کہ شعلہ خاتم سے اپنی لومڈی کو گالیاں دینے کی وجہ سے
دریافت کروں اتنے میں یہ نیک بخت تیمور آقا سے باتیں
کرتی ہوئی آئیں۔ میں نفیثہ حال کے واسطے پردہ کی آڑ



اداے شکرانہ

نہ اصرار کے رہے نہ اصرار کے رہے

کی چیز منہ سے اور ڈال لی گریبان میں۔ خدا میرے
حال زار پر رحم کرے۔ آغا مسعود چلو۔

(وزیر صاحب لنگڑاتے ہوئے جاتے ہیں)

شعلہ خانم۔ (نساء خانم سے) خدا کا بڑا فضل ہوا۔ ساری بلازیا خانم
کے سر پر پی۔

نساء خانم۔ آخر یہ کیا بات تھی۔ زیبا خانم پردہ کے پیچھے کیا کرتی تھی۔
شعلہ خانم۔ خدا جانے وہ کس وقت آئی اور کب کی چھپی کھڑی تھی
مگر بات تیمور آقا کے واسطے خوفناک ہے۔ خان اُسے مار ڈالے گا۔

نساء خانم۔ باجی۔ تم بھی کیا باتیں کرتی ہو۔ تیمور آقا کا مار ڈالنا
کیا آسان بات ہے۔ تمام۔ رعایا خان اور وزیر صاحب
سے ناراض ہے اور موقع ڈھونڈ رہی ہے کہ تیمور کو تخت پر
بٹھادے۔ چلو۔ اماں جان کے پاس چلیں۔ (باقی دلع)

شفیع الدین خاں

شعلہ خانم۔ دیکھا حضور۔ اس عورت کی مکاری کو۔ خود ہی قصور
کرے اور خود ہی بے گناہ بنے۔ اب کیا ہوتا ہے۔ چاہے مر
چاہے زندہ رہ۔ اب تو وزیر صاحب نے دیکھ لیا۔

وزیر۔ اچھا۔ جا۔ دفع ہو۔ دیکھ تو میں کسی خبر لیتا ہوں۔ افسوس
تیری ساری عمر بیہودہ گوئی اور جھوٹ میں صرف ہوئی۔ دنیا
میں اگر کوئی انسان بے باقییت رہنا چاہے تو دو بیویاں
نہ کرے۔ اگر بیویاں نیک بخت نہ ملیں تو اُس مرد کا گھر جہنم سے
بدرتب ہے۔ مگر میرا کیا علاج ہے۔

مسعود چادراکر وزیر کو دیتا ہے اور گھبراہٹ میں وزیر صاحب
بجائے منہ سے پھینکے گریبان میں ڈال لیتے ہیں اور حلقہ
کو ہنسی آتی ہے۔

وزیر۔ لاجول ولاقوہ۔ آج صبح کس کمبخت کا منہ دیکھا تھا کہ مصیبت
پر مصیبت آ رہی ہے۔ اس بدحواسی کو تو دیکھو کہ چادر پیٹے



—*— مرزا سرور مغفور —*—

[اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا اردو کے ساتھ مرزا جی علی بیگ سرور کا نام ہمیشہ عظمت سے لیا جائے گا۔ یہ صحیح ہے کہ زمانہ بدل گیا اور مذاق میں بھی تبدیلی واقع ہو گئی۔ اردو نے اب سالگ اختیار کی ہے کہ سب سے عبارت طبیعت کو ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے۔ لیکن جس طرح آج پروفیسر آزاد اور ڈاکٹر ندیر احمد کی سلسلہ اردو نے دلوں کو مسخر کر لیا ہے ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ سرور مغفور کا رنگ اردو کی دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ تو قاعدہ ہے کہ متقدمین کے ایجادات سے فائدہ اٹھا کر متاخرین ان ایجادات کو اور چمکادیتے ہیں۔ تعزیرات تو جوتے ہی رہتے ہیں۔ چرانے خیالات کی جگہ نئے خیالات داخل پاتے ہیں۔ اردو ترقی کرے گی اور بہت کچھ ترقی کرے گی۔ یہ سب ہو گا لیکن یہ نہ ہو گا کہ اردو منتر صبح کا موجد سرور مغفور کو تارہ دیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جملہ اصناف سخن میں اس طرز خاص کو خوش اسلوبی کے ساتھ قائم رکھنا سرور ہی کی جدت پسند طبیعت کا کام تھا۔ ذیل کے مضمون میں سرور مغفور کے سوانح بڑی تحقیق سے تلمیح کی گئی ہیں جس کے لئے ہمیں فنی خوبت راسے صاحب نظر لکھنوی کا بے حد شکور ہونا چاہئے موصوفت اپنی انشا پر داڑھی کا ثبوت صفحت ادیب میں دے چکے ہیں اور مدوح کے اس پاس مضامین کی داد دے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ ادیب کی جگہ اب تک اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اڈیل]

مقدور ہو تو خاک سے چوہن کر لے لیم تو نے وہ گنجائے گراغیا کیا کئے علم ادب کی عالیشان بارگاہ میں فساد نگارمی کی سامانہ نواز

ایک غیر معمولی منزلت رکھتی ہے اور دنیا کی ہر زبان میں اس کلمہ ہمیشہ بلند رہا ہے۔ خصوصاً ہندوستان قصص و حکایات کا مخزن ہے۔ حتیٰ کہ یہاں کی قدیم تاریخیں بھی قصوں ہی کے پیرایہ میں نظر آتی ہیں۔ لیکن اردو صدیوں تک اس دولت سے محروم رہی۔ اس کی ابتدا محض بازاری ضروریات سے ہوئی تھی اور کئی صدی بعد تصنیف کے طور پر اس میں شاعری کا رواج ہوا۔ حتیٰ کہ شاعری کے ترانے بھی صدیوں تک گو بخشنے رہے مگر شکر کو اس کے دربار میں قدم رکھنے کی اجازت نہ ملی۔ رفتہ رفتہ سب شاعری اپنی تمام منزلیں طے کر چکی اور اس میں قصوں کا رواج مثنویوں کی صورت میں ہونے لگا تو لوگوں کو منتر میں بھی قصے لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔

مرزا اردو کی سب سے پہلی تصنیف ”دہ مجلس“ ہے جو مشعلہ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد ”نور طرز مرصع“ تصنیف ہوئی جو خاک کے قصبہ چار درویش کا ترجمہ ہے۔ اس کے بعد مرزا اردو کو ترقی دینے کی ایک خاص کوشش ہوئی اور فرٹ ولیم کلکٹ سے جان کلکٹ صاحب کی سرپرستی میں اردو کی چند کتابیں اور شائع ہوئیں جن میں ”باغ اردو۔ آرائش محفل۔ باغ و بہار۔ طوطا کمانی۔ پریم ساگر۔ اور بیتال بچپنی“ زیادہ مشہور ہیں۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سید آٹھانے ”دریائے لطافت“ میں فارسی و اردو کی کچھ جڑی سے لطافت پسند طباطبائی کی ممانی کی۔ لیکن اس وقت تک اردو اپنی مقررہ حد سے بہت آگے بڑھ آئی تھی اور اب نظم کی طرح اس کی شرمیں بھی رنگینی اور زور تحریر کی ضرورت محسوس ہونے لگی تھی کہ تقریباً چھام صدی بعد ”فسانہ عجائب“ تصنیف ہوا جو اپنے امثال و اقربان میں

سب سے زالا اور ایک خاص طرز تحریر پزنی تھا۔ اس کے مصنف مرزا حب علی بیگ مرور تھے جن کے حالات افسانوں میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ بہر کیف یہ چند سطر عیاں ہیں جنہیں طے کر کے آج ہم اردو انشا پر دوازی کے بام ترقی تک پہنچے ہیں اور فضلہ ادب کی موجودہ بلندی پر پہنچے ہیں ان ابتدائی زمیوں کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔

فسانہ عجائب سے پہلے جن کتابوں کا ذکر ہوا وہ سب قریب غیر زبانوں کا ترجمہ ہیں جن میں جدت کو مطلق فعل نہیں۔ مذکورہ بالا کتب کے علاوہ "بستان حکمت، کلیلہ و منہ، گل بول، دمن گلشن، لبہار، گل و صنوبر، اور انشائے چارچمن وغیرہ" بھی اسی عہد کی تصنیفات ہیں جو فورٹ ولیم سے باہر ہندوستان کے دوسرے شہروں میں لکھی گئیں۔ ان میں زیادہ تر ایسی کتابیں ہیں جو لکھنؤ میں تصنیف ہوئیں۔ اس وقت سارے ہندوستان میں لکھنؤ ہی ایسا شہر تھا جو مرجع علم و ہنر ہو رہا تھا اور گرد و پیش کے تمام اہل کمال ہمیں سمت آئے تھے۔ اس صورت پر نظر کیے طبعیتوں کی فراوانی ایک قدرتی بات تھی لیکن ایجاد کے ساتھ اس میں کمال حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ تاء بخند خداے بخشدہ

مرزا سہروردی بدو فطرت سے جدت پسند طبعیت پائی تھی اور نژادوں کی جس صفت کو انھوں نے ایجاد کیا تھا وہ انھیں پر ختم ہو گئی۔ فسانہ عجائب ان کی پہلی تصنیف ہے جس میں نہ صرف اردو طرز انشائیں نیکیں اور نہ ہی پیدا کیا گیا ہے بلکہ فارسی شریح کا پورا نمونہ دکھایا گیا ہے جو اس وقت اردو میں موجود نہ تھی۔ فسانہ کے علاوہ ان کی اور بھی متعدد تصنیفات ہیں اور سب میں ہی التزم قائم ہے۔ اس بحث کو آسانی کے ساتھ ذہن نشین کرنے کے لئے ہم شریع کی مختصر تشریح ضروری سمجھتے ہیں۔ فارسی میں شریع کی

تین قسمیں ہیں۔ (۱) متوازی (۲) مطرت (۳) متوازن۔ اصطلاح سجع میں متوازی اس عبارت کو کہتے ہیں جس کے فقرے متغلی ہوں اور ہر قافیہ وزن اور حرف روی کے اعتبار سے مساوی ہو۔ جیسے گل ول۔ خجرو نشتر بخجری و مجوری وغیرہ۔ مطرف کے فقرے میں بھی قافیوں کی قید ہے، لیکن قافیوں میں وزن کی قید نہیں ہے۔ صرف روی کی قید ضروری ہے۔ مثلاً "وقار و اطوار، دور و بخور، مال و منال" وغیرہ۔ متوازن کے قافیوں میں وزن کے ساتھ حروف کے شمار کی بھی قید ہے لیکن وہی قید نہیں جس طرح "اٹھا و اٹھا" وجود و غفور" وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان قیود کے ساتھ شریع کس قدر مشکل صنف ہے۔ لیکن اس شکل پند کی کے ساتھ بھی، جہاں لکھنؤ نے عزورۃ اختیار کی تھی، مرزا سہروردی کی انشاد دوازی فصاحت و بلاغت کا سر شیعہ ہے۔ اور یہی ان کے کمال کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ان کی تمام ضخیم تصنیفات میں فارسی کے غیر اوس الفاظ و تراکیب کا ذکر تک نہیں۔ عبارت میں ربط و روانی کے بھی وہی موجد ہیں اور زور قلم بھی ان میں معمول سے زیادہ تھا۔ ان خصوصیات کے ساتھ ان کی طبعی نیکی نے فسانہ نگاری کے کالبد میں ان ڈال دی تھی۔ مرزا کی ولادت غالباً ۱۱۸۰ھ یا ۱۱۸۱ھ ہجری میں ہوئی تھی۔ ان کی وفات سے تھوڑے دنوں پیشتر جن لوگوں نے انھیں دیکھا تھا وہ اس وقت ان کی عمر اسی سال سے متجاور بناتے ہیں۔ اور ان کا سال وفات ۱۱۸۰ھ ہجری ہے۔ اس لحاظ سے یہ زمانہ قرن تیس ہے۔ ان کے والد کا نام مرزا اصغر علی بیگ تھا اور شرفائے لکھنؤ میں شمار ہوتے تھے۔ فارسی و عربی کی تعلیم سے فارغ ہو کر مرزا نے خوش نویسی کی مشق کی اور اپنے وقت کے ایک نامور خطاط ہوئے جیسا کہ اس فن کے تذکرہوں سے واضح ہے۔ علم موسیقی میں بھی خاص کمال رکھتے تھے۔ اور شاعری میں بھی ان کی

خاص شہرت ہے۔ لیکن اُن کا سب سے بڑا کمال فناء نگار بننے کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ خوشنویسی میں وہ مشہور خطاطا حافظا محمد ابراہیم کے شاگرد تھے جن کا ذکر فناء عجائب میں موجود ہے شاعری میں انھیں آغا لودائش حسین خاں لودائش عرف مرزا خانی سے تلمذ حاصل تھا جو اپنے عہد کے کامل الفن شاعر تھے۔ اب ان مرحوم کا کلام نایاب ہے اور صرف چند اشعار مرزا سرور کی سعادت مند آنکھ کو کشش سے فناء عجائب میں محفوظ کائیں۔ سرور نے فرما عقیدت سے ان اشعار کے پہلے لفظ استاد لکھ دیا ہے شاعری کے متعلق اُن کی خاص تحریروں سے، جن سے اس معنوں میں مدد لی گئی ہے، کہیں پتہ نہیں چلتا کہ انھوں نے اپنا دیوان جمع کیا تھا۔ ورنہ اُن کی شتر تصانیف کی طرح وہ بھی معرض طبع میں آجاتا اور لکھنؤ کی پیشانی سے تصنع اور آؤر دکا ایک بڑا دلغ مرٹ جاتا۔ کیونکہ ان کا جس قدر کلام اُن کی شتر تصنیفات میں منتشر ہے وہ سب کا سب آمد اور فطری جذبات سے لبریز ہے۔ بلکہ شعراے قدیم میں ہر بڑے سے بڑے شاعر کے کلام سے ملکر کھاتا ہے۔

مرزا سرور کی ابتدا اُس لکھنؤ میں ہوئی تھی جہاں مرزا اسودا۔ میر تقی۔ میر سوز۔ خواجہ درد۔ میر حسن۔ سید انشا۔ میاں مصطفیٰ۔ میاں جراث، اپنی اپنی شاعری کے ترانے سنا کے یکے بعد دیگرے اُٹھتے گئے تھے۔ اور شیخ تاج۔ خواجہ آتش۔ میاں لکسیر۔ میر طلیق۔ میر ضمیر وغیرہ اپنی تونہ سرائی کے ڈنکے بجا رہے تھے۔ اسی طرح درد۔ عجا۔ وزیر قلین۔ انیس۔ دسیر وغیرہ سب کی ابتدا و انتہا اُن کی نظر سے گزری تھی۔ مرزا غالب مرحوم صرف اُن کے ہم عصر تھے، بلکہ ہم عمر بھی۔ اور دونوں میں شتر اتحاد بھی قائم تھا جیسا کہ غالب کی اُس تقریظ سے جو ”مجلد ار سرور“ میں درج ہے۔

۱۔ اس میں شاہ غازی الدین کی مرح اس امید پر کی گئی تھی کہ انھیں لکھنؤ آنے کی اجازت مل جائے گی لیکن ابھی فناء تمام ہوا تھا کہ وہ انتقال کر گئے۔ لاجرم مرزا سرور نے نئے بادشاہ ”نصیر الدین حیدر کی مع بھی اُس میں داخل کی اور ”لکھنؤ“ کی روایت میں ایک پُر زور غزل بھی درج کی جس کے بعض اشعار حب الوطنی کے پتے اور پُرجوش جذبات سے مملو ہیں۔

۲۔ فناء عجائب کے بعد انھوں نے اپنی طولانی عمر میں (۲) سرور لطانی (۳) شرا عشق (۴) شگوفہ محبت (۵) گلزار سرور (۶) نثر نثرہ تار (۷) شبستان سرور اور (۸) انشاے سرور

کی بساط ہی کیا۔ یہ ایک ہوا کا جھوٹا یا بجلی کی چمک تھا جو آگے بھٹکتا ہی غائب ہو گیا۔ بہر کیف جلوس کے دوسرے ہی سال ۱۲۶۵ھ ہجری میں بادشاہ نے فارسی کی مشہور کتاب ”شمسیہ غنائی“ کے ترجمے کی فزائش کی اور مرزا سرور نے اسے اردو میں ترجمہ کر کے ”سرور سلطانی“ نام رکھا۔ نام کی مناسبت سے تعریف سے باہر ہے۔ لطف یہ کہ قتل گاہ کے میدان میں بھی ان کی مخصوص طرز انشا اور نگہی عبارت شریعہ کی قید کے ساتھ موجود ہے۔

فساد عجائب اور سرور سلطانی کی اشاعت سے مرزا سرور کی انشا پر داری کا شہرہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۲۶۹ھ میں نواب سکندر بہل صاحبہ والیہ جھوٹا پال نے بھی مرزا کے ایک واقعہ کو قصے کے طور لکھنے کی فزائش کی یعنی کسی گل میں سارس کا ایک جوڑا تھا جس کے ترکو کسی فشکاری نے نشانہ ننگ بنا دیا۔ سارس کے جوڑے کی محبت مشہور ہے۔ چنانچہ مادہ نے فرط رنج و فغا سے گل گھل کے آخر کا جھگل کی لکڑیاں جمع کیں اور پتیا بنا کے سنی کی طرح جل گئی۔ مرزا سرور اس فزائش کے متعلق لکھتے ہیں:-

”القصہ بارہ سے سرسختن ہجری اور اٹھارہ سے اکاواٹھ یو

تھے کہ اس صاحب فہم و فراست مالک ریاست نے اس در دولت

سے دور بخردن سرور سے بذلیہ مرزا وزیر اس حکایت کی فزائش

کی کہ تحریر ہو۔ بخدا سے عزم و دل کہ عالم الغیب ملا رہے ہیں یہ صد

گوش زد ہوئی لکھنے کی محکوم کہ ہوئی۔ سرورست دلم برداشتہ و تحریک

دم بھر دناخیر کی مجبوری یہ ہوئی کہ ملازمان سرکار کرستہ چلے گئے تھے

اگر پانچ چھ روز کی بھی مملکت پاتا ساتھ کیفیت کے گھٹا باڑھا تا۔

دزم کا ڈھنگ، بزم کا رنگ، کسی پیرا میں دکھاتا۔

و حقیقت قصہ بہت مختصر تھا اور مملکت بھی بہت کم ملی تاہم

کتاب فردوسی کے شاہنامہ کا خلاصہ ہے جو غز میں کیا گیا ہے۔

بالترتیب تصنیف کیں۔ آخر الذکر کتاب ان کے خطوط و رسائل کا مجموعہ ہے جس میں فارسی و اردو دونوں زبانوں میں مکتوبات درج ہیں لیکن میں نے اسے تصانیف کے ذیل میں اس لئے شمار کیا ہے کہ ان پر انیویٹ تحریروں میں بھی ان کی اصلی انشا پر داری بدرجہ کمال موجود ہے۔ ان کی بعض عرضداشتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے فساد عجائب کو اکثر شاہان اودھ کی خدمت میں پیش کیا، لیکن انکار غنائی میں طوطی کی آواز کو سننا تھا۔ حتیٰ کہ ۲۳ برس تک وہ لکھنؤ میں عمرت کی زندگی بسر کرتے رہے اور اس اثناء میں ان کی شریک زندگی یعنی بیوی کا بھی انتقال ہو گیا۔ مرزا کے لئے یہ ہر نیک صبر آزمایہ تھا کیونکہ خیال داری کا بوجھ جو معمول سے زیادہ تھا انھیں سرٹھلنے کی مہلت نہیں دینا تھا۔ سرور نے ایک فارسی خط میں اس واقعہ کا دردناک الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

آخر کار ان کی مصیبت کا زمانہ ختم ہوا اور تخت لکھنؤ پر سلطان عالم محمد واجد علی شاہ جلوہ افروز ہوئے۔ اس موقع پر مرزا سرور نے ایک نہایت عمدہ قطعہ تاریخ گما جو خوش قسمتی سے قلعہ الدولہ منتقل الملک محمد قطب علی خاں مستقیم جنگ مصاحب خاص سلطان عالم کی وساطت سے پیش ہو گیا۔

قطعہ تاریخ

”ہمارے پیش پہ ہے اور نبی ہے کیفیت سرور سب کو سہاکتے ہیں بتنی و رند
جوزب تحت ہوا شب کو شاہ نیک اختر ہوا ہے سال جلوس اسلئے چراغ ہند
بادشاہ نے اس قطعہ تاریخ کو بہت پسند کیا اور خلعت والعام کے علاوہ مرزا کو ملازمین خاص کے زمرے میں داخل کر کے پچاس روپیہ ماہوار مقرر کر دیے۔ سرور کی زندگی کا اتنا ناک دور ہمیں سے شروع ہوتا ہے جو انتراع سلطنت تک قائم رہا، لیکن واجد علی شاہی دور اسلئے انتہہ بادشاہ کا مجلس بھی تھا جو خاص لطف پیدا کیا ہے۔

عہد شاہی تک سرور عیش و راحت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن وہ زمانہ ایک خوش آئند خواب کی طرح بہت جلد گزر گیا۔ اب وہ پھر اسی اگلی فلاکت میں گرفتار ہو گئے۔ لکھنؤ میں مولوی محمد یعقوب انصاری فرنگی محلی اُن کے پرانے دوست تھے جن کا چھاپہ خانہ عہد شاہی سے قائم تھا۔ مرزا کی زیادہ تصنیفات اسی مطبع میں چھپی تھیں۔ انھیں کی دسالت سے شروع انگریزی میں مرزا کی رسائی کاربنکی صاحب سٹی عجربریٹ کے سرشتہ دار میر قریبی تک ہو گئی اور وہ ان کے قیام ہوئے۔ اسی سلسلے میں منشی شیونرین صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو ان کے غائبانہ علاج اور سچے قدرواں تھے۔ منشی صاحب محکمہ کسر میٹ سے تعلق رکھتے تھے۔ سو سنے ان دونوں حضرات کی بندہ پروری اور قدرواں کی تعریف کی ہے۔ خصوصاً منشی شیونرین اُن کی بہت کچھ مافی الامداد کرتے رہے اور جب اُن کی تبدیلی بنارس کو ہو گئی تو مرزا کو اپنے ساتھ لے کر مجبور کیا۔ لیکن اُس وقت وہ بوجہ نہ جاسکے۔

تھوڑے دنوں بعد کاربنکی صاحب بھی ولایت چلے گئے اور اُن کے سرشتہ دار میر قربان علی بھی اپنے وطن کو روانہ ہو گئے۔ اب مرزا پھر بے یار و مددگار ہو گئے۔ اس پر طرہ یہ کہ عہد شاہ کا مشہور غدر برپا ہو گیا جس نے سارا شہر خاک سیاہ کر دیا۔ مرزا سرور اس طوفان عظیم میں تنگ کی طرح اڑتے پھرے اور جب انگریزی تسلط پر اپنے وطن میں واپس آئے تو اُس جنت میں خاک اُڑ رہی تھی جس کی سرسبزی و شادابی پر اُن کو ناز تھا۔ خوش قسمتی سے میجر کاربنکی پھر ولایت سے آ گئے اور بعد فتح پھر لکھنؤ میں اپنے عہدے پر مامور ہوئے۔ ساتھ ہی میر قربان علی بھی آ گئے۔ مرزا سرور کو اتنا سہارا غنیمت تھا میجر کاربنکی اور میر قربان علی تاریخی لوگ ہیں جن کا ذکر تاریخ اودھ میں موجود ہے۔ ان دونوں نے لاکھوں

سرور نے سارس کی مادہ کے سوز و گداز کو نہایت مؤثر الفاظ میں ادا کیا ہے۔ اس قصے کا نام ”قرار عشق“ ہے جو نہایت کچھ کم معنی خیر نہیں۔ اس کے بعد زمانہ آخر و اجد علی شاہی میں مرزا نے ایک اور قصہ ”شگوفہ محبت“ اجد علی خاں رئیس طبع آباد کی فرمائش سے لکھا جو اُس وقت عہدہ نفاست پر ممتاز تھے۔ اس کے دیباچے سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے فسانہ عجائب اور سرور سلطانی کے علاوہ کئی چھوٹے بڑے قصے اور بھی لکھے تھے جن میں شہر عشق کے سوا اور کسی کا سراغ نہ لگ سکا۔ اسی دیباچے میں لکھتے ہیں :-

”اگرچہ پڑھنے لکھنے والے کم نہ ہوں گے، تا سفت اتنا ہے کہ ہم ذہنوں کے۔ تعلقہ اپنے آئے گا تو مشہور ہوگا۔ ہلاک کو سرور ہوگا۔ اس وقت سہوا غلطی معاف کر کے، طبیعت کدورت سے صاف کر کے۔ جو صاحب اوصاف کلام سرور سے سرور ہو۔ وہ اتنا کلمہ فرمائے کہ عاصی غلامان حسین کے ہمراہ مشہور ہو۔“

اس تحریر کے آخری فقرے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جب تک بیگ کا مذہب اثناعشری تھا۔ قصہ بالکل پرانے مذاق سے بھر ہوا ہے جسے ہر چند کھتری نے لکھا تھا اور مرزا سرور نے اُسے طب دیابلس سے پاک کر کے اپنے طرز پر تحریر کیا ہے۔ اس کے آخر میں اجد علی شاہ کے معزول ہونے اور حکومت کی طرف روانہ ہونے کی مختصر کیفیت بھی درج ہے :-

”ان دنوں کہ بارہ مئی ہجری اور مینا شہباز کا ہے مجمع پریشانیوں کے سامان کا ہے۔ یعنی سربراہ اس سلطنت عالی رجب مسفر غریب لغزم لندن ہے پھوٹا بڑا مبتلا سے مصیبت تھنہ مشق اندوہ و غم ہے۔ اس گلزار ہمیشہ بیار میں بہن و دے کا سامان ہے، ایسا آباد ملک سرور ویران ہے۔ دیکھنے والوں کا جگر خون ہوتا ہے، وحشت رستی ہے، بہتوں جوتا ہے۔“

سے الوریائیں گے تم خطا گنوار میں نکل پھینکے ہے اور ول کی طرف بلکہ ٹم بھی۔ الخ لکھ رکھنا اور ملاقات کر کے دیدینا۔ تمہارا ذکر اچھا ہے غالباً اس وقت انھیں صنعت بصارت کی شکایت پیدا ہو چکی تھی ورنہ ان خطوط کے وہ خود بہت بڑے استاد تھے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ پٹیلالہ نے بھی انھیں ارزاہ قدر دانی مصحح کرے کی جڑی عنایت کی تھی۔ مرزا سرور کی ایک تحریر سے ان کا دہلی جانا بھی ثابت ہوتا ہے جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

”ایک ہفتہ میرٹھ میں قیام کر کے صبح کو شام کر کے مجبور کا پنز روانہ ہوا پیش دل کو بہاد ہوا۔ لڑکی تنہا غیر منس کی صحبت ہر دم عالم حیرت کلاں کیا تھا آج کیا ہوا۔ یا شاہ جہان آباد کی سیر وہ خانقاہ اور دیر یا جنگل کا سننا تھا ہے۔ اس اُدھیر میں گھر پہنچنے کی دمن میں کانپور نظر آیا۔ اختلاں آب و ہوا کا بانی جا بجا کانک میں دم لایا۔ چڑے وہاں رہا جنہنگا۔ آخر شہزادی الاول (سنہ ندارد) میں وہاں سے جلی نکلا میں دن میں گھنٹو پہنچا۔ گھر سے تار قدم آیا تھا کسی سے ملنے نہ پایا تھا دفعتاً اس شدت سے تب آگئی کہ حکیم صاحب کی بغض سا قطع ہوئی طبیعت گھبرا گئی۔ سہ دست مسل کی صلاح ٹھہری۔ پانچواں منفع تھا کہ جناب قبلہ و کعبہ مرزا خانی نوآزش بندے کے استاد اس خراب آباد سے تشریف لے گئے عجیب مددہ جا کھا وہ گئے.....“

نوبت رائے نظر

(باقی آئندہ)

برہاتہ صاف کیا اور شہنشاہی کے مزے لوٹے دوست و شہرت کے علاوہ ”طاؤس کیم“ بھی میر صاحب کے ساتھ ہو گئیں۔ بالآخر دونوں پر مقدمات قائم ہوئے اور آخر الذکر کو دس برس کا جیلخانہ ہوا۔ ہر کیف یہ صحبت زیادہ عرصے تک نہ رہی اور مرزا پھنسی کا شکار ہو گئے۔

لیکن اس مرتبہ انھیں زیادہ عرصے تک سختی نہیں بھیننا پڑی اور ایک سال کے اندر ہی مہاراجہ الیشری پر شاہ و زان سنگد ہار کا شی زلیں نے اپنا شقہ خاص بھجوا کر انھیں بنارس بلایا۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۷۷ ہجری کو مرزا سرور بنارس روانہ ہوئے اور مہاراجہ نے انھیں نہایت اعزاز کے ساتھ قلعہ خاص میں فروکش کیا۔ سرور کی زندگی کے آخری آٹھ نو سال میں سرور نے اور میں ان کی مہتمم با نشان تصنیفات ”گلزار سرور“ اور ”شہنشاہ“ معرض وجود میں آئیں اور بعض متفرق نثر و نظم بھی۔ اسی اثناء میں مہاراجہ شیو دین سنگد بہادر وانی اور نے بھی انھیں طلب کیا تھا اور منشی یوسف علی خاں مصاحب راجہ صاحب مدوح نے میر حسن علی کی معرفت ان کی طلبی کا خط بھیجا تھا۔ لیکن سرور چاہتے تھے کہ خود مہاراجہ کا شقہ آئے اور اسی وجہ سے الوریانا نہیں ہوا۔ لیکن جب مہاراجہ الوریانا تشریف لے گئے تھے تو مرزا نے باریابی حاصل کی تھی اور اپنے بڑے صاحبزادے کو جو کانپور میں مقیم تھے تحریر کیا تھا کہ مہاراجہ صاحب اسی راستے

غلام کبیر شاہ بخت ہوں لا اُبیالی میں نکیدل دروس میں بیا بیگ میدان بخت سے

منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(تجربہ فکر جناب مولوی فیصل سید صاحب لا اُبیالی)

مطرۃ فلک ہند

(تجربہ فکر جناب شی اطلان صفی صاحب شمس فنجوی)

پسنت ہے گدائی کی اسد اللہ کے درے میں لپٹا جاؤ گے غم میں بھی دامن حیدر سے
کھڑا ہوں بھی ہے کا پتلا اس شیر کے درے از تاسے پڑا شیر فلک بھی غوث صفدر سے
عیان قدرت ہے جس کی زور دست جگت ہے عیان محبت ہے جس کی بارگشت شاہ خاور سے
گدا میں در کے بڑھکر ہیں کیں کسری و سحر سے غلامان کیں بیکر کیں سلمان و بودر سے
غلامان ہر کیں ہے زور بازو نے یہ لائی ہو یہاں رسالت نفس و اللہ الکر سے
ہر بر پیشہ صولت تنگ تدریم بخت ہوئی معراج جرات بھی تو بخت کے بدر سے
گئے جب رزم میں "اللہ اکبر" ایک حملے میں عدو کے چار ٹکڑے کو شے تیغ دو پیکر سے
شکستہ دوختہ اور پارہ پارہ کر دئے دشمن سناں سے گزے شیر سے ناک سے بخت سے
کیں تو "لا فتی" سے بھر خانہ خدائی ہیں کیں یہ نبوت ربی کے اہل چادر سے
کیں "ممن لکنت موتی" سے عروج زدہ فوت کیں تشبیہ ہارونی میں تو ام ذات مرد سے
"علی بابا" سے شان اعلیٰ آپ کی ظاہر سین تمنا سے حق کلام پاک داور سے
مواخاہت سے دوست اُن کا دوستدار الکا برار کا حد وجود دشمنی رکھے برادر سے
نبی اور آپ ہی سجد میں ہر حالت میں جاتے تھے طہارت رب نے پائی آپ ہی کئے پیر طہر سے
ہوئے کبیر میں جو پیدا خدا کے شیر کلائے بنے خشک کلائے خلق بھی تو نور سے زور سے
بتائے کو کوئی نقش فضیلت یہ بھی کیا کہم کیا اللہ نے ہی عقد خود دشت پیمبر سے
طیر پریش سلیم پشت و پناہ دیں دو کرے یکہ و تنہا تہمتا جماعہ شکر سے
فضائل آپ کے یہ بھی بجائے کوئی تو کافر شہادت حق نے تو دلوا ہی دلی شیر و شیر سے
ولایت شامہ وال کی سادامہ پر والی شانے حیدر کرار سن لوجر سے برے
بنے خاک بخت گرتو تیا سے چشم جان دول بناؤں پاؤں شوق شاہی کوہی ہوس سے
محبت آپ کو گل میں ہے از لعل لب لباب الی ہوس نہیں پر جو گرے قطو مرے انیدہ تر سے
دل سے صحت مہلہ والے بخت میں ہوشی طے کا جام کو شکر کیوں نہ پھر ساقی کو شکر سے
عدو ہو جائے گا سازا نامہ بھی تو کیا ہوگا غلامان ملی سے ہوں گلان کو سے حیدر سے

آہ لے مطرۃ چسرخ - یہ جلوہ تیسرا دل لئے لیتا ہے رنگ چین آرا تیرا
کیوں نہ ہو یہ فلک محو تماشا تیسرا آفت جان دو عالم ہے سرا پاتیرا
بزم باہم غم نہ سخن سے نہایت پائی جلد ریزی سے تری پہنچنے بخت پائی
تیرے نفوس نے قیامت کا دکھا یا ہے کمال عالم و جد ہے ہر کوکب درمی پیمیاں
میں نواسے طرب انگیز ہے دست افشاں اور گل میں پڑے پھرتے ہیں ہر جویہاں
چرخ بر ہے طرب افزائی کا سماں تجھے سقت نیلی کا یہ نظر ہے گلستاں تجھے
زہرہ تو آپ ہے ہیان زہر جوبین نام ترا اپنے نفوس سے کعبانا ہے سد اکلم ترا
جلوہ اتا ہے نظر جب کسے شام ترا دل اڑا لیتا ہے یہ چسپہرہ گلخام ترا
دلربائی کے تر سے پاس میں اندازتے طرب انگیزی کے سلمان غم سازتے
تو کبھی صبح کو دکھلاتی ہے جلوہ اپنا کبھی کرتی ہے سر شام تماشا اپنا
تو نباتی ہے ہیں دور سے شہید اپنا آہ! تجھ پر کبھی ہوتا نہیں قبضہ اپنا
بزم گردوں سے ادرہ حق کبھی کرتی ہی نہیں خاک کے فرش پہ آئے کوسنوری ہی نہیں
ہاں ذرا دیکھنا - وہ زہرہ میں رنگ پری آسمان سے اترا ہی ہے بعد جلوہ گری
کس نزاکت سے وہ پینے ہوئے پوشاک ہی آگئی خاک پہ کرتی ہوئی جا دو نظری
ہند کی خاک پر کیوں آج ہے سالن ایسا آسمان سے جو لایا گیا ہمسال ایسا
جس طرف دیکھے ہے رنگ سرت کی بار بن گئے دشت و جبل فریت صحن گلزار
جن کے آج وہ سالمان ہوئے ہیں تیار و یکدہ جن کی دل آویزی کو ضلوع ہنار
لو سنو کیوں یہ زالی ہے طبیعت کی خوشی لار و لعل بوی ہماور کا ہے صحت کی خوشی
حبذا صحت آفاکی خوشی کا ہے یہ رنگ میر ہن فرط سرت سے ہماجم پتنگ
بزم احباب میں یہ مطرۃ خوش آہنگ آئی ہے نوز و لکش کی دکھائے کو شکر

دل سے اب تکوں میں کل دھارائے کوئی گلشنِ امیں میں تازہ بہار آنے کو تھی
 نائب شدہ کی قدیم سی پر کیا کیا ناز تھا شہر میں ذاتِ حمید شہریار آنے کو تھی
 قلند دہلی کو دربارِ خلافت کا تھا فخر اس کے صدر بیتِ شانِ انظار آنے کو تھی
 ہو چکا تھا شہر میں داخل عزت کا وال ساتھ شکلِ عزیز روزگار آنے کو تھی
 راجہ دیگ میں لہجہ صیاد کے پڑی جھج جھج یونی اس دربار کا بھی نیک بڑا ہے دنگ
 رویہ اعدائے امن ملک کا چادو چلا جوشِ شادی صدمہ غم سے بدل گیا
 قلعمیں کچھ سلامی سر ہوئی ہے یکیں شہر میں کچھ خوشی کا یہ کوئی گواہ
 جانتے تھے کیا گزشتی ہے بار بار بڑے سب کو جیت تھی جلس کلبا یہ کیوں کر گیا

کیا خبر تھی حرب آئی اپنے پیارے لاکھ کو کیا خبر تھی دشمنوں پر آپ کے ٹوٹی بلا
 اس وقوہ کا نہیں آیا کسی کو بھی نہیں جب بقیں آیا۔ تو دل پلوں میں پھر نہیں
 قلند تک تھا وہ جلوسِ محترم گھر وال اور شکوہ و شانِ غمی بار بے شرکت بیگان
 حج اگر پوچھو تو لوگوں کو نظر آتا تھا یوں جیسے ہمیشہ ٹہل و گل پر بار کا بوستان
 یا کوئی جیسے چائے بیچ میں جھپٹ رہا جبکہ رادھا کشن کا پیرا ہوا جٹا نشان
 بن دامن جیسے شہ عاصی اور دودھ لہا بن رہا اس طرح بے یوسف دہلی کا وہ بچا کا رہا
 جب کو ایلن ہو گئے اس ماؤنڈ کے شہر تو چچا لکرام اک داری شہی میں گھر پر گھر
 کون ہے جوشِ حمیت جسکے سینے میں نہیں نقشِ شبِ تیری سے کون فانی ہے نہیں
 ویسے رگِ حکمت عملی نہیں کس کو پسند نائب شدہ کے مکارم کا میں کس کو تعین
 کیا یہ دہلی بند بھر میں کون ہے وہ دیشو جو نہیں اس سانچے سے دلِ شاست اور جڑیں
 ملک کو اس واقعہ پر غم ہے اور غیرت بھی ہے ملک کا اندوہ لگیں ہے بلکہ ہے وہ شریک
 ہے تسلی کا کوئی پیلہ گرا اس میں تو ہیں پنج گنی خدمت کی جانِ فادموں پر تل گئی
 اتنا پڑتا ہے صدامنوس ہم کو یہ سخن ملک میں باقی ہے اب بھی کچھ دیکھ دیا رہا
 پڑھ لکھ شورشِ بیجا نہیں اب گرجا عام پھر بھی وہ فاسد حرارت کے پیکر خوش زن
 یکاں ہے لطفِ شاہی اور فراہِ ملکیت تھی یہ امید اب ہے کہ قافریں اس کا وطن
 کیا خبر تھی کوئی لمون ایسا آٹھے گا یہاں دم میں کرے گا خوشی کے گڑھ کو بہت خوش
 لوگ کہتے ہیں کہیں اس کا پتا چلتا نہیں میں یہ کتنا ہوں کہ اندھ کھا گئی اس کو نہیں

جام پی کرے گا رنگ کا سب پھر میں آج بند کے سارے مکاں نور سے ہمیں آج
 ہندوئی کی ہے دھماکتے دھارے ملائم لارڈ پارٹیج بہادر میں دلِ شاد و دام
 دولت و صحت و اقبال ہیں ان کے قلام ان کا بدخواہ رہے خوار و ذلیل و بدنام
 لیڈی پارٹیج کا اس جٹن سے دلِ شاد ہے اور کاشا نہ تنساؤں کا آباد ہے

رسیدہ بود بلائے دے بجز گزشت

(نثریہ نثریاب پنڈت راجہ ہنر ناتریہ صاحب کھنٹی دہلوی)

ہر طرف پھایا ہوا ہے آج شادی کا سماں شکِ نعلِ لیز دی کرتا ہے ہر پہر وصال
 نائب سلطان عالم کو دھارے دی شفا تل گئی سر سے جو آئی تھی بالائے ناگماں
 حافظہ جتن سدا ہے نیک بندوں کا حفیظ رحمت حق ان کی رہتی ہے ہمیشہ پاسبان
 انکے تو بہتر ہے بھڑی کے گز سے ہیں یوں اور کمانوں پر رہا ہے ٹوٹا بندوستان
 جس قدر حضرت سے ہمدردی ہوئی اس ملک انکے وقتوں میں نہیں ملتی نظیر اس کی نہیں
 منہ کو آتا ہے کلیہ اُن بیاں کیسے کروں آٹھا تھا دشمنوں پر جبکہ وہ وقت نروں
 ہل گئے دلِ خلق کے اور حوصلہ جا رہا دیکھتا تیر کوئی اس وقت وہ مضبوط سکون
 خون کی دھاریں تنہا اُس سے جاری تھیں مگر تھا مروت کوئی ارشاد تو کرتا ہے کیوں
 ہو جو لیز دی تو ایسی مضبوط تو اس قدر تیرے ہتھال کی میں کہ نہاں سے دادوں
 حوصلہ کی تیرہ کیا تو صحت کر سکتے ہیں ہم ہے نظیر اس کی تو وہ خود لیڈی والا شتم
 مرجا صدمہ جہاں سے ہاڑے والا تیار حوصلہ تیرے دلِ محبت میں شہر میں کے شتا
 حادثہ نے جبکہ دلِ مردوں کے پانی کوئے تو نے ہاتھوں سے بچنے دی ظلم اختیار
 جو مناسب تھا کیا۔ اور کر دکھایا وہ کمال جو رہے گا دل میں لوگوں کے ہمیشہ یادگار
 تو مگر انگریز کی عظمت اس سے دہنی ہو گئی اور انگریز ہی خواہیں کا بڑھاس سے وقت
 کام وہ تو نے کیا اے ہاڑے محلِ شیں جو کوئی بڑیل منہ پر توپ کے کرتا کہیں
 ۱۹۳۳ء کے حادثہ کے بعد راجہ القاب حضور دیر سے بہادر کی صحت یاب
 پر اہل ملک کے خیالات کا اظہار۔

ازبرائے افغندہ صدر علی محمد سردار ان دہ لے کے کڑوں کے نکل آتا ہے فتنہ آفتاب
مدیر کی میں نہیں لڑم ہے یہ غفلت کی نیند چونکہ لے غافل کلاب آیا ہے سر پر آفتاب
وہو پ میں نکلنے گھر سے آؤ کھانا یا کنگا رنگ آگ برسا تا ہے دیکھو منہ پر در آفتاب
کتے ہیں اس کو خشنہ یا کنگاں اہل نجوم ہر طے ثابت ہوا ہے نیک اختر آفتاب
اُن رے محمد الزاجی الخد غیظہ و جلال پھر ہا ہے چرخ بنی پر کھلے سر آفتاب
رات کی گری سیاہی ہوتی جاتی ہے سفید چھوٹتا رہتا ہے کیا ہر روز فتنہ آفتاب
کچھ غرض رکھتا نہیں ہے کٹا ورتیلوں سے بے تعلق ہے برسنہ دیکھو یہ نیچر آفتاب

آسمان مع پراس کو چڑھایا آپ نے

حضرت شوق آپ کا ہر کاشت اگر آفتاب

موسم گرما

(نتیجہ مکرنا بنائی انجی شمس صاحب اثر)

فصل گرما پھر حسان میں آگئی باغ عالم پر اُدا اسی چھا گئی
آہ کیا بگولی ہوا ہے بوستان اُگیا گلشن سے رنگ گلستان
اب ہوا میں نام کو خشت کی نہیں دھوپ کی شدت سے جل اُٹھی ہیں
جو کہ پہلے تھی نسیم خوشگوار ہو گئی اب وہ ہوا سے شعلہ بار
تھی ہوا خواہ تپن کل تک صبا ہے مخالفت آج یہ یگولی ہوا
زور میں گلزار کے سارے شجر رو گیا غنچوں کا منہ بھی سوکھ کر
سوکھ کر کاٹنا ہوئی ہر اک کلی لب پہ غنچوں کے نہیں مطلق نہی
آکھ میں رنگس کے اب آئی ہے جا لُکے مارے پھر گئیں ہیں ٹپیلیاں
جو گی ہے خشک سوسن کی زبان تفتہ جاں لالہ ہے گل آتش جہاں
نہم سبز لے کا نہیں ہے اس پاس لپٹ سے جل اُٹھی مچھرا کی گھاس
اب نہیں پھولوں میں باقی رنگ بُو سُرخ و جو پھول تھے ہیں زرد و
سرخ کالے گھر سے جسے کس کی مجال ہے نہیں پر پاؤں تک کھنا محال

جواذیت آپ کو اسے سرور ملی ہوئی پاس اہل ملک اس کا دلوا ہے یہی
ہے کہیں ملا نمی بیجا کا گربانی نشان تو کریں اپنے رسوخ اور سنی سے اسکی نفی
خوش بیجا کو ملکہ ملک سے خارج کریں اور جڑ کاٹیں فساد اور شکوہ پیوہ کی
دھل سکے گا ہند کے واسطے یہ داغ اسطرح ورتے پھر کھینچو نصیحت اپنی عالم میں ہوئی
ہاں وہ پاؤں گے نظیر اسکی سلع میں تم کہیں ہو کہ یہ کچھ بھی کہیں جبر و تشدد کچھ نہیں
کیا تھ لطف و لغت کا ہو دھعناے و خشم ہند میں مزید اہل ہیں ترے الطان و کرم
صدہ اول جیسا غم کا مٹا تو اہل ہند کچھ انجی بازہ اس حرکت کا سب کچھ پیچھے ہم
دل میں تیرے لیکن اے سرور و جنت تھی بڑی کردار کونسل کے یہ ارشاد میں تو نے رقم
ہم نہ بدلیں گے رخاہ ملک کی وہ پالیسی ہند پر جو مستبار اپنا تھا وہ ہو گا نہ کم
تو یاں جب تک رہے تیری جگہ ہر دل میں ہے یہ پچھلے شمس پر والوں کی تو محض میں ہے
صدق دل سے یہ عاکرنا ہے کل ہندوستان دلوں زندہ رہے تواد ہمیشہ شادمان
کا نہیں ملے مگر کے بعد سے سدا ہوتے ہیں تیزیاں تیری شنا میں ہوا رک پیر و جوان
ہند پر ہر مہولطف تیرا ہند ہو چکا ہے ہر نشان اور ہے تیرے فکر الفت کا میاں سکھ رہاں
خدا مال ہمیں لا رو اور لیڈی ہارڈ اور ہے سر سبز امیدوں کا ان کی گلستاں
ہو جیت ہند کی تیرے پر دل و جاں سے خوار اور ہند کا ہے الطان تیرے پر شمار

آفتاب

(نتیجہ مکرنا بنائی میر عبد الرؤف صاحب شوق حوضی)

دور گرمی مہ ہا ہے روح پرور آفتاب اہل دُنیا کے لئے ہے فیض گزیر آفتاب
رات دن کتا ہے کیوں چکر چکر آفتاب ہاں کسی مرد کا جیسا ہے مقرر آفتاب
دشتا ٹھٹھ جاتے سب کا دم ہاں اندھیر ہو رو سے روشن پھر نہ کھلائے جو چکر آفتاب
خلق کی راحت رسانی میں ہے کتنا گرم جوش موسم گرما میں بن جاتا ہے مہر آفتاب
کیوں نہ کہیں اس کو پھر اپنا خدا آتش پرست چرخ کے آتشکدہ کا ہے سمندر آفتاب
دن کو چڑھ کر چرخ کرتا ہے یہ عالم کی سیر رات کو رہتا ہے کس منزل میں چپکے آفتاب

اب کی گرمی ہے کس ترواقے کی سخت بے چین ہیں صفا روکھا
 آگ اُبلتی ہے چمپو چمپو سے فزہ فزہ ہے در پہ آزار
 آگ پر لوثتے ہیں چپسل ابدل پنج آگن تاپتا ہے یا سنار
 بیل بیویوں نے ڈال دی گونیں قد دھوپ سے ہوبہ میں زار و تزار
 بل میں چلتے ہیں اب نہ گاڑی ہیں غم نہیں آ پار گر ہو آ
 دھوپ لکھا کھائے کش میچ بل میں لوکے مارے گرے پڑے ہیں سو
 آجکل صورت سفر ہے سفر راہ چلنا ہے دھوپ میں دشوار
 ہو رہے ہیں چراغ باگھوٹے پاؤں رکھنا زمین پہ بے دشوار
 جا کے بھینٹے پڑے ہیں ڈابریں پھر بھی بے چین ہیں بے قرار
 ہر پرندہ ہے مرغ بسم اللہ ہر چرندہ ہے نقش بردوار
 مرغزاروں میں اب نہیں نکلا سیکھ رہا ہے سونگو کی گھسار
 خاکداں بستر سندر ہے

قوم خاکی کا حال ابتر ہے

آہ! انسان ہو گیا گلزار خندہ گل ہے اب نہ بانگ ہزار
 آج گلشن میں کوئی پھول نہیں آہ کل تک تھا پھول میں گلزار
 خاک اُڑتی ہے صحن گلشن میں ہر طرت چھا رہا ہے گرد و غبار
 چھاؤں ملتی نہیں ہے سائے کی جل گئے سب درخت سایہ دار
 جل گیا بانگ لالہ زاروں کا سبزہ زاروں کی لٹ گئی ہے ہمار
 کویلیوں بلبلوں نے کوچ کیا رہ گیا گلستاں میں آتشخوار
 زرد و ہر درخت بتاں ہے سرخ و ہے اگر تویر گ چنار
 دھول اُڑتی ہے صحن بتاں میں

خاک بھی اب نہیں گلستاں میں

دھوپ سے سرد ہو گیا بازار بند گرمی سے ہے بچ بچو پار
 آجکل ہر مکان بے ٹھنڈی اب تمیں ہے وہ گرمی بازار
 اب نہیں بھیڑ بھاڑ پاؤں میں سخت حیران ہیں سیٹھ سا جو کد

اب نہیں چلتا ہے سب بزم کا پتا دھوپ دیکھی رنگ س کا اڑ گیا
 لوکے جھونکے ہر طرت چلتے گئے دھوپ سے دشت و جبل چلتے گئے
 دھوپ کی حد سے حرارت بڑھ گئی کس قدر اس کی شہادت بزرگن
 خوشنما نظر سپاہیوں کا کہاں آج ہر اک کوہ ہے آتش فشاں
 شیر دریا کی ترائی میں پڑے ٹھنڈے کے نیچے ہوئے آہو کھڑے
 آتشیاؤں میں جیسے جاکر طیور دشت میں کوئی تین نزدیک دور
 کرو یا گرمی نے سب کو بیکار اعلیٰ کی ہر طرت سے ہے بیکار
 لگ گئیں بنگلوں میں نس کی ٹیلیاں بادکش کی کھنجر ہی ہیں ڈوریاں
 پھول کے گلے چنے ہیں آس پاس ارگے میں سب رہاتے ہیں لباس
 محو آرایش ہوئے پھر گلبدن پھر جوئے پھولوں کے گھنیر پت
 جل اٹھا بھاری لباسوں نے دن ڈوری تین زب ہے اب زب تن
 شدت گرمانے پہل کر دیا چین ہی آمانیں اب تو ذرا
 شعلہ آتش ہے ہر خمیرہ آج عالم سوز ہے گیتی فروز
 اسے اثر ہو جائے غارتشیں دہرے لوہ لگ جائے کیس

دیکھو گرمی کی گرمی بازار

(نتیجہ فکر شاہ بروہی موسیٰ حسین صاحب اختر خاں آبادی)

پھر ہے گرمی کی گرمی بازار خاکداں ہو گیا ہے کرہ مار
 ہر حمل بروج آفتابی ہے گرم لوہے کی لاٹ ہے مینار
 کوٹھیاں ہیں کر قلقل آتش یا کچے ہیں جلالیوں کے حصار
 شہر کا ہر مکان گلشن ہے ہر حویلی ہے خانہ خستہ
 آگ کا فرش آگ کی چھت ہے آگ کا در ہے آگ کی دیوار
 آتشیاں ہے کر قلقلش پوشش مال ہے یا تنور آتشکار
 آگ برسا رہا ہے چشمہ ہور موج ہے ہر کرن کی آتشبار

خول کا بھی میاں وجود نہیں آگیا بیتال ہے دھت چستار
نعر صرورت ہے آگ کی ٹرسیا رہنمائی کا ہے اسی پر مدار
سوت لٹے ہیں آبشار مل کے
لب ہوئے خشک رود باروں کے

وہ میں چوتھے آتشیں رخسار ہو چکی اُن کی گرمی باندار
اُڑ گیا رنگ گورے کالوں کا ہو گئی سرود آتش رخسار
کام کے بس میں اب نہیں کوئی بھگ گیا دوق و شوق بوس کنار
اب نہیں سیکلتا کوئی آنکھیں اب نہیں کوئی تشنہ دیدار
اب نہیں سوز و سدا کا سودا اب نہیں گرم حسن کا بازار
افشرہ چا ہٹے اناروں کا بھار میں جاے شربت و دیدار
اُڑ گیا رنگ مہر جبینوں کا

حال تپلا ہے ناز نیتوں کا

تو دھٹکے شعلہ ہائے آتش کا قہر چل رہا ہے چہار سو کسار
بانس سے لگن نے کیا پرکاش یا کرجا لانے لے لیا اوتار
آگ کی دوڑ ہے قیامت کی ایک تو آگ پھر ہوا پہ سوار
باغ آتش لگا ہے جنگل میں چھٹ رہے ہیں چار سمت اند
برق ہے یا کہ آگ کا ٹوکا شعلہ نار ہے کہ موڑ کار
پر فشاں آگ کے پتنگے ہیں مرغ یا قوت پر ہیں یا ہیں شرار
پر لگی ہے چہار سو بھاگ گرد عرصہ حشر بن گیا کسار
شیر جیتے چھپے ترانی میں خہر کے گرد آگے ہیں سیار
آکھوں سے نکل گئے جیتل سامروں نے لیا اچھل کے گلہ
بھاگ نکلے و حشر ماندوں سے آتش لڑے آگ کے پردار
چار سو ہیں رواں دواں آہو ڈھونڈتے ہیں فحش سلاوا
بھاگ نکلے ہیں اثر و عقبہ بل کسی نے لیا کسی نے غار
مرد کو دین چھپے ملاؤ مس جاگین پر میں مر کے ہیں مان

آبکاری پہ اب نہیں بیلے سائیلوں کی سبیل پر ہے بچار
آتش ترنے اور پھونک دیا سبزیاں چھانستے ہیں بادہ خوا
آگ کے مول ہو گیا پانی آبشار کا چپڑ گیا بازار
بشتیوں کی چمک گئی تھیر آج پانی ہے شربت و دینار
آج سنار کے ہیں جیل وانا موج کرتے ہیں لٹنوں میں کما
ہر کنوے پر ہے اس طرح جگمگ جس طرح اک انار صدیمار
تشنہ کاموں سے بھر گئے پنسال اعطش کی ہے چار سو سے بچار
آگ کا ہے گرہ زمین نہیں

آرہی ہے یوں پہ جان خرب

اسماں تھا جو طلع الودا گروتے ہو گیا ہے تیرہ ونا
آندھیاں اُٹھ رہی ہیں طوفانی موج بلاق ہے دامن کسار
ہر گلو لایا ہے آگ کا پتلا تیز ہے آفتاب شعلہ بار
آب دریا ہے اس قدر کھو جلی گئی سوزش دروں سے سوار
اُبھرے اُٹھ رہے ہیں پانی سے شاد و دریا کو یا چپڑا ہے بھار
پھسر رہی ہے سموم گرمائی چل رہی ہے ہوا سے آفتار
کیا طلسمی ہوا ہے گرم ہے بن کا ہر پیڑ بن گیا ہے آ
ہو کا عالم ہے دشت و صحرا میں بے طرح جوناک ہے کسار
اب نہیں گونجنی صدا سے جس فاصلے ہیں نہ فاصلہ سار
آتشیں جوش ہے ہر اک دادی ہر بیابان ہے منیلاں زار
دشت ہے یا طبقہ دوزخ ریگ صحرا ہے یا کچے ہیں شہر
آج جو الاٹھی ہے ہر پرست آتش افشاں ہر ایک ہے کسار
آگ کے پھول ہیں کھلنے میں داغ دینے کو گافشاں ہے در
لوٹ چرتے تھے بن مقاموں پر شتر یا ہے وہاں زاونٹ کنار
لاپتہ ہے گویا ہر دم شکل آدم تو ہے بہت دشوار
دیہاجن کا ذکر کون کرے شجرہ البھن ہے اب درو غار



”شوخی بھی ہے آنکھوں میں متانت بھی‘ دیا بھی“

خندہ گل و ایک نچرل شاعر کا مرثیہ

جی ہے مریج دم شوق و امن صحرایہ جیو غنیمت سراب خندہ گل
 خاکستہ دل نہ ہوتی آج بلبلِ نالوں یہ دل پسند نہیں انتخاب خندہ گل
 بہارِ جسدہ گل و دیکھو بلبلِ غنیمت سراب خندہ گل
 کیا ہے جذبہ دل نے میں بھی نالِ شوق ہوئے ہیں سالکِ ارم و صاب خندہ گل
 بہارِ طبعِ رواں رنگِ شاہدِ حسنِ فروغِ نالہ موزوں جواب خندہ گل
 ہوئے میں ساقی شرابِ غم و خندہ کیا ہے کیفِ نئے سرے شرابِ خندہ گل

ایک نچرل شاعر کا مرثیہ

(نتیجہ فکرِ خیاب، مولوی محمد سلیمان صاحب سلم، عظیم آبادی)

کس کی کیا شکوہ پیدا ہو نہ جیوں بوز قافیاں لگاؤں کس کی دل کیوں نہ توں کیے ہو یہی
 خاکستانِ بھلاؤں کی ہو کیا وہ گل جو خوشی؟ کسی آئینہ کیوں نہیں اہلِ جہاں جہیں؟
 اہی آئینے انسان کو ڈالا ہے گل میں اُمیدوں کی کس بھر پھر شوقین کا دل
 غمے بوجھ کوئی شاعر سے اطمینانِ خاطر کے بھلیں لکھیں جبکہ عمر بھر شاہ و شمس سے
 دس بچا کیا جس کا کسی کے بارِ اسان نہ ہو گزے گیا حاجت کسی کی ہو کھا گئے
 تھا غرور و دانست کا گدے بھی طبعِ اعلیٰ میں و تھا غرور و دانست کا گدے اور غم میں
 تھن کا تھا دشمن شہر و آبادی سے و شہر تھی جی آدم کی صورت سے بیخود اسکو نہ تھی
 اُسے حواسِ دلچسپی اُسے چڑوں سے لاف تھی نقشے کی کہیں با پٹاؤں میں سکونت تھی
 شہر بے چوڑی سے رات دن شرابہ تھا مدامے سے اُسکی دشت بھی گل و پھول تھا
 میرا میں کان میں ہر دم گل کی کسب و دیتیں صفائے آسمان و زمیناں فدائی نظر تھیں
 مدائش کو کلوں کی خوشی جب نہ لکھو تھیں صبا کی خبریاں بڑے بڑے بچپن کی کہتیں
 تو وہ اونچے چوڑوں حجیم کتابیں لگا تھا غضب کے کمن میں جڑے کوشاں گانا تھا
 دواں بھجا اوتا سا کرا کوئی دواہ کر کے گراں دل بڑھاتے تالیاں پتے بھل کر کے
 اسے مظلوم داکتریں قریاں و دواہ کر کے بلائیں تکیاں پہلی تھیں سر پہ ڈاکر کے
 کبھی ٹھکر کر کوئل مبارک بھتی تھی کبھی ہل چل کر کوئل پہ مادہ حق تھی

کچھ پتے بچے جوڑ ڈاکر نیلکشتوں کا جو ہے ہنس کا
 خاک کا دھیس ہو گیا دم میں جل گئے ہیں مسزاد با جاندار
 پھل ہنسی کے اٹھا گیا کل کون کون لیجائے گا نہیں ہر دوار
 آسے بارش تو پائیں یہ گنگا سیگہ راجہ لکائیں بسیرا پار
 رہ گئے تھے بلوں میں چو کیڑے ق آہ اُن کا بھی ہو گیا ہے نشہ
 رہ گئے ہیں کے وہ وہیں کے وہی گھر چھپے تھا اب وہی ہے مزار
 ایسی گرمی پہ ہے خدا کی مار
 بھائیں مائیں ایسے میل و نمل

خندہ گل

(نتیجہ فکرِ خیاب، پنڈت جواہر ناتھ کول صاحب ساقی دہلوی)

تبسم لبِ نوشیں جواب خندہ گل ہنسی میں اونگھی دم بھیں اب خندہ گل
 چاہے شوق سے جامِ شراب خندہ گل دلیلِ راہ بہنا آفتاب خندہ گل
 ہوئے ہیں سو خندہ انتخاب خندہ گل دل نگار ہوا ہے کباب خندہ گل
 کیا ہے ذوقِ تماشا نے محوِ نظار رہا شوق میں کچھ بھی جواب خندہ گل
 مٹا و شاہِ سرمست محو گلیاں سرور خندہ گل ہے شراب خندہ گل
 ہوتی ہے با و با موجزن گلستاں میں بڑا ہے موج تماشا صاحب خندہ گل
 کتابِ یار ہے گل خندہ شہد کی روش یہ گرجوشی دل ہے صاب خندہ گل
 تمہارے غمہ زیر لبی کا مست ہوا میاں ہے چہرے ت عالی غراب خندہ گل
 ہوا ہے اُس کا دل تنگ شل گل خندوں پڑھی ہے شوق سے ہے کتاب خندہ گل
 فروغِ رنگِ شفق ہے خاسے پائے گا ذرا سے نقشِ کتبِ پاستاب خندہ گل
 کرشمہ خندہ و غزلِ نئے شمعِ ہوا جی ہے موجِ تحسیر انتخاب خندہ گل
 ہوا ہے موجِ رقت اریار کا پھال عدم و جود ہے نقشِ بر آب خندہ گل
 کیا ہے شمعِ فکر سے چمنِ حیراں سمجھ میں کچھ نہیں تھا صاب خندہ گل

تھا وہ فانی بھی تیری صورت میں ہی کیلنا تھا۔ مجھ کو حیرت سی رہی تھی تجھے بخوری نہ تھی
گوشہ امت حسن کی تھی رنگ آئینہ صاف وہ نکلا وہ محبہ بالوگر کوری نہ تھی
تھی ازل میں بھی تھی اُن کی پہل پہ حجاب چشم حیرت ہی کو کوتاہی تھی مستوری نہ تھی

دیگر

(مولانا سید علی حیدر صاحب نظم طلب بلانی)

اُٹ دی اُس نے سستی آئینوں کو اگر اُن کا دم کا اُٹ گیا پردہ جو دامن نگر اُن کا
نکلا وہ ناز آئینہ میں رکھتی ہے اُن کا اور دیکھ دیکھ قیامت ہوگی یہ جاو اگر اُن کا
اب وہ بات شا اُتھلا بدمس کلکیمو کہ پانی دو پہر رہتا ہے سیدھا وہ پہر اُن کا
بہار بلخ دہنی ہو گئی تیرے کے برسنے سے نظر اُسے گاہ ایک تھامے میں شجر اُن کا
وہ دل کھا کر اُنھوں میں کرنے کو بس دہراہوں مجھ ہی کچھ نہ کچھ الزام و حرج کی گڑ اُن کا
جسے ہیں غیر کیا کیا جبر سرِ غفلت سے وہ بچلے پریشان باز نہ کر بڑا دوپٹا اوڑھ کر اُن کا

دیگر

(نتیجہ فکر جناب مولوی سید شریف حسن صاحب، انجم و تمنا)

طرب بھی ہے ساقی بھی ہے گل بھی ہے سب کو بھی نقدی کی طرح توڑیں گے اب شیخ و صنو بھی
کچھ دل کی حقیقت نہیں حاضر ہے گل بھی ہم کو تونا و تانس آتی سب کو بھی
ہر رنگ سے آتی ہے محبت میں مصیبت پانی بھی ٹپکتا ہے ان آنکھوں سے جو بھی
اللہ سے دل اُن پہ اثر کچھ نہیں ہوتا سُن کے مرے حال پڑتا ہے سب کو بھی
وہ ایک پہاڑوں میں تو میں سیر نہوں گا ساقی تجھے دینا ہے تو دے کوئی سب کو بھی
میں کیا ہوں جو فرقت میری حال رہ گیا تلوار سے فاصل کے نہ پلٹے گا کو بھی
مجھ کو تو اسی اپنے مقدر سے گلہ تھا ۲۷ چرخ ستارے گنا کو بھی
نازک ہیں وہ تلوار اُٹھائے نہیں اُٹھتی ہم عاشق ناکام ہیں اور سخت گلو بھی
ان ہاتھوں کو کیا کیا ہزار تے ہیں تمنا یہ چاک بھی کر لیتے ہیں اسن کو فہ بھی

دیگر

(نتیجہ فکر جناب مولوی سید علی حیدر زیدی صاحب حمید درسا پور)

وہی جنوں کے خیالات میں پھرتے ہیں کوکھ میں بیٹھے ہوئے دشت و دریں پھر تیں

پہلے کی کبھی آواز نہ سنا سہرا پہا کبھی گاتا تانہ سرد اور قہری کی العات کا
عروسی کا گل و بلبل کی گاتا تھا کبھی سہرا صبا کی دیکھ کر غنوں سے چھڑیں خود بخود ہوتا
غزل خوش قدرت میں تار لایہ پھر ل شاعر یوں ہی نہیں ل کر بجا پارہ کن کر گیا آخر
پندوں نے اُٹھا یا شور مارتے فلک سر پہ کیا درد کے پانا حال شبنم نے بہت اتر
سر میدان پڑی یوں ہی رہی وہ لاش پہ چا کسی رہوئے ان دنوں کر ڈالائے کھا کر
گزل تھا بار اُسان کی گزل پر پس درد بزرگ ہر مسکے سنگ سے پھر گل گیا غن
خدا بخشے اُسے۔ وہ خانہ صحر کا تھا دو لہا دلعن کی تھی قدرت حسن کا تھا جیسے دلداد
پری بکر نظر آتا تھا اُس کی آنکھ میں سبزہ کوئی حد تھی سینے ہونے اک جنتی جڑا
تو شا اُسکی تھی یہ دینا تھا جلد اُس کا وہ تھا اور اتان نظر آتا تھا کلم اُس کا
لی ہے شاہ قدرت کی مٹی میں جوانی اب اُن کا سگ اُڑھ لے ہی رہتا وہانی اب
وہ اگلی نیت و رونق ہوں ساری کمانی اب کرے گا کون اُس کے حسن کی یوں قدر دانی اب
اسی سے داغ بہ لالہ لاد لچون خوں تھوکا امیڈا وہ دیکھنے لے اُن کا یہا نہ سوا

وہ نہی میں اپنے پاؤں دے کر ٹھیلان بھر ابھی تک چوتھی ہے، اُسکے تلوے پانچویں بہ کر
وہ طائر بیڈ کر کہن میں پڑھا کرتا تھا شاعر اکثر وہی اب لوریاں دیتے ہیں گانا کر چشم تر
نیرم صبح سی دیا وہ اُسکی پہچانہ لعل ابھی تک جملتی ہے نکلا اُٹھا کر انہیں پل
وہ سزومرے دے کا جو نہتا تھا کبھی ستر اب اُسکی خاک پر آگ کر نہاے سر سبز چادر
شب کہ مرے سونے نہ دیتے تھے اُسے مجھے گلاب لوتی ہے چاندنی خود اُس کی ترب پر
یہی تھا مقصد آخر یہی تھا یہی ماوسے یہی اُس کی جرات تھی اور یہی دنیا بھی جھٹلے

غزلیات

(نتیجہ فکر جناب مولوی سید امین الحسنی صاحب نیکل مرانی)

دل ملا ہوتا اگر تانے میں مجبوری نہ تھی اسے سرا پا ناز کچھ ایسی بہت دوری نہ تھی
کر گئی احلام تیری تصویر کس کس مادے تو سلامت مجھ کو فرقت میں بھی مجھ ہی نہ تھی
شوق سے تم مجھ سے مل سکتے تھے بغیر غیری کون کیا کتنا محبت تھی کوئی چوری نہ تھی

اے بتو کچھ تو تم یہ کیا خدا کی شان ہے جو وہ کعبہ چاروں سال تہ خانہ رہے
واہ واہ کیا بات ہے آتشہرستان کی اہ واہ مونیوں میں صوفی اور مذہبی بے انداز رہے
میں نیلی آنکھ کا ساقی کی شہرت ہو ہاتھ میں شیشہ رہے میرے نہ بیاز رہے

کلام فارسی

(نتیجہ فکر خان بہادر نواب اویہ جناب سید اشرف الدین احمد صاحب شرف)

زوات سید دارین دو جان باقی است بیکے تہلی آواز دہاں باقی است
خوشا تھاے دل آرا سے مولد نبوی ہواے دیدن آن لار دواں باقی است
منال لبیل جنت اگر شد ہم سبغ ہنوز دل بزمی گلستان باقی است
شدم نجاک ولیکن ز تاب عشق رسول ہوئے سجدہ کر خاکستان باقی است
فریب رسے حلیفان کجا خورم کہ مرا کلام خواجہ کوئین بڑیاں باقی است
اگرچہ پیر شدم از تقادم افکار ولے ز نام نبی بہمت جواں باقی است
ز جبرائیل حسد اشرفا حیدر فریاد بجاء احمد مرل ز اتواں باقی است

قطعیہ و فانی علی شاہ خاتم تاجداران ادب

(از ملفوظات جناب مولوی محمد یونس مرحوم عظیم آبادی)

انچہ دیدم بود خواہے خوشگوار از مشکوہ و بخت دجاہ لکھنؤ
تیرہ شہر از من بگو ای صاحب سدا شد کجا فوج و سپاہ لکھنؤ
شہ جہاں پالماں زیر پا سے سپر رخ سند و تاج و کلاہ لکھنؤ
از زمین تا چرخ ہنرمی رسد والد و سر یاد و آو لکھنؤ
چاک زرد از نشتر غم سینہ را ہر گل و برگ و گیہ لکھنؤ
تیرہ و تار یک شد ملک اودھ شہر خاک آہ ماہ لکھنؤ
یا الہی باد کج مریش خوشتر از آرام گاہ لکھنؤ
چون کبوتر ہما ہزاراں در جہنم سال مرگ بادشاہ لکھنؤ
زور قلم کلاک لہر حسن و آہم آہ رسلت کرد شاہ لکھنؤ
۱۱۹۳ھ

وہ کرتے ہیں مجھے تسلیم جاگ پیر ہنسی اٹھائے ناز سے دامن نظریں پھرتے ہیں
فلک کے پار گئے بار ہمارے مالے کہاں کہاں یہ تلاش اڑیں پھرتے ہیں
زبان دی ہے تو کیا؟ مجھ کو مست بنائیں قراکس کو؟ وہ لب لکھنویں پھرتے ہیں
پھریں وہ قوم سے آنر کے واسطے تو بجا خدا سے جو جو سبب و زریں پھرتے ہیں
بتوں کے ناز و اوار پر نگاہ شیخ نہیں کر سکتے جو کہے نظریں پھرتے ہیں
گذری جائیگے آیام غم بھی اے حیدر خدا کے فضل سے دن بکھ پھریں پھرتے ہیں

دیگر

کیوں بچا میں و محبت سے کریں ہم گل پر آب کے عین رنگیں کا چہ عالم گل پر
حیف ز سار پر اُس کے مرا شکوہ غم مرگ بن گیا بہرہ و قسطہ و شہنم گل پر
بلغ میں آ کے جو اتم نے پٹ دی کسی نظر لبیل شیدا ہے بہت کم گل پر
رشتہ یار ہیں پروانہ لبیل حیدر شمع بر جان وہ گودیتا سے یہ دم گل پر

دیگر

(نتیجہ فکر جناب میر تقی میر علی صاحب شہسوار حیدر آبادی)

باد و صحت سے چڑب دل کا پناہ رہے جز خدا کے کچھ نہ سوچے ایسا ستانہ رہے
سے ہنہ شیشہ میں شیشہ دل میں لار میں غیر سے پوشیدہ یہ وحدت کا سینا رہے
یاد حق کے ساتھ ہی عشق صہم بھی دل میں تو کہے کہ کعبہ یہ بت خالص کا بتنا رہے
باغبان پریشان ساقی بنے فضل بہا بادہ نگہت سے ہر ہر گل کا پناہ رہے
اسے جنوں تیرا بھل تو جب ہی سلیم ہو بچھے بچھے فوج لعلان آگے دیا نہ رہے
مشق میں ساقی کو تر جو ستانہ رہے بزم میں شیشہ رہے اس کے پناہ رہے
زیر خم یک جام ہم کو بھی مچھائے عطا شہر تک آباد ساقی حیدر ایمنانہ رہے
اک داک دن بیکے دل میں اتر ہو جائیگا آوہ لکھنؤ رہے نالہ بھی ستانہ رہے
جائیں گے سو با زار ہج کو ہم بھی یاد خواہ فی سبیل اللہ اگر کعبہ میں یہ ستانہ رہے
یا الہی لیج تر عشق سبانا نہ رہے نکلا رحا حال مثل شمع پروانہ رہے
ای صہم تیرا مکان گرا تیرا خیر رہے خود تو اپنی چاندی صریح دیا نہ رہے
ماسوا اللہ سے جو نالی کا کاشانہ رہے آپ اپنی شکل پر تو یاد دیا نہ رہے



MELLIN'S FOOD

FOR INFANTS AND INVALIDS

میلنس فوڈ

بچوں اور ناتوانوں کے لئے
ہاتھ لگائے بغیر تیار کیا گیا ہے
خالص بناتا ہے

میلنس فوڈ ایک مصفی جسم پرور غذا ہے جو بچوں کو تندرست و توانا بنا دیتی ہے۔

میلنس فوڈ مسن وکسن دونوں کو قوت دہنا دیتا ہے۔

میلنس فوڈ تمام ہندوستان، براہ اور سیلون کے ہومیاریوں اور آڑھت داروں سے دستیاب ہو سکتا ہے

علمیہ کاغذ پر ہو۔ تنخواہ یا اعتبار کمال دیکھائے گی۔ درخواستیں
بنام فیبر سالہ ادیب جلد تر آگیا چاہئیں۔

ضرورت ہے

دو تجربہ کار پروف ریڈروں کی جو اردو فارسی میں نگاہ
رکھتے ہوں اور ہر قسم کے خطوط و انی کے ساتھ آسانی پڑ
لیتے ہوں۔ تنخواہ حسب استعداد دی جائے گی۔ صرف ہندو
امید داران بنام فیبر سالہ ادیب جلد تر درخواست کریں۔

ضرورت ہے

ایک کارداران کاتب کی جو ہر قسم کے نسخ و تعلق خطوط
بر لفاست اور تیز لکھتا ہو۔ کسی چھاپہ خانہ میں کام کر چکا ہو۔
درخواست کے ساتھ تعلق نسخ خطوط کے نمونے الگ
کاغذ پر ہوں جیسی داستان ہوگی دہی تنخواہ دیکھائے گی۔
درخواستیں بنام فیبر سالہ ادیب بہت جلد آئیں۔

ضرورت ہے

ایک پختہ کار کاتب کی جو اعلیٰ درجہ کا خوشنویس ہو۔ ہر قسم
کے نفیس خط نسخ کا ماہر ہو۔ درخواست کے ساتھ نمونہ خط

FOR SALE

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATCHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA CAN.	ANALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BHARAT.)	MORINI.
	DAMAYANTI.

* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series of 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	8	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**

3, Pioneer Road, ALLAHABAD

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालनिबन्धमाला ।

२३—यह 'बालसखा-पुस्तकमाला' की अठारहवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। ज़रूर मँगाइए। मूल्य १८)

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दी ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्री-वाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विश्वासागर ने वंगभाषा में "सीतारवनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और करुणारस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य १८)

प्रकृति ।

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बँगला 'प्रकृति' का हिन्दी-अनुवाद है। बँगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें

सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४ विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगाकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १)

गारफील्ड ।

इस पुस्तक में अमरीका के एक प्रसिद्ध प्रेसीडेंट "जेम्स एब्रम गारफील्ड" का जीवनचरित लिखा गया है। गारफील्ड ने एक साधारण किसान के घर जन्म लेकर, अपने उत्साह, साहस और संकल्प के कारण, अमरीका के प्रेसीडेंट का सर्वोच्च पद प्राप्त कर लिया था। भारतवर्ष के नव युवकों को इस पुस्तक से बहुत अच्छा उपदेश मिल सकता है। मूल्य १८)

हिन्दीभाषा की उत्पत्ति ।

यह पुस्तक हर एक हिन्दी जाननेवाले को पढ़ना चाहिए। इसके पढ़ने से मालूम होगा कि हिन्दी भाषा की उत्पत्ति कहाँ से है। पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है। हिन्दी में ऐसी पुस्तक हमारी राय में, अभी तक कहीं नहीं छपी। एक हिन्दी ही नहीं इसमें और भी कितनी ही हिन्दुस्तानी भाषाओं का विचार किया गया है। मूल्य १८)

शकुन्तला नाटक ।

कविशिरोमणि कालिदास के नाम को कौन नहीं जानता? शकुन्तला नाटक, उन्हीं कवि चूड़ामणि कालिदास का रचा हुआ है। इस नाटक पर यहाँ वाले नहीं विदेशी विद्वान् भी लट्टू हैं। संस्कृत में जैसा बढ़िया यह नाटक हुआ है वैसा ही मनोहर यह हिन्दी में लिखा गया है। कारण यह कि इसे हिन्दी के सच्चे कालिदास राजा लक्ष्मणसिंह ने अनुवादित किया है। लीजिए, देखिए तो इसके पढ़ने में कैसा अनुपम आनन्द आता है। मूल्य १८)

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१७—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथायें हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१८—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, निरोग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है।

बालगीतावलि ।

१९—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षायें हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपुराण ।

२०—पुराणों में बहुत सी ऐसी कथायें हैं जिनसे मनुष्यों को बहुत कुछ उपदेश मिल सकता है। पर पुराण इतने अधिक और बड़े हैं कि उन सबका पढ़ना प्रत्येक मनुष्य के लिए असम्भव नहीं तो महाकष्ट-साध्य अवश्य है। इसलिए सर्वसाधारण के सुभीते के लिए हमने अठारह महापुराणों का साररूप 'बाल-पुराण' तैयार करा कर प्रकाशित किया है। इसमें अठारहों पुराणों की संक्षिप्त कथासूची दी गई है और यह भी बतलाया गया है कि किस पुराण में कितने श्लोक और कितने अध्याय आदि हैं। पुस्तक बड़े काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य केवल ॥

बालस्मृतिमाला ।

२१—मनुस्मृति के सिवा और भी अनेक स्मृतियाँ हैं जिनमें भिन्न भिन्न धर्माचार्यों ने मनुष्यों के कल्याण के लिए धर्मों और कर्तव्य-कर्मों की व्याख्या की है। धर्मशास्त्र की मर्यादा जानने के लिए स्मृतिशास्त्र का जानना परमावश्यक है। परन्तु ये स्मृतियाँ संस्कृत में होने के कारण सब लोग इनका आशय नहीं समझ सकते थे। हमने १८ स्मृतियों का सार-संग्रह करा कर यह "बालस्मृतिमाला" प्रकाशित की है। आशा है, सनातनधर्म के प्रेमी अपने अपने बालकों के हाथ में यह धर्मशास्त्र की पुस्तक देकर उनको धर्मिष्ठ बनाने का उद्योग करेंगे। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालभोजप्रबन्ध ।

२२—राजा भोज का विद्याप्रेम किसी से छिपा नहीं है। संस्कृत भाषा के "भोजप्रबन्ध" नामक ग्रन्थ में राजा भोज के संस्कृत-विद्याप्रेम-सम्बन्धी अनेक आख्यान लिखे हुए हैं। वे बड़े मनोरञ्जक और शिक्षादायक हैं। उसी भोजप्रबन्ध का साररूप यह "बाल-भोजप्रबन्ध" छपकर तैयार हो गया। सभी हिन्दी-प्रेमियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य बहुत ही कम केवल ॥ आठ आने।

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से ज़रूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” ज़रूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (सचित्र) ।

चारों भाग

१०—१३—विलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या खी, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥)

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचाँ तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्त्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक घोर खिरियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छाँट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्में को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छाँट छाँट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और खिरियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिदचन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १।) डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनो तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायें ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १।) सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें ; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही; किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥) बारह आना है ।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १।) से घटा कर ॥) बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी सौची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, श्रुतिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है । जल्द मँगाएँ ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ! क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत

हो रहा है । ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र” । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सचित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धिनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज़ चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णाक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

छेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईं जी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बद्धिया कागज पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७५ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब ४, ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १/- खर्च लगेगा।

मानस—कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दोप्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १, रुपये रखवा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मँगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित महावीरप्रसादजी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारतही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्यवर्ष और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भीष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी सोजस्विनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

। सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग।

FOR SALE

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|--|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters--Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book--those marked with an asterisk are not available elsewhere :-- | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAN.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BIRAT.)	MORINI.
	DAMAYANTI.

* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series of 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	8	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to--**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**

3, Pioneer Road, ALLAHABAD

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालनिबन्धमाला ।

२३—यह 'बालसखा-पुस्तकमाला' की अठार-हवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। ज़रूर मँगाइए। मूल्य २/

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्री-घाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है, और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विश्वासगार ने बंगभाषा में "सीतारवनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और करुणारस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥

प्रकृति ।

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बंगला 'प्रकृति' का हिन्दी-अनुवाद है। बंगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें

सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४ विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १/

गारफील्ड ।

इस पुस्तक में अमरीका के एक प्रसिद्ध प्रेसीडेंट "जेम्स एब्रम गारफील्ड" का जीवनचरित लिखा गया है। गारफील्ड ने एक साधारण किसान के घर जन्म लेकर, अपने उत्साह, साहस और संकल्प के कारण, अमरीका के प्रेसीडेंट का सर्वोच्च पद प्राप्त कर लिया था। भारतवर्ष के नव युवकों को इस पुस्तक से बहुत अच्छा उपदेश मिल सकता है। मूल्य ॥

हिन्दीभाषा की उत्पत्ति ।

यह पुस्तक हर एक हिन्दी जाननेवाले को पढ़ना चाहिए। इसके पढ़ने से मालूम होगा कि हिन्दी भाषा की उत्पत्ति कहाँ से है। पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है। हिन्दी में ऐसी पुस्तक, हमारी राय में, अभी तक कहीं नहीं छपी। एक हिन्दी ही नहीं इसमें और भी कितनी ही हिन्दुस्तानी भाषाओं का विचार किया गया है। मूल्य ॥

शकुन्तला नाटक ।

कविशिरोमणि कालिदास के नाम को कौन नहीं जानता ? शकुन्तला नाटक, उन्हीं कवि चूड़ामणि कालिदास का रचा हुआ है। इस नाटक पर यहाँ वाले नहीं विदेशी विद्वान् भी लट्टू हैं। संस्कृत में जैसा बढ़िया यह नाटक हुआ है वैसा ही मनोहर यह हिन्दी में लिखा गया है। कारण यह कि इसे हिन्दी के सच्चे कालिदास राजा लक्ष्मणसिंह ने अनुवादित किया है। लीजिए, देखिए तो इसके पढ़ने में कैसा अनुपम आनन्द आता है। मूल्य १/

मिळने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१७—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथायें हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१८—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक के पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, निरोग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्का है।

बालगीतावलि ।

१९—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षायें हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपुराण ।

२०—पुराणों में बहुत सी ऐसी कथायें हैं जिनसे मनुष्यों को बहुत कुछ उपदेश मिल सकता है। पर पुराण इतने अधिक और बड़े हैं कि उन सबका पढ़ना प्रत्येक मनुष्य के लिए असम्भव नहीं तो महाकष्ट-साध्य अवश्य है। इसलिए सर्वसाधारण के सुभीते के लिए हमने अठारह महापुराणों का साररूप 'बाल-पुराण' तैयार करा कर प्रकाशित किया है। इसमें अठारहों पुराणों की संक्षिप्त कथासूची दी गई है और यह भी बतलाया गया है कि किस पुराण में कितने श्लोक और कितने अध्याय आदि हैं। पुस्तक बड़े काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य केवल ॥

बालस्मृतिमाला ।

२१—मनुस्मृति के सिवा और भी अनेक स्मृतियाँ हैं जिनमें भिन्न भिन्न धर्माचार्यों ने मनुष्यों के कल्याण के लिए धर्मों और कर्तव्य-कर्मों की व्याख्या की है। धर्मशास्त्र की मर्यादा जानने के लिए स्मृतिशास्त्र का जानना परमावश्यक है। परन्तु ये स्मृतियाँ संस्कृत में होने के कारण सब लोग इनका आशय नहीं समझ सकते थे। हमने १८ स्मृतियों का सार-संग्रह करा कर यह "बालस्मृतिमाला" प्रकाशित की है। आशा है, सनातनधर्म के प्रेमी अपने अपने बालकों के हाथ में यह धर्मशास्त्र की पुस्तक देकर उनको धर्मिष्ठ बनाने का उद्योग करेंगे। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालभोजप्रबन्ध ।

२२—राजा भोज का विद्यार्थे म किसी से छिपा नहीं है। संस्कृत भाषा के "भोजप्रबन्ध" नामक ग्रन्थ में राजा भोज के संस्कृत-विद्यार्थे-सम्बन्धी अनेक आख्यान लिखे हुए हैं। वे बड़े मनोरञ्जक और शिक्षादायक हैं। उसी भोजप्रबन्ध का साररूप यह "बाल-भोजप्रबन्ध" छपकर तैयार हो गया। सभी हिन्दी-प्रेमियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य बहुत ही कम केवल ॥ आठ आने।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से ज़रूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” ज़रूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्हीं भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छपा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (सचित्र) ।

चारों भाग

१०—१३—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या स्त्री, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥)

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकाएँ इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्त्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥ मूल्य आठ आने ।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छूट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घर-अन्धकार में घँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छूट छूट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और हृदय-आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिग्रन्थें बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तकें संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छपा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को ज़रूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति-रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी ज़रूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥ आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग ज़रूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १।। डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनो तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षाएँ ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १।। सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें, और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रति-योगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल १।। बारह आना है ।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अयोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १। से घटा कर १।। बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

द्यानन्ददिविजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, अटिपूर्ति, ग्रन्थालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुमीते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्कम है । जल्द मँगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है "सम्पत्तिशास्त्र" । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निधन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवाप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सचित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धिनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा छिद्र नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है, हबर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्कम गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

JUST OUT THE HINDU REALISM

BY

JAGADISH CHANDRA CHATTÉRJI, B.A. (Cantab.)

VIDYĀVĀRIDHI

DIRECTOR OF THE ARCHÆOLOGICAL AND RESEARCH DEPARTMENT OF THE
KASHMIR STATE.

It is a new and remarkable book on the Nyāya-Vaiśeṣika System of Hindu Philosophy, giving for the first time a rational and intelligent presentation in English of this hitherto neglected Hindu School of thought. Besides giving a clear account of the metaphysics of the Nyāya-Vaiśeṣika, it shows in a striking manner the real difference between the Hindu and Western conceptions of philosophy, so much so that, on reading it, Dr. McTaggart, Fellow of the Trinity College, Cambridge, and Lecturer on Philosophy, remarked that it was the one book that gave him for the first time a clear view of the philosophical position of the Hindu thinkers.

Originally written as a thesis for, and approved as an original piece of work by, the Cambridge University, the book should be read not only by students of philosophy and of Sanskrit literature but also by all interested to know the achievements of the ancient Hindus in the realm of physics, specially in regard to their conceptions of the ultimate constitution of matter and of what is now known as 'Gravitation' and other similar topics.

Excellent printing on superior paper

Price Rs. 3 or 4 shillings in cloth.

To be had of—

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD

AND OF ALL PRINCIPAL BOOK-SELLERS.

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشار

(جُبُطْن کا ایک دلچسپ قصہ)

یہ منشی نواب سائے صاحب کا ایک اور پرنٹل اور اچھوتا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خرم خرم تو اب سوز و غم و کشتاؤں وغیرہ اس سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے جلوہ ایشار کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ نو دہشتی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس وجہ کی ہوگی۔ ضرور لکھائیے، حجم فریاد ہم مصنفات قیمت غیر

حسن خیل

منشی شہید احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام اشریری دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ حسن خیل آپ کی ان تمام مقبول عام نظموں کا مجموعہ ہے جو ادب اندو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا غرما مل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں منشی پارس لال صاحب شاکر دیرمینی نے دیباچہ لکھا ہے جو بکایت خود دیکھنے سے قلوب رکھتا ہے مصنف کی تصویر کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے کچھ نام نامی پراسکومنون کیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپائی قابلِ تریف قیمت فی جلد نمبر آٹھ (۸)

سنہری مخواب

ایک نادر اور پرمیعت مشرقی قصہ جیسا کہ ترجمہ روپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور کج زبان انگریزی سے اس کو لور تیرہ ٹیکہ لگایا (دستِ غمِ اہلِ آؤ اکو) سید علی لکھائی مرحوم نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و غلٹ دکھائی گئی ہے۔ جا بجا تصویریں بھی لگائی گئی ہیں قیمت ۶

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت مشہور لال صاحب دکنشی ایم اے نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام "ایجوکیشن اینڈ ہندو اتھنایت" تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال سے کہ اسکے مطالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں اپنے اس کا خلاصہ اردو میں لکھا ہے جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۲۰۔ یہی کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت بھی ۲۰ ہے۔ انگریزی ایجوکیشن کی قیمت ۶۰

جام سرور

یہ منشی درگاہ سائے صاحب سرور جہاں آبادی مرحوم کا کلیات پر سرور کی شاعری متعلق تعریف نہیں جن لوگوں نے ان کا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اوپر مکتی روز و رات لکھے شاعریہ انیس کرئی۔ اگر ایک اپنے تمام سرور لوگوں میں دکھاؤ کچھ نہیں لکھا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے قلوب کھینچتے ہیں۔ اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول نظمیں شائع ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور کچھ خود مصنف نے نظر ثانی فرما کر ان میں پرل آباد کو اضافہ کی غرض سے دیباچہ بہت کم طبع میں باقی رہ گئی ہیں جس کا مطلب فرمایا ہے ورنہ طبع کافی کا انتشار کرنا بڑے کا قیمت غیر جلد کار محمد جاہر

اقوال بدہ

بدہ مذہب کی کتابوں میں جو بدعہ و دھم پہ کا ہو وہ کسی اور کتاب کا نہیں سمجھا جاتا۔ پانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اب تک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں مہاتما بدہ کے فصاحت و کلام کے نمونے اول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مریدوں کو تلقین کی تھیں درج ہیں جن کے مطالعہ سے دل پرست علماء اثر مند و تاجر خوشی کی باتیں کہ پنڈت مہاتما بدہ و خیل او صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے اس اردو ترجمہ کا نام "اقوال بدہ" ہے۔ شروع کتاب میں مہاتما بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ دیر قیمت ۱۲۔

المشا

منہج انڈین پریس آلہ آباد

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہو اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا انصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچائے ساسی شکایت کی بنا پر بہت سے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا انصاب بصرف کثیر تیار کر لیا ہے جو ہر طرح اور حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔ ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اڈیشہ صاب ادیب کی اصلاح و تفران سے فرزند ہیں۔ ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کمانیوں کو سبقوں کے علاوہ تیز داری۔ سادہ شرت۔ امور خانہ داری۔ بچوں کی پرورش۔ مریضوں کی تیمارداری۔ خاوند کی اطاعت۔ شرم و حیا۔ عفت و محبت اور بیشمار کارآمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سیتاجی۔ مینتی ٹنگنٹلا۔ ساوتری۔ میلادتی۔ اہلیا بائی وغیرہ کی سطح نمونہ اور چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آنے والی زبان میں درج ہیں۔ کاغذ لکھا ہوا چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۸ تصاویر بھی ہیں جنہیں ۳۳ تصاویر پر پورے صفوں پتلہ دھچکا کپڑاں لکھی ہیں۔ پورا انصاب سب دیکھو

- ۱۔ اردو کا نیا قاعدہ - - - - - ۹ پائی
- ۲۔ لور پرانری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا انصاب) ۶ آنہ
- ۳۔ ایپر پرانری ریڈر (چوتھی جماعت کا انصاب) ۷ آنہ
- ۴۔ لورڈل ریڈر (پانچویں جماعت کا انصاب) ۸ آنہ

المشہقا مینجر انڈین پریس آلہ آباد

ادیب کے قواعد

یہ ماہوار رسالہ جو اردو علم ادب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے ہر لکڑی مینے کے آخر میں شائع ہوتا ہے۔ ملک کے نامور دانش پرور ازماسے مفید اور دلچسپ بنانے میں مگرم ہیں۔ اس کے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں۔ ضخامت ۸۸ صفحات ہے، اور ہر صفحے میں دو کالم ہونے کی وجہ سے معمولی قطع کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت دیکھائی دیتی ہے۔ علاوہ ہر ماہ التزاماً ایک رنگین اور متعدد عکسی تصاویر ہوتی ہیں جنہیں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی سالانہ قیمت چار روپیہ مع محصول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خریداری کے لئے پیشگی قیمت آنا ضروری ہے۔ نمونہ مفت نہیں دیا جائیگا بلکہ ۶ روپے ٹکٹ وصول ہونے پر سالانہ ہنگام نام و پتہ خوشخط لکھا جائے کہ پرچہ آسانی سے پہنچ سکے خط و کتابت کے ساتھ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے پتہ بدل کرانا ہو تو مقامی ڈاک خانہ سے بندوبست کر لیا جائے اور اگر ہمیشہ یا زیادہ عرصہ کے لئے ضرورت ہو تو منیجر ادیب کو اطلاع دی جائے۔ اس سال میں مذہبی مباحث اور موجودہ پالیٹکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائیگا تاہم مضامین بھی نہیں لے جائیں گے۔ جس مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت ہو اس کا مضمون نگار حضرات خود ہی بندوبست فرمائیں۔

اطلاع

اکثر حضرات کئی کئی ماہ بعد پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ہر مینے کے پرچے کے لئے اسی ماہ کی آخری تاریخ تک اطلاع دی جائے ورنہ بعد کو قیمت لی جائے گی۔ اس اطلاع پر خصوصیت کیساتھ عمل کرنا چاہیے۔

المتمن مینجر ادیب

رسالہ امرت جسے اندھ کو بھوکے آبِ حیاتِ نبوی
 قیام کیا، ذوقِ یاس کی مرض کا ایک ہی علاج، امرتِ حیات
 کا جو سر کاٹیں جسٹری ہو چکی، غصہ فصلِ بیان ہے اور
 پیچھے دیکر ادویات اور دھال کی بھی مختصر فہرست ہے

رسالہ امراض مخصوصہ دہلی
مردوں کے خاص امراض کے اسباب۔ علامات اور
علاج۔ سبب کی حالت کی مکمل فہم۔ ویریک کی شکایت
سبب اور بیانات درج ہیں بڑی عادت کے پانچ بار
چکر لگ کر دم کو کھینچتے ہیں۔ کاش کہ یہ پہلے فہم

طبی اخبار دیش ایکارک!

[illegible]

ہندت ہٹا کر دت خرم اوید موجد ہرت دت
وایدت یر ویش اپکارک کی قلم سے دو درجن سے
زیادہ نامی کتب مکمل ہلی ہیں۔ جو اپنی خوبی کی وجہ
کئی کئی بار مصحقتی ہیں۔ فہرست منسلک اوادو غریب

بننے میں بڑا فائدہ ہے۔ ہمارے لائق ایجنٹس نیگزٹروں روپیہ ماہوار کماتے ہیں۔ کمیشن بہت ہے۔ قواعد و ضوابط بہت در خواست کیجئے

خط و کتابت تارکاتہ صرف اتنا کافی ہے

اُمّتِ خالصاً (باب ہفتم) لاہور

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت

یہ بچوں کے بدن کو مضبوط بنا کر انکی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانی اور ڈھابن وغیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھاگتے نہیں۔



اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت ممبئی کے تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ۔ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONGRE & Co., Girgaon, Bombay

کے ٹی، ڈونگرے اینڈ کمپنی۔ گرگاؤں ممبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا اگیو کچھ اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور لرزہ اور متعدی بخار کو دور کرنے کے لئے اگیو کا حکم رکھتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

(۲) باٹلی والا کی توت باہ کی گولیاں۔ سیدہ کا صفائی کیلئے نہایت مفید ہیں۔ جھائی گزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تب دق کی ابتدائی حالت میں اگر اچھا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی مرض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا نمون۔ یہ نمون یا باپسل اور دیگر ایسی انگریزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو ہر بچے کو دور کرنے والی ہیں۔ رتھ کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اس کا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا داکلریم۔ ہر قسم کے داد اور کھلی کو خواہ وہ خشک ہو یا تر، ایک روز میں دو درکرتا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. Batliwalla, J.P., Dadar, Bombay

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا جے پی۔ دادر۔ ممبئی

قیمت ۲ روپے ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے ایک روپیہ

ہماری آئینک نگہ گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ توت جانی دماغی و اعصابی کو کھوکھلا کر مایوس ہو گئے ہوں غیبی امداد ہیں۔ ہر قسم کے ضعف و دور کر کے از سر نو نوجوان بنا دیتا ان گولیوں کا ادنیٰ اثر شکہ ہے۔
قیمت فی ڈیز ۲ روپے گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۲۰ کتاب راز تندرستی اس میں سب سے بہتر معلومات ہیں

تندرستی کے مکمل رازوں سے واقف ہو کر طبی حاصل کرنے کا گزیرا خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شناستر ہم سے مفت پڑھ سکتے ہیں جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترغیب شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوگی۔

طے کا پتہ۔ وید شناستری منی شنکر گوند جی جہانگیر کاٹھیاوا

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون

اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے اور نرخ مقابلتا کم ہے

درخواست آنے پر نوہ مفت ارسال ہوگا

ہری داس بوس۔ ۳۰ بہیر مرزا پور روڈ کلکتہ

H. D. BOSE, 30 Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

FOR SALE

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere:— | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA GAN.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BIRAT.)	MOHINI.
	DAMAYANTI.
	* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28 0 0
For the whole series of 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22 8 0
For each of the 5 Vols. separately	8 0 0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10 0 0
For each of the 2 Vols. separately	8 0 0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**

3, Pioneer Road, ALLAHABAD

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालनिबन्धमाला ।

२३—यह 'बालसखा-पुस्तकमाला' की अठार-हवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। जरूर मंगाइए। मूल्य १८)

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वरुण करके संस्कृत के आदिकवि श्री-वाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी का पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विश्वासगार ने वंगभाषा में "सीतारचनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गमघटी सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और कल्याण-रस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥

प्रकृति ।

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बंगला 'प्रकृति' का हिन्दी-अनुवाद है। बंगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४

विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगाकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १)

गारफील्ड ।

इस पुस्तक में अमरीका के एक प्रसिद्ध प्रेसी-डेंट "जेम्स एबरम गारफील्ड" का जीवनचरित लिखा गया है। गारफील्ड ने एक साधारण किसान के घर जन्म लेकर, अपने उत्साह, साहस और संकल्प के कारण, अमरीका के प्रेसीडेंट का सर्वोच्च पद प्राप्त कर लिया था। भारतवर्ष के नव युवकों को इस पुस्तक से बहुत अच्छा उपदेश मिल सकता है। मूल्य ॥

पुस्तक मिलने का पता -

मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

Soap योकलिप्स صابون Euclyptus

اس صابون سے بدن و چہرہ نہایت ہی خوبصورت و صاف ہو جاتا ہے - جلدی ہر امراض کیلئے نہایت ہی اکسیر ہے - وبائی بیماری نہیں ہوتی - مچھر پسو وغیرہ نہیں کاٹتے جن سے بخار ہو جاتا ہے - قیمت نی ٹکیہ ۶۰ فی بکس ۴۴ - یوکلیپس تیل دماغ کو طاقت دیتا ہے - زکام و سر درد وغیرہ نہیں ہوتا - بال مضبوط چمکیلے خوشبودار رہتے ہیں - فی بوتل ۴۴ - صرف معزز و اعلیٰ عہدیدار اور والیان ریاست نصف قیمت پر نمونہ منگوا کر آزما سکتے ہیں -

المشہور منیجر یوکلیپس سوپ فیکٹری - انعام آباد - براۓ حافظ آباد - پنجاب

تذکرہ انگریزی و دیسی سبزی و پھولوں کی فہرست بمعہ طریقہ کاشت
مفت منیجر فارم انعام آباد براۓ حافظ آباد پنجاب سے طلب کرو

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१७—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथायें हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी ज़रूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१८—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, निरोग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है।

बालगीतावलि ।

१९—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षायें हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपुराण ।

२०—पुराणों में बहुत सी ऐसी कथायें हैं जिनसे मनुष्यों को बहुत कुछ उपदेश मिल सकता है। पर पुराण इतने अधिक और बड़े हैं कि उन सबका पढ़ना प्रत्येक मनुष्य के लिए असम्भव नहीं तो महाकष्ट-साध्य अवश्य है। इसलिए सर्वसाधारण के सुभीते के लिए हमने अठारह महापुराणों का साररूप 'बाल-पुराण' तैयार करा कर प्रकाशित किया है। इसमें अठारहों पुराणों की संक्षिप्त कथासूची दी गई है और यह भी बतलाया गया है कि किस पुराण में कितने श्लोक और कितने अध्याय आदि हैं। पुस्तक बड़े काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य केवल ॥

बालस्मृतिमाला ।

२१—मनुस्मृति के सिवा और भी अनेक स्मृतियाँ हैं जिनमें भिन्न भिन्न धर्माचार्यों ने मनुष्यों के कल्याण के लिए धर्मों और कर्तव्य-कर्मों की व्याख्या की है। धर्मशास्त्र की मर्यादा जानने के लिए स्मृतिशास्त्र का जानना परमावश्यक है। परन्तु ये स्मृतियाँ संस्कृत में होने के कारण सब लोग इनका आशय नहीं समझ सकते थे। हमने १८ स्मृतियों का सार-संग्रह करा कर यह "बालस्मृतिमाला" प्रकाशित की है। आशा है, सनातनधर्म के प्रेमी अपने अपने बालकों के हाथ में यह धर्मशास्त्र की पुस्तक देकर उनको धर्मिष्ठ बनाने का उद्योग करेंगे। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालभोजप्रबन्ध ।

२२—राजा भोज का विद्याप्रेम किसी से छिपा नहीं है। संस्कृत भाषा के "भोजप्रबन्ध" नामक ग्रन्थ में राजा भोज के संस्कृत-विद्याप्रेम-सम्बन्धी अनेक आख्यान लिखे हुए हैं। वे बड़े मनोरञ्जक और शिक्षादायक हैं। उसी भोजप्रबन्ध का साररूप यह "बाल-भोजप्रबन्ध" छपकर तैयार हो गया। सभी हिन्दी-प्रेमियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य बहुत ही कम केवल ॥ आठ आने।

मिळने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से जरूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” जरूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, बुद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्हीं भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छपा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (सचित्र) ।

चारों भाग

१०—१३—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अग्रगण्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या स्त्री, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥)

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुघों के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्त्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मैगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक लिखने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा पेसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छाँट कर बीसियों पेसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनका पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सार्तों कागड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्में को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छाँट छाँट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों का यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १॥) डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायें ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १॥) सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें ; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रति-योगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥) बारह आना है ।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मीवलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अग्रगति पर आस बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १॥) से घटा कर ॥) बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

द्यानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसाली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज़ है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर का अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, त्रुटिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है । जल्द मंगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपका मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज़ है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज़ का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र” । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निधन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सचित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज़ चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है, हर्बर्ट स्पेंसर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ़ २॥) ढाई रुपये रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

क्षेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईंजी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज़ पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७५ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब ४) ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १८) खर्च लगेगा।

मानस—कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दोप्रेमियों का अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १) रुपया रखवा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मँगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित महावीरप्रसादजी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारतही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भोष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी प्रोत्साहनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर. इंडियन प्रेस. प्रयाग । ८

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشار

(جُبْنِ مَن کا ایک لمبے قصہ)

یہ فنی نوب ماے صاحب کا ایک اور پختہ اور اچھا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خرماد و ہم خواب سوز و دلکش ناول وغیرہ اس سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایشار کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود فنی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس وجہ کی ہوگی۔ ضرور نگاہ کے حجم فرمایا ہم مصنفات قیمت پھر

حسنِ محفل

فنی صاحب احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام ایشوری دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ حسنِ محفل آپ کی ان تمام مقبول عام ناولوں کا مجموعہ ہے جو ادب اور ادب بہترین رسالہ میں شائع ہو کر قبولیت عام کا غرماں کر چکی ہیں۔ کتاب شروع میں فنی پارسہ لال صاحب شاکر دیرپائی نے دیا ہے لکھا ہے جو بجائے خود بخینے سے قتل کر کے مصنف کی تصویر کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خان کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے بلکہ نام نامی پراسکو سنون کیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپائی قابلِ تعریف قیمت فی جلد اتر آنہ (۸)

سنہری مخواب

ایک نادار اور پندہ نصیب فنی قصہ جیکارے پ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور بلوکر زبان انگریزی سے میں لولو۔ بلوکر ایسٹ ٹرسٹ اسلام آباد اور علی گلہ ای مرحوم نے اردو زبان میں۔ اس قصہ میں پیش کی ہوئی عظمت دکھائی گئی ہے۔ جا بجا تصویر لگائی گئی ہیں قیمت ۶

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت منوہر لال صاحب زرخیز ایم اے نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام انجکیشن ان برٹش انڈیا نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال سے کہ اسکے مطالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں آپ نے اس کا خلاصہ اردو میں لکھا ہے جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۶۔ اردو میں کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت بھی ۶۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت ۶

جامِ سرور

یہ فنی دنگا سائے صاحب سرور جہاں آبادی مرحوم کا کلیات و سرور کا شعری مجموعہ تعریف نہیں جن لوگوں نے اس کا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کی رند و رازلیہ شاعری انہیں کتنی پسند آئے گی۔ اگر ایک نئے جامِ سرور لکھو تو نہیں لکھا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق کرتے ہیں۔ اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول نظمیں جمع ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور بلوکر و مصنف نے نظروں کی فراہم کر دیں پریس آلہ آباد کو شائع کی عرض سے دیا تھا۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں جو طلب فرمائیے ورنہ طبع ثانی کا انتشار کرنا پڑے گا۔ قیمت غیر جلد ۶، جلد ۶۔

اقوالِ بدہ

بدہ مذہب کی کتابوں میں جو بدہ دھرم پڑھا ہے وہ کسی اور کتاب کا نہیں۔ بدہ مذہب کا پانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ ایک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں ہمارا بدہ کے فصاحت و بدہ کے اصول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مزید وں کو تعین کی تھیں جمع ہیں جنکے ساتھ اسے دل پرست حمد و ثناء بھی خوشی کی بات ہے کہ پنڈت رامک اور شکیل ادا صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کے شائع کیا ہے۔ اس اردو ترجمہ کا نام اقبالِ بدہ ہے۔ شروع کتاب میں ہمارا بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ و نیز قیمت ۱۲۔

تھ

منبر انڈین پریس آلہ آباد

رسالہ امرت جسکے اندر صبح کی آفتاب جلتا تھا
 تھی کیا بے تقریباً گل امراض کا ایک ہی علاج امرت تھا
 کا جو سر کا میں برٹری ہو چکی جو مفصل بیان ہے اور
 پیچھے دیکر ادویات اور دھمال کی کسی مختصر فہرست

مردوں کے گناہوں کے سبب۔ علامات اور
علاج۔ حمل کی حالت کا مکمل فوٹو۔ ویریہ کی کٹاف
سماجی اور بریاتی دج ہیں بری عادات بچاؤ
پڑھکر لوگ ہم کو شکستے ہیں۔ کش کہ یہ پہلے ملتا

جی اجار و لیت لیکار!

بے جس نام پایا ہر سلی تعریف کیواسطے تو بڑے بھاری رسالے کی ضرورت ہے جب میں ان ہزاروں خطوط پر نگاہ مارتا ہوں جو اکثر مصحابِ امت دھارا کی کامیابیوں اور کثرت کے متعلق لکھتے رہتے ہیں تو میں خوش ہوا کرتا ہوں کہ خدائے مہربانی نے مجھ کو بھلا کر امت دھارا کا تمام امراض کا عام مہر پر ہر مضمون پر کچھ جانوں مردوں یا عورتوں کو مدد دینے میں بھی صلاح دی۔ سیکڑوں دفعہ داکٹر اس جھوٹی شہی کے ساتھ پیچھے دوں گا جو گلوں میں یا سفر میں ادویات کے کسب لکھتا رہتا ہے۔ اب یہ جھوٹی شہی بیکے ایک کے کسے ہیں جتنے جتنے بے وقت ہو کام نہ دیتی ہے۔ وہ دلی لوگ جانتے ہیں۔

امت دھارا جس گھر میں موجود ہے ایک حکم حادی موجود کوئی بھی بیماری جو کوہید اور درگمزد کہیو۔ امت دھارا جس جیب میں موجود ہو امراض کے خطرے سے محفوظ رہے۔

امت دھارا کو جس نے یا ربنا یا امراض کو دھارے گا۔ جو مشکوچہ جیب پاس رکھتا ہے خود کو اور لوگوں کو امراض سے محفوظ رکھے گا۔

امت دھارا ان تمام امراض کو جو بھانگ آدمی کو دیتا ہے۔ اچانک ہی دور کرتی ہے۔ مثلاً ہر قحطی سے لیکر پاؤں تک کے درد اور دلی ویرانی جیسے طاعون کا کام سنسپات۔ سانپ بچھو وغیرہ کا ذہن کی بھی تیز پایاگ یا زہر کا ٹک جانا۔ نہ رکھ لے جاتا۔ چوت۔ زخم وغیرہ وغیرہ

امت دھارا میں ہر مرض کو دور کرنے کی ایک خاص صفت ہوگئی ہے۔ خداوند اول تو بیماری ہوا کوہید و اول تو بیماری دور ہوگی۔ ورنہ بگ تو ضرور پھیلے گی۔

امت دھارا تقریباً کل امراض کو غنیدہ اور طرہ برکھور اظہار ہوتا ہے۔ جزا تو موت آتا ہے۔ بیکہ تشنہ اور امراض مثلاً قحطی و دست کیساں فائدہ کرتی ہے۔

امت دھارا بڑی بیماریوں میں انگشت یعنی دفع ہر امراض ہے طاعون کے واسطے یا از حد غنیدہ ثابت ہوئی ہے اس کا ہم آئندہ علیحدہ بیان کریں گے۔

امت دھارا سب سے بڑی بیماریوں میں اسی دوائی آتھنک ایجا دھیں ہوئی ہے۔ خداوندت ہو ویک ادویات کا کرشمہ سیکادت دھارکار رفیق و نگار ہی ہو جو بگ اٹل ہو نہ بے طرہ طرہ ہو کر اٹل ہو۔ ۱۰۔ ۲۰ ہونے لگا لی جاوے تو کوئی نقصان نہیں ہوگا بیماری میں کسی بھی قسم کی بیماری ہو کر خداوندت کے فضل سے فائدہ کرے گی۔

امت دھارا سیکڑوں ہزاروں کے فیض کو بجاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو اکیلا رنگنا یا ہوش رنگنا ہے اکثر مصحاب سوچاں شہی سے کم کر ڈھری نہیں سمجھتے تیس سے شہی سالانہ کی قیمت کیا کسی اور دوائی کی ہوگی قیمت سالم شہی دو روپے آٹھ آنہ ہے۔ نصف شہی سے ہونے کی جھوٹی شہی آٹھ آنہ (۸) ہے۔

ہنڈت سٹھا کر دت شرما کو دید موجد ملت دھکا
وایڈ شیر ویش اپکار کی قلم سے دو درجن سے
زیادہ مٹی کتب گل ملی ہیں۔ جو اپنی خوبی کی وجہ
کئی کئی بار بھرتی ہیں۔ فہرست سنگواؤ اور خسرو

لوگوں کو نصیحتیں دلا دے ہیں کہ اور امت اسلامیہ کی بھی یہی بات ہے۔
 صحابہ کرام سے دعا کی بنا پر کچھ ایسے ہیں کہ کسی کی حاجت کو
 پختہ کرنے میں کرامت دے دیا کرتے ہیں۔ دعا کا اثر کس سے ہے۔ کسی
 کو کہنے کا اور جو اس سے خواہ مخواہ اثر دے دیا کرتا ہے اور وہ
 جو کہ نہیں ہے۔ یہ سب کرامتیں ہیں۔ دعا کا اثر کس کی بنا پر دیا
 جاتا ہے۔ کس کو جس طرح سے دعا کے اثر سے دعا دے دیا
 گیا۔ اس کو نصیحتیں دے دیتا ہے۔ جو دعویٰ کرے جو ہوا ہو۔ تعالیٰ کی
 ذاتی دیکھو کہ دعا کے واسطے متصل سے ہمیں بنا کر رکھے ہیں۔
 جس کی جگہ ۱۷ فرشتے ہیں دعا کے واسطے۔ دعا اصل میں
 کی جیت دے روپے آئے کہ ہے۔ (پھر)

بنے میں بڑا فائدہ ہے۔ ہمارے لائق ایجنٹ سینکڑوں روپیہ ماہوار کماتے ہیں۔ کمیشن بہت ہے۔ قواعد و اسلانیہ درخواست کیجئے

خط و کتابت کا پتھر آتش کا فیروز

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت



یہ بچوں کے ہدن کو مضبوط بنا کر انکی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانسی اور بھاپن وغیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھگتے نہیں۔

اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت بمبئی کے تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیٹ بارہ آنہ۔ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONORE & Co., Girgaon, Bombay.

کے ٹی ڈونگرے اینڈ کمپنی۔ گرگاؤں بمبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا اگیو کمپور اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور زہاد و شدی بخار کو دور کرنے کے لئے اکیس کا حکم رکھتے ہیں قیمت فی شیٹ ایک روپیہ۔
(۲) باٹلی والا کی قوت باد کی گولیاں۔ سہدہ کی صفائی کیلئے نہایت مفید ہیں۔
جسمانی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تب دق کی ابتدائی حالت میں اگر انکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی مہل سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت اپنا روپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا سنجن۔ یہ سنجن یا باجھل اور دیگر ایسی انگریزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو ہر لمبے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ سنجن کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا داد کلہر ہم۔ ہر قسم کے داد اور کھلی کو خواہ وہ خشک ہو یا تر ایک روز میں دور کرتا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا سب سے پی۔ ووری۔ داد بھئی

قیمت ۲ سولہ ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے ایک روپیہ

ہماری آنکھ نگہ گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ قوت جسمانی اور دماغی و اعصابی کو کھو کر مایوس ہو گئے ہوں غیبی امداد ہیں۔ تھم کے ضعف و دور کر کے از سر نو نوجوان بنا دینا ان گولیوں کا ادنیٰ اثر نہ ہے۔
قیمت فی ڈبیرہ ۲ سولہ گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۳۰
بالکل مفت

تندرستی کے مکمل رازوں سے واقف ہو کر عریضی حاصل کرنے کا اگر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر ہم سے مفت پیکٹنگولیے جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوں گی۔
ملنے کا پتہ۔ وید شاستری مہنی شکر گوند جی۔ جہلم نگر کاٹھیاواڈ

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون
اور رنگین بلاک درکار ہوں
تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے، اور نرخ مقابلتہ کم ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

آئی پی پی۔ اسی۔ کرس ۳۴ بیہر مرزا پور روڈ کلکتہ

Indian Photo Engraving Works,

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

FOR SALE

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book those marked with an asterisk are not available elsewhere : | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
* SHAKUNTALA	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tip-toe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA B&N.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State	MOHINI.
chamber of KING BH&N.)	DAMAYANTI.
	* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series of 5 Civil Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**
3, Pioneer Road, ALLAHABAD

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालनिबन्धमाला ।

२३—यह 'बालसखा-पुस्तकमाला' की अठार-हवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। ज़रूर मंगाइए। मूल्य १=)

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्री-वाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विशासागर ने वंगभाषा में "सीतारवनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गभवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और करुणारस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥)

प्रकृति ।

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बंगला 'प्रकृति' का हिन्दी-अनुवाद है। बंगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४

विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगाकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १)

गारफील्ड ।

इस पुस्तक में अमरीका के एक प्रसिद्ध प्रेसी-डेंट "जेम्स एब्रम गारफील्ड" का जीवनचरित लिखा गया है। गारफील्ड ने एक साधारण किसान के घर जन्म लेकर, अपने उत्साह, साहस और संकल्प के कारण, अमरीका के प्रेसीडेंट का सर्वोच्च पद प्राप्त कर लिया था। भारतवर्ष के नव युवकों को इस पुस्तक से बहुत अच्छा उपदेश मिल सकता है। मूल्य ॥)

पुस्तक मिलने का पता—

मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

اديب جلد اول

(جنوري لغایت جون سنہ ۱۹۱۰ ع)

جسمیں پچاس نامور اہل قلم کے ۸۵ مضامین نظم و نثر ۳۰۴ صفحات پر درج ہیں - اور ۴۲ رنگین و سادہ ہاف ٹون تصویروں شامل ہیں - بہت کم جلدیں باقی ہیں - جلد طلب فرمائیے ورنہ پھر یہ علمی ذخیرہ کسی قیمت پر نہ مل سکیگا - قیمت صرف دو روپیہ (علاوہ محصول)

جلد دوم و سوم و چہارم و پنجم کی کوئی مکمل جلد دفتر میں موجود نہیں - مختلف پرچے موجود ہیں جو ۸۱ و ۸۶ ٹی پرچہ کے حساب سے مل سکتے ہیں - ہر پرچہ بجائے خود مکمل ہے - مختلف پرچوں کی تعداد بھی بہت کم ہے #

المشترک
منیجر ادیب انڈین پریس - الہ آباد

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१७—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथायें हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१८—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, नोराग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है।

बालगीतावलि ।

१९—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षायें हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपुराण ।

२०—पुराणों में बहुत सी ऐसी कथायें हैं जिनसे मनुष्यों को बहुत कुछ उपदेश मिल सकता है। पर पुराण इतने अधिक और बड़े हैं कि उन सबका पढ़ना प्रत्येक मनुष्य के लिए असम्भव नहीं तो महाकष्ट-साध्य अवश्य है। इसलिए सर्वसाधारण के सुभीते के लिए हमने अठारह महापुराणों का साररूप 'बाल-पुराण' तैयार करा कर प्रकाशित किया है। इसमें अठारहों पुराणों की संक्षिप्त कथासूची दी गई है और यह भी बतलाया गया है कि किस पुराण में कितने श्लोक और कितने अध्याय आदि हैं। पुस्तक बड़े काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य केवल ॥

बालस्मृतिमाला ।

२१—मनुस्मृति के सिवा और भी अनेक स्मृतियाँ हैं जिनमें भिन्न भिन्न धर्मोचार्यों ने मनुष्यों के कल्याण के लिए धर्मों और कर्तव्य-कर्मों की व्याख्या की है। धर्मशास्त्र की मर्यादा जानने के लिए स्मृतिशास्त्र का जानना परमावश्यक है। परन्तु ये स्मृतियाँ संस्कृत में होने के कारण सब लोग इनका आशय नहीं समझ सकते थे। हमने १८ स्मृतियों का सार-संग्रह करा कर यह "बालस्मृतिमाला" प्रकाशित की है। आशा है, सनातनधर्म के प्रेमी अपने अपने बालकों के हाथ में यह धर्मशास्त्र की पुस्तक देकर उनको धर्मिष्ठ बनाने का उद्योग करेंगे। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालभोजप्रबन्ध ।

२२—राजा भोज का विद्याप्रेम किसी से छिपा नहीं है। संस्कृत भाषा के "भोजप्रबन्ध" नामक ग्रन्थ में राजा भोज के संस्कृत-विद्याप्रेम-सम्बन्धी अनेक आख्यान लिखे हुए हैं। वे बड़े मनोरञ्जक और शिक्षादायक हैं। उसी भोजप्रबन्ध का साररूप यह 'बाल-भोजप्रबन्ध' छपकर तैयार हो गया। सभी हिन्दी-प्रेमियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य बहुत ही कम केवल ॥ आठ आने।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। पेरिहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से जरूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” जरूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (सचित्र) ।

चारों भाग

१०-१३—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या स्त्री, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई साखने में आयेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥)

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँग कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छाँट कर बीसियों ऐसी कथाएँ लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छाँट छाँट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तकें संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथाएँ बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथाएँ लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों का यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १॥) डेढ़ रुपया।

ब्रांशिन्हा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो। इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है। यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है। भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए। इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायेँ ग्रहण कर सकते हैं। क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है। आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे।

पृष्ठ २३५। कागज मोटा। सुनहली जिल्द। पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम। केवल १॥) सवा रुपया।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है। वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही; किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे। इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं। जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है। उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रति-योगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है। अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें। २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥) बारह आना है।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है। भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १॥) से घटा कर ॥) बारह आने कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविवर श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की घागी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, त्रुटिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) बार रुपये ही रक्खा है । जल्द मँगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र” । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निधन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सच्चित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सच्चित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज़ चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेंसर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कर्मशान नहीं दिया जाता)

लेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईं जी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज़ पर, छापी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७५ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब ४५ ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १५ खर्च लगेगा।

मानस—कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दोप्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि कम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १५ रुपये रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मँगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित महावीरप्रसाद जी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारत ही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी योजस्विनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشیا

(جُبِ طُن کا ایک چمپ تھقہ)

یہ مثنوی لال صاحب کا ایک اور پرنٹل اور اچھوتا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خداداد ہم آواز مسوز وطن، گستاخو غیرہ اس سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایشیا کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ مظاہر بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود مثنوی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس درجہ کی ہوگی۔ ضرور دیکھائیے۔ حجم تقریباً ۳۰ صفحات قیمت غیر

حسن نخل

مثنوی شہید احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام لٹریچر کی دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ حسن نخل آپ کی ان تمام مقبول عام فلموں کا مجموعہ ہے جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا فخر حاصل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں مثنوی بیارے لال صاحب شاکر (سیرت) نے دیا ہے لکھا ہے جو بکائے خود دیکھئے۔ تعلق رکھتا ہے مصنف کی تصویر کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے جس کے نام نامی پراسکوسون کیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپائی قابلِ تکریم قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸)

سنہری مخواب

ایک نادر اور پرمیشت مثنوی قہقہہ جیسا کہ ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور جبکہ زبان انگریزی سے بس لوگوں پر تیرہ بلکرائی بہت شہرہ آفاق اور سید علی بلکرائی مرحوم نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قہقہہ میں پیش کی ہوئی غلطی دکھائی گئی ہے۔ جا بجا تصویریں بھی لگائی گئی ہیں قیمت ۶

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت منوہر لال صاحب لکھنؤ کے ایک انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام "ایجوکیشن اینڈ برٹش انڈیا" نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی گئی۔ اس خیال سے کہ اسکے مطالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں آپ نے اس کے خلاصہ اردو میں بھی لکھا ہے جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۲۰ (اسی کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت بھی ۲۰ ہے۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت غیر)

جام سرور

یہ مثنوی دو گلاسے صاحب سرور جان آبادی مرحوم کا کلیات پر سرور کی شاعری متعلق تعریف نہیں جن لوگوں نے ان کا کلام دیکھا جو وہ جانتے ہیں کہ ادب کی روز دراز ہے شاعر پیدا نہیں کرتی۔ اگر ایک آپ نے جام سرور کو نہیں دیکھا تو یہ نہیں کیا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے متعلق کچھ ہیں۔ اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول نظمیں ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور جبکہ خود مصنف نے نظر ثانی فرما کر انڈین پریس آلہ آباد کو اشاعت کی غرض سے دیا تھا۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں جلد طلب فرمائیے۔ درجہ ثانی کا انتشار کرنا بڑے گا۔ قیمت غیر جلد کا ۲۰ جلد بے

اقوال بدہ

بدہ مذہب کی کتابوں میں جو بدہ دھرم کا جوہر کسی اور کتاب کا نہیں ابتدائی کتاب پالی زبان میں لکھی گئی تھی۔ ایک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں مہاتما بدہ کے تصنیف کردہ بدہ دھرم کے اصول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے رفیقوں کو تلقین کی تھیں سچ ہیں جس کے مطالعہ سے دل پرست عہدہ تر جوتا جی خوشی کی بات ہے کہ پنڈت مہاتما بدہ اور انھیں لال صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ (اس بارہ ترجمہ کا نام اقبال بدہ ہے۔ شروع کتاب میں مہاتما بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور بچانہ و بزرگ قیمت ۱۲-)

تھ

منیر انڈین پریس آلہ آباد

المشا

مفت

رسالہ امرت جسکے اندر مذکور ہوئی آپ جیسا کہ
نئی ایجاد تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج امرت
کا جو رکاوٹیں بڑی بڑی ہوتی ہیں مفصل بیان ہے اور
بچے دیکھو دیات و اشحال کی بھی مختصر فہرست

رسالہ امراض مخصوصہ دلت

مردوں کے خاص امراض کے اسباب، علامات اور
علاج، کھجور کی حالت کا مکمل فوٹو - ویریکل کی شکایت
سارن اور دیات کے امراض بڑی عادت کا پتہ
پڑھ لوگ ہم کو لکھتے ہیں :- کاش کہ یہ پچھلے

مفت

طبی اخبار ویش اپکارک!
اردو میں ہفتہ وار ہندی میں پندرہ روزہ ہفت روزہ
اردو کی تحریک ہندی کی تحریک جنکو ذرا ہی سمجھتا
تھیاں یہ ایک تحریک کے ضروری اہول جاننے کی خوش خبری
دہ دیکھتے ہی اس کے خریدار بننے میں نہ ہفت بچھا جاتا

”امرت دھارا“ (رجسٹرڈ)

نہ جس قدر نام پایا ہو اسکی تعریف کیواسطے تو بڑے بھاری رسالے کی ضرورت ہے جب میں ان ہزاروں خطوط پر نگاہ مارتا ہوں جو
اکثر صحاب امرت دھارا کی کامیابیوں اور کثرتوں کے متعلق لکھتے ہیں میں خوش ہو کرتا ہوں کہ خدا نے اپنی نعمت مجھ کو عطا کی ہے
امرت دھارا ان تمام امراض کا جو عام طور پر بڑھوں بچوں جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہر لمحہ میں ہی علاج ہو سیکڑوں بوجہ و دلائل سے چھوٹی کھینچی کے ساتھ پہنچ رہا ہے وہ
جو کمزور ہیں یا سفینہ دوات کے گیس لکھا کرتے ہیں۔ اب یہ سب تو ہی سہی ہے ایک ایک کے لئے یہ وقت ہے کہ کام یہ دیکھتے ہیں۔ وہ وہی لوگ جانتے ہیں۔
امرت دھارا جس گھر میں ہو جو ہے ایک ایک عارضہ کو جو جو کوئی بھی بیماری ہو کو دیکھو۔ امرت دھارا جس جگہ میں ہو جو دماغ کے خطرے سے محفوظ رہے۔
امرت دھارا کو جس نے یا رہنا یا امراض کو دور کیا یا جو اسکو ہمیشہ یا اس لکھتا ہو خود کو اور اور دیکھیں کو اور بڑھوں کو دیکھتے ہو جانتا ہے۔
امرت دھارا ان تمام امراض کو جو ایک آدمی کو آدے ہیں۔ اب ایک ہی دور کرتی ہے مثلاً ہر کمرے کے لیکر پاؤں تک کے درد اور دانی و بیرونی ہضمیہ امراض
دکام سسپتہ، سانپ بچھو وغیرہ کا ڈنگ کی بھی تیزاب یا آگ یا زہر کا لکھ جانا۔ نہ رکھالے جانا۔ تے۔ جوت۔ زہر وغیرہ وغیرہ
امرت دھارا میں ہر مرض کو دور کرنے کی ایک خاص مفت دوا کوئی بھی سخت سے سخت بیماری ہو اسکو دیکھو۔ اول تو بیماری دور ہوئی۔ ورنہ رنگ تو فوراً جاوے گی۔
امرت دھارا تقریباً کل امراض کو کنبند ہے اور فزیکل طور پر ہوتا ہے کہ تو اسوقت آتا ہے۔ جو کہ تشدد اور امراض پر مثلاً قبض و دست کی اس فائدہ کرتی ہے۔
امرت دھارا بڑی بھاری دوس نفی دماغی و فزیکل امراض ہے طاعون کے واسطے یہ از حد مفید ثابت ہوئی ہے اس کا پتہ کہہ دینا۔ ملیں۔ بیان کر سکیں گے۔
امرت دھارا سب سے آج بیات کو دنیا میں ایسی دوائی ایک ایجاد نہیں ہوئی ہے خداوند نعمت ہو دیکھو۔ ادیت کا ٹمپر ہے سب دوست مددگار رفیق و غلامی کی خواہش
اکلی مدد ہونے سے مدد فرمے ہو کر اگر غلطی سے ۱-۲ ہونے بھی لکھا لی با دس کو کوئی نقصان نہیں کی بھی بیماری کی بھی وقت کسی بھی مرض یا عہد کے فضل سے فائدہ نہ کرے گی
امرت دھارا سیکڑوں ہزاروں کے فوج کو کچا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو ایک بار رنگا ہو ہمیشہ ملگوتا ہے اکثر صحاب سب سے شیشی سے کم آدہری نہیں سمجھتے تیس سے شیشی سالانہ کی
فرحت کیا کسی اور دوائی کی ہو گی قیمت سالم شیشی دو روپے آٹھ آنہ ہر نصف شیشی ہر نمونہ کی مجموعی شیشی آٹھ آنہ (۸) ہے۔

طبی کتب

پندت بھاکر دت شرما وید و مہد امرت دھارا
ڈاکٹر ویش اپکارک کی قلم سے دو درجن سے
زیادہ ایسی کتب مل جاتی ہیں۔ جو اپنی خوبی کی وجہ
اکلی کئی بار چھپتی ہیں۔ نہرست ملگواؤ اور خریدو

احتیاط

امرت دھارا اس قدر نام و دھکم پور ہوئی ہے کہ
کئی ایسی اصناف کی ادویات پیش کر رہے ہیں جن
کو کبھی کو کبھی دلائے نہیں کردہ امرت دھارا میں کبھی
جو ایک بار امرت دھارا ہی نام لکھا ہے دیکھتے ہیں کبھی کبھی
کھانے کا پرکھتے ہیں امرت دھارا کو اس میں سے۔ کبھی
کون سے کا توڑ جو ان دیکھو کہ امرت دھارا کا نام
جو دیکھتے ہیں سب باتیں امرت دھارا کی خوبی ظاہر کرتی ہیں اور
ان سے کہنا چاہئے۔ کئی شخص ہوا سے ہر سے امرت دھارا
سجائے نہیں جانتا ہے۔ جو دیکھو کہ ہر کبھی کبھی کبھی
فوق دیکھتے کے واسطے نقل ہم ہی بنا کر لکھتے ہیں
ہر کبھی جیت ۱۲ شیشی ہے اور امرت دھارا اصل شیشی
کی قیمت دو روپے آٹھ آنہ ہے۔ (۸)

ایجنٹ

بننے میں بڑا فائدہ ہے۔ ہمارے لائق
ایجنٹ سینکڑوں روپیہ ماہوار لکھا سکتے
ہیں کمیشن بہت ہے۔ قواعد اسان بہت
درخواست کیجئے

خط و کتابت ہمارے دفتر آتنا کافی ہے
امرت دھارا (اب بڑا بڑا) لاہور

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت



یہ بچوں کے بدن کو مضبوط بنا کر انکی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانی و دہان و غیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھاگتے نہیں۔

اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت مہی کے تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ۔ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONORE & Co., Girgaon, Bombay.

کے ٹی، ڈونگرے اینڈ کمپنی۔ گرگاؤں ممبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا گیو کسپ اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور لرزہ اور تھکائی کو دور کرنے کے لئے اکیسرا کا حکم رکھتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔
(۲) باٹلی والا کی قوت باہ کی گولیاں۔ عمدہ کی معافی کیلئے نہایت مفید ہیں۔
جسمانی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تبہ دق کی ابتدائی حالت میں اگر انکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی مرنے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت اپنا روپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا سنجن۔ یہ سنجن مایا بھل اور دیلاہی انگریزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو زہریلے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ رکتو کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا داکار ہم۔ ہر قسم کے داد اور بخالی کو خوار و خشک ہو یا تر، ایک روز میں دو کرنا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا۔ بے پی۔ ووری۔ داکٹر

قیمت ۲ روپے ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھیے ایک روپیہ

ہماری آہنگ نگہ گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ توت جسمانی و دماغی و اعصابی کو کھوکھو مایوس ہو گئے ہوں غیبی امداد ہیں۔ قہم کے ضعف و دور کر کے از سر نو نوجوان بنا دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔
قیمت فی ڈیرہ ۲ روپے گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۴۰ کتاب راز تندرستی اس میں سب سے معلومات ہیں

تندرستی کے کل رازوں سے واقف ہو کر عملی حاصل کرنے کا کر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر ہم سے مفت پیکٹولاہیے جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوگی۔
طے کا پتہ۔ وید شاستری مہی شکر گوہر جی۔ جام نگہ کاٹھیاوا

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون اور رنگین بلاک درکار ہوں تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے، اور نرخ مقابلتہ کم ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

آئی بی۔ ای۔ کرس ۳۴ بیر مرزا پور روڈ کلکتہ

Indian Photo Engraving Works,

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

رسالہ امرت جسکے اندر صبح کو ایک آب حیات تیار
 ہوتی ہے اور تقریباً کل مرض کا ایک ہی علاج ”امرت“ ہے اور
 کاجو سرکامین بھرتی ہو چکی ہے، فصل بیان ہے اور
 بھیجے دیگا دیات وندھاں کی بھی مختصر امرت ہے

مردوں نے خاص اور جن کے اسباب۔ علامات اور
 حالات کا مکمل فہم کی حالت کا مکمل فہم۔ ویریا کی کٹکٹ
 سادھن اور مریات سے جن بڑی عادت چھوڑ
 دے گا وہ ایک بھوکے کو سمجھے ہیں۔ کاش کہ یہ پہلے

طبی اخبار و پیشاپیکار!
 اردو میں بہت دور اور ہندی میں پندرہ روزہ طبی اخبار
 اردو کے لئے اور ہندی کے لئے جاری ہو چکا۔ دوسری طبی
 خیال و طاقت کے ضروری ہول جانے کے خواہش مند
 ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جس نوعیت کے صحافت کا

[illegible]

پہنٹ ٹھا کر دت شرما وید موجد ہر دت وید
وید شیر ویش اپکارک کی قلم سے دودرجن سے
زیادہ مٹی کتب کل ملی ہیں۔ جو اپنی خوبی کی وجہ
کئی گنی بار بھجتی ہیں۔ نہرت سنگھ اوکا و خسرہ

[illegible]

بٹنے میں بڑا فائدہ ہے۔ ہمارے لائق
ایجنٹ سینکڑوں روپیہ ماہوار کماتے
ہیں۔ کمیشن بہت ہے۔ قواعد آسان ہیں۔
درخواست کیجئے

خط و کتابت کا پتہ صرف اتنا کافی ہے کہ جیت ۱۲، فرنیٹش ہے اور امرت ڈھالہ اعلیٰ سٹیٹ کی جیت ۱۲، فرنیٹش ہے۔ (اب بڑا بچہ، لاہور)

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت

یہ بچوں کے ہند کو مضبوط بنا کر ان کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانی اور نپلان وغیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھاگتے نہیں۔



اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت مہی کے تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیٹ با رہ آنہ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONGRE & Co., Girgaon, Bombay.

کے ٹی، ڈونگرے اینڈ کمپنی گرگاؤں ممبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا گیو کسچہ اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور لرزہ اور متعدی زکام کو دور کرنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں قیمت فی شیٹ ایک روپیہ۔
(۲) باٹلی والا کی قوت باہ کی گولیاں۔ سہہ کی صفائی کیلئے نہایت مفید ہیں۔
جسمانی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تپ دق کی ابتدائی حالت میں اگر انکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی تپ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت اچھار روپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا سفین۔ یہ سفین یا پھل اور دیگر ایسی انگیزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو سر پہلے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ رتھ کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا داکار ہم۔ ہر قسم کے داد اور کھجلی کو خواہ وہ خشک ہو یا تر، ایک روز میں دو کرتا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا سب سے پی۔ ووری۔ داہدی

قیمت ۲ روپہ ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے ایک روپیہ

ہماری آتشک نگرہ گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ قوت جسمانی و عقلی و اعصابی کو کمزور یا بوس ہو گئے ہوں غیبی امداد ہیں۔ قہر کے ضعف کو دور کر کے از سر نو نوجوان بنا دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔
قیمت فی ڈبہ ۲ روپہ ان گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۴۰ کتاب راز تندرستی اس میں حسب معلومات

تندرستی کے کمل رازوں سے واقف ہو کر عمر طبعی حاصل کرنے کا اگر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر ہم سے مفت پتہ منگو لیجئے جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوگی۔

طے کا پتہ۔ وید شاستری منی شنکر گوندھی جام نگر کاٹھیاواڈ

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون

اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے اور نرخ مقابلتا کم ہے

درخواست آنے پر نوہ مفت ارسال ہوگا

انڈین فوٹو انگریوینگ ورکس،
آئی پی پی۔ امی۔ کرس ۳ بہیر مرزا پور روڈ کلکتہ

Indian Photo Engraving Works,

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشا

(جُبْن کا ایک لُچپ قصہ)

یہ منشی نواب رائے صاحب کا ایک اور پختہ اور اچھا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خرماد ہم نواب سوز و غم کننا اور یہ اس سے پیشہ ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایشا کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود منشی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہری ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس وجہ کی ہوگی۔ ضرور نگارے یہ سمجھ کر قریباً ہمہ مصنفیت قیمت پر

حسن نخل

منشی رشید احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام لکھری دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ حسن نخل آپ کی ان تمام مقبول عام نفلوں کا مجموعہ ہے جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا فو حاصل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں منشی پیارے لال صاحب شاکر (سیرمی) نے دیباچہ لکھا ہے جو بجائے خود دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے مصنف کی تصویر کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے جگے نام نامی پراسکو مستون آیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپی قابلِ تہنیت قیمت فی جلد ۴۰ آنہ (۸)

سنہری کخواب

ایک نادار اور پریصحت مشرقی قصہ جس کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور بلو زبان انگریزی سے اس کو لور رتیہ بل بلگرای دہشت غمرا ملاؤ اکثر سید علی بلگرای مرحوم نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و غلٹ دکھائی گئی ہے۔ جا بجا تصویریں بھی لگائی گئی ہیں قیمت ۷

ہند میں مغربی تعلیم

ہند مت منور لال صاحب رتنی بہت نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام انجکیشن ان برٹش انڈیا نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال سے کہ اسکے مطالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں آپ نے اس کا خلاصہ اردو میں بھی لکھا ہے جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۷ (۸) یہی کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت بھی ۷ ہے۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت ۷ (۸)

جام سرور

یہ منشی دگھاسائے صاحب سرور جہاں آبادی مرحوم کا کلیات ہے۔ سرور کی شاعری محتاجِ تعریف نہیں جن لوگوں نے اس کا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کی قدر و زور دلیہ شاعر یہ نہیں کرتی۔ اگر ایک اپنے تمام سرور لکھ کر انہیں دیکھا تو کچھ نہیں کہتا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق نہیں ہیں اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول نظمیں جمع ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور جن کو خود مصنف نے انگریزی و فارسی میں پریس آبادی کو شائع کر کے غرض سے دیا تھا۔ بہت کم عدد میں باقی رہ گئی ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔ طبع ثانی کا انتشار کرنا بڑے گا۔ قیمت غیر جلد ۷ (۸) جلد ۷ (۸)

اقوال بدھ

بدھ مذہب کی کتابوں میں جو بدھ دھرم پر مبنی ہے وہ کسی اور کتاب کا نہیں۔ ابتدا پر کتابانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اب تک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں ہمارا ہمارے کے نسخے انودھ بدھ کے مہول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مریدوں کو تلقین کی تھیں جمع ہیں جس کے مطالعے سے دل بہت عمدہ اثر ہوتا ہے خوشی کی بات ہے کہ پچھتہ مالک راؤ غیلان اور صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ اس بارہ ترجمہ کا نام اقبال بدھ ہے۔ شروع کتاب میں ہمارا ہمارے کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپی عمدہ اور کاغذ و نیز قیمت ۱۲-۱۱

تھ

المشا

منجرا انڈین پریس آلہ آباد

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہو اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر کانوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہوا وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ نہ شکایت بھی نہی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچائے ماسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصرف کثیر تیار کر دیا ہے جو ہر طرح اور حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف اپن کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔ ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اڈیشنر صاحب ادیب کی اصلاح و نظرفانی سے مرتب ہیں۔ ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کمانیوں اور کہوتوں کے علاوہ تمیز داری۔ معاشرت۔ امور خانہ داری۔ بچوں کی پرورش۔ مرغیوں کی تیمارداری۔ خاوند کی اطاعت۔ شرم و حیا۔ عفت و محنت اور دنیا پر کارآمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سیما جی۔ ہنستی شکستلا۔ ساوتری۔ میلادتی۔ اہلبابائی وغیرہ کی طرح ٹکڑے اور جہن و جابان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آنے والی زبان میں درج ہیں۔ کاغذ لکھا یا چھپائی وغیرہ باری علی درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۱ تصاویر بھی ہیں جنہیں ۲۳ تصاویر پورے مضمون پر علیحدہ چھاپ کر شل کی گئی ہیں۔ پورا نصاب حسب ذیل ہے

- ۱۔ اردو کا نیا قاعدہ - - - - - و پائی
- ۲۔ لور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - - - - - آنہ
- ۳۔ ایپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - - - - - آنہ
- ۴۔ لور منڈل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - - - - - آنہ

المشہقہ - مینجر انڈین پریس الہ آباد

ادیب کے قواعد

ماہوار رسالہ جو اردو علم ادب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے، ہر لڑکی دیکھنے کے آخر میں شائع ہوتا ہے، ہر ماہ کے نامور دانش پر داز اسے مفید اور دلچسپ بنانے میں مہمگرم ہیں۔ اسکے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں ضخامت ۴۸ صفحات ہے اور ہر صفحے میں ۱۰ کالم ہونے کی وجہ سے معنی کی قطعیت کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت دیکھائی ہے۔ اسکے علاوہ ہر ماہ ۱۲ تا ۱۵ ایک ٹکٹیں اور متعدد دیکسی تصاویر ہوتی ہیں جنہیں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی سالانہ قیمت چار روپیہ مع محصول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خریداری کے لئے پیشگی قیمت آنار وریج نمونہ مفت نہیں دیا جائیگا بلکہ ہر کے ٹکٹ وصول ہونے پر رسالہ ہوگا نامہ ادیبہ خوشخط لکھا جائے کہ پرچہ آسانی سے پہنچ سکے خندا و کتابت کے ساتھ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے پرچہ چیل کرنا ہو تو مقامی ڈاک خانہ سے بند و بست کر لیا جائے اور اگر کمیشنہ باز یا زیادہ حوصلہ کے لئے ضرورت ہو تو مینجر ادیب کو اطلاع دیکھائے۔ اس سالہ میں مذہبی مباحث اور موجودہ پالیٹکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائیگا تاہم مضامین بھی نہیں لے جائیں گے۔ جس مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت ہو اسکا مضمون نگا حضرات خود ہی بند و بست فرمائیں۔

اطلاع

اکثر حضرات کئی کئی ماہ بعد پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ہر مہینے کے پرچے کے لئے اسی ماہ کی آخری تاریخ تک اطلاع دیکھائے ورنہ بعد کو قیمت لیجائے گی۔ اس اطلاع پر خصوصیت کیساتھ عمل کرنا چاہیئے۔

المتمس مینجر ادیب

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشار

(حُبِ وطن کا ایک دلچسپ قصہ)

یہ مثنوی نواب رائے صاحب کا ایک ادیب نعل اور اچھوتا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خداداد ہم تو اب اس دور وطن کو بغیر اس سے پیشہ ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایشار کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود مثنوی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ اس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس وجہ کی ہو گی۔ ضرور دیکھئے۔ عجم قریباً ۱۰۰ صفحات پر محیط ہے۔

حسن نعل

مثنوی نواب صاحب ارشد تھانوی کا نام لکھیری دہلی میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ حسن نعل آپ کی ان تمام مقبول عام نظموں کا مجموعہ ہے جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا خرم چکر چلی ہیں۔ کتاب کے شروع میں مثنوی ہمارے لال صاحب شاکر (مدیر مثنوی) نے لکھا ہے جو بجائے خود دیکھنے سے متعلق لکھتا ہے مصنف کی تصویر کے علاوہ خانہ در در مرزا سلطان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے بلکہ نام انچا اسکو سنون کیا گیا ہے۔ لکھنؤ لکھائی چھاپائی قابل ترین قیمت فی جلد آٹھ روپے (۸)

سنہری لٹواب

ایک نادر اور پر قیمت مثنوی قصہ جس کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور جسکو انگریز، فرانسیسی، سپین، پرتگیزی، روسی، ہنگری، آسٹریا، اٹلی، سربیا، بلغاریہ، رومانیہ، یونان، ایران، افغانستان، ہندوستان، چین، جاپان، اور دیگر ممالک میں شائع کیا گیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و عظمت کا خوبصورت تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ قیمت ۶ روپے

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت منوہار لال صاحب دیشی ایم اے نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام ”انجیکشن ان برٹش انڈیا“ نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال سے کہ اسکے مطالب سے اردو خواں حضرات بھی تنفید ہو سکیں آپ نے اسکا خلاصہ اردو میں بھی لکھا ہے جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۶ روپے۔ دوسری کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اسکی قیمت بھی ۶ روپے۔ انگریزی انڈین کی قیمت ۶ روپے

جام سرور

یہ مثنوی درگاہ سائے صاحب سرور جہان آبادی مرحوم کا کلیات ہے۔ سرور کی شاعری محتاج تعریف نہیں جن لوگوں نے انکا کلام دیکھا ہو وہ جانتے ہیں کہ کادریقی روز و رات لے شاعر پیدا نہیں کرتی۔ اگر ایک آپ نے جام سرور کو نہیں دیکھا تو یونہی نہیں دیکھا۔ سرور کے کلام کو خوبیاں دیکھنے سے متعلق کچھ ہیں۔ اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول نظمیں جمع ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوتی ہیں اور جنکو خود مصنف نے نظریاتی فرما کر انڈین پریس آلہ آباد کو اشاعت کی عرض سے دیا تھا۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں مطبع طلب فرمائیے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت غیر محدد ہے۔ جلد ۱۲

اقوال بدہ

بودہ مذہب کی کتابوں میں جو درجہ دھم چکا ہے وہ کسی اور کتاب کا نہیں۔ اس پر کتا بالی زبان میں لکھی گئی تھی۔ ایک بہت سی مختلف زبانوں میں اسکی ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں مہاتما بدہ کے نصائح اور وہ مذہب کے اصول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مریدوں کو تلقین کی تھیں جمع ہیں جنکے مطالعہ سے دل پرست عمدہ اثر ہوتا ہے۔ خوشی کی بات کہ پنڈت مہاتما بدہ اور شیو اور صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ اس بار بدہ ترجمہ کا نام ”اقوال بدہ“ ہے۔ شروع کتاب میں مہاتما بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ بہتر قیمت ۱۲ روپے

تھ

منیجر انڈین پریس آلہ آباد

المث

لاکھ فکریں ہوں تم کیا جبکہ عطر پہ لگ
حضرات! تکلیف مزاج سے عطر بیک
مقوج تھیم الامام سے عطر تیل کیلئے
ایسے مشہور ہے کہ جوں کی گنت
بکثرت اور خصوصیت سے

ریخ اور نم کو ٹھکانا دیتی ہو وہ ہے خوشبو
تین بول عطر تو کہیں شربت موزوں ہوتے
ہیں ہی بکثرت اسکی مندی ہو گیا عواویرا
ازان ہوا تو دوسری جگہ نہیں ٹھکانا
جو اناج دیوں بل دوانہ
ہوگا

عطر و عطر

THE ORIENTAL PERFUMERS COY. KANAUJ POST RY. SARAIN RANDIST. FATEH GARNU. P.

خوشبودار و غنیات قیمت فی سیر

عطر و عطر قیمت فی تولہ

روغن چمیل و سیلا کوڑہ و موکا قیمت فی سیر چمیل ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن حسن کاہو کوڑہ و موسری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن سنترہ نارنجی فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن بادام مصطفیٰ فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن سولف اجوان ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن کل حسن موسری یا پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن کل منبر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن حسن مصکا ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن دارچینی بیروزہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن موسری کاجی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روغن زیتون ترس ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
چولہ بان فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے

عطر کلاب ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر ارکٹو شامی رشک ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر خانوڑا صفی چمیلی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر سیوٹی روح افرا ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بیلا ملک پری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر دولسن سناک شبنار ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر روسہ کھنکھ کل حسن ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر مدن مست چنا پری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر راحت دوج نارنجی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بلغ و ہار بیف القلوب ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کلاب استنبولی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کینڈا موسری کل پری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بان کھار پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر شحات البقر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بک حسن پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر ارکٹو عود غنی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر ارکٹو ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر سدری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر مالچی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کینڈا ہرثم کے عطر کی فی دجن ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر مشک پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح حسن پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح حسن پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح حسن سفید ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح پانزی پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح چمیلی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح کلاب ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
شیشیان خام اکین شہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
برجانبی کی کتری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے

تین کوشلی اور دوا فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
غلام کوشلی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
گولیان شکی بلاورق ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
گولیان شکی طلانی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کلاب فی شیش ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کیوڑہ فی عیشہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر منڈی فی عیشہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر شمرہ فی شیشہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر پیرائے فی شیشہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر آفتابی فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر سیولی فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر چیشا فی سیر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر وارن ساخت قنچ چوکی کامن جانے کا ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
خانے کا شیت فیروزہ پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
بندہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے

عطر کلاب ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر ارکٹو شامی رشک ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر خانوڑا صفی چمیلی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر سیوٹی روح افرا ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بیلا ملک پری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر دولسن سناک شبنار ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر روسہ کھنکھ کل حسن ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر مدن مست چنا پری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر راحت دوج نارنجی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بلغ و ہار بیف القلوب ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کلاب استنبولی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کینڈا موسری کل پری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بان کھار پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر شحات البقر ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر بک حسن پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر ارکٹو عود غنی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر ارکٹو ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر سدری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر مالچی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر کینڈا ہرثم کے عطر کی فی دجن ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
عطر مشک پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح حسن پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح حسن پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح حسن سفید ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح پانزی پودہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح چمیلی ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
روح کلاب ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
شیشیان خام اکین شہ ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے
برجانبی کی کتری ۱۲ روپے ۱۲ روپے ۱۲ روپے

جملہ خط و کتابت نیچر اور میٹلین فریو مرس کمپنی قنچ خاص مقام وٹو اکمانہ سلسرے میران محلہ مکتو

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہو اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی کی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہو اور وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ نہ شکایت بھی نہ ہوتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا انصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچا سکے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا انصاب بعرف کیرتیا رکار یا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس سنوان میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کمنا کافی ہے کہ اڈیٹر صاحب ادیب کی اصطلاح و نظر ثانی سے فرین ہیں۔ ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تیز داری، معاشرت، امور خانہ داری، بچوں کی پرورش، برقیوں کی تیار داری، خاوند کی اطاعت، شرم و حیا، عفت و عصمت اور ہشیا کا رعبا تیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سیتاجی، دینیٹی ٹنٹلا، ساوتری، لیلادتی، اہلیا بائی وغیرہ کی کہانیاں اور چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آتی والی زبان میں درج ہیں۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۱۸ تصاویر بھی ہیں جنہیں ۳۲ تصاویر پورٹرٹس صفحوں پر علیحدہ چھاپ کر شامل کی گئی ہیں۔ پورا انصاب جب دیکھا

۱۔ اردو کا نیا قاعدہ ۹ پائی

۲۔ اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا انصاب) ۶ آنہ

۳۔ اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا انصاب) ۷ آنہ

۴۔ لورڈل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا انصاب) ۸ آنہ

المشترکہ مینجر انڈین پریس الہ آباد

ادیب کے قواعد

یہ مابو اور سالہ جو اردو علم ادب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے ہر لکھنؤی ہینے کے آخر میں شائع ہوتا ہے۔ ملک کے نامور دانش ور اسے مفید اور دلچسپ بنانے میں سرگرم ہیں۔ اس کے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں۔ ضخامت ۸۸ صفحات ہے اور ہر صفحے میں دو کالم ہونے کی وجہ سے معمولی قطع کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت دیکھائی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ التراما ایک رنگین اور متعدد عکسی تصاویر بھی ہیں جنہیں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں اسکی سالانہ قیمت چار روپیہ مع محصول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خریداری کے لئے پیشگی قیمت آنا ضروری ہے۔ نمونہ مفت نہیں دیا جائیگا بلکہ ۶۶ کٹ وصول ہونے پر ارسال ہوگا۔ نام اور پتہ خوشخط لکھا جائے کہ پرچہ آسانی سے پہنچ سکے۔ خط و کتابت کے ساتھ نمبر خریداری کا تو الرمز درج دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے پتہ تبدیل کرانا ہو تو مقامی ڈاک خانہ سے بندوبست کر لیا جائے اور اگر ہمیشہ زیادہ عرصہ کے لئے ضرورت ہو تو مینجر ادیب کو اطلاع دیجائے۔ اس رسالے میں مذہبی مباحث اور موجودہ پالیٹکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائے گا۔ نا تمام مضامین بھی نہیں لئے جائیں گے۔ جس مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت ہو اسکا مضمون نگار حضرات خود ہی بندوبست فرمائیں۔ جس مضمین کا پرچہ نہ پہنچے اس کی اطلاع اسی ہینے کی آخری تاریخ تک آجانا چاہئے ورنہ بعد کو قیمت لی جائیگی۔



چھوٹے بچوں کے واسطے ڈونگرے کا بالامت

مہیب بچوں کے بدن کو مضبوط بنا کر
ان کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانسی اور
دہلپن وغیرہ امراض اس کے استعمال سے
جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی
ہے کہ بچے اس سے بھاگے نہیں۔

اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بالامت ہمیشہ کے تمام عمارت
میں مشہور ہے۔

قیمت فی شیشی بارہ آنہ۔ محصولہ آب چار آنہ۔

K. T. DONGRE & Co., Girgaon, Bombay

الٹ

کے ٹی، ڈونگرے اینڈ کمپنی۔ گرگاؤں۔ بمبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور ادویات

(۱) باٹلی والا کا ایک کمپروا روگیاں۔ ہر قسم کے بخار اور لرزہ اور متعدی دھما
کو دور کرنے کے لئے ایک حکم رکھتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

(۲) باٹلی والا کی قوت باہ کی روگیاں۔ معدہ کی صفائی کے لئے نہایت مفید
ہیں جسمانی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تب و ثقب کی
ابتدائی حالت میں اگر انکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی مرض
سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت ۱۲ روپیہ۔

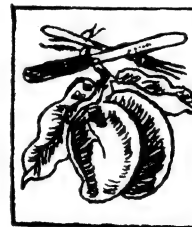
(۳) باٹلی والا کا دانت کا بخن۔ یہ یمن یا پائل اور دیگر ایسی انگریزی
ادویات سے بنا یا جاتا ہے جو ہر بیلے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ رطوبت
کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا دودھ کا مرہم۔ ہر قسم کے داد اور کھجلی کو خود بخود دھک ہو
یا تڑا، ایک روز میں دو کرکے رہتا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا جے پی۔ دوری۔ وادر بمبئی

سفیدہ ملیج آباد کا آم "دوسری"



یہ دو شاندار آم کے خاصہ کے آم ہیں اکی تیری دت
نہایت خوشکھ سائے دنیا کے یہ آم بے حقیقت ہیں صاحبان
ذوق کیلئے ایک چیز کا فرمان حکام کے ذیل کے لائق ہو
دوستوں کے تحفہ کے قابل اس سے بہتر آم نہیں برساتیں
انہیں کھانیا لطف نہیں ہیں جو قیمت ۱۲ روپے کا پارسل
سفیدہ آم ہم سے کراہیہ ریل و پکنگ وغیرہ قیمت ۱۲ روپے
کا پارسل دوسری آم ہم سے کراہیہ ریل و پکنگ وغیرہ

ہر پارسل کے ساتھ ایک پارسل انعام
اُس شخص کو ملے گا جو خریدی کامیابی دہائی کے پکڑنے پر آم کا ایک پارسل
میں ۵۰ خریداریوں کو ۵۰ پارسل مفت تقسیم ہونگے جو ہر ایک کے بعد انعامی پارسلوں کا سلسلہ
بند ہوگا اسلئے قیمت کا کافی آڈر جانک ہو جائے گی۔ آم میں دوسرے آپ کو کسی میں گے
اور خوش کیلئے آپ کے دوستوں کو بھی ملیں۔ ۱۱ روپے کے بعد بھی آم ملیں گے۔
المنشقر۔ نصیر احمد خاں منجر سفیدہ آم کی کنول ہر طرح آبا و صانع لکھتو

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون
اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے اور نرخ مقابلہ کم ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

المنشقر۔ ہری داس بوس۔ ۳۳ بیرمز پور روڈ کلکتہ

H. D. BOSE, 30 Bahir Mirzapore Road, CALCUTTA.

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر نصیبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس قوتی تعلیم کا نتیجہ جیسقدر مفید ثابت ہوا ہے یہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انہیں خاطر خواہ فائدہ پہنچا سکے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصری کثیر تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اقدیر صاحب ادیب کی اصلاح و نظر نازی سے مزین ہیں۔ انمیں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تعمیرداری - معاشرت - امور خانہداری - بھروسہ کی پرورش - مریضوں کی تیمارداری - خاوند کی اطاعت - شرم و حیا - وقت و مصمت اور بیشمار کار آمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سینا جی - دمیٹی - شکنتلا - ساروتی - لیلوتی - اعلیٰ بائی وغیرہ کی سوانح و چہرے اور چین و چابان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بھروسہ کی سمجھوتہ میں آئی الی زبان میں درج ہیں۔ لکھاٹی - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں 118 تصاویر بھی ہیں جنمیں 32 تصاویر پورے صفحوں پر علیحدہ چھاپکر شامل کی گئی ہیں۔ پورا نصاب حسب ذیل ہے۔

آرڈر کا نیا قاعدہ ... 9 پائی اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - 7 آنہ
اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - 6 آنہ اور متل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - 8 آنہ

دیکھو کتنا سہل ہے پریس الہ آباد سے مل سکتی ہیں

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون
اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ ہر دیا جاتا ہے، اور نرخ مقابلہ کم ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

المشہور - ہری داس بوس

۱۲/۱ رام نیشن داس لین، بدورگی - کلکتہ

H. D. BOSE, 12/1 Ram Kissen Dass' Lane,
Badurbagan CALCUTTA.

SOMETHING NEW IN COLLARS For Ladies-Gentlemen-Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar--always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER--

2 Sample Everclean "Linon" Collars	... Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs 6/6
with Gold Cased Links...

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

FOR SALE.

INTERESTING INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|--|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters -Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book - those marked with an asterisk are not available elsewhere : | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAN.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAH (at the State	MOHINI.
chamber of KING BIRAT.)	DAMAYANTI.
	* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to - **THE MANAGER, INDIAN PRESS,**
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१७—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१८—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, नीरोग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है।

बालगीतावलि ।

१९—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपुराण ।

२०—पुराणों में बहुत सी ऐसी कथाएँ हैं जिनसे मनुष्यों को बहुत कुछ उपदेश मिल सकता है। पर पुराण इतने अधिक और बड़े हैं कि उन सबका पढ़ना प्रत्येक मनुष्य के लिए असम्भव नहीं तो महाकष्ट-साध्य अवश्य है। इसलिए सर्वसाधारण के सुभीते के लिए हमने अठारह महापुराणों का साररूप 'बाल-पुराण' तैयार करा कर प्रकाशित किया है। इसमें अठारहों पुराणों की संक्षिप्त कथासूची दी गई है और यह भी बतलाया गया है कि किस पुराण में कितने श्लोक और कितने अध्याय आदि हैं। पुस्तक बड़े काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य केवल ॥

बालस्मृतिमाला ।

२१—मनुस्मृति के सिवा और भी अनेक स्मृतियाँ हैं जिनमें मित्र मित्र धर्माचार्यों ने मनुष्यों के कल्याण के लिए धर्मों और कर्तव्य-कर्मों की व्याख्या की है। धर्मशास्त्र की मर्यादा जानने के लिए स्मृतिशास्त्र का जानना परमावश्यक है। परन्तु ये स्मृतियाँ संस्कृत में होने के कारण सब लोग इनका आशय नहीं समझ सकते थे। हमने १८ स्मृतियों का सार-संग्रह करा कर यह "बालस्मृतिमाला" प्रकाशित की है। आशा है, सनातनधर्म के प्रेमी अपने अपने बालकों के हाथ में यह धर्मशास्त्र की पुस्तक देकर उनको धर्मिष्ठ बनाने का उद्योग करेंगे। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालभोजप्रबन्ध ।

२२—राजा भोज का विद्याप्रेम किसी से छिपा नहीं है। संस्कृत भाषा के "भोजप्रबन्ध" नामक ग्रन्थ में राजा भोज के संस्कृत-विद्याप्रेम-सम्बन्धी अनेक आख्यान लिखे हुए हैं। वे बड़े मनोरञ्जक और शिक्षादायक हैं। उसी भोजप्रबन्ध का साररूप यह "बाल-भोजप्रबन्ध" छपकर तैयार हो गया। सभी हिन्दी-प्रेमियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य बहुत ही कम केवल ॥ आठ आने।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से जरूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” जरूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥

बालआरव्योपन्यास (साचित्र) ।

चारों भाग

१०-१३—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या स्त्री, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मैगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥ चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने ।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छाँट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसका भाषा की सरलता में इससे अधिक धार क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छाँट छाँट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और हृद आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टेन चित्रोंवाले पुस्तक का १॥) डेढ़ रुपया।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो। इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है। यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है। भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए। इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षाएँ ग्रहण कर सकते हैं। क्योंकि इसमें केवल सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है। आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे।

पृष्ठ २३५। कागज़ मोटा। सुनहली जिल्द। पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम। केवल १॥) सवा रुपया।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है। वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे। इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं। जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है। उन्नति, उदारता, सुशालता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है। अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें। २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥) बारह आना है।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टेन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है। भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १) से घटा कर ॥) बारह आने कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिविजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी बंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया। यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज़ है। इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी। स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है। प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए। यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है। मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं। इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, श्रुतिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभोते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है। जल्द मँगाइए।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं। क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है? ऐसी कौनसी चीज़ है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत

हो रहा है।? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज़ का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र”। इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है। आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था। लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए। मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सच्चित्र कविताओं का संग्रह किया गया है। हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए। इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं। ऐसी उत्तम सच्चित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धिनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों। जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे। इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए। पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है। पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है। कागज़ चिकना और मोटा है। छपाई साफ़-सुथरी है। सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है। आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेंसर का जीवन-चरित है। पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है। ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

छेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईं जी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज़ पर, छापी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७५ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब ४५ ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १८५ रुबे लगेगा।

मानस—कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दीप्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १५ रुपया रखवा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मंगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध जयक पण्डित महावीरप्रसादजी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारतही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भीष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी प्रोजस्विनी और बड़ी मनेहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये। +

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جسقدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انہیں خاطر خواہ فائدہ پہنچا سکے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصرف کثیر تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صرف ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈیوں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریڈیوں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اڈیٹو صاحب ادیب کی اصلاح و نظر ثانی سے مزین ہیں۔ ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تعمیرداری - معاشرت - امور خانہداری - بچوں کی پرورش - مریضوں کی تیمارداری - خاوند کی اطاعت - شرم و حیا - عفت و عصمت اور بیشمار کار آمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بڑی ان ریڈیوں میں سینا جی - دمیٹی - شکلا - ساروتی - لیلوتی - اہلیا بائی وغیرہ کی سوانح عامہ یاں از چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آئے۔ الی زبان میں درج ہیں۔ کاغذ - لکھائی - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈیوں میں 118 تصاویر بھی ہیں جن میں 32 تصاویر پورے صفحوں پر عرصہ دراز چھاپکر شامل کی گئی ہیں۔ پورا نصاب حسب ذیل ہے۔

آرڈر کا نیا قاعدہ ... ۹ - پائی اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - ۷ آنہ
اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - ۶ آنہ اور مڈل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - ۸ آنہ

کلی کتابیں منیجر انڈین پریس الہ آباد سے منسلکتہ ہیں

اگر آپ دو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون
اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے اور نرخ مقابلتا کم ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

المشتمل - تھری داس بوس

۱۲/۱ رام نٹن داس لین ' بدر بگنی - کلکتہ

H. D BOSE, 12/1 Ram Nissen Dass' Lane,
Badurbagan CALCUTTA.

SOMETHING NEW IN COLLARS For Ladies-Gentlemen-Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER

2 Sample Everclean "Linon" Collars	Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars	" 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs with Gold Cased Links	" 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

FOR SALE.

INTERESTING INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | | | |

- | | |
|---|---------------------|
| * RAVI VARMA. | RADHA. |
| * SHAKUNTALA. | VANITY. |
| * RAJ VARMA. | BASHFULNESS. |
| TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation). | MALATI. |
| SITA AND THE GOLDEN DEER. | ARJUN AND SUBHADRA. |
| * SITA AT THE ASOKA BAN. | AHALYA. |
| * RUKMANGAD AND MOHINI. | DESCENT OF GANGA. |
| * RADHA AND KRISHNA. | A MALABAR LADY. |
| * SITA DISAPPEARING IN THE GROUND. | JOGI GOPICHAND. |
| * DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BIRAT.) | MOHINI. |
| | DAMAYANTI. |

* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

- | | | | |
|---|----|---|---|
| For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.) | 28 | 0 | 0 |
| For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol. | 22 | 8 | 0 |
| For each of the 5 Vols. separately | 6 | 0 | 0 |
| For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each | 10 | 0 | 0 |
| For each of the 2 Vols. separately | 6 | 0 | 0 |

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to - **THE MANAGER, INDIAN PRESS,**

3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१७—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों का बड़ी ज़रूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक के विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१८—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों का तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, निरोग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीज़ों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है।

बालगीतावलि ।

१९—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए। शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपुराण ।

२०—पुराणों में बहुत सी ऐसी कथाएँ हैं जिनसे मनुष्यों को बहुत कुछ उपदेश मिल सकता है। पर पुराण इतने अधिक और बड़े हैं कि उन सबका पढ़ना प्रत्येक मनुष्य के लिए असम्भव नहीं तो महाकष्ट-साध्य अवश्य है। इसलिए सर्वसाधारण के सुभीते के लिए हमने अठारह महापुराणों का साररूप 'बाल-पुराण' तैयार करा कर प्रकाशित किया है। इसमें अठारहों पुराणों की संक्षिप्त कथासूची दी गई है और यह भी बतलाया गया है कि किस पुराण में कितने श्लोक और कितने अध्याय आदि हैं। पुस्तक बड़े काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य केवल ॥

बालरस्मृतिमाला ।

२१—मनुस्मृति के सिवा और भी अनेक स्मृतियाँ हैं जिनमें भिन्न भिन्न धर्माचार्यों ने मनुष्यों के कल्याण के लिए धर्मों और कर्तव्य-कर्मों की व्याख्या की है। धर्मशास्त्र की मर्यादा जानने के लिए स्मृतिशास्त्र का जानना परमावश्यक है। परन्तु ये स्मृतियाँ संस्कृत में होने के कारण सब लोग इनका आशय नहीं समझ सकते थे। हमने १८ स्मृतियों का सार-संग्रह करा कर यह "बालस्मृतिमाला" प्रकाशित की है। आशा है, सनातनधर्म के प्रेमी अपने अपने बालकों के हाथ में यह धर्मशास्त्र की पुस्तक देकर उनको धर्मिष्ठ बनाने का उद्योग करेंगे। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालभोजप्रबन्ध ।

२२—राजा भोज का विद्याप्रेम किसी से छिपा नहीं है। संस्कृत भाषा के "भोजप्रबन्ध" नामक ग्रन्थ में राजा भोज के संस्कृत-विद्याप्रेम-सम्बन्धी अनेक आख्यान लिखे हुए हैं। वे बड़े मनोरञ्जक और शिक्षादायक हैं। उसी भोजप्रबन्ध का साररूप यह 'बाल-भोजप्रबन्ध' छपकर तैयार हो गया। सभी हिन्दी-प्रेमियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य बहुत ही कम केवल ॥ आठ आने।

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। पेटहिक और पारमार्थिक पुत्र चाहने वालों को गीता के उपदेशों से जरूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सद्गुणों के कौन हिन्दी न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” जरूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, बुद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्हीं भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥

बालआरव्योपन्यास (साचित्र) ।

चारों भाग

१०-१३—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या स्त्री, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की खबर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचाँ तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥ आठ आने ।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने ।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥ चार आने ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक घोर स्त्रियां तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों के अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छांट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशाल से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छांट छांट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिदचन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दों के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दों में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दो-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १॥) डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायें ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १॥) सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो गवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें ; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥) बारह आना है ।

जापान-दर्पणा ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अशोचि पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १॥) से घटा कर ॥) बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविवर आश्विजानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य्य वर्यों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसाली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी रूत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य्य का यह ग्रन्थ लेकर अपने घर का अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, श्रुतिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) बार रुपये ही रक्खा है । जल्द मँगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है "सम्पत्तिशास्त्र" । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दो भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहाँ नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सत्त्व कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवोप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामनाप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँग कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सत्त्व पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धीनी मोमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरूढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हवर्ट स्पेंसर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मेनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कर्मशान नहीं दिया जाता)

चेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर विक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईंजी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोधया गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज़ पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७५ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब ४) ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १८) खर्च लगेगा।

मानस—कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दीप्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दौ दौ नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १) रुपया रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मंगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल श्राव्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित महावीरप्रसाद जी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारत ही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भीष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मंगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी गोजस्विनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मंगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये।

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

اٹوٹی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر نصیبہ اور ہر کانوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جسقدر سفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت ہوتی رہی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انہیں خاطر خواہ فائدہ پہنچاسکے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصرف کثیر تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صرف ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریفرنسوں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریفرنسوں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اذیتور صاحب ادیب کی اصلاح و نظر ثانی سے مزین ہیں۔ انہیں اخلاقی اور تصورات آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تمیزداری - معاشرت - امور خانہ داری - بچوں کی پرورش - سونہوں کی تعمیرداری - خوند کی اطاعت - شرم و حیا - عفت و عصمت اور بشمار کار آمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریفرنسوں میں سینما جی - دمیٹکی - شکستہ - سارتری - لیاؤٹی - اعلیٰ دہائی وغیرہ کی سوانح معریاں از چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سنجیدہ میں انڈیائی زبان میں درج ہیں۔ کاف - لکھائی - چھاپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پرنس کا حصہ ہے۔ ان ریفرنسوں میں 118 تصاویر بھی ہیں جنہیں 32 تصاویر بزرے صفحوں پر عرصہ چھاپکر شامل کی گئی ہیں۔ پورا نصاب حسب ذیل ہے۔

اردو کا نیا قاعدہ ... ۹۰ پتی اپر پرائمری ریڈر (کیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - ۷۰ آنہ
اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - 1۰ آنہ اور سڈل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - ۸۰ آنہ

کل کتابیں مزیدجو انڈین پرنس الہ آباد سے مل سکتی ہیں

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون
اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ ہر دیباچہ نامہ اور دوح مقابلہ نامہ ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

المشہور - ہری داس بوس

۱۲/۱ رام کشن داس این' بدورگن - کلکتہ

H. D BOSE, 12/1 Ram Kissen Dass' Lane,
Badurbagan CALCUTTA.

SOMETHING NEW IN COLLARS For Ladies-Gentlemen-Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars ... Sh. 3
8 Everclean "Linon" Collars ... " 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs
with Gold Cased Links ... " 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

FOR SALE.

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAN.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BIRAT.)	MOHINI.
	DAMAYANTI.
	* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**

3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

رنگین تختی و کاپی سلپ

ممنٹہ منشی (روشن لعل بھارگو) بہارگو

جسکو ٹکسٹ بک کمیٹی ممالک متحدہ و پنجاب نے برائے طلباء مدارس قصباتی-دیہی و امدادی منظور فرمایا ہے

یہہ کاپیاں جدید طریقہ سے چھاپی گئی ہیں جسکا سلسلہ ابتدائی جماعت سے شروع ہو کر اپر پرائمری جماعت پر ختم کیا گیا ہے دیگر مصنفین کی کاپیوں میں تعلیم خوشخطی پرائمری درجہ سے رکھی گئی ہے جو طلباء کیلئے اس درجہ میں پہونچکر یکبارگی ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوجاتا ہے جسے وہ خوش اسلوبی سے انجام نہیں دے سکتے چونکہ ان کاپیوں کا سلسلہ ابتدائی جماعت سے رکھا گیا ہے اس لئے طالب علم ابتدا ہی سے بذریعہ تختی سلپ تختی پر مشق کرتے کرتے تبدیلی اشکال حروف اور طریقہ تعلیم خوشخطی سمجھتا جاوے گا۔ کیونکہ ان کاپیوں میں زیادہ خوبی اور قابل تعریف بات یہہ ہے کہ سرخ اور سیاہ رنگ سے چھپی ہیں۔ جس سے ہر حرف کی شکل محض رنگ دیکھتے ہی طالب علم سمجھ جاتا ہے۔ اُسٹان کو بتلانیکہ چنداں ضرورت نہیں جیسے ب آبا کو لکھنا ہے تو ب کا رنگ اور ہوگا اور آ کا اور۔ یہہ اوصاف دیگر مصنفین کی کاپیوں میں نہیں ہیں مدتوں تک اُنکو حرفوں کی شکل جو بدلتی رہتی ہیں معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے ٹکسٹ بک کمیٹی نے طلباء کی سہولت تعلیم کیواسطے یہہ جدید طریقہ تعلیم خوشخطی مقرر فرمایا ہے۔ جسقدر ضرورت ہو اندنٹ بھیجکر طلب فرمائیے کمیشن ۲۰۰۰ م فی روپیہ دیا جاوے گا۔

روشن لعل بھارگو سرکاری کتب فروش

و منیجر روشن لعل پریس لکھنؤ

کविता-कुसुम-माला ।

इस पुस्तक में विविध विषयों से सम्बन्ध रखने वाली भिन्न भिन्न कवियों की रची हुई अत्यन्त मनो-हारिणी, रसवती और चमत्कारिणी ९१ कविताओं के संग्रह है । हिन्दी कविताओं का ऐसा उपादेय संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा । मूल्य ॥२॥ दश आने ।

नई पुस्तक ! नई पुस्तक !

कर्त्तव्य-शिक्षा

अर्थात्

महात्मा चेस्टरफील्ड का पुत्रोपदेश ।

हिन्दी में ऐसी पुस्तकों की बड़ी कमी है जिनको पढ़ कर हिन्दी-भाषा-भाषी बालक शिष्टाचार के सिद्धान्तों को समझ कर नैतिक और सामाजिक विषयों का ज्ञान प्राप्त कर सकें । चाहे कोई कितना ही विद्वान क्यों न हो, यदि उसको सांसारिक नियमों का ज्ञान नहीं, यदि उसको नैतिक और सामाजिक रीतियों का बोध नहीं तो तण्डुलरहित तुषों के समान उसकी विद्वत्ता निष्प्रयोजन है । हमारी हिन्दी का बालकोपयोगी साहित्य अभी ऐसी पुस्तकों से खाली पड़ा है । इसी अभाव की पूर्ति के लिए हमने यह पुस्तक अंगरेजी से सरल हिन्दी में अनुवादित करा कर प्रकाशित की है ।

जो लोग अपने बालकों को कर्त्तव्यशील बना कर नीति-निपुण और शिष्टाचारी बनाना चाहते हैं उनको “कर्त्तव्य-शिक्षा” की पुस्तक मंगा कर अपने बालकों के हाथ में ज़रूर देनी चाहिए । बालकों को ही नहीं, यह पुस्तक हिन्दी जानने वाले मनुष्यमात्र के काम की है । पौने तीन सौ पृष्ठ की भारी पोथी का मूल्य केवल १/ एक रुपया ।

मिलने का पता—

मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दू के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दू में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दू-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १।) डेढ़ रुपया।

शिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो। इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है। यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है। भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए। इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायें ग्रहण कर सकते हैं। क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है। आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे।

पृष्ठ २३५। कागज़ मोटा। सुनहली जिल्द। पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम। केवल १।) सवा रुपया।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्होंने के लिए यह पुस्तक बनाई गई है। वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे। इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं। जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है। उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रति-योगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है। अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें। २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल १।) बारह आना है।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है। भारत की अयोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १।) से घटा कर १।) बारह आने कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मेनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दू-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य वर्णों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसाली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी बंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी हृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर का अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, त्रुटिपूर्ति, ग्रन्थालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभाते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है । जल्द मँगाइए ।

सम्पात्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है "सम्पत्तिशास्त्र" । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दू भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णा-ज्जिन जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सच्चित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दू के प्रसिद्ध कवि राय देवप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामतप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दूभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सच्चित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धीनी मार्मांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हो । जो इस समय विद्यार्थि-दशा में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज़ चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हबर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता) -

बेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईंजी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोधगया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७५ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब ४) ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १८) खर्च लगेगा।

मानस-कोश ।

अर्थात्

"रामचरितमानस" के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह "मानसकोश" नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस "मानसकोश" को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दोप्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १) रुपया रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मंगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
अनुवादक-हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित महावीरप्रसाद जी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारत ही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भीष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस "महाभारत" ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी योजस्विनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

تصویریں تصاویر

میر بادشاہ علی صاحب بقا (خاف ارشد میر وزیر علی صبا لکھنوی) - آپ مرزا دبیر مرحوم کے داماد اور خاندانی شاعر تھے۔ ستر برس کی عمر میں بھقام لکھنؤ انتقال کیا - فن سخن کا کافی شوق تھا مگر اپنے والد کے رتبہ کو نہ پہنچے - نمونہ کلام یہ ہے :-

خدا کو ببول جاتے ہیں بتوں کی آشنائی میں
بہت ایسے بھی ہیں اللہ کے بندے خدائی میں

* * *

بنتی ہے جب تو یہ کہتے ہیں ہوا فضل خدا
جب پڑتی ہے تو سب کہتے ہیں قسمت تیری

* * *

یہ کہے رنج کو دیتا ہوں اپنے دل میں جگہ
نہو ٹھکانا کہیں جسکا میوے گھر میں رہے

جناب بقا کے بہاؤ میں آغا قاسم حسین قزلباش صاحب 'اغتیار' کھڑے ہیں جو آغا سفارت علی بیگ ضیا (خاف مرزا حاتم علی بیگ مہر) کے فرزند رشید اور مراد آباد کے پولیس ٹریننگ اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں -

رام چندر جی اور سرپر نکھا - یہ تصویر لکھنؤ کے ایک مصور کی صنائی کا نمونہ ہے - اسمیں رامائن کا وہ سین دکھایا گیا ہے جیکہ راون کی بہن 'سرپر نکھا' ایک حسین عورت کی شکل اختیار کرے' رام چندر جی کی خدمت میں حاضر ہوکر' شہی کی خواستگار ہوتی ہے جس کے خواب میں رام چندر جی عاف انکار کرتے ہیں -

مہاراجہ دھرتھہ کا بگیاہ - "جب مہاراجہ دھرتھہ ضعیف ہو گئے اور ان کے کوئی اولاد نہ ہوئی تو وہ بہت متفکر ہوئے - اولاد نہ ہونے کی ان کو بہت خواہش تھی - ایک روز ہشت جی نے مہاراجہ سے کہا کہ آپ ہرن کی رمی کو پھرا کر اولاد نہ ہونے کے اٹے

اس ماہ کی رنگین تصویر' جو انگریزی مصوری کا بہترین نمونہ ہے' مبارک جمعہ (Good Friday) کے واقعات کو ظاہر کرتی ہے - اس دن ہندوستان میں عام تعطیل ہوتی ہے - یہ خداوند مسیح کی مبارک موت کی یادگاری کا دن ہے - مسیحی عقیدہ کے مطابق آج کے دن' حضرت مسیح مصائب ہوئے تھے - ان کی زندگی کی برکتوں کا زمانہ اگرچہ بہت قلیل تھا' مگر جس خدمت کے لئے وہ مبعوث ہوئے تھے' آج کے دن وہ انجام کو پہنچے یعنی "نجات کا کام" پورا ہوا -

تصویر میں حضرت مریم کی گود میں خداوند مسیح کی لاش دکھائی گئی ہے - ادھر ادھر دو فرشتے ہیں جو گریبا لاش کی حفاظت کر رہے ہیں - یہ تصویر اگرچہ خیالی ہے مگر اس پر غور کرنے سے دل پر عجیب تاثیر ہوتی ہے - چونکہ اس ماہ کی ۵ تاریخ کو گتہ فریڈے ہو چکا ہے لہذا اُمید ہے کہ یہ تصویر دلچسپی کے ساتھ دیکھی جائیگی -

بابو راہندر ناتھ ٹیگور - آپ بنگالی زبان کے مشہور اہل قلم اور قومی شاعر ہیں - حال میں آپ کے اہل قوم نے کلکتہ ٹاؤن ہال میں' مجتمع ہوکر آپ کے گلے میں پھاروں کے ہار ڈالے اور آپ کی علمی خدمات کا اعتراف کیا - ایک زمانہ تھا کہ نئے تعلیم یافتہ اپنی دیسی زبان سے رحشت کرتے تھے - اب وہ بات جاتی رہی ہے - اب وہ اسکی طرف محبت اور وقعت سے بڑھتے ہیں - راہندر بابو نے' بنگلہ زبان میں' قوم اور ملک میں اعتماد اور ترقی کے خیالات پیدا کئے ہیں - یہی وجہ ہے کہ قوم ان کو ممدوح اور معظم تسلیم کرتی ہے -

آپ کی پیدائش سنہ ۱۸۶۰ء میں ہوئی تھی - آپ مہرشی دیونیدر ناتھ ٹیگور کے خاں ارشد اور بابو ہاراکا ناتھ ٹیگور کے پوتے ہیں - آپکا خاندان علمی سرپرستی کے لئے ہمیشہ سے مشہور رہا ہے - مبارک ہے وہ ملک اور وہ قوم جو اپنے اہل قلم کی قدر و منزلت کرتی اور اسکا علمی ثبوت دیتی ہے -

ہرازئی عمر و اقبال کی دعائیں مانگیں اور کلکتہ کے اخبارات نے یکڑہاں ہو کر آپ کو خوش آمدید کہا ہے - عام طور پر اُمید کیجاتی ہے کہ ہزارے شپ کے مہد حکومت میں ' بنگال میں ' حرکتی اور تجارتی ترقی رونما ہوگی اور یورپنیوں و ہندوستانیوں کے مابین بیگانگی دور ہو جائیگی -

یکہ کریں - شرتگی رہی چونکہ عبادت میں مشغول تھے اسلئے اُن کا آنا دھواڑ تھا - لہذا ایک ایسرا (بیڑی) اُن کے پاس گئی اور رہی کو بل لائی - رہی نے آکر یکہ کیا - یہ یکہ مقبول ہوا اور آسمان سے ایک پھل اُترا جسکو کھا کر - تینوں رائیاں حاملہ ہو گئیں - اُن تین رائیوں سے چار لڑکے پیدا ہوئے یعنی رام چندر جی، لچھمن جی، بھرت جی اور شتروہن - اسی یکہ کا منظر اس تصویر میں دکھایا گیا ہے - یہ تصویر بھی انڈین پریس کے اُسی مصور کی صنائی کا نمونہ ہے -

سر آرچ ڈیل ازل - آسام پہلے ایک جدا صوبہ تھا مگر لارڈ کرزن نے اُسے مشرقی بنگال کے ساتھ ملحق کر کے آسام کی چیف کمشنری توڑ دی تھی - حضور ملک معظم نے تقسیم بنگالہ کو منسوخ فرما کر آسام کو پھر اُن سے الگ کر دیا اور عالیجناب سر آرچ ڈیل ازل کے ' سی ' ائی ' ای ' وہاں کے چیف کمشنر مقرر ہوئے ہیں - ہندوستان میں آئے ہوئے آپ کو تین برس ہوئے - نئی اعلیٰ عہدوں پر آپ ممتاز رہ چکے ہیں - اس سے پیشتر آپ گورنمنٹ آف انڈیا کے ہوم سیکریٹری تھے -

لارڈ کارمائیکل - لارڈ ٹامس کیمون ڈومائیکل ہارٹ - جی ' سی ' ائی ' ای - کے ' سی ' ایم ' جی ' صوبہ بنگال کے اول گورنر مقرر ہوئے ہیں - اس سے پیشتر آپ صوبہ مدراس کے گورنر تھے - آسٹریلیا میں آپ ریفری کے گورنر بھی رہ چکے ہیں - ولایت میں بہت سے اعلیٰ عہدوں پر آپ سر افراز رہے - ہندوستان میں آنے اگرچہ آپ کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے مگر اس قلیل مدت ہی میں آپ ہر دہائی میں حاصل کر چکے ہیں - یکم اپریل کو بنگال کے ہر شہر اور ہر تہذیب میں پبلک جلسے ہوئے ہیں جن میں آپ کے خیر مقدم کے رزولوشن پاس ہوئے - کالی گھاٹ مندر میں سہاراجہ درہنگہ کے پنڈتوں نے خاص پوجا کر کے آپ کی

چارچ میڈیکل کالج لکھنؤ - گذشتہ نمبر میں ہم اس کے متعلق ایک نوٹ لکھ چکے ہیں - اس اشاعت میں عمارت کی تصویر بھی ہدیہ ناظرین ہے -

توسیع اشاعت

ذیل کے علم دوست اصحاب کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے گذشتہ ماہ میں ادیب کی توسیع اشاعت میں لچسپی لی اور اپنے احباب کو اسکی خریداری پر مائل کیا: -

- | | |
|--------------------------------|---|
| (۱) منشی محمد معنوظالحق صاحب | (۲) منشی محمد عبدالغالب صاحب خلیق دہلوی |
| (۳) حکیم سید ولی الدین صاحب | (۴) مولوی عبدالغفار صاحب |
| (۵) پادری حمید الدین صاحب سالک | |

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جسقدر مغید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچا سکے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصرف کثیر تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اذیتور صاحب ادیب کی اصلاح و نظر ثانی سے مزین ہیں۔ ان میں اخلاقی اور تصویحات آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تمیزداری - معاشرت - امور گھانہ داری - بھروسہ کی پرورش - مریموں کی تیمارداری - خاوند کی اطاعت - شرم و حیا - عفت و عصمت اور بیشمار کار آمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سینٹا جی - دمیتٹی - شکنتلا - سارتری - لیلاوٹی - اعلیا بائی وغیرہ کی سوانح عمریاں اور چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بھروسہ کی سمجھوتہ میں انفرادی زبان میں درج ہیں۔ کافز - لکھائی - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں 118 تصاویر بھی ہیں جن میں 32 تصاویر پورے صفحوں پر علحدہ چھاپکر شامل کی گئی ہیں۔ پورا نصاب حسب ذیل ہے۔

اردو کا نیا قاعدہ ... 9- پانی اور پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) 7- اُنہ اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) 6- اُنہ اور متال ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) 8- اُنہ

کل کتابیں مزیدجہ انڈین پریس الہ آباد سے ملسکتی ہیں

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون
اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے، اور نرخ مقابلہ نام ہے

درخواست آنے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

المشہور—ہوری داس بوس

12/1 رام کشن داس لین، بدرباگن - کلکتہ

H. D BOSE, 12/1 Ram Kissen Dass' Lane,
Badurbagan, CALCUTTA.

SOMETHING NEW IN COLLARS For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars ... Sh. 3
8 Everclean "Linon" Collars ... " 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs ... " 6/6
with Gold Cased Links ...

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

میری کو دلی

زمانہ موجودہ کے ناولوں کی سرتاج ہے -

انتقام - میری کو دلی کے ناول "Vendetta" کا

اُردو ترجمہ - قیمت ہر در حصہ دو روپیہ

محببت سے دوسرے درجے پر انسان کو انتقام پیارا ہے

روح لیلی - میری کو دلی کے ناول "Soul of Lilith" کا

اُردو ترجمہ - قابل دید - قیمت ایک روپیہ چار آنہ

اگر دونوں کتابیں یکجا بی طور پر خریدی جائیں تو
دونوں کی قیمت صرف تین روپیہ لی جائیگی - موصول ڈاک
علاقہ ہے -

الہش -

لال برادرس - مادھری بھنڈار، نمبر ۷ پارسنز روڈ،
نو لکھا، لاہور (پنجاب)

LONG LIVE THE KING

AND EVERY ONE who takes Batliwalla's Ague Mixture and Pills, because Fever, Ague, and Influenza have no terrors or power against these certain cures. They have been proved by time and use.

Batliwalla's Tonic Pills for pale people is a valuable remedy in all cases of overwrought brain work, impotency, weakness, early stage of consumption, and indigestion, etc., Re. 1-8 each.

Batliwalla's Tooth-Powder is scientifically mixed with "Mayaphal" and English antiseptic drugs. Ans. 4 each.

Batliwalla's Ringworm Ointment cures ringworm, Dhobies' itch, etc., in a day. Ans. 4 each.

May be had of all dealers or of

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., WORLI.

Ap. '13. LABORATORY, DADAR, BOMBAY.

تحائف کشمیر

ملک کشمیر بے نظیر کی ہر قسم کی چیز مثلاً خالص پشمینہ کے شال، چادر و ڈھسہ،

الوان، تافہ، اونی پار چات، پتو وغیرہ، زعفران خالص، مشک تبتی اعلیٰ قسم، گل بنفشہ،

میرہ، سلاجیت وغیرہ، سامان چاندی، سامان نقاشی، قالین و نمدے و گبے، سنگ یشم کا

سامان، ہولدلیاں وغیرہ اور دیگر سب قسم کی چیزیں بہت ہی کفایت نرخ پر ارسال کی

جانی ہیں -

خط و کتابت بنام :-

منیجر کشمیر و تبت ٹریڈنگ کمپنی (نمبر ۱) سوی نگر ریاست کشمیر

ہونی چاہتی -

FOR SALE.

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. A. P. |
|---|-----------|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 8 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 0 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 8 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | |

- | | |
|---|-------------------------|
| * RAVI VARMA. | RADHA. |
| SHAKUNTALA. | VANITY. |
| * RAJ VARMA. | BASHFULNESS. |
| TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation). | MALATI. |
| SITA AND THE GOLDEN DEER. | ARJUN AND SUBHADRA. |
| * SITA AT THE ASOKA BAN. | AHALYA. |
| * RUKMANGAD AND MOHINI. | DESCENT OF GANGA. |
| * RADHA AND KRISHNA. | A MALABAR LADY. |
| * SITA DISAPPEARING IN THE GROUND. | JOGI GOPICHAND. |
| * DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BIRAT.) | MOHINI. |
| | DAMAYANTI. |
| | * DRAUPADI AND SINHIKA. |

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28 0 0
For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22 8 0
For each of the 5 Vols. separately	6 0 0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10 0 0
For each of the 2 Vols. separately	6 0 0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से ज़रूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दी न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” ज़रूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (साचित्र) ।

चारों भाग

१०-१३—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अथवाय्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या खी, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य प्रत्येक भाग का ॥)

बालपंचतंत्र ।

१४—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१५—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्त्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१६—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छाँट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छाँट छाँट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्रीमद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णार्लीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्रीमद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सत्वित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टेन चित्रोंवाले पुस्तक का १।। डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायें ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १।। सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें ; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल १।। बारह आना है ।

जापान-दर्पणा ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टेन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १।। से घटा कर १।। बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविराज श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, श्रुतिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है । जल्द मँगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र” । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्ण-कृत जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सचित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धिनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज़ चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

लेपकरहित असली रामायण

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छपकर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनी ही कविता लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दी हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी 'रामचरितमानस' ही है। क्योंकि इसका पाठ गोसाईं जी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला कर इनमें से कूड़ा-करकट अलग निकाल दिया गया है। यही शुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज पर, छापी है। इसमें बड़ी उत्तम चित्र ७५ तस्वीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये घटा कर अब ४५ ही कर दिया है। डाक-द्वारा मँगाने पर १८५ रुबर्ब लगेगा।

मानस-कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरी-प्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दीप्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई र्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और

इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है। मूल्य केवल १५ रुपया रखवा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मँगाइए।

सचित्र हिन्दी महाभारत

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र

अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित महावीरप्रसाद जी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारतही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है, यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारत-वर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भीष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी सोजस्विनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगा कर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए।

सर्व साधारण के लिए मूल्य बहुत ही कम—कुल ३ रुपये।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियनप्रेस, प्रयाग ।

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ هندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم قوتی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں لڑکیوں کے مدارس جاری ہو رہے ہیں * اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں * تاہم عام طور پر یہ شایہ بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچا سکے * اسی شایہ کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصورت نمبر تیار کر دیا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈوں پر ترجیح دینے کے مدارس و کالوں میں جاری کر دیا ہے *

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ادیب صاحب ادیب کی اصلاح و تہارتی سے مزین ہیں * انہیں اخلاقی اور تعلیمی امتیاز کھاتوں اور سیفوں کے مالکہ نمونہ داعی - معاشات - امور خاندانی - بچوں کی پرورش - مریضوں کی تیمارداری - خاندان کی اطاعت - شرم و عیا - عزت و عصمت اور بیشمار کار آمد باتیں لکھی گئی ہیں * علاوہ بریں ان ریڈروں میں حیاتا - حی - دمنیتی - سنگتلا - حورتی - ایلاقی - انقلابی باقی رفیقہ کی سوانح عمری اور چین و چان کی لڑائی کے حالات فراغت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آسانی زبان میں درج ہیں * کائنات - لاپتہ - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں - ہر ایک میں دس کا حصہ ہے * ان ریڈروں میں ۱۱۸ تصاویر بھی ہیں جنہیں ۳۲ تصاویر پورے صفحوں پر عرصہ چھاپہ شامل کی گئی ہیں * اور انصاب حسب ذیل ہے -

اُردو کا نیا قاعدہ ... — ۹ پائی
اور پرائمری ریڈر (بہار دوسری جماعت کا نصاب) — ۶ آئندہ
اور پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) — ۷ آئندہ
اور مڈل ریڈر (پنچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) — ۸ آئندہ

➡ کل کتابیں منہ بچر اندن پیرس الہ آباد سے مل سکتی ہیں ➡

ادیب کی سالانہ جلی

دہشت منگال سے ادیب کی سالانہ جلد کی چند کاپیاں مررتب کی گئی ہیں جنہیں بعض درجے دو بار چھاپکر شائع کئے گئے ہیں۔ یہ سالانہ شقہ کی مکمل جلد ہے جس میں ۹۳ رنگین و سادہ عکسی تصاویر اور ۱۶۷ مضامین ۶۰۰ صفحات پر درج ہیں۔ شاہین علم ادب کے لئے ایسا علمی خزانہ صرف چارویں بار میں حاضر ہو سکتا ہے جو بالکل مفت ہے۔

$\gamma\beta^2$ ————— $\alpha_0!$

ہنریک ادر (الڈین پریس الہ آباد)

SOMETHING NEW IN COLLARS
For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar--always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and frayed, others need to be washed. Everclean 'Lin.' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linen" Collars	Sh. 3
6 Everclean "Linen" Collars	" 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs with Gold Cased Liner	" 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

FOR SALE.

INTERESTING AND INSTRUCTIVE PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighborhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book those marked with an asterisk are not available elsewhere : | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
* SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tip-toe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUGHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAN.	ABALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BHISMA)	MOHINI.
	DAMAYANTI.

* DRAUPADI AND SIKHKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to **THE MANAGER, INDIAN PRESS,**
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

हिंदी में दो नई उपयोगी पुस्तकें

चरित्रगठन ।

यह उपन्यास नहीं, न किस्से कहानी की किताब है । यह श्री बाबू ज्ञानेन्द्रमोहनदास के बंगला "चरित्रगठन" का हिन्दी अनुवाद है । सभी समय समाज के प्रधान विद्वान् समालोचक मुक्तकण्ठ से इसकी प्रशंसा कर चुके हैं ।

ग्रन्थकर्ता ने इस पुस्तक में चरित्रसुधार की जिननी बातें लिखी हैं, सभी मन्त्र के बराबर हैं । पढ़ने के साथ चित्त पर अमर कर जाती हैं । कैसा ही कोई दुश्चरित्र क्यों न हो, जो इसे एक बार पढ़ेगा वह उसी गड़्डी से अपने चरित्र-सुधार पर तत्पर होगा । इतना ही नहीं, बल्कि उसे दुश्चरित्रता की बातों पर इतनी धृष्ट उत्पन्न होगी कि वह झूल कर भी कभी उनका नाम न लेगा ।

कितने ही लोग अपने सन्तान को शिक्षित और सम्बर्धित बनाने के लिए हजारों रुपये खर्च कर डालते हैं, पर तो भी सफलमनोरथ नहीं होते । ऐसे लोग एक बार अपने सन्तान को यह पुस्तक पढ़ने को दें, तब देखें, उनका मनोरथ कितना शीघ्र सफल होता है । जिसके घर में कम से कम एक प्रति भी चरित्रगठन रहेगा, उनके सन्तानों को दुश्चरित्र होने का भय कदापि न रहेगा ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें, और विशेष कर उन्होंने के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेषरूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन

उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें ।

२३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥॥ बारह आना है ।

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

["बालस्वास्थ्य पुस्तकालय" सार्वजनिक की १५ वीं पुस्तक]

यदि मनुष्य के लिए सबसे बड़ी और सबसे पहले किसी बात की आवश्यकता है तो स्वास्थ्य-रक्षा की । यदि मनुष्य अपने कर्तव्य कर्म करना चाहता है तो उसे सबसे पहले स्वास्थ्य-सुधार का प्रयत्न करना चाहिए । जिनका स्वास्थ्य बिगड़ जाता है वे कुछ भी नहीं कर सकते । उनका जीवन भार-रूप हो जाता है । पर सरल हिन्दी में अभी तक कोई ऐसी पुस्तक नहीं थी कि जिससे लोग स्वास्थ्य-सुधार के उपाय समझ सकें । इसी अभाव के दूर करने के लिए हमने यह "बालस्वास्थ्यरक्षा" नामक पुस्तक छापकर तैयार की है । इसकी भाषा बड़ी सरल है । इसके पढ़ने से लोगों को मालूम हो जायगा कि स्वास्थ्य किस प्रकार सुधर सकता है ।

यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए । प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए । बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए । इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रहकर, किस प्रकार का भोजन करके, नोरोग रह सकता है । इसमें प्रतिदिन के वर्तमान में आनेवाले खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं । कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य मात्र के काम की है । इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है ।

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालहिन्दीव्याकरण ।

यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी का शुद्धरूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो "बालहिन्दीव्याकरण" पुस्तक मैंगकर पट्टिफ और अपने बालबच्चों को पढ़ाइए। इस पुस्तक से बालक और स्त्रियाँ सब बड़ी आसानी से हिन्दीभाषा का शुद्धरूप से बोलना और लिखना सीख जायेंगे। स्कूलों में लड़के लड़कियों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। १३६ पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य ॥ चार आने ।

बालविष्णुपुराण ।

विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी-बालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलिधुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत-भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णुपुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य भी चार ही आना है।

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके अनुपम, पावन और अनुकरणीय चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि शोबालमाकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विद्यासागर ने वंगभाषा में "सीतावन-

वास" नामक पुस्तक में लिखकर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है और जिस कछारसभरी पुस्तक के बँगला में पचासों संस्करण छपे हैं और लाखों कापियाँ बिक चुकी हैं, उसी शिक्षाप्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावन-वास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीराम-चन्द्रजी कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और कछारसभरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मांस की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥

कर्मयोग ।

स्वामी विवेकानन्दजी के नाम से सभी शिक्षित मनुष्य परिचित होंगे। जिन्होंने उनके साथ वार्तालाप किया है, उनके व्याख्यान सुने हैं या उनके प्रर्थों को पढ़ा सुना है वे अच्छी तरह जानते होंगे कि स्वामी विवेकानन्दजी अध्यात्म-विद्या के कैसे उद्भूत विद्वान् थे। जिनके कर्मयोग-सम्बन्धी व्याख्यानों को सुनकर अमरीका आदि देशनिवासी पाश्चात्य विद्वान् भी वेदान्त की ओर झुक कर आध्यात्मिक ज्ञान के सम्पादन करने में दत्तचित्त हो रहे हैं उनके उन्हीं व्याख्यानों का हिन्दी-अनुवाद करा कर यह "कर्मयोग" नामक पुस्तक छपी है। इसमें सात अध्याय हैं। उनमें क्रमशः—१—कर्म का मनुष्य चरित्र पर प्रभाव, २—निष्काम कर्म का महत्त्व, ३—धर्म क्या है?, ४—परमार्थ में स्वार्थ, ५—बलाग रहना ही सच्चा त्याग है, ६—मुक्ति और ७—कर्मयोग का आदर्श—इन विषयों का वर्णन बहुत ही ओज-स्विनी भाषा में किया गया है। अध्यात्मविद्या या कर्मयोग के जिज्ञासुओं को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य केवल ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालोपदेश ।

यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनानेवाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एकदम भरा पूरा राजपाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस “बालोपदेश” में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा गया है। भाषा बड़ी सरल रखी है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ।)

बाल-आरव्योपन्यास (सचित्र)

प्रथम भाग

दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, बंगला और अंगरेज़ों के प्रसिद्ध लेखक बाबू रामानन्द चट्टोपाध्याय, एम० ए०, ने इस किताब का बंगला में एक परिशोधित गार्हस्थ्य संस्करण निकाला था। “बाल-आरव्योपन्यास” उसी बंगला किताब का हिन्दी अनुवाद है। इसलिए, अब, यह किताब क्या लो, क्या पुरुष, सभी के पढ़ने लायक है।

इसके पढ़ने से हिन्दी भाषा का प्रचार होगा, मनेरज्ञान होगा, घर बैठ दुनिया की संर होगी बुद्धि और विचारशक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य ॥) आठ आने।

बालपंचतंत्र ।

संस्कृत में जितने नीतिग्रन्थ हैं उनमें से पंचतंत्र में कई प्रकार की विशेषता है। प्रसिद्ध नीतिवेत्ता पण्डित विष्णुशर्मा ने अपने रचित पंचतंत्र में ऐसी उत्तमता से नीति की शिक्षा दी है कि वैसी और किसी ग्रन्थ में नहीं पाई जाती। इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह बालपंचतंत्र विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी-पाठक और विशेष कर बालकों, के पढ़ने योग्य है। २०५ पृष्ठ की इस पुस्तक का मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

बालकों के ही लिए नहीं यह पुस्तक बूढ़ों के लिए भी हित की बात बतानेवाली है। पशु-पक्षियों के बहाने से मनोरंजक और रोचक कहानियों के द्वारा इसमें मनुष्य के हितसाधन का ऐसा अच्छा उपदेश दिया गया है कि जिसके अनुसार चलने से मनुष्य कभी दुःखजाल में नहीं फँस सकता। इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। कहाँ तक कहें, इस पुस्तक से अनेक प्रकार की उपयोगी शिक्षायें मिलती हैं। यह पुस्तक पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। भाषा की सरलता का क्या कहना है? स्त्रियाँ भी आसानी से समझ सकती हैं। मूल्य ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

कविता-कलाप ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है। हिन्दी में ऐसा अनुपम संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा। हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए०, बी० एल०, पण्डित नाथूराम शंकर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की श्रीजस्तिनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए। इसमें अधिकांश चित्र प्रसिद्ध चित्रकार राजा रवि-वर्मा-अंकित हैं। इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं। ऐसी उत्तम साचित्र पुस्तक का मूल्य २॥)

शिक्षा ।

(पं० महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा अनुवादित)

अपनी सन्तति का जीवन सार्थक करना, अथवा उसे महा दुर्दमनीय आपदाओं में फँसाना, सर्वथा माता-पिता के हाथ में है। अतएव बाल-वच्चोद्धार मनुष्य को चाहिए कि स्कूल की शिक्षा-सम्वन्धिनी मोमांसा को पढ़ और प्राणों से भी प्यारी अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृव्य-धर्म से उद्धार हो। जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे। इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए। हमने अपना कर्तव्य कर दिया। ऐसी उपयोगी, ऐसी आवश्यक, ऐसी समयावृत्त पुस्तक प्रकाशित कर दी। आशा है, जिनके लिए हमने यह काम किया वे भी इसका आदर करके अपना कर्तव्य-पालन करने में त्रुटि न करेंगे।

पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है। पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है। कागज चिकना और मोटा है। छपाई साफ-सुथरी है। सुवर्णक्षरों से अलंकृत मोहर जिल्द बची हुई है। आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हवर्टी स्पेंसर का जीवन-चरित है; पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है। ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) रक्खा गया है।

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

[बाबू दयानन्दसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नायी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दा में यह पुस्तक अपने ढंग का अकेला ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुसूचित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टेन चित्रों वाले पुस्तक का १॥)

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टेन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मीवल्लभों और जापान ने महाबली रुस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी धीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेवा और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया है। भारत की अशोर्गात पर आसू बहाने वाले देशभक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १) से घटा कर १॥) कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मैनजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

*** इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें ***

रामचरितमानस ।

सप्तकाण्ड रामायण
(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छप कर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनेही दोहरे-चोपाइयाँ लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दिये हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस का छपी रामचरित-मानस ही है। क्योंकि इसका पाठ गुवाँईजी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला मिला कर इसमें से कुछा करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज पर, छपी है। इसमें बड़ा उत्तम उत्तम ७८ तस्वीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब सिर्फ ४ ही कर दिया है। डाक द्वारा मगाने पर १ रुप्ये लगता।

मानस-कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सार्व-वर्ष।

हमने काशी की नागरीप्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दी-प्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। किसी किसी शब्द के तो पन्द्रह पन्द्रह बीस बीस पर्यायवाचक शब्द दे दिये गये हैं। इसी से पाठक अनुमान कर सकते हैं कि “मानसकोश”

कितना उपयोगी है। इसमें अकारादि क्रम से ६०५५ शब्द हैं और इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है।

आशा है, साधारणतया सभी हिन्दी-प्रेमी, और विशेषकर रामायण के कठिन शब्दों का अर्थ समझनेवाले महाशय, इस “मानसकोश” को मँगकर बहुत लाभ उठावेंगे। मूल्य केवल १ एक रुपया रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मँगाइए।

सम्पत्तिशास्त्र ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी लिखित]

आप जानते हैं जर्मन, अमेरिका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन पर दिन क्यों समृद्धिशाली होने जाते हैं? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निधन होता जाता है? ऐसी कौन सी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होने चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत हो रहा है? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र”। इसी के न जानने से आज यह भारत भूखी मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है। आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था। लीजिए, इस पढ़कर देश को दशा सुधारिए। मूल्य सुवर्णवर्णोद्भूत जिल्द का २॥)

हिन्दी-व्याकरण ।

(बाबू मारणय्यचन्द्र जैनी बी० ए० कृत)

यह हिन्दी-व्याकरण अंगरेजी ढंग पर बनाया गया है। व्याकरण के प्रायः सब विषय ऐसी अच्छी रीति से समझाये गये हैं कि जो बड़ी आसानी से समझ में आ जाते हैं। हिन्दी-व्याकरण के जानने की इच्छा रखनेवालों को यह पुस्तक जरूर पढ़ना चाहिए। मूल्य २॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

सीता-चरित

सृष्टि के आरम्भ से आज तक असंख्य ललना-रत्नों ने जन्म लेकर भारत को पवित्र किया है, पर पातिव्रत धर्म के पालन करने में जितना नाम सती सीता ने पाया उतना और किसी ने नहीं । इसलिए वे सती-शिरामणि कहलाई ।

यद्यपि राम-चरित के साथ साथ सीताजी का चरित भी अनेक पुस्तकों में वर्णित हो चुका है, तथापि अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने “सीताचरित” नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । इस पुस्तक की प्रशंसा में हम केवल इतना ही कहेंगे कि इस विषय की जितनी पुस्तकें आज तक बनी हैं उनमें यह पुस्तक अपने ढंग की निगली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मंगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षाओं ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें केवल सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, श्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । कपहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १) सवा रुपया ।

बालगीतावलि ।

महाभारत में क्या नहीं है । उसमें सभी कुछ मौजूद है । महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए । आप जानते हैं “बालगीतावलि” में क्या है ? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है । उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है । हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे । मूल्य ॥

सुखमार्ग ।

ऐसा कौन सा आदमी है जो सुख नहीं चाहता । सुख की सभी चाहना करते हैं । सुख की इच्छा रखते हुए भी उसकी प्राप्ति के साधन हर एक आदमी नहीं जानता । पर इस पुस्तक को पढ़ कर समझने से सब लोग सुख के साधनों को समझ सकते हैं । इस पुस्तक का जैसा नाम है इसमें गुण भी वैसा ही है । इस पुस्तक के पढ़ने ही सुख का मार्ग दिखाई देने लगता है । जो लोग दुखी हैं ; सुख की खोज में दिन रात बिर पटकते रहते हैं उनको यह पुस्तक जरूर पढ़नी चाहिए । मूल्य केवल ।

मैक्सिम इतिहासमाना का नया पुण

इंग्लैंड का इतिहास

भी छप कर तैयार हो गया । जर्मनी, फ्रांस और रूस के इतिहास की तरह यह इतिहास भी बड़ी उत्तमता से लिखा गया है । आशा है हिन्दी-प्रेमी महाशय पहली पुस्तकों की तरह इसको भी चाव के साथ मंगा कर पढ़ेंगे । यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जानने वाले को पढ़नी चाहिए । इंग्लैंड का भारत के साथ घनिष्ठ सम्बन्ध है, अतएव यहाँ वालों को इंग्लैंड की ऐतिहासिक घटनाओं को पढ़कर उनसे अवश्य कुछ शिक्षा ग्रहण करनी चाहिए । पुस्तक के आरम्भ में इंग्लैंड देश का नक्शा भी छाप कर लगा दिया गया है । मूल्य ॥

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

ادیب

"ادیب"

"ادیب"

”رسالة ادیب

یہ "الہ آباد کا

مراد علی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ اپنے
۳ اگست کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:—

”ادیب“

”ادیب کا جولاہی نمبر پہنچا۔ کاش میں نے جون کے پرچے پر ریویو نہ کیا ہو“ اور اسپر لکھا۔ یہ اُس سے بڑھکر ہے۔ - سوامی شنکر راج کی تصویر مجھ بہت پسند آئی۔ - خصوصاً اُس کا یہ فقرہ بڑے غصہ کا ہے

لائق اہل قلم اصحاب کے اعلیٰ اعلیٰ مضامین درج ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک نمبر میں قابل دید متعدد تصاویر ہوتی ہیں۔ کاغذ چمکا اور نہایت قیمتی لگتا ہے۔ چھپائی بہت عمدہ۔ ہر نمبر تقریباً ۵۶ صفحات کا ہوتا ہے۔ ان جملہ خوبیوں کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ علم ادب کے اردو رسالوں میں واقعی ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے دو سال کے ہی اندر پبلک کے دلوں میں ایک غیر معمولی عزت حاصل کر لی ہے۔ اس کا ہر ایک نمبر ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے جس کے لحاظ سے اس کی سالانہ قیمت چار روپے بالکل ہیچ ہے۔ اُمید ہے کہ پبلک اس کی عزت کرنے میں اپنی قردانی کا پورے طور پر ثبوت دیگی۔“



اخبار نور افشاں، لودیانہ (دوبارہ)

”ادیب“ یہ ایک علمی، ادبی، اخلاقی، ماہوار رسالہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے جو قابل دید ہے۔ ایک وقت مخزن لاہور نے اچھا نام پیدا کیا تھا۔ مگر جب سے وہ صرف اسلامی پرچہ ہو گیا ہے، اسکی وہ وقعت نہیں رہی اور نہ اسمیں وہ پہلے ایسے اعلیٰ مضامین ہوتے ہیں۔ ادیب نے اس کمی کو خوب پورا کیا ہے۔ میرے اثر مسیحی احباب مخزن کو خریدتے تھے، مگر اب انہیں نے اسکو چھوڑ دیا ہے۔ میں ادیب کے واسطے ان کی خدمت میں سفارش کرتا ہوں۔ کیا علمی اور اخلاقی مضامین کے لحاظ سے کیا زبانہائی اور فصاحت کے خیال سے یہ مخزن سے بڑھ کر ہے..... راقم: — واعظ“



اخبار مخبر عالم، مراد آباد

”ادیب“ یہ اردو کا ایک ہونہار رسالہ انھیں پریس لودیانہ سے پہلے نظر صاحب لکھنوی کی ادیبی میں شائع ہوا تھا جسے چند عرصہ کی اشاعت میں اپنے تمام معاصر دہریہ رسالوں میں ایک نمایاں شہرت پائی تھی۔ مگر ظلم صاحب کی یکایک علیحدگی سے یہ خوف تھا کہ شاید اس رسالہ کا اب یہ رنگ تھک قائم نہ رہ سکے۔ ایکس منشی پیدارے لال صاحب شاہر میرٹھی نے اسکی ادیبی کا چارج لیتے ہی اسمیں اور چار چاند لگا دئے، جسکی شہادت کے لئے ماہ جون اور جولائی کے نمبر کافی ہیں کہ کس آب و تاب کے ساتھ یہ شائع ہوئے ہیں، جس سے لائق ادیب کی نہ فقط دوش و قابلیت ہی کا اظہار ہوتا ہے، بلکہ اسکی عام معلومات و تجربہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس رسالہ کے اس نئے دور زندگی

کلی گھر نشان کا نتیجہ ہیں جو فی زمانہ ادبی قابلیت اور سخن سنجی کے لحاظ سے تمام ملک میں معروف و مقترم سمجھے جاتے ہیں اور جن میں بے شمار علماء مولانا شالی صاحب نعمانی، خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر وزیر مال ریاست بہار پور، شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیوسٹر..... کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ گیارہ تصاویر میں سے جو اس نمبر میں چسپان ہیں، سب سے پہلی رنگین تصویر میں اف ایلہ کا ایک مشہور سین دکھایا گیا ہے۔ باقی کی ۱۰ عکسی تصاویر میں سے ایک میں ملک معظم جارج پنجم اور ملکہ معظمہ میٹری کو تاج پر سر دکھایا ہے اور دوسری خاندان شاہی کا خاص گروپ ہے جس میں بادشاہ سلامت و ملکہ معظمہ کے ساتھ شاہزادی میٹری اور پانچوں شاہزادوں کی شبیہیں بھی موجود ہیں۔ اور یہ نوٹ جو عین حق تادیب کی ایام میں شائع کئے گئے ہیں، واقعی نہایت نفیس و با وقعت ہیں۔ قیمت صرف چار روپے جو اتنی خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ زیادہ نہیں ہے۔“



اخبار آرمی نمبر، لودیانہ

”رسالہ ادیب“ جو لودیانہ انڈین پریس سے شائع ہوتا ہے جو ایک اعتبار سے قابل قدر ہے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی، تصاویر اور مضامین نثر و نظم سب چیدہ ہوتے ہیں۔ جولائی نمبر میں ۹ تصویروں ہیں، جن میں ایک تصویر جہانگیر اور نور جہاں کی اس موقع کی ہے جبکہ شاہزادہ نے باغ کی روش پر کبوتر نورجہاں کو دئے تھے اور ایک کبوتر آرمی تھا۔ نور جہاں اور جہانگیر کا اصلی لباس معہ شاہی محل کے پارک کے اصلی حالت میں دکھایا گیا ہے۔ ایک تصویر خسرو دہلی کی ہے جو کرشن مہاراج کو گودی میں لئے ہوئے ہیں۔ ایک سوامی شکر آچاریہ کی ہے۔ مضامین میں ایک نہانی بھی کچھ کم دلچسپ نہیں جس کا ایک حصہ ناظرین ہمارے بھرے انتخاب میں دیکھیں گے۔ غرض کہ ادیب اور زمانہ اردو میں صرف دو ہی رسالے آجکل قابل ذکر ہیں.....“



اخبار راجپوت گرت، لاہور

”رسالہ ادیب“ یہ ماہوار رسالہ دو سال سے شہر لودیانہ سے نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ اس میں خاص خاص علم دوست اور

اخبار انڈین وٹنس' کلکتہ

THE INDIAN WITNESS, CALCUTTA.

Adeeb.

"India cannot compare with either Japan or New Turkey in the matter of producing new magazines and papers, but the awakening here has been followed, as in those countries, by a very decided literary activity in the way of papers of various kinds. Among these modern efforts to supply an awakening people with literary food, and news of scientific progress, is the "Adeeb," a monthly illustrated Urdu Journal of Literature and Science. The magazine is decidedly modern in scope and style, and is evidently intended for those who have a spirit of progress, but have not had the advantages of an English education. The editor is Peare Lal Shaker, an Indian Christian, and the magazine is published by the Indian Press at Allahabad. [Subscription price Rs. 4 annually].

"The number under review - June, 1911 - has twenty articles of various kinds, in addition to the "Editorial Notes." Among the number are three on moral and philosophical lines, one that is distinctly scientific, one historical, two biographical and two bearing on the Coronation. An interesting thing is that there are ten poems, which would indicate the demand there must be among Urdu reading people for poetic expression of thought. There are eleven illustrations, including one of the King and Queen in their Coronation Robes, and a very good one of the present Royal family. The death of the late Dr. Syed Ali Bilgrami calls forth two articles on the life of that distinguished Muhammadan scholar and philanthropist. It is interesting to find a lengthy description of the Planets, their orbits and their moons, together with a special study of Mars, with two illustrations. The most ambitious article, however, is one which is boldly and startlingly entitled "The Universe and what is Therein." Needless to say, this article is not exhaustive!

"The paper and printing of the magazine are good, but the binding could be much improved. Altogether, one cannot but wish success to the editor and publishers of such a magazine, and it must play its part in bringing its constituency up to a higher plane of intellectual and moral life. As the magazine is already half-way through its third volume, it would seem that it has found an appreciative public."

میں جسطرح مضامین لکھے گئے ہیں، عام مقبولیت کا سرٹیفیکٹ لے رہے ہیں۔ جون نمبر میں ۲۱ مضامین جسطرح کہ ہندوستان کے مشاہیر اناشا پر دواز حضرات کے زور قلم کا نتیجہ ہیں، اسی طرح جولائی کے ۲۱ مضامین اعلیٰ پایہ کے ادیب اور فاضل نامہ نگاروں کے سبب لکھے ہوئے ہیں۔ اور علاوہ ایڈیٹر پرل ٹوش کے اسمیں ۹ تصاویر بھی ہیں جو ہر آئینہ قابل تعریف ہیں....."



اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ، لاہور

THE CIVIL AND MILITARY GAZETTE, LAHORE.

"A NEW URDU JOURNAL.—We have received a copy of the Adeeb, a new monthly published in Urdu at the Indian Press, Allahabad. Its contents are of a varied character and include articles from distinguished writers of the Urdu language in all parts of India."



اخبار ٹریبیون، لاہور

THE TRIBUNE, LAHORE.

"A HIGH CLASS URDU JOURNAL.—The Adeeb, a monthly illustrated Urdu Journal published at Allahabad, has come to occupy the foremost position among the Urdu Journals of the country. The general get-up of the Journal is excellent and printing and illustrations are fine. The June number contains 11 illustrations and 21 short articles. Several of them are contributed by well-known Urdu writers of the day. Among the half-tone pictures those of their Majesties King George V. and Queen Mary in Coronation Robes, the Royal Family, and Hindu maidens floating lamps in the Ganges are very attractive. Among other likenesses are those of a Helpless Queen, illustrating a story, the late Dr. Syed Ali Bilgrami, a scene of the Arabian Nights (coloured). Among the writers who have contributed articles to the current number are: Rev. Malcolm Jan, C.M.S., Shams-ul-Ulama Moulvi Mahomed Shibli Naumani, Shaikh Mahomed Iqbal, Rabia Sultana Begum of Hyderabad, Nawab Mahomed Omar Khan, Khan Bahadur Mirza Sultan Ahmed Khan, E.A.C., etc. The Editor, Mr. Piyare Lal Shaker, is to be congratulated for making the Journal so interesting and entertaining."

ادیب

کے قواعد

یہ با تھوڑے ماہوار رسالہ جو اردو علم ادب کی ترقی کا نمونہ ہے ہر انگریزی مہینہ کی پندرہویں کو بقید تاریخ شائع ہوتا ہے۔ ملک کے نامور اعلیٰ علم، مسماں الثبوت اساتذہ اور بہترین انشا پرداز اسے وقیع، دلچسپ اور مفید بنانے میں سرگرم ہیں۔ مضامین کی نوعیت ایسی ہے جو ہر طبقہ کیلئے دلچسپ ہو۔ کرشمہ کی گئی ہے کہ اس کے مضامین (نثر ہوں خواہ نظم) تعلیم یافتہ مستورات کیلئے بھی اسی قدر دلچسپ مفید اور خوشگوار ثابت ہوں جس قدر تعلیم یافتہ اصحاب اور بالغ نظر حضرات کے لئے۔

اسکی ضخامت ۳۸ صفحات یا اس سے زیادہ ہوتی ہے اور صفحہ میں دو کالم ہونے کی وجہ سے اس میں معمولی تقطیع کے ایک سو صفحات کے قریب گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ التزاماً کم از کم ایک رنگین اور آٹھ عکس تصاویر دیجاتی ہیں جن میں مشہور مصوروں کی معانیوں کے نمونے، مشاہیر حضرات کے نوٹ، تاریخی عمارات کے نقشے اور دیگر دلچسپ واقعات کے مرقعے ہوتے ہیں۔ بعض تصاویر کے متعلق مشہور شاعروں کی نظمیں بھی حاصل کیجاتی ہیں جو تھریز کی دلکشی کو دو بالا کر دیتی ہیں۔ ہر دانوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے حجم اور تصاویر کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہیگا۔

تصاویر کے علاوہ اسکی اکھاڑی چھاپائی میں بھی اعلیٰ درجے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور قیمت پر نہایت معافی کیاتوہ تصاویر چھاپکو اسمیں اضافہ کیجاتی ہیں جو اسکی مقررہ ضخامت سے علیحدہ ہوتی ہیں۔ ہر نوع قدر دانان علم ادب کے لئے ایک ایسا پروجے مہیا کیا گیا ہے جو کئی قیمت کے ساتھ انگریزی میگزینوں سے مشابہ ہے۔

اسکی سالانہ قیمت چار روپے مع معقول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی پروجے نہیں مل سکتا، بلکہ اس ارزانی کے ساتھ اس قدر تصاویر بھی (جنکی سالانہ تعداد کم از کم ایک صد ہوتی ہے) نہیں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ تھریز میں معزز ناظرین رسالہ سے استعدا ہے کہ اگر یہ خدمات قابل قبول ہوں تو علاوہ ذاتی قدر دانی کے اسکی توسیع اشاعت میں بھی حتی الامکان امداد فرمائیں۔

خریداری کے لئے پیشگی قیمت نا ضروری ہے۔ نمونہ مفت نہیں بھیجا جائیگا بلکہ چھ آنہ وصول ہونے یا واپس پانچ کی اجازت آنے پر ارسال ہوگا۔ نام اور پتہ صاف و خوشخط لکھا جائے تاکہ پروجے پہنچنے میں دقت نہ ہو۔ اگر ایک دو ماہ کیلئے پتہ تبدیل کرانا ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے انتظام کر لینا چاہئے اور اگر ہمیشہ یا زیادہ عرصے کیلئے ضرورت ہو تو منیجر ادیب کو اطلاع دیجائے۔

اس رسالہ میں مذہبی مباحث اور موجودہ پالیٹکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائیگا۔ ناتمام مضامین بھی نہیں لئے جائیں گے۔ جس مضمون کے ساتھ تھریز کی ضرورت ہو اسکا مضمون نگار حضرات خود بندوبست فرمائیں۔ اگر مضمون اور تصویر ساتھ نہ آئیگی تو مضمون شائع نہ ہوگا۔ خط و کتابت میں منیجر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی۔ تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ سے ہونا چاہئے۔

منیجر ”ادیب“ انڈین پریس، الہ آباد

تصريح تصاویر

اس ماہ کی رنگین تصویر ایک جاپانی مصور کے کمال کا نمونہ ہے۔ معجزانہ تفصیلی کا جو عالم اس تصویر میں دکھایا گیا ہے، وہ نہایت موثر ہے۔ ہمارے کومفرما منشی لندن لاک صاحب شرر (سہارنپوری) نے اپنی دلکش نظم میں اسی تصویر کا خاکہ کھینچا ہے۔ گذشتہ نمبر میں جو تصویر ”پنکس“ کی شائع ہوئی ہے وہ ایک بنگالی مصور کی کھینچی ہوئی تھی، جس میں ہندوستان کے قدیم فن تصویر اور جاپانی فن تصویر کا تتبع کیا گیا ہے *

”رادھا اور کرشن“ کی جو تصویر اس نمبر میں شائع کی جاتی ہے، وہ ایک ہوائی رنگین تصویر کے فوٹو سے تیار کی گئی ہے۔ تاج محلستان میں بھی اسی سے ملتی جلتی ایک تصویر درج ہے۔ اس تصویر کا طبعی منظر بہت دلکش ہے۔ اس میں کرشن کو گوپال کی صورت میں دکھایا ہے۔ رادھا کے عقب میں جو لڑکی کھڑی ہے، وہ اُن کی ہم جلیس ہے۔ اصل تصویر اچھت امر سنگھ صاحب سنگھ مہو (Mhow) کے پاس موجود ہے *

”دراوہن کی سہیلیاں“ بمبئی کے مشہور و معروف مصور، مسٹر دھرنندرا کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ بمبئی میں بنیوں کی ایک قلم سے جسکا نام ”پریو“ ہے۔ سوداگري میں یہ ایک بہت بڑے قلموں میں اور امارت کے لحاظ سے بھی یہ قلم نہایت وسیع ہے۔ ان کے یہاں قاعدہ ہے کہ لڑکی کی شادی ہو چکنے کے بعد دراوہن کی سہیلیاں اُسکو مبارکباد دینے کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ اس تصویر میں بھی منظر دکھایا گیا ہے۔ ”پریو“ قلم میں تعلیم ندران کی خوب کڑی ہے۔ ان کے یہاں کی عورتیں اچھی پڑھی لکھی اور دستاویزی میں یکتا ہوتی ہیں، بلکہ ان باتوں کے لحاظ سے وہ ایک صوبہ میں اول شمار ہوتی ہیں۔ اس تصویر کی دلکشی اور جامعیت کا بیان مشکل ہے۔ لاکپور کی نمائش میں یہ تصویر پچھد داد حاصل کر چکی ہے *

”رخص“ والی تصویر ہندوستان کے فن تصویر کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ الدآباد کی نمائش میں یہ تصویر بھی دکھی گئی تھی۔ میصرین فن تصویر کے خیال میں یہ تصویر لا جواب ہے *

اگرچہ جون نادر میں ہم اعلیٰ حضرت شہنشاہ جارج پنجم دام ملکہ و علیا حضرت ملکہ معظمہ مہر دام اتیالہا کی دلکش فوٹو شائع کر چکے ہیں، مگر اس دفعہ ایک اور تصویر شائع کی جاتی ہے۔ یہ ایک تازہ تصویر کی نقل ہے اور امید ہے کہ ناظرین اسے زیادہ دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے *

”سامان تاجپوشی“ کی تصویر میں وہ سب چیزیں دکھائی گئی ہیں جو ضرور ملک معظم و ملکہ معظمہ کی تاجپوشی کے وقتہ پر استعمال میں آئی تھیں۔ اسمیں زیادہ تو وہ چیزیں شامل ہیں جن کے لئے اردو زبان میں کوئی لفظ نہیں ہے۔ لہذا مناسب سمجھا گیا کہ ان کی تصریح انگریزی زبان ہی میں کر دی جائے۔ صدقہ آئندہ پر ان کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں *

اس نمبر میں دو قلمی قطعے بھی درج کئے جاتے ہیں۔ انہیں سے اول قطعہ تو اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ وہ آخری شاہ مغلیہ کا نمونہ تصویر ہے اور دوسرا اس لحاظ سے کہ وہ واجد میر علی قزوینی کا نمونہ تحریر ہے جو خوشنویسی میں فرد سمجھے جاتے تھے۔ قریب چار سو برس گذرے کہ میر علی نے یہ قطعہ لکھ کر دیر شاہ کے حضور میں پیش کیا تھا *



توسیع اشاعت — ذیل کے علم دوست اصحاب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے اس ماہ میں ادیب کی توسیع اشاعت

میں دلچسپی لی ہے اور اپنے احباب کو ایکی خریداری پر مائل کیا ہے :-

- | | |
|---|-------------------------------------|
| (۱) مولوی تدبیر الدین احمد صاحب | (۶) سید غلام معظمی بارا میاں صاحب |
| (۲) ڈاکٹر تھی ریمل صاحب اعلیٰ | (۷) منشی مغیث الدین صاحب نانپٹی |
| (۳) پادری مالک جان صاحب | (۸) منشی احمد علی صاحب شوق قزوینی |
| (۴) مولوی محمد قاسم صاحب | (۹) منشی کاظم حسین صاحب فارست رینجر |
| (۵) مولوی عبدالکبیر خان صاحب سب انسپکٹر | (۱۰) حاجی عنایت اللہ صاحب |

سامان تاجپوشي

THE ROYAL REGALIA

used at the Coronation Ceremony of KING GEORGE and QUEEN MARY.

1. The Imperial Crown. It contains 227 pearls, 2,785 diamonds, 5 rubies, 17 sapphires and 10 emeralds, besides the great South African diamond. Many of these priceless stones have a romantic history. The Black Prince's Ruby in the cross immediately above the Star of South Africa was presented by Don Pedro the Cruel to the Black Prince, and was worn by Henry Fifth at Agincourt in the helmet, which may still be seen over his tomb in Westminster Abbey. In the Cross at the top of the Crown is the miraculous sapphire from Edward the Confessor's ring.
2. The Orb, a masterpiece of the jeweller's art, dating from 1662, copied from the orb of the Saxon Kings, and is symbolic of World Sovereignty, over which rises the cross of Christ.
3. St. Edward's Crown, with which the actual Ceremony of Coronation is performed. Copied in 1662 from the ancient Crown destroyed by Cromwell. This Crown is only worn once during the life of each sovereign, then only for a few minutes.
4. The Ampulla, to contain the Anointing Oil, and
5. the Anointing Spoon are the only remains of ancient regalia which escaped destruction in 1649.
6. The Sword of State, emblem of punishment to evil-doers.
7. The Curtana, or Sword of Mercy with blunt edges.
8. St. George's Spurs, emblem of the King as the fount of all knightly virtues, and first soldier in the land.
9. The Sword of Temporal Justice.
10. The Sword of Spiritual Justice.
11. The Royal Sceptre, containing the Larger Pear Shaped "Star of Africa," the largest diamond in the world.
12. The Queen's Sceptre with Cross.
13. The Dove Sceptre, emblem of the King at peace with his subjects.
14. The Ivory Sceptre.
15. The Sword of Offering.
16. St. Edward's Staff, an emblem to guide the King in the footsteps of his canonised predecessor, St. Edward the Confessor.
- 17-18. The Maces of the Serjeants-at Arms.

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ عندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں لڑکیوں کے مدارس جاری ہو رہے ہیں * اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جسقدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں * تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچائے * اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصرف کثیر تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے *

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اذیتور صاحب ادیب کی اصلاح و نظر ثانی سے مزین ہیں * انمیں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تہذیبی - معاشرت - امور خانہ داری - بچوں کی پرورش - مریضوں کی تیمارداری - خاوند کی اطاعت - شرم و عیا - عفت و عصمت اور بیشمار کار آمد باتیں اکھٹی گئی ہیں * علاوہ بریں ان ریڈروں میں حقیقت - دہشتی - سنگتلا - ساترہ - لیڈرہ - اہلیا بائی وغیرہ کی سوانح عمریاں اور چین و چایان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آنیوالی زبان میں درج ہیں * کاغذ - لکھنؤ - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجہ کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے * ان ریڈروں میں ۱۱۸ تصاویر بھی ہیں جنمیں ۳۲ تصاویر پورے صفحات پر عمدہ چھاپکر شامل کی گئی ہیں * پورا نصاب حسب ذیل ہے —

اردو کا نیا قاعدہ ... ۹ — پائی اپر پرائمری ریڈر (تیسری چوتھی جماعت کا نصاب) — ۷ آنہ
اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) — ۶ آنہ اور مڈل ریڈر (پانچویں و چوتھی جماعت کا نصاب) — ۸ آنہ

کل کتابیں منیجر انڈین پریس الہ آباد سے مل سکتی ہیں

ادیب کی سالانہ جلد

بہت مشکل سے ادیب کی سالانہ جلد کی چند کاپیاں مرقب کی گئی ہیں جنمیں بعض پورے دو سالہ چھاپکر شائع کئے گئے ہیں۔ یہ سالانہ شائع کی مکمل جلد ہے جس میں ۹۳ رنگین و سادہ عکسی تصاویر اور ۱۹۷ مضامین ۶۰۰ صفحات پر درج ہیں - شایقین علم ادب کے لئے ایسا علمی خزانہ صرف چار روپیہ میں حاضر ہو سکتا ہے جو بالکل مفت ہے -

المش ————— تھر

منیجر ادیب انڈین پریس الہ آباد

SOMETHING NEW IN COLLARS

For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars	... Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars	... " 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs with Gold Cased Linde	... " 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

FOR SALE.

INTERESTING AND INSTRUCTIVE PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighborhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters - Ethnographical. Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAN.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BHARAT.)	MOHINI.
	DAMAYANTI.
	* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series 5 Civil Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—THE MANAGER, INDIAN PRESS,
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

हिंदी में दो नई उपयोगी पुस्तकें

चरित्रगठन ।

यह उपन्यास नहीं, न किसी कहानी की किताब है । यह श्री बाबू ज्ञानेन्द्रमोहनदास के बंगला “चरित्रगठन” का हिन्दी अनुवाद है । सभी सभ्य समाज के प्रधान विद्वान् समालोचक मुक्तकण्ठ से इसकी प्रशंसा कर चुके हैं ।

ग्रन्थकर्ता ने इस पुस्तक में चरित्रसुधार की जितनी बातें लिखी हैं, सभी मन्त्र के बराबर हैं । पढ़ने के साथ चित्त पर असर कर जाती हैं । कैसा ही कोई दुश्चरित्र क्यों न हो, जो इसे एक बार पढ़ेगा वह उसी घड़ी से अपने चरित्र-सुधार पर तत्पर होगा । इतना ही नहीं, बल्कि उसे दुश्चरित्रता की बातों पर इतनी घृणा उत्पन्न होगी कि वह भूल कर भी कभी उनका नाम न लेगा ।

कितने ही लोग अपने सन्तान को शिक्षित और सच्चरित्र बनाने के लिए हजारों रुपये खर्च कर डालते हैं, पर तो भी सफलमनोरथ नहीं होते । ऐसे लोग एक बार अपने सन्तान को यह पुस्तक पढ़ने को दें, तब देखें, उनका मनोरथ कितना शीघ्र सफल होता है । जिसके घर में कम से कम एक प्रति भी चरित्रगठन रहेगा, उसके सन्तानों को दुश्चरित्र होने का भय कदापि न रहेगा ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेषरूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन

उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें ।

२३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥॥ बारह आना है ।

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

[“बालरक्षा पुस्तकमाला” सीरीज की १५ वीं पुस्तक]

यदि मनुष्य के लिए सबसे बड़ी और सबसे पहले किसी बात की आवश्यकता है तो स्वास्थ्य-रक्षा की । यदि मनुष्य अपने कर्तव्य कर्म करना चाहता है तो उसे सबसे पहले स्वास्थ्य-सुधार का प्रयत्न करना चाहिए । जिनका स्वास्थ्य बिगड़ जाता है वे कुछ भी नहीं कर सकते । उनका जीवन भार-रूप हो जाता है । पर सरल हिन्दी में अभी तक कोई ऐसी पुस्तक नहीं थी कि जिससे लोग स्वास्थ्य-सुधार के उपाय समझ सकें । इसी अभाव के दूर करने के लिए हमने यह “बालस्वास्थ्यरक्षा” नामक पुस्तक छापकर तैयार की है । इसकी भाषा बड़ी सरल है । इसके पढ़ने से लोगों को मालूम हो जायगा कि स्वास्थ्य किस प्रकार सुधर सकता है ।

यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए । प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए । बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए । इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रहकर, किस प्रकार का भोजन करके, नीरोग रह सकता है । इसमें प्रतिदिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं । कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य मात्र के काम की है । इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है ।

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालहिन्दीव्याकरण ।

यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी का शुद्धरूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगाकर पढ़िए और अपने बालबच्चों को पढ़ाइए। इस पुस्तक से बालक और बहियाँ सब बड़ी आसानी से हिन्दीभाषा का शुद्धरूप से बोलना और लिखना सीख जायँगे। स्कूलों में लड़के लड़कियों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। १३६ पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य ॥ चार आने ।

बालविष्णुपुराण ।

विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी-बालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत-भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें ‘बालविष्णुपुराण’ पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य भी चार ही आना है ॥

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दी ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके अनुपम, पावन और अनुकरणीय चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्रीबाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विद्यासागर ने धंगभाषा में “सीतारवन-

वास” नामक पुस्तक में लिखकर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है और जिस कहणारसभरी पुस्तक के बँगला में पचासों संस्करण छपे हैं और लाखों कापियाँ बिक चुकी हैं, उसी शिक्षाप्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद “सीतावन-वास” छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीराम-चन्द्रजी कृत गर्भवती सीताजी के परिस्थान की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और कहणारस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मांस की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥

कर्मयोग ।

स्वामी विवेकानन्दजी के नाम से सभी शिक्षित मनुष्य परिचित होंगे। जिन्होंने उनके साथ वार्ता-लाप किया है, उनके व्याख्यान सुने हैं या उनके ग्रन्थों को पढ़ा सुना है वे अच्छी तरह जानते होंगे कि स्वामी विवेकानन्दजी अध्यात्म-विद्या के कैसे उद्भूत विद्वान् थे। जिनके कर्मयोग-सम्बन्धी व्याख्यानों को सुनकर अमरीका आदि देशनिवासी पाश्चात्य विद्वान् भी वेदान्त की ओर झुक कर आध्यात्मिक ज्ञान के सम्पादन करने में दत्तचित्त हो रहे हैं उनके उन्हीं व्याख्यानों का हिन्दी-अनुवाद करा कर यह “कर्मयोग” नामक पुस्तक छपी है। इसमें सात अध्याय हैं। उनमें क्रमशः—१—कर्म का मनुष्य चरित्र पर प्रभाव, २—निष्काम कर्म का महत्त्व, ३—धर्म क्या है?, ४—परमार्थ में स्वार्थ ५—बेलाग रहना ही सच्चा त्याग है, ६—मुक्ति और ७—कर्मयोग का आदर्श—इन विषयों का वर्णन बहुत ही ओज-स्विनी भाषा में किया गया है। अध्यात्मविद्या या कर्मयोग के जिज्ञासुओं को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य केवल ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालोपदेश ।

यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनानेवाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एकदम भरा पूरा राजपाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस “बालोपदेश” में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा गया है। भाषा बड़ी सरल रक्खी है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥

बाल-आरव्योपन्यास (सचित्र)

प्रथम भाग

दिलचस्प क्रिस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्यर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, बंगला और अंगरेज़ों के प्रसिद्ध लेखक बाबू रामानन्द चट्टोपाध्याय, एम० ए०, ने इस किताब का बंगला में एक परिशोधित गार्हस्थ्य संस्करण निकाला था। “बाल-आरव्योपन्यास” उसी बंगला किताब का हिन्दी अनुवाद है। इसलिए, अब, यह किताब क्या स्त्री, क्या पुरुष, सभी के पढ़ने लायक है।

इसके पढ़ने से हिन्दी भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी बुद्धि और विचारशक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपंचतंत्र ।

संस्कृत में जितने नीतिग्रन्थ हैं उनमें से पंचतंत्र में कई प्रकार की विशेषता है। प्रसिद्ध नीतिवेत्ता पण्डित विष्णुशर्मा ने अपने रचित पंचतंत्र में ऐसी उत्तमता से नीति की शिक्षा दी है कि वैसी और किसी ग्रन्थ में नहीं पाई जाती। इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह बालपंचतंत्र विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी-पाठक और विशेष कर बालकों, के पढ़ने योग्य है। २०५ पृष्ठ की इस पुस्तक का मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालहितोपदेश ।

बालकों के ही लिए नहीं यह पुस्तक बूढ़ों के लिए भी हित की बात बतानेवाली है। पशु-पक्षियों के बहाने से मनोरञ्जक और रोचक कहानियों के द्वारा इसमें मनुष्य के हितसाधन का ऐसा अच्छा उपदेश दिया गया है कि जिसके अनुसार चलने से मनुष्य कभी दुःखजाल में नहीं फँस सकता। इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। कहाँ तक कहें, इस पुस्तक से अनेक प्रकार की उपयोगी शिक्षायें मिलती हैं। यह पुस्तक पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। भाषा की सरलता का क्या कहना है? स्त्रियाँ भी आसानी से समझ सकती हैं। मूल्य ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

कविता-कलाप ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है। हिन्दी में ऐसा अनुपम संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा। हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए०, बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी को आज्ञास्विको लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए। इसमें अधिकांश चित्र प्रसिद्ध चित्रकार राजा रवि-वर्मा-आकृत हैं। इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं। ऐसी उत्तम साच्च पुस्तक का मूल्य २॥)

शिक्षा ।

(पं० महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा अनुवादित)

अपनी सन्तति का जीवन सार्थक करना, अथवा उसे महा दुर्दमनीय आपदाओं में फँसाना, सर्वथा माता-पिता के हाथ में है। अतएव बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षा-सम्बन्धनी मीमांसा को पढ़ें और प्राणों से भी प्यारी अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार दें। जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे। इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए। हमने अपना कर्तव्य कर दिया। ऐसी उपयोगी, ऐसी आवश्यक, ऐसी समयाचित पुस्तक प्रकाशित कर दी। आशा है, जिनके लिए हमने यह काम किया वे भी इसका आदर करके अपना कर्तव्य-पालन करने में त्रुटि न करेंगे।

पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है। पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है। कागज चिकना और मोटा है। छापाई साफ-सुथरी है। सुवर्णक्षरों से अलंकृत मनोहर जिल्द बंधी हुई है। आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है; पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है। ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) रक्खा गया है।

हिन्दीकोविदरत्नमाला ।

[बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग का अकेला ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रों वाले पुस्तक का १॥)

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रुस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया है। भारत को अयोगात पर आँसू बहाने वाले देशमकों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १) से बटा कर ॥) कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

लेखक/रचित अमली रामायण

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छप कर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनेही दोहे-चौपाइयाँ लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दिये हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी रामचरित-मानस ही है। क्योंकि इसका पाठ गुर्गोर्जी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला मिला कर इसमें से कूड़ा करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७८ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब सिर्फ ४.०० ही कर दिया है। डाक द्वारा मंगाने पर १.०० खर्च लगेगा।

मानस-कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ।

हमने काशी की नागरीप्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” का सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दी-प्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दां दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। किसी किसी शब्द के तो पन्द्रह पन्द्रह बीस बीस पर्यायवाचक शब्द दे दिये गये हैं। इसी से पाठक अनुमान कर सकते हैं कि “मानसकोश”

कितना उपयोगी है। इसमें अकारादि क्रम से ६०५५ शब्द हैं और इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है।

आशा है, साधारणतया सभी हिन्दी-प्रेमी, और विशेषकर रामायण के कठिन शब्दों का अर्थ समझनेवाले महाशय, इस “मानसकोश” को मँगकर बहुत लाभ उठावेंगे। मूल्य केवल १.०० एक रुपया रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मंगाएँ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी लिखित]

आप जानते हैं जर्मन, अमेरिका, ईंग्लैंड और जापान आदि देश दिन पर दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं? क्या आपके मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निधन होता जाता है? ऐसी कौन सी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत हो रहा है? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र”। इसी के न जानने से आज यह भारत भूखी मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है। आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था। लीजिए, इसे पढ़कर देश को दशा सुधारिए। मूल्य सुवर्णवर्णांकित जिल्द का २॥

हिन्दी-व्याकरण ।

(बाबू मारियकचन्द्र जैनी बी० ए० कृत)

यह हिन्दी-व्याकरण अंगरेजी ढंग पर बनाया गया है। व्याकरण के प्रायः सब विषय ऐसी अच्छी रीति से समझाये गये हैं कि जो बड़ी आसानी से समझ में आ जाते हैं। हिन्दी-व्याकरण के जानने की इच्छा रखनेवालों को यह पुस्तक जरूर पढ़ना चाहिए। मूल्य २.००॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

सीता-चरित

सृष्टि के आरम्भ से आज तक असंख्य ललना-रत्नों ने जन्म लेकर भारत को पवित्र किया है, पर पातिव्रत धर्म के पालन करने में जितना नाम सती सीता ने पाया उतना और किसी ने नहीं। इसीलिए वे सती-शिरोरामिण कहलाईं।

यद्यपि राम-चरित के साथ साथ सीताजी का चरित भी अनेक पुस्तकों में वर्णित हो चुका है, तथापि अभी तक ऐसा पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो। इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने “सीताचरित” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है। इस पुस्तक की प्रशंसा में हम केवल इतना ही कहेंगे कि इस विषय की जितनी पुस्तकें आज तक बनी हैं उनमें यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है। भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए। इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षाएँ ग्रहण कर सकते हैं। क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है। आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे।

पृष्ठ २३५। कागज मोटा। रुपहली जिल्द। पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम। केवल १। सवा रुपया।

बालगीतावलि ।

महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं “बालगीतावलि” में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥१॥

सुखमार्ग ।

ऐसा कौन सा आदमी है जो सुख नहीं चाहता। सुख की सभी चाहना करते हैं। सुख की इच्छा रखते हुए भी उसकी प्राप्ति के साधन हर एक आदमी नहीं जानता। पर इस पुस्तक को पढ़ कर समझने से सब लोग सुख के साधनों को समझ सकते हैं। इस पुस्तक का जैसा नाम है इसमें गुण भी वैसा ही है। इस पुस्तक के पढ़ते ही सुख का मार्ग दिखाई देने लगता है। जो लोग दुखी हैं, सुख की खोज में दिन रात सिर पटकते रहते हैं उनको यह पुस्तक जरूर पढ़नी चाहिए। मूल्य केवल ॥१॥

संक्षिप्त इतिहासमाला का चौथा पुष्प

इंग्लैंड का इतिहास

भी छप कर तैयार हो गया। जर्मनी, फ्रांस और रूस के इतिहास की तरह यह इतिहास भी बड़ी उत्तमता से लिखा गया है। आशा है हिन्दी-प्रेमी महाशय पहली पुस्तकों की तरह इसको भी चाव के साथ मँगा कर पढ़ेंगे। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जानने वाले को पढ़नी चाहिए। इंग्लैंड का भारत के साथ घनिष्ठ सम्बन्ध है, अतएव यहाँ वालों को इंग्लैंड की ऐतिहासिक घटनाओं को पढ़कर उनसे अवश्य कुछ शिक्षा ग्रहण करनी चाहिए। पुस्तक के आरम्भ में इंग्लैंड देश का नक्शा भी छाप कर लगा दिया गया है। मूल्य ॥२॥

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ

رسالہ الکتاب، بھوپال

رسالہ ادیب اردو زبان کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں "ادیب" اور "زمانہ" جیسے آب و تاب کے رسائل شائع ہوتے ہیں۔

ادیب 'الآباد' اردو زبان کی جس قدر خدمت کر رہا ہے وہ ہمارے دلی شکر کی مستحق ہے۔ مضامین کے اعتبار سے رسالہ "ادیب" کی ادبی دلچسپیاں نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ہندوستان کے قابل مضمون نگاروں کے مضمونوں سے اسکی آب و تاب زیادہ ترقی کر رہی ہے اور بہ نسبت سال گذشتہ کے اس نے زیادہ ہر دلعزیزی اور فروغ حاصل کیا ہے۔ لکھائی چھپائی بہت لا جواب ہے۔ تصویروں بہت عمدہ اور قابل تعریف ہوتی ہیں۔ قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں صرف چار روپے میں سال بھر تک ان تمام خوبیوں کا مجموعہ ہاتھ آتا ہے۔ اس کے موجودہ ایڈیٹر 'شاکر صاحب' ایک قابل اور ہندوستان کے مشہور انشاء پرداز ہیں۔ خیال ہے کہ ان کے زمانہ میں "ادیب" بہت کچھ ترقیاں اور خوبیاں حاصل کرے گا۔ تمام صورتوں میں رسالہ "ادیب" اس قابل ہے کہ ہندوستان کا ہر فرد بشر اسکو سر آنکھوں پر رکھے۔

اخبار وقائع رنگوں، رنگوں

ادیب نامی اردو کا ہفت روزہ ماہوار رسالہ زیر ایڈیٹری منشی پیارے لال صاحب شاکر، میرٹھی، الہ آباد سے شائع ہوتا ہے جو ملک کے تمام اردو ماہوار رسالوں میں معزز و ممتاز شمار کیا جاتا ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی قابل تعریف تصویروں نہایت ہر دلکش و دلچسپ ہیں۔ ہفت روزہ نظم و نثر ملک کے ان مشہور اہل قلم حضرات کے قلم و مضامین سے آراستہ ہے جو آج تمام ہندوستان میں مستند مانے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ منشی پیارے لال صاحب شاکر اس کے دلچسپ بنانے میں نہایت سرگرمی سے کام لے رہے ہیں اور امید ہے کہ آپ کے حسن سعی سے یہ رسالہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ صورت اختیار کرے گا۔ قدر دانان سخن و شائقان اردو لڑائیچہ کو اس کی قدر کرنا چاہئے۔ اور کوئی انجمن کوئی کلب و تہذیب خانہ اس رسالہ سے خالی نہ رہنا چاہئے کیونکہ اردو دانوں کیلئے "ادیب" سے بڑھکر خوسرا ادب آموز نہیں ہے۔

رسالہ تمدن، دہلی

اندین پریس کا رسالہ ادیب جس سرگرمی سے زبان اردو کی خدمت کر رہا ہے وہ قدر دانان اردو سے پوشیدہ نہیں۔

منشی نوبت رائے صاحب نظر سابق ایڈیٹر کی عہدگی سے احتمال تھا کہ ادیب کو نقصان نہ پہنچ جائے مگر منشی پیارے لال صاحب شاکر، میرٹھی کی ایڈیٹری نے بہت یقین دلا دیا کہ رسالہ روز انروز ترقی کرے گا۔ جون جولائی کے دونوں نمبر ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر نکلے ہیں۔ متعدد رنگین و سادہ تصاویر نے مضامین کی شان اور بھی بلند کر دی ہے۔ ہم اس کامیابی پر اپنے محترم دست منشی پیارے لال شاکر، میرٹھی کو دل سے مبارک باد دیتے ہیں۔

اخبار صحیفہ، بنگلہ پور

رسالہ ادیب یہ عالمی ادبی اخلاقی ماہوار رسالہ خاص الہ آباد سے نہایت آب و تاب کے ساتھ دو سال سے ۲۸ بڑے صفحات پر نکل رہا ہے۔ اگرچہ

شروع ہی سے یہ رسالہ بہت سی خوبیوں کا مجموعہ ہے لیکن جب سے منشی پیارے لال صاحب شاکر، میرٹھی نے اس کی ایڈیٹری کا چارج لیا ہے، یہ پڑچ اور بھی نوراً علی نور ہو گیا ہے جیسا کہ ماہ جون جولائی اور اگست کے پرچوں سے واضح ہے۔ اس رسالہ کی لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت نفیس ہوتا ہے۔ جملہ مضامین نظم و نثر بھی مشہور اہل قلم کے لکھے ہوتے ہیں اور ہر پرچہ میں ایک رنگین اور (کم سے کم) آٹھ عکس قابل دید تصاویر بھی ہوتی ہیں۔ اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے کہ اس کے مضامین پڑھنے والوں کو اس کا ہندو مسلمان ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت سالانہ چار روپے فی پرچہ ۶ آنہ۔

اخبار عام، لاہور

ادیب یہ ایک ماہوار رسالہ ہے جسکی خوبیوں کے بارے میں وقتاً فوقتاً لکھا پڑتا ہے۔ اس کی لکھائی چھپائی ہر طرح سے قابل تعریف ہے۔ ہر پرچہ عرصہ سے باور پیارے لال صاحب شاکر، میرٹھی اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ میں اسکو خوب ترقی دی ہے۔

اخبار پرکاش لاهور

رسالہ ادیب

الہ آباد

یوں تو ہندوستان میں بھ سے علمی و ادبی رسالے تھے لیکن اردو زبان میں ایک ایسے رسالہ کی ازحد ضرورت تھی جو ولایت کے انگریزی میگزینوں کی طرح نکھائی چھپائی کی خوبی و عمدگی کے علاوہ دلکش رنگیں اور با مروتہ تصویروں سے بھی مزین و آراستہ ہو۔ چنانچہ ہم خوش ہیں کہ رسالہ ”ادیب“ نے ۱۲ سال سے وجود میں آکر اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے اس کا ہر نمبر رنگا رنگ کی دلچسپ تصاویر اور سبق آموز تواریفی و علمی مضامین اور دل آویز نظموں سے آراستہ و پیرستہ ہوتا ہے۔ ”ادیب“ کے موجودہ ایڈیٹر، بابو پیارے لال صاحب شاہ، جس محنت و قابلیت سے اپنے فرض کو انجام دے رہے ہیں، وہ ہر طرح سے قابل تعریف ہے۔ اگست کا نمبر ہمارے دروازے پر آچکا ہے۔ اس میں ۴ عمدہ مضامین اور نظمیں ہیں۔ علاوہ ازیں ۱۲ عدد دلکش تصویروں اسکی رونق بڑھا رہی ہیں جن میں سے ”ہجیرا نصیب یکشن“ ”مولوں کی سہیلیاں“ ”رادھا و کرشن“ اور ”رقص“ خصوصیت سے دیکھنے کے لائق ہیں۔ غرض کہ نکھائی چھپائی، کاذب فصاحت و سلاست زبان، ہر لحاظ سے ”ادیب“ قابل تعریف ہے۔

بعض خطوط کا اقتباس

۱۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب

”یہ خوشی کی بات ہے کہ آپکی انتظامی کوششیں متعلق رسالہ ”ادیب“ بہ نفع ایڑی کامیاب ہوتی ہیں۔ پورے جوہن اور ترقی میں نکلتا ہے جس کے واسطے آپ مبارک کے مستحق ہیں۔“

۲۔ خان بہادر میر ناصر مہی خاں صاحب، ایڈیٹر ضلوعہ عام، دہلی

”ادیب کا اہتمام آپ خوب کر رہے ہیں۔ مجھے سے اس قدر نہیں ہوسکتا۔“

۳۔ مہودا روت مرانا احمد حسن صاحب، شوکت، مدظلہ

”اگست کا ادیب ہر طرح لا جواب نکلا ہے۔ مرہبا!“

۴۔ مولانا مرزا محمد ہادی صاحب، عزیز، لکھنؤ

اگست کا ادیب پہنچا جو ضروری و معنوی حیثیت سے مریع ہے۔ یہ نمبر گذشتہ نمبروں سے بہت زیادہ دلچسپ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ادیب آپ کی ایڈیٹری میں ہندوستان کو یورپ کے علمی کارنامے دکھادینگا اور اسی سلیقہ سے کام لے گا۔ ”رقص“

کی تھور نے ایک دوسرے عالم میں پہنچا دیا۔ آپ کی نظم ”گل ٹیلور“ فیچرل خیالات کے ساتھ فلسفیانہ رنگ میں ترقی ہوئی ہے۔ لطف زبان، چستی بندش، ہر حیثیت سے قابل ستائش ہے۔ غرض کہ ادیب پر ہر طرح اہل نظر کو وجد ہے کوئی منظر صرف نظر چاہے رشک کرے!“

۵۔ منشی شرف الدین احمد صاحب، رام پور

”سچ تو یہ ہے کہ جب سے آپ نے ایڈیٹری کا چارج لیا ہے ادیب اپنے مضامین عامی کے اعتبار سے نہایت قابلیت سے شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اب بھی ایک رسالہ قابل قدر ہے۔“

۶۔ مولوی سید احمد صاحب، مولف ”فہرست آصفیہ“

”ادیب کے مضامین انتضاب اور تصاویر سے روز افزوں ترقی معلوم ہوتی ہے۔ خدا مبارک کرے!“

۷۔ مسٹر نواب رائے صاحب

”آپ کو ادیب کے قلمی معاونین کا دائرہ وسیع کرنے میں جو حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے، اس پر دل سے مبارک باد دیتا ہوں۔ اگست نمبر قابل داد ہے۔ اب کوئی اسکا رقیب نہیں رہا۔“

۸۔ منشی نادر علی خاں صاحب، نادر، کانپور

”آپ کی رباعیات اور نظم دیکھ کر لطف ملتا ہے اور مجھے نہایت مسرت ہے کہ آپ کی ایڈیٹری میں ادیب نئی دلچسپی پیدا کرتا جاتا ہے۔“

۹۔ مولوی شعیب احمد صاحب، ندرت، میرٹھی

”میرے خیال میں اگست نمبر ادیب کے تمام نمبروں سے بہتر نکلا ہے۔ اللہم زد فرد۔“

۱۰۔ مسٹر قیصر، ایڈیٹر، العباب، ریاست بھوپال

”ادیب اپنی قسمت پر جس قدر ناز کرے، بجا ہے کہ اُس نے ایسے قابل شخص کو اپنی ایڈیٹری کے واسطے منتخب کیا جو اخبار نویسی سے بہرہ رانی رکھتا ہے... لہذا آپ کو زندگی و سلامت رکھے کہ آپ کے دم سے بہت سے تشنگان علم ادب کی پیاس بجھے رہی ہے۔“

۱۱۔ منشی محمد حسین صاحب، محرو، لکھنؤ

”اگست سنہ ۱۹۱۱ء کا ادیب بے مثل نکلا ہے۔ حسن ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے کمال پر پہنچا ہوا ہے۔ اگر لکھنؤ اور آپ کی نظم لا جواب تھی۔ حضرت شفق کا ”نغمہ روح“ بھی لائق تعریف ہے... سب مضامین اپنے اپنے مارز میں بیحد قابل داد ہیں۔ آپ کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔“

۱۴ - منشی رفید احمد صاحب 'ارہد' تھانوی

"اگس کے ادیب میں آپ کی نظم "گل فیلوئر" بہت ہی دلچسپ ہے آج میں نے اسے کئی مرتبہ پڑھ کر لطف اٹھایا اور بے ساختہ آپ کو داہ دینے کو جی چاہا... ہر نمبر پہلے سے بڑھا چڑھا ہوتا ہے - سچ تو یہ ہے کہ آپ کی نسبت ملک کو اس وقت تک غلط فہمی رہی - اب کوئی وجہ نہیں کہ ملک آپ کی تعدادی نہ کرے - ستمبر کے ادیب کا شدید انتظار ہے -"

۱۵ - سکرتوی صاحب 'اریہ سماج' کڑال

"آپ کے رسالے دیکھ کر بہت آئندہ ہوا - سب پرچے درحقیقت قابل تعریف ہیں - آجکل ایسے ہی علمی اور مفید عام مضامین و رسالوں کی بہت ضرورت ہے - آپ نے اس کام میں جس قدر محنت و جانفشانی سے اعلیٰ درجہ کے مضامین حاصل کر کے کامیابی حاصل کی ہے، میں اس پر آپ کو دھنیاد دیتا ہوں -"

۱۲ - خواجہ غلام فرحت صاحب 'سعید' مانٹھچی

"اتفاق تو یہ ہے کہ ادیب نے آپ کے قابل ہاتھوں میں نہ صرف اپنے رنگ ہی کو قائم رکھا، بلکہ کئی باتوں کا اضافہ بھی ہوا، جس سے مجھے امید ہے کہ ادیب کی دلچسپی آپ کی اینٹیڈی میں ضرور بڑھتی رہیگی -"

۱۳ - سید ناصر علی شاہ صاحب 'مقتار' لاہور

"میں صحتی دل سے آپ کی کوششوں کا اعتراف کرتا ہوں اور ادیب کو حیرت انگیز ترقی دینے میں جو کامیابی آپ نے حاصل کی ہے، اس کے لئے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں - بظاہر سابق اب ادیب میں ہر قسم کی ترقی نظر آتی ہے - میں آپ کے لئے ہیشہ دعا کرتا ہوں، کیونکہ میں آپ کو زبان اردو کا محسن سمجھتا ہوں"

ادیب کی گذشتہ جلدیں

جلد اول (جنوری لغایت جون سنہ ۱۹۱۰ع) جسمیں پچاس نامور اہل قلم کے ۸۵ مضامین نظم و نثر ۳۰۴ صفحات پر درج ہیں - اور ۲۴ رنگین و سادہ ہاف ٹون تصویریں شامل ہیں - بہت کم جلدیں باقی ہیں - جلد طلب فرمائیے - قیمت صرف دو روپے (علاوہ محصول) -

جلد سوم (جنوری لغایت جون ۱۹۱۱ع) جسمیں ۵۰ نامور اہل قلم کے ایکسو مضامین ۳۰۴ صفحات پر درج ہیں، اور ۷۷ رنگین و سادہ ہاف ٹون تصویریں شامل ہیں - صرف آٹھ مکمل جلدیں باقی ہیں - جلد طلب فرمائیے، رنہ پھر یہ علمی ذخیرہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا - قیمت صرف دو روپے (علاوہ محصول) -

جلد دوم کی کوئی مکمل جلد دفتر میں موجود نہیں - صرف چار پرچے یعنی جولائی، ستمبر، اکتوبر اور نومبر (سنہ ۱۹۱۰ع) موجود ہیں - ہر پرچہ بجائے خود مکمل ہے - جو صاحبان چاہیں، ان کو منگا سکتے ہیں - یہ چار پرچوں کا سٹک صرف تیرہ روپیہ میں مل سکتا ہے - ان پرچوں کی بھی بہت کم تعداد موجود ہے -

منیجر ادیب، انڈین پریس، الہ آباد

دربار دہلی کی شرکت کے متعلق ذہایت آرام دہ خبر

تمام شایقیں - راجگان - مہاراجگان - نواب - رسوا -
تعلقداران و انگریزی افسران کی خدمت میں اطمینان ہے کہ
جو صاحب دربار دہلی میں شریک ہونگے - ظاہر ہے کہ
انکو مفصلہ ذیل اشیاء کی واسطے نوچ - ملازمان و خاص
نیچ کے لئے سخت ضرورت ہوگی - اور بہہ اشیاؤں ہر حالت میں
بوجہ سخت زیرباری کرایہ وغیرہ کے وہ اپنے ساتھ نہ لا سکیں گے
اور انکو دہلی ہی میں اُنکا بندوبست کرنا ہوگا لہذا چونکہ
روز بروز ہر چیز کا نرخ گراں ہوتا جاتا ہے - اسلئے اُنکو
مناسب ہے کہ وہ فوراً سے پیشتر ان اشیاء کا بندوبست کارخانہ
ہذا سے بذریعہ خط و کتابت کے بہت کفایت کے ساتھ کرلیں
ورنہ زیادہ دیر کرنے سے عین وقت پر چرگنی قیمت دینے پر بھی
دستیاب نہ ہونی نا ممکن ہیں - نرخ وغیرہ دریافت کرنے اور
تعداد ضرورت تحریر کرنے پر معلوم ہونگے - درباخت طلب
حال کے لئے دو پیسے کا ٹکٹ ضرور آنا لازمی ہے - فہرست اشیاء :-
بھری واسطے سڑک - کھوٹے واسطے قدیمہ خیمہ - ٹہلے خالی
و معہ پہلواہی - چار پائی - بانس - بلی - بان - ہرزے
وغیرہ - منگہ - گھاس - وغیرہ وغیرہ - بہت زیادہ تعداد کے
فوجی اور قزاق و دیگر بھاری اور قزاق کو زیادہ ترجیح دیجاوے گی -
ذوت - ہر طرح کے ہنگامہ - کوٹھی - وغیرہ کا انتظام بھی
با کفایت ہو سکتا ہے -

مطلب سنگھڑہ - یہ ایک کتاب ہے جو اپنے طرز کی
نرالی ہے - اگر آپ خود یا اپنے بھروسے کو انگریزی ناگزی
یا ہنگامہ سیکھنی یا سکھلائی چاہتے ہوں یا انہیں سے ایک سے
واقف ہوں اور دوسری کے حاصل کرنے کے خواستگار ہوں تو
یہ کتاب بلا مدد کسی استاد کے بہت کم محنت کے ساتھ
تھوڑے ہی عرصہ میں بخوبی کام سکھلا دیتی ہے - اور زیادہ
واقفیت پیدا کرنے کے واسطے اسمیں ناگزی سے انگریزی و انگریزی
سے ناگزی کی تکنیکی بھی نہایت سلیس معروضیں دی ہیں -
دیگر اس کتاب میں تمام جواہرات کے شناخت و وزن کرنے کے
طریقے و دیگر روزمرہ کے حساب کتاب - بل ہندی چٹھی وغیرہ
لکھنے کے طرز بہت سے طریقوں سے نہایت خوش اسلوبی کے
ساتھ دکھائے ہیں - کافذ نہایت قیمتی اور چمکا - چھپائی
نہایت صاف اور چمکدار ۳۰۰ صفحات کا حجم قیمت معہ
جلد دو روپیہ - بلا جلد ایک روپیہ ۱۲ آنہ - ڈاک معقول
وغیرہ ملے -

اعلیٰ قسم کی مہندی - اس مہندی کی یہ تعریف
ہے کہ نازنین بدن پر لگاتے لگاتے اپنا رنگ ہاتھوں میں جما
لیتی ہے - جس نازنین نے ایک مرتبہ بھی استعمال کی عمر بھر
کے لئے اس پر عاشق ہو گئی - قیمت فی پونڈ ۳ - ۴ آنہ -

ایم - ایل - ویلوشور اینڈ کو - ہولسلیل مرچنٹ، دہلی

ایک نئی کتاب

بودہ مذہب کی کتابوں میں جو درجہ
”دھم پد“ کا ہے، وہ کسی اور کتاب کا نہیں -
ابتداءً یہہ کتاب ہالی زبان میں لکھی گئی
تھی - اب تک بہت سی مختلف زبانوں میں
اس کے ترجمے ہو چکے ہیں - اس نادر کتاب
میں مہاتما بدہ کے نصائح، بودہ مذہب کے
اصول، اور وہ تمام باتیں جو اُنہوں نے اپنے
مریدوں کو تلقین کی تھیں، درج ہیں
جن کے مطالعہ سے دل پر بہت عمدہ اثر ہوتا ہے -
خوشی کی بات ہے کہ ہندت مائل راؤ
دیشھیل راؤ صاحب نے اس کتاب کو زبان اردو
میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے - اس اردو ترجمہ کا
نام ”اقوال بدہ“ ہے - شروع کتاب میں
مہاتما بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے -
لکھائی چھوٹی عمدہ اور کاغذ دبیز -
قیمت ۱۲ آنہ -



جام سرور

کا اول ایڈیشن قریب الاحتمال ہے - اگر آپ نے
اب تک اسکو نہیں دیکھا، تو جلد منگائے
ورنہ افسوس کیجئے گا - اس مجموعہ میں
سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول عام نظمیں درج
ہیں، جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں
شائع ہوتی رہیں، اور جن کو خود مصنف نے
نظر ثانی فرما کر انڈین پریس کو اشاعت کی
غرض سے دیا تھا -

قیمت صرف دو روپیہ (بلا جلد) -

منیجر انڈین پریس، الہ آباد

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ عندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں * اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جسقدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں * تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہونچاسکے * اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصرف ٹیئر تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریختروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے *

ان ریختروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ آئیٹر صاحب ادیب کی اصلاح و نظر ثانی سے مزین ہیں * انہیں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ نمونہ ادبی - معشرت - امور خانہ داری - بچوں کی پرورش - مریضوں کی تیمارداری - خاوند کی اطاعت - عزم و حیا - عفت و عصمت اور بیشمار کار آمد باتیں لکھی گئی ہیں * علاوہ بریں ان ریختروں میں سینا جی - دمنیتی - سکنتلا - ساوتری - لیلاوتی - اہلیا یاتی وغیرہ کی سوانح عمریاں اور چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آئیں گی * زبان میں درج ہیں * کاغذ - لکھنؤ - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی عین جو انڈین پریس کا حصہ ہے * ان ریختروں میں 118 تصاویر بھی ہیں جنہیں 32 تصاویر پورے صفحات پر عمدہ چھاپکر شامل کی گئی ہیں * پورا نصاب حسب ذیل ہے -

اردو کا نیا قاعدہ ... 9 - پائی اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - 7 آنے اور پرائمری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - 1 آنے اور مڈل ریڈر (چوتھی و پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - 8 آنے

کل کتابیں ہینچر انڈین پریس الہ آباد سے مل سکتی ہیں

ادیب کی سالانہ جلد

بہت مشکل سے ادیب کی سالانہ جلد کی چند کاپیاں مرقب کی گئی ہیں جنہیں بعض پرچے دو بار چھاپکر شائع کئے گئے ہیں۔ یہ سالانہ شائع کی مکمل جلد ہے جس میں 93 رنگین و سادہ عکسی تصاویر اور 197 مضامین 200 صفحات پر درج ہیں - شایقین علم ادب کے لئے ایسا علمی خزانہ صرف چار روپیہ میں حاضر ہو سکتا ہے جو بالکل مفت ہے -

المش - تھر

ہینچر ادیب انڈین پریس الہ آباد

SOMETHING NEW IN COLLARS

For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars ... Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs
with Gold Cased Linke 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

FOR SALE.

INTERESTING AND INSTRUCTIVE PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighborhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical. Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAN.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BIRAT.)	MOHINI.
	DAMAYANTI.

* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

**Apply to—THE MANAGER, INDIAN PRESS,
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.**

हिंदी में दो नई उपयोगी पुस्तकें

चरित्रगठन ।

यह उपन्यास नहीं, न किसी कहानी की किताब है । यह श्री बाबू ज्ञानेन्द्रमोहनदास के बंगला “चरित्रगठन” का हिन्दी अनुवाद है । सभी सभ्य समाज के प्रधान विद्वान् समालोचक मुक्तकण्ठ से इसकी प्रशंसा कर चुके हैं ।

ग्रन्थकर्ता ने इस पुस्तक में चरित्रसुधार की जितनी बातें लिखी हैं, सभी मन्त्र के बराबर हैं । पढ़ने के साथ चित्त पर असर कर जाती हैं । कैसा ही कोई दुश्चरित्र क्यों न हो, जो इसे एक बार पढ़ेगा वह उसी घड़ी से अपने चरित्र-सुधार पर तत्पर होगा । इतना ही नहीं, बल्कि उसे दुश्चरित्रता की बातों पर इतनी घृणा उत्पन्न होगी कि वह भूल कर भी कभी उनका नाम न लेगा ।

कितने ही लोग अपने सन्तान को शिक्षित और सच्चरित्र बनाने के लिए हजारों रुपये खर्च कर डालते हैं, पर तो भी सफलमनोरथ नहीं होते । ऐसे लोग एक बार अपने सन्तान को यह पुस्तक पढ़ने को दें, तब देखें, उनका मनोरथ कितना शीघ्र सफल होता है । जिसके घर में कम से कम एक प्रति भी चरित्रगठन रहेगा, उसके सन्तानों को दुश्चरित्र होने का भय कदापि न रहेगा ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेषरूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन

उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें ।

२३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥॥ बारह आना है ।

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

[“ बालसखा पुस्तकमाला ” सीरीज की १५ वीं पुस्तक]

यदि मनुष्य के लिए सबसे बड़ी और सबसे पहले किसी बात की आवश्यकता है तो स्वास्थ्य-रक्षा की । यदि मनुष्य अपने कर्तव्य कर्म करना चाहता है तो उसे सबसे पहले स्वास्थ्य-सुधार का प्रयत्न करना चाहिए । जिनका स्वास्थ्य बिगड़ जाता है वे कुछ भी नहीं कर सकते । उनका जीवन भार-रूप हो जाता है । पर सरल हिन्दी में अभी तक कोई ऐसी पुस्तक नहीं थी कि जिससे लोग स्वास्थ्य-सुधार के उपाय समझ सकें । इसी अभाव के दूर करने के लिए हमने यह “ बालस्वास्थ्यरक्षा ” नामक पुस्तक छापकर तैयार की है । इसकी भाषा बड़ी सरल है । इसके पढ़ने से लोगों को मालूम हो जायगा कि स्वास्थ्य किस प्रकार सुधर सकता है ।

यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए । प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए । बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए । इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रहकर, किस प्रकार का भोजन करके, नीरोग रह सकता है । इसमें प्रतिदिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं । कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य मात्र के काम की है । इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥ आठ आना रक्खा है ।

मिलने का प्रता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालहिन्दीव्याकरण ।

यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी का शुद्धरूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगाकर पढ़िए और अपने बालबच्चों को पढ़ाइए। इस पुस्तक से बालक और स्त्रियाँ सब बड़ी आसानी से हिन्दीभाषा का शुद्धरूप से बोलना और लिखना सीख जायँगे। स्कूलों में लड़के लड़कियों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। १३६ पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य ॥ चार आने ।

बालविष्णुपुराण ।

विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथायें हैं कि जिनके जानने की हिन्दी-बालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत-भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें ‘बालविष्णुपुराण’ पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक का विष्णुपुराण का सार समझिए। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य भी चार ही आना है ॥

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दी ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके अनुपम, पावन और अनुकरणीय चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्रीबाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि भीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विद्यासागर ने धर्मभाषा में “सीतारवन-

वास” नामक पुस्तक में लिखकर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है और जिस कथारसभरी पुस्तक के बँगला में पचासों संस्करण छपे हैं और लाखों कापियाँ बिक चुकी हैं, उसी शिक्षाप्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद “सीतावन-वास” छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीराम-चन्द्रजी-कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और कथारस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥

कर्मयोग ।

स्वामी विवेकानन्दजी के नाम से सभी शिक्षित मनुष्य परिचित होंगे। जिन्होंने उनके साथ वार्ता-लाप किया है, उनके व्याख्यान सुने हैं या उनके ग्रन्थों को पढ़ा सुना है वे अच्छी तरह जानते होंगे कि स्वामी विवेकानन्दजी अध्यात्म-विद्या के कैसे उद्भूत विद्वान् थे। जिनके कर्मयोग-सम्बन्धी व्याख्यानों को सुनकर अमरीका आदि देशनिवासी पाश्चात्य विद्वान् भी वेदान्त की ओर झुक कर आध्यात्मिक ज्ञान के सम्पादन करने में दत्तचित्त हो रहे हैं उनके उन्हीं व्याख्यानों का हिन्दी-अनुवाद करा कर यह “कर्मयोग” नामक पुस्तक छपी है। इसमें सात अध्याय हैं। उनमें क्रमशः—१—कर्म का मनुष्य चरित्र पर प्रभाव, २—निष्काम कर्म का महत्त्व, ३—धर्म क्या है?, ४—परमार्थ में स्वार्थ ५—बेलाग रहना ही सच्चा त्याग है, ६—मुक्ति और ७—कर्मयोग का आदर्श—इन विषयों का ध्यान बहुत ही ओज-स्विनी भाषा में किया गया है। अध्यात्मविद्या या कर्मयोग के जिज्ञासुओं को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य केवल ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालोपदेश ।

यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनानेवाली है । राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एकदम भरा पूरा राजपाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था । उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे । इस “बालोपदेश” में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा गया है । भाषा बड़ी सरल रक्खी है । यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है । मूल्य ॥

बाल-आरव्योपन्यास (सचित्र)

प्रथम भाग

दिलचस्प क्रिस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्यर सबसे पहला है । इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, बंगला और अंगरेज़ों के प्रसिद्ध लेखक बाबू रामानन्द चट्टोपाध्याय, एम० ए०, ने इस किताब का बंगला में एक परिशोधित गार्हस्थ्य संस्करण निकाला था । “बाल-आरव्योपन्यास” उसी बंगला किताब का हिन्दी अनुवाद है । इसलिए, अब, यह किताब क्या खो, क्या पुरुष, सभी के पढ़ने लायक है ।

इसके पढ़ने से हिन्दी भाषा का प्रचार होगा, मनोरंजन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचारशक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी । कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे । मूल्य ॥ आठ आने ।

बालपंचतंत्र ।

संस्कृत में जितने नीतिग्रन्थ हैं उनमें से पंचतंत्र में कई प्रकार की विशेषता है । प्रसिद्ध नीतिवेत्ता पण्डित विष्णुशर्मा ने अपने रचित पंचतंत्र में ऐसी उत्तमता से नीति की शिक्षा दी है कि वैसी और किसी ग्रन्थ में नहीं पाई जाती । इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है । बालक-बालिकाएँ इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं । यह बालपंचतंत्र विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है । यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी-पाठक और विशेष कर बालकों, के पढ़ने योग्य है । २०५ पृष्ठ की इस पुस्तक का मूल्य केवल ॥ आठ आने ।

बालहितोपदेश ।

बालकों के ही लिए नहीं यह पुस्तक बूढ़ों के लिए भी हित की बात बतानेवाली है । पशु-पक्षियों के बहाने से मनोरंजक और रोचक कहानियों के द्वारा इसमें मनुष्य के हितसाधन का ऐसा अच्छा उपदेश दिया गया है कि जिसके अनुसार चलने से मनुष्य कभी दुःखजाल में नहीं फँस सकता । इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है । कहाँ तक कहें, इस पुस्तक से अनेक प्रकार की उपयोगी शिक्षाएँ मिलती हैं । यह पुस्तक पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा सभी के काम की है । इसे अवश्य पढ़ना चाहिए । भाषा की सरलता का क्या कहना है ? स्त्रियाँ भी आसानी से समझ सकती हैं । मूल्य ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

कविता-कलाप ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सच्चित्र कविताओं का संग्रह किया गया है। हिन्दी में ऐसी अनुपम संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा। हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए०, बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए। इसमें अधिकांश चित्र प्रसिद्ध चित्रकार राजा रवि-वर्मा-अङ्कित हैं। इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं। ऐसी उत्तम सच्चित्र पुस्तक का मूल्य २॥)

शिक्षा ।

(पं० महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा अनुवादित)

अपनी सन्तति का जीवन सार्थक करना, अथवा उसे महा दुर्दमनीय आघातों में फँसाना, सर्वथा माता-पिता के हाथ में है। अतएव बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षा-सम्बन्धनी मीमांसा को पढ़ें और प्राणों से भी व्यापारी अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों। जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे। इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए। हमने अपना कर्तव्य कर दिया। ऐसी उपयोगी, ऐसी आवश्यक, ऐसी समयाचित पुस्तक प्रकाशित कर दी। आशा है, जिनके लिए हमने यह काम किया वे भी इसका आदर करके अपना कर्तव्य-पालन करने में त्रुटि न करेंगे।

पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है। पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है। कागज चिकना और मोटा है। छपाई साफ़-सुथरी है। सुवर्णाक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिब्द बंधी हुई है। आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवनचरित है; पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है। ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) रक्खा गया है।

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

[बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सच्चित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग का अकेला ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रों वाले पुस्तक का १॥)

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया है। भारत की अधोगति पर आँसू बहाने वाले देशभक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १) से घटा कर ॥) कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

लेपकलित असली रामायण

(इस पर कमीशन नहीं दिया जाता)

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छप कर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनेही दोहरे-चौपाइयाँ लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दिये हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी रामचरित-मानस ही है। क्योंकि इसका पाठ गुर्साईजी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर शोध गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला मिला कर इसमें से कूड़ा करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७८ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब सिर्फ ५ ही कर दिया है। डाक द्वारा मंगाने पर १ रु. खर्च लगेगा।

मानस-कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ ।

हमने काशी की नागरीप्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” को सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दी-प्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उत्तमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दां दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। किसी किसी शब्द के तो पन्द्रह पन्द्रह बीस बीस पर्यायवाचक शब्द दे दिये गये हैं। इसी से पाठक अनुमान कर सकते हैं कि “मानसकोश”

कितना उपयोगी है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है।

आशा है, साधारणतया सभी हिन्दी-प्रेमी, और विशेषकर रामायण के कठिन शब्दों का अर्थ समझनेवाले महाशय, इस “मानसकोश” को मँगकर बहुत लाभ उठावेंगे। मूल्य केवल १ रु. एक रुपया रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मंगाइए।

सम्पत्तिशास्त्र ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी लिखित]

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन पर दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है? ऐसी कौन सी चीज़ है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत ग़ारत हो रहा है? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज़ का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र”। इसी के न जानने से आज यह भारत भूखी मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है। आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था। लीजिए, इसे पढ़कर देश को दशा सुधारिए। मूल्य सुवर्णवर्णकृत जिब्द का २॥

हिन्दी-व्याकरण ।

(बाबू माणिक्यचन्द्र जैनी बी० ए० कृत)

यह हिन्दी-व्याकरण अंगरेज़ी ढंग पर बनाया गया है। व्याकरण के प्रायः सब विषय ऐसी अच्छी रीति से समझाये गये हैं कि जो बड़ी आसानी से समझ में आ जाते हैं। हिन्दी-व्याकरण के जानने की इच्छा रखनेवालों को यह पुस्तक जरूर पढ़ना चाहिए। मूल्य २॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

सीता-चरित

सृष्टि के आरम्भ से आज तक असंख्य ललना-रत्नों ने जन्म लेकर भारत को पवित्र किया है, पर पातिव्रत धर्म के पालन करने में जिनना नाम सती सीता ने पाया उतना और किसी ने नहीं। इसीलिए वे सती-शिरोमणि कहलाईं।

यद्यपि राम-चरित के साथ साथ सीताजी का चरित भी अनेक पुस्तकों में वर्णित हो चुका है, तथापि अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो। इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने “सीताचरित” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है। इस पुस्तक की प्रशंसा में हम केवल इतना ही कहेंगे कि इस विषय की जितनी पुस्तकें आज तक बनी हैं उनमें यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है। भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए। इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायेँ ग्रहण कर सकते हैं। क्योंकि इसमें केवल सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है। आशा है, श्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे।

पृष्ठ २३५। कागज मोटा। रुपहली जिल्द। पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम। केवल १। सवा रुपया।

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग।

बालगीतावलि।

महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं “बालगीतावलि” में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षायेँ हैं कि जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥

सुखमार्ग।

ऐसा कौन सा आदमी है जो सुख नहीं चाहता। सुख की सभी चाहना करते हैं। सुख की इच्छा रखते हुए भी उसकी प्राप्ति के साधन हर एक आदमी नहीं जानता। पर इस पुस्तक को पढ़ कर समझने से सब लोग सुख के साधनों को समझ सकते हैं। इस पुस्तक का जैसा नाम है इसमें गुण भी वैसा ही है। इस पुस्तक के पढ़ते ही सुख का मार्ग दिखाई देने लगता है। जो लोग दुखी हैं, सुख की खोज में दिन रात सिर पटकते रहते हैं उनको यह पुस्तक जरूर पढ़नी चाहिए। मूल्य केवल।

संक्षिप्त इतिहासमाला का चौथा पुण

इंग्लैंड का इतिहास

भी छप कर तैयार हो गया। जर्मनी, फ्रांस और रूस के इतिहास की तरह यह इतिहास भी बड़ी उत्तमता से लिखा गया है। आशा है हिन्दी-प्रेमी महाशय पहली पुस्तकों की तरह इसको भी चाब के साथ मँगा कर पढ़ेंगे। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जानने वाले को पढ़नी चाहिए। इंग्लैंड का भारत के साथ घनिष्ठ सम्बन्ध है, अतएव यहाँ वालों को इंग्लैंड की ऐतिहासिक घटनाओं को पढ़कर उनसे अवश्य कुछ शिक्षा ग्रहण करनी चाहिए। पुस्तक के आरम्भ में इंग्लैंड देश का नक्शा भी छाप कर लगा दिया गया है। मूल्य ॥

انڈین پریس، الہ آباد کی اردو کتابیں

جام سرور

یہ نئی درگاہ سلسلہ صاحب سرور دھان آبادی مرحوم کا کلیات ہے۔ مرقی کی شعری محتاج ترقی نہیں جن لوگوں نے ان کا کلام دیکھا وہ جانتے ہیں کہ ادگری روز دراز سے ناسعید انہیں کرتی اگر اب تک اپنے ہجام سرور کو نہیں دیکھا تو کچھ نہیں کیلئے قر کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی وہ تمام مقبول عام نظمیں درج ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں شائع ہوئی ہیں۔ اور جن کو خود مصنف نے انظرانی فرما کر انڈین پریس کو مناعت کی غرض سے دیا تھا۔ اب تک ہمیں باقی رہ گئی ہیں جلد نمبر ۱۷ سے طبع نانی کا اشتہار کرنا پڑیگا۔ قیمت غیر ملاحظہ کا دور پیر۔ قیمت جلد نمبر ۱۷ سے طبع نانی کا اشتہار کرنا پڑیگا۔ قیمت غیر ملاحظہ کا دور پیر۔ قیمت جلد نمبر ۱۷ سے طبع نانی کا اشتہار کرنا پڑیگا۔ قیمت غیر ملاحظہ کا دور پیر۔

اقوال بودھ

بودھ مذہب کی کتابوں میں جو دہرہ دوم، کاہرہ کسی اور کتاب کا نہیں ابتداء کتاب پانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اب تک بہت سی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں اس نادر کتاب میں مہاتما بودھ کے فصاحت بودھ مذہب کے اصول اور وہ تمام باتیں جو انہوں نے اپنے مریدوں کو تلقین کی تھیں درج ہیں جنکے مطالعہ سے دل بہت مدد اثر ہوئے۔ خوشی کی بات یہ کہ ہندوستان میں ان کا وٹھیل اور صاحب نے اس کتاب کی زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ اس مدد ترجمہ کا نام "اقوال بودھ" بخیر شروع کتاب میں مہاتما بودھ کی تصویر بھی لگا کی گئی ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور کفایت دیزر۔ قیمت ۱۲ آنہ۔

الف بے کا کھلونا

بچوں کو تعلیم دینے کے لئے اس کتاب سے بہتر کوئی اور کتاب نہیں ہو سکتی اس نام کو کھلونا پڑا مگر "کھلونا" تعلیمی کھلونا ہے۔ ہر کھیل ہی کھیل میں بچے حروف تہجی کو یاد کر لیتے ہیں۔ کاغذ عمدہ حروف موٹے۔ چھپائی اعلیٰ اور تصویریں رنگین ہیں قیمت بھی کچھ نہیں صرف دو آنہ۔ رنگائے اور اپنے بچوں کا دل بہلائے۔

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے۔ اور ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جلد مضید ثابت ہوا ہے وہ مختلف تصریح نہیں تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا انصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی ذہنی اور اخلاقی حالت کے مناسب ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچا سکے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا انصاب بعض کثیر تیار کر لیا ہے جو طرح اور ہر شخصیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کمنا کافی ہے کہ انڈیا میں ادیب کی اصلیت و لغتانی سے مراد ہیں۔ انہیں مذاقی اور نصیحت آئینہ کمائیوں اور سبق کے علاوہ تیز داری معاشرت۔ امور خانہ داری بچوں کی پرورش۔ مریضوں کی تیمارداری خادمہ کی اطاعت شرم و حیا عفت و عصمت اور بے شمار کارآمد باتیں لکھی گئی ہیں علاوہ پرل ان ریڈروں میں سیتا جی۔ منشی سنگھ سادھوی۔ لیلادتی۔ ملیا بابا وغیرہ کی سوانحیں ہیں اور چین جاپان کی لڑکیوں کی حالات نہایت لیسلیں اور بچوں کی تعلیم میں آئیو ان زبان میں درج ہیں کاغذ لکھائی چھپائی وغیرہ سب سے عمدہ ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۸۸ تصاویر بھی ہیں جنہیں ۳۲ تصاویر پورے صفحوں پر عظیم چھاپ کر شامل کی گئی ہیں۔ پورا انصاب حسب ذیل ہے۔

اردو کا نیا قاعدہ ... و پائی۔ اپر پائی ریڈر فرسی جو تھوڑا سا انصاب ہے اور پائی ریڈر اپر پائی دوسری جماعت کا انصاب ۱۰۸ نمائندہ ملی ریڈر اپر پائی دوسری جماعت کا انصاب ۸۱ آنہ۔

المشاہن۔ میجر انڈین پریس، الہ آباد

اعلان عام

نہ صرف معمولی شہر اردو دفاتر ہی بلکہ شہر کا ملازمین واقعی کمال شاعر بننا چاہیں تو محمد کی جانب رجوع لائیں۔ اور اپنا کلام فارسی و عربی اردو جملہ لغزین املا بھیجیں۔ بہت مضامین بلند کر دے جائیں گے اور بلند بلند تر۔ اور وہ اسکا ریلوے فیس جو کہ کس کس بعض مقامات یا بعض شہزادوں تکہ سکتے۔ ہمارے پاس بھیجیں فیس کٹے ہو جانے پر انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ اسکا ریشائی ہیں کہ ہم پیر بھی خرچ کرتے ہیں محنت بھی کرتے ہیں۔ مگر کچھ نہیں! اگر پروفیسروں پر تبصرے کے لئے زور ڈالتے ہیں تو جو تھریاں کھاتے اور دھکیاں ستے ہیں کہ تم گستاخ ہو کا بچے سے خارج کر دے جاؤ گے، یا کلاس خارج کر دے جاؤ گے۔

المشہد
مجدد السنہ مشرقیہ، احمد حسن شوکت مطبع شہنشاہی ہند پورہ

برقی خضاب

طبعی برقی خضاب ہر جزا سے برقی شامل ہیں ہلکی بالوں کی بڑھنیں بہت ہوجاتی ہیں۔ عرق پڑش سے بالوں میں لگا جاتا جو کسی ذیل کی خوبیاں ہیں۔

۱۔ سال میں تین مرتبہ یعنی ہر چار ماہ کے بعد لگا یا جاتا جو بڑی ایک ماہ تک سیاہ نکلتی ہیں۔ (۲) بال پائیدار سیاہ رنگ کے فوراً ہوتے ہیں کچھ زمانہ تک روز بروز سیاہی غالب ہوتی رہتی ہے۔ (۳) بال نرم رہتے ہیں جلد پر دھبہ نہیں پڑتا حسب ترکیب استعمال سے بال بھوسے یا ہلکی سرخی و سیاہی مائل بھی ہو سکتے ہیں۔ (۴) قبل کھٹکے یا کچھ صحت خیریت نہ ہونے میں کراہا جاتا ہے پھر میں ہونے میں ہوتا ہے۔ امتیاز تو ہوتا ہے جو ہر اجزا سے خضاب کی ایک خاصیت منظر صحت قابل قدر کی صنعت زیادہ قلیل کے خریداروں سے خاص حالت ترکیب استعمال ہر ایک کس علاوہ محصول ایک کس بلا خضاب ایک دوسرے چار ایک کس خوشبودار و روپیہ

پتہ: سینجور خانہ برقی خضاب کوٹھی نمبر ۲۷ قیصر باغ، پارک میڈیکل کال کھنڈو

سوتی شروع کے تھان

(ماستہ طبع آباد ضلع لکھنؤ)

نہایت خوش وضع و بخت رنگ۔ ریشمی سے زیادہ یا زیادہ وزرہ و تھمال کے لالچ کم خرچ بلا نشین عمدہ لباس پرستواری اور جو کچھ بہت آرام دہن والا کراہے اور۔ کاسٹی۔ گلابی۔ زردی۔ بچہ رنگ۔ کاجی کار رنگ۔ سادہ۔ زرد۔ سرخ۔ بہتر تر کلا طلب ہو سکا کہ اصلی ریشمی سے متاثر ہو گیا۔ یقیناً ایک مرتبہ کے رنگاں میں آپ ہمیشہ کے کلاب ہو جائیں گے۔ ایک تھان میں دو یا چار تھان ہوتے ہیں عرض گیارہ گز طول ۴۰ گز قیمت علاوہ محصول۔ اس قیمت پر یا چار تھانوں کو بازار کی معمولی قیمت بھی نہیں ملتی ہے۔ ہر بالکل ارزاں فروخت کر رہے ہیں کہ ملک میں ہر طرف سے اس کمرے کی مانگ ہو۔ اسوقت ہر قسم کا مال تیار ہے ایسی فرمائشیں آج ہی فرم طبعی جو ملازمتی ان کی کرں۔ ہو یا ریلوں کو نہایت سے مال لے گا۔ تا تھان سے کم نہ روانہ ہوگا۔

چرموٹی شروع کنول مار طبع آباد ضلع لکھنؤ۔

ادیب جلد اول

(جنوری نفاذ جون ۱۹۸۷ء)

جمیں بچاس نامور اہل قلم کے ۸۰ مضامین نظم و نثر، ۳۰ صفوں پر درج ہیں۔ اور ۴۰۰ رنگین و سادہ فائنٹون تصویریں شامل ہیں۔ بہت کم جلدیں باقی ہیں۔ جلد طلب فرمائے۔ ورنہ پھر یہ علمی ذخیرہ کسی قیمت پر نہ مل سکے گا۔ قیمت صرف دو روپیہ (علاوہ محصول)

جلد دوم و سوم کی کوئی مکمل جلد دفتر میں موجود نہیں مختلف پرچے موجود ہیں جو ان پرچے کے حساب سے مل سکتے ہیں۔ ہر پرچہ بچا خود مکمل ہے۔ مختلف پرچوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔

المشہد

منیجر ادیب، انڈین پریس الہ آباد

جو خضاب

ہمارا جو خضاب برقی بالوں کے صوفیوں تک پہنچا رہا ہے ہر ماہ کی عیت، تھان میں بھی صرف ہوتا ہے۔ خوش اسباقی میں ہر ماہ کی پرکھائی ہی آتا ہے بال سیاہ چمکا رہا ہے۔ بال ہلکے رہتے ہیں۔ رنگ بچہ ہوتا ہے۔ ملازمین کو کٹ اور ملازمین کیسات سے عمدہ چہرہ لکھ کر بہت ہر محصول ہر طرف سے کھاکر تھان کریں۔

منیجر احمد خان منیجر طبع آباد ضلع لکھنؤ۔

FOR SALE.

INTERESTING AND INSTRUCTIVE PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. a p. |
|---|----------|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L.
Price | 2 8 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 0 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 8 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterik are not available elsewhere :— | |
| * RAVI VARMA.
SHAKUNTALA.
* RAJ VARMA.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).
SITA AND THE GOLDEN DEER.
* SITA AT THE ASHOKA BAN.
* BUKMANGAD AND MOHINI.
* RADHA AND KRISHNA.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State Chamber of King BIRAT).
Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra.
Price | 2 8 0 |
| * DRAUPADI AND SINHIKA.
RADHA.
VANITY.
BASHFULNESS.
MALATI.
ARJUN AND SUBHADRA.
AHALYA.
DESCENT OF GANGA.
A MALABAR LADY.
JOGI GOPICHAND.
MOHINI.
DAMAYANTI. | |

- | | Rs. a p. |
|---|----------|
| Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.
For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of of each Vol.) | 28 0 0 |
| For the whole series 5 Civil Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol. | 22 8 0 |
| For each of the 5 Vols. separately | 6 0 0 |
| For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each | 10 0 0 |
| For each of the 2 Vols. separately | 6 0 0 |

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali,

Apply to—THE MANAGER, INDIAN PRESS,
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

SOMETHING NEW IN COLLARS

For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars	Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars	" 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs with Gold Cased Links...	" 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply, Co., Limited.

147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

हिन्दी-मेघदूत

कविकुल-कुमुद-कलाधर कालिदास कृत मेघदूत का समवृत्त और समश्लोकी हिन्दी-अनुवाद मूल श्लोक सहित—मूल्य नाम मात्र के लिए ।=)

हिन्दी-साहित्य में यह ग्रन्थ अपने ढंग का अकेला है। कविता-प्रेमियों—विशेष करके बड़ी बोली की हिन्दी-कविता के रसिकों—को यह हिन्दी-मेघदूत अवश्य देखना चाहिए। बड़ी मनोहारिणी कविता है। पुस्तक के आरम्भ में अनुवादक पण्डित लक्ष्मीधर वाजपेयी का हाफ्टेन चित्र दिया गया है। इसके अतिरिक्त विरही यक्ष और विरहिणी यक्षपत्नी के दो सुन्दर रंगीन चित्र भी यथास्थान दिये गये हैं। पुस्तक की शोभा देखते ही बनती है। “अवसि देखिए देखन योग्य”

प्रकृति

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बंगला ‘प्रकृति’ का हिन्दी-अनुवाद है। बंगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४ विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगाकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १)

पार्वती और यशोदा

इस उपन्यास में स्त्रियों के लिए अनेक शिक्षायें दी गई हैं। इसमें दो प्रकार के स्त्री-स्वभावों का ऐसा अच्छा फोटो खींचा गया है कि समझते ही बनता है। स्त्रियों के लिए ऐसे ऐसे उपन्यासों की अत्यन्त आवश्यकता है। ‘सरस्वती’ के प्रसिद्ध कवि पण्डित कामताप्रसाद गुरु ने ऐसा शिक्षादायक उपन्यास लिखकर हिन्दी पढ़ी लिखी स्त्रियों का बहुत उपकार किया है। हर एक स्त्री को यह उपन्यास अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य ।=)

बालनिबन्धमाला

यह ‘बालसखा-पुस्तकमाला’ की अठारहवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। ज़रूर मँगाइए। मूल्य ।=)

मिलने का पता—मैनेजर. इंडियन प्रेस. प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१४—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥)

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१५—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, नीराग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥) आठ आना रफ़्फा है।

बालगीतावलि ।

१६—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। इन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि

जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥) आठ आने।

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्री-वाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विश्वासागर ने वंगभाषा में "सीतारवनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और कल्याण-रस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥)

हिन्दीभाषा की उत्पत्ति ।

यह पुस्तक हर एक हिन्दी जाननेवाले को पढ़ना चाहिए। इसके पढ़ने से मालूम होगा कि हिन्दी भाषा की उत्पत्ति कहाँ से है। पुस्तक बड़ी बौद्ध के साथ लिखी गई है। हिन्दी में ऐसी पुस्तक, हमारी राय में, अभी तक कहीं नहीं छपी। एक हिन्दी ही नहीं इसमें और भी कितनी ही हिन्दुस्तानी भाषाओं का विचार किया गया है। मूल्य ॥)

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से ज़रूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” ज़रूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (सचित्र) ।

प्रथम भाग

१०—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या खी, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य ॥)

बालपंचतंत्र ।

११—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१२—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्त्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१३—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँग कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छांट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में घँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छांट छांट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और हृद आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुकनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को ज़रूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी ज़रूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग ज़रूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

ऋद्धि ।

कोई मनुष्य ऐसा न मिलेगा जिसे ऋद्धि की चाह न हो । किन्तु इच्छा रखते हुए भी ऋद्धि-साधन का उपाय न जानने के कारण कितने ही लोग सफलमनोरथ न होकर भाग्य को दोष देते हैं और श्रीवृद्धि के प्रयत्न से विमुख होकर कष्ट पाते हैं । जो लोग भाग्य के भरोसे रह कर दरिद्रता का दुःख झेलते हुए भी ऋद्धि-प्राप्ति के लिए कुछ उद्योग नहीं करते उनके लिए यह पुस्तक बड़े काम की है । इस पुस्तक में उदाहरण के लिए उन अनेक उद्योगशाल, निष्ठावान् कर्मवीरों की संक्षिप्त जीवनी दी गई है जो लोग स्वावलम्बन-पूर्वक व्यवसाय करके अपनी दरिद्रता दूर कर करोड़पति हो गये हैं । इतनी बढ़िया पुस्तक का मूल्य सजिल्द होने पर भी केवल १) सवा रुपया रक्खा गया है ।

कविता-कुसुम-माला ।

इस पुस्तक में विविध विषयों से सम्बन्ध रखने वाली भिन्न भिन्न कवियों की रची हुई अत्यन्त मनो-हारिणी, रसवती और चमत्कारिणी ११ कविताओं का संग्रह है । हिन्दी कविताओं का ऐसा उपादेय संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा । मूल्य ॥८) दश आने ।

भारतवर्ष में पश्चिमीय शिक्षा ।

श्रीमान् पण्डित मनोहरलाल जुतशी, एम० ए० के नाम को कौन नहीं जानता । आप उर्दू और अंगरेजी के प्रसिद्ध लेखक हैं । आपने “एज्युकेशन इन ब्रिटिश इंडिया” नामक एक पुस्तक अंगरेजी में लिखी है और उसे इंडियन प्रेस, प्रयाग ने छापकर प्रकाशित किया है । पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है । उक्त पुस्तक का सारांश हिन्दी और उर्दू में भी छप गया है । आशा है हिन्दी और उर्दू के पाठक इस उपयोगी पुस्तक को मंगाकर अवश्य लाभ उठावेंगे । मूल्य इस प्रकार है :—

एज्युकेशन इन ब्रिटिश इंडिया (अंगरेजी में) २॥
भारतवर्ष में पश्चिमीय शिक्षा (हिन्दी में) ॥८)
हिन्दू में मगरबी तालीम (उर्दू में) ॥८)

संक्षिप्त इतिहासमाला ।

लॉजिए, हिन्दी में जिस चीज की कमी थी उसकी पूर्ति का भी प्रबन्ध हो गया । हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित श्यामविहारी मिश्र, एम० ए० और पण्डित शुक्रदेवविहारी मिश्र, बी० ए० के सम्पादकत्व में पृथ्वी के सभी प्रसिद्ध प्रसिद्ध देशों के हिन्दी में संक्षिप्त इतिहास तैयार होने का प्रबन्ध किया गया है । यह समस्त इतिहासमाला कोई २०, २२ संख्याओं में पूर्ण होगी । इसकी क्रमशः एक एक पुस्तक इंडियन प्रेस, प्रयाग, से प्रकाशित होती रहेगी । अब तक ये ४ पुस्तकें छप चुकी हैं :—

- | | |
|----------------------|-----|
| १—जर्मनी का इतिहास | ॥८) |
| २—फ्रांस का इतिहास | ॥८) |
| ३—रूस का इतिहास | ॥८) |
| ४—इंग्लैंड का इतिहास | ॥८) |

बालसखा-पुस्तकमाला ।

इंडियन प्रेस, प्रयाग से “बालसखा पुस्तकमाला” नामक सीरीज में जितनी किताबें आज तक निकली हैं वे सब हिन्दी-पाठकों के लिए, विशेष कर बालक-बालिकाओं और स्त्रियों के लिए, परमोप-योगी प्रमाणित हो चुकी हैं । इस ‘माला’ की सब किताबों की भाषा ऐसी सरल—सबके समझने योग्य—रखी है कि जिसे थोड़े पढ़े लिखे बालक भी बड़ी आसानी से पढ़ कर समझ लेते हैं । हिन्दी-समाचारपत्रों के सम्पादकों ने उक्त ‘माला’ के पुस्तकों की बड़ी प्रशंसा-पूर्ण आलोचना की है । यही नहीं बल्कि इस ‘माला’ की कई किताबें सरकारी स्कूलों में भी जारी हो गई हैं । इस ‘माला’ में अब तक जितनी पुस्तकें निकल चुकी हैं उनका संक्षिप्त विवरण यहां दिया जाता है :—

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सत्त्वित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों का यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी का यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १॥) डेढ़ रुपया।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसा पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो। इसी अभाव का दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है। यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है। भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए। इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायेँ ग्रहण कर सकते हैं। क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है। आशा है, श्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे।

पृष्ठ २३५। कागज़ मोटा। सुनहली जिल्द। पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम। केवल १॥) सवा रुपया।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है। वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही; किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे। इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं। जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है। उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रति-योगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है। अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें। २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥) बारह आना है।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है। भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १॥) से घटा कर ॥) बारह आने कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—पैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, त्रुटिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-स्त्री आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है । जल्द मँगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ! क्या आपके मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत

हो रहा है ! लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र” । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) डारै रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सच्चित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवाप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सच्चित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) डारै रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृस्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षेत्रों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेंसर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) डारै रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

FOR SALE.

INTERESTING AND INSTRUCTIVE PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. a. p. |
|---|-------------------------|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 8 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 0 0 |
| 3. Kashi, the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 8 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterik are not available elsewhere :— | |
| * RAVI VARMA. | * DRAUPADI AND SINHIKA. |
| SHAKUNTALA. | RADHA. |
| * RAJ VARMA. | VANITY. |
| TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation). | BASHFULNESS. |
| SITA AND THE GOLDEN DEER. | MALATI. |
| * SITA AT THE ASHOKA BAN. | ARJUN AND SUBHADRA. |
| * RUKMANGAD AND MOHINI. | AHALYA. |
| * RADHA AND KRISHNA. | DESCENT OF GANGA. |
| * SITA DISAPPEARING IN THE GROUND. | A MALABAR LADY. |
| | JOGI GOPICHAND. |
| | MOHINI. |
| * DRAUPADI AND KICHAK (at the State Chamber of KING BIRAT). | DAMAYANTI. |
| Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price | 3 0 0 |

- | | Rs. a. p. |
|--|-----------|
| Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts. | |
| For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.) | 28 0 0 |
| For the whole series 5 Civil Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol. | 22 8 0 |
| For each of the 5 Vols. separately | 6 0 0 |
| For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each | 10 0 0 |
| For each of the 2 Vols. separately | 6 0 0 |

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali,

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

SOMETHING NEW IN COLLARS For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars	Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars	" 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs with Gold Cased Links	" 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply Co., Limited.
147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

हिन्दी-मेघदूत

कविकुल-कुमुद-कलाधर कालिदास रूत मेघदूत का समवृत्त और समश्लोकी हिन्दी-अनुवाद मूल श्लोक सहित—मूल्य नाम मात्र के लिए ।=)

हिन्दी-साहित्य में यह ग्रन्थ अपने ढंग का अकेला है। कविता-प्रेमियों—विशेष करके खड़ी बोली की हिन्दी-कविता के रसिकों—को यह हिन्दी-मेघदूत अवश्य देखना चाहिए। बड़ी मनोहारिणी कविता है। पुस्तक के आरम्भ में अनुवादक पण्डित लक्ष्मीधर वाजपेयी का हाफ्टोन चित्र दिया गया है। इसके अतिरिक्त विरही यक्ष और विरहिणी यक्षपत्नी के दो सुन्दर रंगीन चित्र भी यथास्थान दिये गये हैं। पुस्तक की शोभा देखते ही बनती है। “अवसि देखिए देखन योगू”

प्रकृति

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बँगला ‘प्रकृति’ का हिन्दी-अनुवाद है। बँगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४ विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगाकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १।

पार्वती और यशोदा

इस उपन्यास में स्त्रियों के लिए अनेक शिक्षायें दी गई हैं। इसमें दो प्रकार के स्त्री-स्वभावों का ऐसा अच्छा फोटा खींचा गया है कि समझते ही बनता है। स्त्रियों के लिए ऐसे ऐसे उपन्यासों की अत्यन्त आवश्यकता है। ‘सरस्वती’ के प्रसिद्ध कवि पण्डित कामताप्रसाद गुरु ने ऐसा शिक्षादायक उपन्यास लिखकर हिन्दी पढ़ी लिखी स्त्रियों का बहुत उपकार किया है। हर एक स्त्री को यह उपन्यास अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य ।=)

बालनिबन्धमाला

यह ‘बालसखा-पुस्तकमाला’ की अठारहवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। ज़रूर मँगाइए। मूल्य ।=)

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१४—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी बालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥)

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१५—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, नोरोग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥) आठ आना रक्खा है।

बालगीतावलि ।

१६—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। उन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि

जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥) आठ आने।

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्री-वाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विश्वासागर ने वंगभाषा में "सीतारचनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और करुण-रस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥)

हिन्दीभाषा की उत्पत्ति ।

यह पुस्तक हर एक हिन्दी जाननेवाले को पढ़ना चाहिए। इसके पढ़ने से मालूम होगा कि हिन्दी भाषा की उत्पत्ति कहाँ से है। पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है। हिन्दी में ऐसी पुस्तक, हमारी राय में, अभी तक कहाँ नहीं छपी। एक हिन्दी ही नहीं इसमें और भी कितनी ही हिन्दुस्तानी भाषाओं का विचार किया गया है। मूल्य ॥)

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से जरूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सद्गुणों का कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” जरूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥

बालआरव्योपन्यास (साचित्र) ।

प्रथम भाग

१०—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या खी, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सीखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य ॥

बालपंचतंत्र ।

११—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१२—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुघ्नों के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्त्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१३—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँग कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥ चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक चार स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥) मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छांट कर बीसियों ऐसी कथायें लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥)

बालरामायण—सातों काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥)

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छांट छांट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥)

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुकनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तक संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥)

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथायें बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥) आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथायें लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

ऋद्धि ।

कोई मनुष्य ऐसा न मिलेगा जिसे ऋद्धि की चाह न हो। किन्तु इच्छा रखते हुए भी ऋद्धि-साधन का उपाय न जानने के कारण कितने ही लोग सफलमनोरथ न होकर भाग्य को दोष देते हैं और श्रीवृद्धि के प्रयत्न से विमुख होकर कष्ट पाते हैं। जो लोग भाग्य के भरोसे रह कर दरिद्रता का दुःख झेलते हुए भी ऋद्धि-प्राप्ति के लिए कुछ उद्योग नहीं करते उनके लिए यह पुस्तक बड़े काम की है। इस पुस्तक में उदाहरण के लिए उन अनेक उद्योगशील, निष्ठावान् कर्मवीरों की संक्षिप्त जीवनी दी गई है जो लोग स्वावलम्बन-पूर्वक व्यवसाय करके अपनी दरिद्रता दूर कर करोड़पति हो गये हैं। इतनी बढ़िया पुस्तक का मूल्य सजिल्द होने पर भी केवल १) सवा रुपया रक्खा गया है।

कविता-कुसुम-माला ।

इस पुस्तक में विविध विषयों से सम्बन्ध रखने वाली भिन्न भिन्न कवियों की रची हुई अत्यन्त मनो-हारिणी, रसवती और चमत्कारिणी ९१ कविताओं का संग्रह है। हिन्दी कविताओं का ऐसा उपादेय संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा। मूल्य ॥२) दश आने।

भारतवर्ष में पश्चिमीय शिक्षा ।

श्रीमान् पण्डित मनोहरलाल जुतशी, एम० ए० के नाम को कौन नहीं जानता। आप उर्दू और अँगरेज़ी के प्रसिद्ध लेखक हैं। आपने “एज्युकेशन इन ब्रिटिश इंडिया” नामक एक पुस्तक अँगरेज़ी में लिखी है और उसे इंडियन प्रेस, प्रयाग ने छापकर प्रकाशित किया है। पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है। उक्त पुस्तक का सारांश हिन्दी और उर्दू में भी छप गया है। आशा है हिन्दी और उर्दू के पाठक इस उपयोगी पुस्तक को मँगाकर अवश्य लाभ उठावेंगे। मूल्य इस प्रकार है :—

एज्युकेशन इन ब्रिटिश इंडिया (अँगरेज़ी में) २॥
भारतवर्ष में पश्चिमीय शिक्षा (हिन्दी में) ॥२)
हिन्द में मगरबी तालीम (उर्दू में) ॥२)

संक्षिप्त इतिहासमाला ।

लीजिए, हिन्दी में जिस चीज़ की कमी थी उसकी पूर्ति का भी प्रबन्ध हो गया। हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित श्यामविहारी मिश्र, एम० ए० और पण्डित शुक्रदेवविहारी मिश्र, बी० ए० के सम्पादकत्व में पृथ्वी के सभी प्रसिद्ध प्रसिद्ध देशों के हिन्दी में संक्षिप्त इतिहास तैयार होने का प्रबन्ध किया गया है। यह समस्त इतिहासमाला कोई २०, २२ संख्याओं में पूर्ण होगी। इसकी क्रमशः एक एक पुस्तक इंडियन प्रेस, प्रयाग, से प्रकाशित होती रहेगी। अब तक ये ४ पुस्तकें छप चुकी हैं :—

- | | | |
|----------------------|-----|-----|
| १—जर्मनी का इतिहास | ... | ॥१) |
| २—फ्रांस का इतिहास | ... | ॥३) |
| ३—रूस का इतिहास | ... | ॥५) |
| ४—इंग्लैंड का इतिहास | ... | ॥७) |

बालसरवा-पुस्तकमाला ।

इंडियन प्रेस, प्रयाग से “बालसखा-पुस्तकमाला” नामक सीरीज में जितनी किताबें आज तक निकली हैं वे सब हिन्दी-पाठकों के लिए, विशेष कर बालक-बालिकाओं और स्त्रियों के लिए, परमोप-योगी प्रमाणित हो चुकी हैं। इस ‘माला’ की सब किताबों की भाषा ऐसी सरल—सबके समझने योग्य—रक्खी है कि जिसे थोड़े पढ़े लिखे बालक भी बड़ी आसानी से पढ़ कर समझ लेते हैं। हिन्दी-समाचारपत्रों के सम्पादकों ने उक्त ‘माला’ के पुस्तकों की बड़ी प्रशंसा-पूर्ण आलोचना की है। यही नहीं बल्कि इस ‘माला’ की कई किताबें सरकारी स्कूलों में भी जारी हो गई हैं। इस ‘माला’ में अब तक जितनी पुस्तकें निकल चुकी हैं उनका संक्षिप्त विवरण यहाँ दिया जाता है :—

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँचा कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों का यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रोंवाले पुस्तक का १।) डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षाएँ ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, श्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १।) सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें ; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही; किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल १।) बारह आना है ।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १।) से घटा कर १।) बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसाली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य्य को यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमिका, आवश्यक विवरण, व्रुटिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) चार रुपये ही रक्खा है । जल्द मंगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपका मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कानसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत

हो रहा है । ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है "सम्पत्तिशास्त्र" । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सच्चित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवाप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामनाप्रसाद गुरु, बाबू मेथिलाशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की आजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सच्चित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धिनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है, हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

FOR SALE.

INTERESTING, INSTRUCTIVE AND PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- Rs. a. p.
1. **Allahabad in Pictures**, containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price **2 8 0**
 2. **Agra in Pictures**, containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighbourhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price **5 0 0**
 3. **Kashi, the City illustrious, or Benares illustrated**. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters—Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price **2 8 0**
 4. **Life of Ravi Varma**, the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterik are not available elsewhere :—

<ul style="list-style-type: none"> * RAVI VARMA. SHAKUNTALA. * RAJ VARMA. TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation). SITA AND THE GOLDEN DEER. * SITA AT THE ASHOKA BAN. * PUKMANGAD AND MOHINI. * RADHA AND KRISHNA. * SITA DISAPPEARING IN THE GROUND. * DRAUPADI AND KICHAK (at the State Chamber of KING BIRAT). 	<ul style="list-style-type: none"> * DRAUPADI AND SINHIKA. RADHA. VANITY. BASHFULNESS. MALATI. ARJUN AND SUBHADRA. ANALYA. DESCENT OF GANGA. A MALABAR LADY. JOGI GOPICHAND. MOHINI. DAMAYANTI.
---	---

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover. Postage extra. Price **3 0 0**

- Rs. a. p.
- Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.**
- For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.) **28 0 0**
- For the whole series 5 Civil Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol. **22 8 0**
- For each of the 5 Vols. separately **6 0 0**
- For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each **10 0 0**
- For each of the 2 Vols. separately **6 0 0**

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

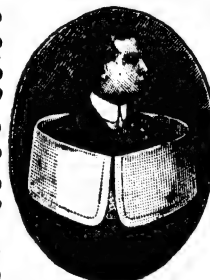
For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali,

**Apply to—THE MANAGER, INDIAN PRESS,
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.**

SOMETHING NEW IN COLLARS For Ladies—Gentlemen—Boys.

LATEST INVENTION.

The Everclean "LINON" Collar



Is the Ideal Collar—always smart, always white, cannot be distinguished from linen. Others limp and fray, others need to be washed. Everclean 'Linon,' when soiled, can be wiped white as new with a damp cloth. No Rubber. Cannot be distinguished from ordinary Linen Collars. Others wear out, but four Everclean Collars will last a year.

Great Saving in Laundry Bills. Great Comfort in Wear.

SPECIAL TRIAL OFFER—

2 Sample Everclean "Linon" Collars	... Sh. 3
6 Everclean "Linon" Collars	... " 7
Sample Set of Collar, Front, & Pair of Cuffs with Gold Cased Links	... " 6/6

ORDER AT ONCE.

All shapes and sizes can be had.

The Bell Patent Supply Co., Limited.
147, HOLBORN BARS, LONDON, E. C.

हिन्दी-मेघदूत

कविकुल-कुमुद-कलाधर कालिदास कृत मेघदूत का समवृत्त और समस्रोकी हिन्दी-अनुवाद मूल श्लोक सहित—मूल्य नाम मात्र के लिए ।=)

हिन्दी-साहित्य में यह ग्रन्थ अपने ढंग का अकेला है। कविता-प्रेमियों—विशेष करके बड़ी बोली की हिन्दी-कविता के रसिकों—को यह हिन्दी-मेघदूत अवश्य देखना चाहिए। बड़ी मनोहारिणी कविता है। पुस्तक के आरम्भ में अनुवादक पण्डित लक्ष्मीधर वाजपेयी का हाफ़्टोन चित्र दिया गया है। इसके अतिरिक्त विरही यक्ष और विरहिणी यक्षपत्नी के दो सुन्दर रंगीन चित्र भी यथास्थान दिये गये हैं। पुस्तक की शोभा देखते ही बनती है। “अवसि देखिए देखन योगू”

प्रकृति

यह पुस्तक पण्डित रामेन्द्रसुन्दर त्रिवेदी, एम० ए० की बँगला ‘प्रकृति’ का हिन्दी-अनुवाद है। बँगला में इस पुस्तक की बहुत प्रतिष्ठा है। विषय वैज्ञानिक है। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की एकही है। इस पुस्तक को पढ़ कर हिन्दी जानने वालों को अनेक विज्ञान-सम्बन्धी बातों से परिचय हो जायगा। इसमें सौर जगत् की उत्पत्ति, आकाश-तरंग, पृथिवी की आयु, मृत्यु, आर्यजाति, परमाणु, प्रलय आदि १४ विषयों पर बड़ी उत्तमता से निबन्ध लिखे गये हैं। आशा है, हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को विशेष चाव के साथ मँगाकर पढ़ेंगे और अनेक लाभ उठावेंगे। मूल्य १)

पार्वती और यशोदा

इस उपन्यास में स्त्रियों के लिए अनेक शिक्षायें दी गई हैं। इसमें दो प्रकार के स्त्री-स्वभावों का ऐसा अच्छा फ़ोटो खींचा गया है कि समझते ही बनता है। स्त्रियों के लिए ऐसे ऐसे उपन्यासों की अत्यन्त आवश्यकता है। ‘सरस्वती’ के प्रसिद्ध कवि पण्डित कामताप्रसाद गुरु ने ऐसा शिक्षादायक उपन्यास लिखकर हिन्दी पढ़ी लिखी स्त्रियों का बहुत उपकार किया है। हर एक स्त्री को यह उपन्यास अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य ।=)

बालनिबन्धमाला

यह ‘बालसखा-पुस्तकमाला’ की अठारहवीं पुस्तक है। इसमें कोई ३५ शिक्षादायक विषयों पर, बड़ी सुन्दर भाषा में, निबन्ध लिखे गये हैं। बालकों के लिए तो यह पुस्तक उत्तम गुरु का काम देगी। ज़रूर मँगाइए। मूल्य ।=)

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालविष्णुपुराण ।

१४—विष्णुपुराण में कितनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी वालों को बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें 'बालविष्णु-पुराण' पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। मूल्य ॥)

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

१५—यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए। प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए। बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए। इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रह कर, किस प्रकार का भोजन करके, नोराग रह सकता है। इसमें प्रति दिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं। कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य-मात्र के काम की है। इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥) आठ आना रक्का है।

बालगीतावलि ।

१६—महाभारत में क्या नहीं है। उसमें सभी कुछ मौजूद है। महाभारत को रत्नों का सागर कहना चाहिए, शिक्षा का भण्डार कहना चाहिए। आप जानते हैं "बालगीतावलि" में क्या है? इसमें महाभारत में से ९ गीताओं का संग्रह किया गया है। इन गीताओं में ऐसी उत्तम उत्तम शिक्षाएँ हैं कि

जिनके अनुसार बर्ताव करने से मनुष्य का परम कल्याण हो सकता है। हमें पूरी आशा है कि समस्त हिन्दी-प्रेमी इस पुस्तक को पढ़ कर उत्तम शिक्षा का लाभ करेंगे। मूल्य ॥) आठ आने।

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके पवित्र चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्री-वाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विश्वासागर ने वंगभाषा में "सीतारचनवास" नामक पुस्तक में लिख कर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है उसी शिक्षा-प्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद "सीतावनवास" छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीरामचन्द्रजी-कृत गर्भवती सीताजी के परित्याग की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और करुण-रस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥)

हिन्दीभाषा की उत्पत्ति ।

यह पुस्तक हर एक हिन्दी जाननेवाले को पढ़ना चाहिए। इसके पढ़ने से मालूम होगा कि हिन्दी भाषा की उत्पत्ति कहाँ से है। पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है। हिन्दी में ऐसी पुस्तक, हमारी राय में, अभी तक कहाँ नहीं छपी। एक हिन्दी ही नहीं इसमें और भी कितनी ही हिन्दुस्तानी भाषाओं का विचार किया गया है। मूल्य ॥)

मिस्त्र का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालगीता ।

८—गीता की एक एक शिक्षा, एक एक बात मनुष्यों को भुक्ति और मुक्ति की देनेवाली है। ऐहिक और पारमार्थिक सुख चाहने वालों को गीता के उपदेशों से ज़रूर शिक्षा लेनी चाहिए। गीता में जगह जगह ऐसा अमृतमय उपदेश भरा हुआ है कि जिसके पान से मनुष्य अमर-पदवी तक पा सकता है। श्रीकृष्णचन्द्र महाराज के मुखारविन्द से निकले हुए सदुपदेश को कौन हिन्दू न पढ़ना चाहेगा? अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाने के लिए यह “बालगीता” ज़रूर पढ़नी चाहिए। इसमें पूरी गीता का सार बड़ी सरल भाषा में लिखा गया है। मूल्य ॥)

बालोपदेश ।

९—यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, वनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनाने वाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एक दम भरा पूरा राज-पाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्बन्धी दो शतक बनाये थे। इस ‘बालोपदेश’ में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी अनुवाद छापा गया है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥)

बालआरव्योपन्यास (साचित्र) ।

प्रथम भाग

१०—दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्बर सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, यह विशुद्ध संस्करण निकाला गया

है, इसलिए, अब, यह किताब क्या खी, क्या पुरुष सभी के पढ़ने लायक है। इसके पढ़ने से हिन्दी-भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी, बुद्धि और विचार-शक्ति बढ़ेगी, चतुराई सोखने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य ॥)

बालपंचतंत्र ।

११—इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक-बालिकायें इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह “बालपंचतंत्र” विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दीपाठक और विशेष कर बालकों के पढ़ने के योग्य है। मूल्य केवल ॥) आठ आने।

बालहितोपदेश ।

१२—इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। यह पुस्तक, पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा, सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। मूल्य आठ आने।

बालहिन्दीव्याकरण ।

१३—यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी शुद्ध रूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मँगा कर पढ़िए और अपने बाल-बच्चों को पढ़ाइए। स्कूलों में लड़कों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥) चार आने।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर. इंडियन प्रेस. प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालभारत—पहला भाग ।

१—इसमें महाभारत की संक्षेप से कुल कथा ऐसी सरल हिन्दी भाषा में लिखी गई है कि बालक और स्त्रियाँ तक पढ़कर समझ सकती हैं। यह पाण्डवों का चरित बालकों को अवश्य पढ़ाना चाहिए। मूल्य ॥ मूल्य आठ आने।

बालभारत—दूसरा भाग ।

२—इसमें महाभारत से छांट कर बीसियों ऐसी कथाएँ लिखी गई हैं कि जिनको पढ़कर बालक अच्छी शिक्षा ग्रहण कर सकते हैं। हर कथा के अन्त में कथानुरूप शिक्षा भी दी गई है। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य वही ॥

बालरामायण—सार्तो काण्ड ।

३—इसमें रामायण की कुल कथा बड़ी सीधी भाषा में लिखी गई है। इसकी भाषा की सरलता में इससे अधिक और क्या प्रमाण दें कि गवर्नमेंट ने इस पुस्तक को सिविलियन लोगों के पढ़ने के लिए नियत कर दिया है। भारतवासियों को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य ॥

बालमनुस्मृति ।

४—आज कल आर्य-सन्तान अपनी प्राचीन धार्मिक, सामाजिक और राजनैतिक रीति-रस्मों को न जान कर कैसे घोर अन्धकार में धँसती चली जा रही है सो किसी भी विचारशील से छिपा नहीं है। इसी दोष के दूर करने के लिए 'मनुस्मृति' में से उत्तम उत्तम श्लोकों को छांट छांट कर उनका सरल हिन्दी में अनुवाद लिखा गया है। आशा है, आर्य-सन्तान इसे पढ़ कर धार्मिक और दृढ़ आस्तिक बनेगी। मूल्य ॥

बालनीतिमाला ।

५—नीतिविद्या बड़े काम की विद्या है। हमारे यहाँ चार नीतिज्ञ बड़े प्रसिद्ध हो गये हैं। शुक्र, विदुर, चाणक्य और कणिक। इन्हीं के नाम से चार पुस्तकें विख्यात हैं। शुक्रनीति, विदुरनीति, चाणक्यनीति और कणिकनीति। ये सब पुस्तकें संस्कृत में हैं। हिन्दी जाननेवालों के उपकार के लिए हमने इन चारों पुस्तकों का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा है। इसकी भाषा बालकों और स्त्रियों तक के समझने लायक है। यह पुस्तक हर एक हिन्दी-भाषी को जरूर लेनी चाहिए। मूल्य ॥

बालभागवत—पहला भाग ।

६—लीजिए, 'श्रीमद्भागवत' की कथा भी अब सरल हिन्दी-भाषा में बन गई। जो लोग संस्कृत नहीं जानते, केवल हिन्दी-भाषा ही जानते हैं, वे भी अब श्रीमद्भागवत की भक्ति-रस-भरी कथाओं का स्वाद चख सकते हैं। इस 'बालभागवत' में 'श्री-मद्भागवत' की कथाओं का सार लिखा गया है। इसकी कथाएँ बड़ी रोचक, बड़ी शिक्षादायक और भक्ति-रस से भरी हुई हैं। हर एक हिन्दी-प्रेमी हिन्दू को इस पुस्तक की एक एक कापी जरूर खरीदनी चाहिए। मूल्य ॥ आने

बालभागवत—दूसरा भाग ।

अर्थात्

श्रीकृष्णलीला ।

७—श्रीकृष्ण के प्रेमियों को यह बालभागवत का दूसरा भाग जरूर पढ़ना चाहिए। इसमें, श्री-मद्भागवत में वर्णित श्रीकृष्ण भगवान् की अनेक लीलाओं की कथाएँ लिखी गई हैं। मूल्य केवल ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

ऋद्धि ।

कोई मनुष्य ऐसा न मिलेगा जिसे ऋद्धि की चाह न हो। किन्तु इच्छा रखते हुए भी ऋद्धि-साधन का उपाय न जानने के कारण कितने ही लोग सफलमनोरथ न होकर भाग्य को दोष देते हैं और श्रीवृद्धि के प्रयत्न से विमुख होकर कष्ट पाते हैं। जो लोग भाग्य के भरोसे रह कर दरिद्रता का दुःख झेलते हुए भी ऋद्धि-प्राप्ति के लिए कुछ उद्योग नहीं करते उनके लिए यह पुस्तक बड़े काम की है। इस पुस्तक में उदाहरण के लिए उन अनेक उद्योगशील, निष्ठावान् कर्मवीरों की संक्षिप्त जीवनी दी गई है जो लोग स्वावलम्बन-पूर्वक व्यवसाय करके अपनी दरिद्रता दूर कर करोड़पति हो गये हैं। इतनी बढ़िया पुस्तक का मूल्य सजिल्द होने पर भी केवल १) सवा रुपया रक्खा गया है।

कविता-कुसुम-माला ।

इस पुस्तक में विविध विषयों से सम्बन्ध रखने वाली भिन्न भिन्न कवियों की रची हुई अत्यन्त मनो-हारिणी, रसवती और चमत्कारिणी ९१ कविताओं के संग्रह है। हिन्दी कविताओं का ऐसा उपादेय संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा। मूल्य ॥२) दश आने।

भारतवर्ष में पश्चिमीय शिक्षा ।

श्रीमान् पण्डित मनोहरलाल जुतशी, एम० ए० के नाम को कौन नहीं जानता। आप उर्दू और अँगरेज़ी के प्रसिद्ध लेखक हैं। आपने “एज्युकेशन इन ब्रिटिश इंडिया” नामक एक पुस्तक अँगरेज़ी में लिखी है और उसे इंडियन प्रेस, प्रयाग ने छापकर प्रकाशित किया है। पुस्तक बड़ी खोज के साथ लिखी गई है। उक्त पुस्तक का सारांश हिन्दी और उर्दू में भी छप गया है। आशा है हिन्दी और उर्दू के पाठक इस उपयोगी पुस्तक को मँगाकर अवश्य लाभ उठावेंगे। मूल्य इस प्रकार है :—

एज्युकेशन इन ब्रिटिश इंडिया (अँगरेज़ी में) २॥

भारतवर्ष में पश्चिमीय शिक्षा (हिन्दी में) ॥२)

हिन्द में मगरबी तालीम (उर्दू में) ॥२)

संक्षिप्त इतिहासमाला ।

लीजिए, हिन्दी में जिस चीज़ की कमी थी उसकी पूर्ति का भी प्रबन्ध हो गया। हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित श्यामविहारी मिश्र, एम० ए० और पण्डित शुक्रदेवविहारी मिश्र, बी० ए० के सम्पादकत्व में पृथ्वी के सभी प्रसिद्ध प्रसिद्ध देशों के हिन्दी में संक्षिप्त इतिहास तैयार होने का प्रबन्ध किया गया है। यह समस्त इतिहासमाला कोई २०, २२ संख्याओं में पूर्ण होगी। इसकी क्रमशः एक एक पुस्तक इंडियन प्रेस, प्रयाग, से प्रकाशित होती रहेगी। अब तक ये ४ पुस्तकें छप चुकी हैं :—

१—जर्मनी का इतिहास ... ॥२)

२—फ्रांस का इतिहास ... ॥३)

३—रूस का इतिहास ... ॥२)

४—इंग्लैंड का इतिहास ... ॥२)

बालसखा-पुस्तकमाला ।

इंडियन प्रेस, प्रयाग से “बालसखा-पुस्तकमाला” नामक सीरीज़ में जितनी किताबें आज तक निकली हैं वे सब हिन्दी-पाठकों के लिए, विशेष कर बालक-बालिकाओं और स्त्रियों के लिए, परमोप-योगी प्रमाणित हो चुकी हैं। इस ‘माला’ की सब किताबों की भाषा ऐसी सरल—सबके समझने योग्य—रक्खी है कि जिसे थोड़े पढ़े लिखे बालक भी बड़ी आसानी से पढ़ कर समझ लेते हैं। हिन्दी-समाचारपत्रों के सम्पादकों ने उक्त ‘माला’ के पुस्तकों की बड़ी प्रशंसा-पूर्ण आलोचना की है। यही नहीं बल्कि इस ‘माला’ की कई किताबें सरकारी स्कूलों में भी जारी हो गई हैं। इस ‘माला’ में अब तक जितनी पुस्तकें निकल चुकी हैं उनका संक्षिप्त विवरण यहाँ दिया जाता है :—

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

(बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित)

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी चालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं । हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग की अकेली ही है । स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है । प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए । मूल्य ४० हाफ्टेन चित्रोंवाले पुस्तक का १।। डेढ़ रुपया ।

श्रीशिक्षा का एक सचित्र, नया और अनूठा ग्रन्थ

सीता-चरित ।

अभी तक ऐसी पुस्तक की बड़ी आवश्यकता थी जिसमें आरम्भ से अन्त तक मुख्यतया सती सीताजी की अनुकरणीय जीवन-घटनाओं का विस्तारपूर्वक वर्णन हो, जिसमें सीताजी के जीवन की प्रत्येक घटना पर स्त्रियों के लिए लाभदायक उपदेश दिया गया हो । इसी अभाव को दूर करने के लिए हमने "सीताचरित" नामक पुस्तक प्रकाशित की है । इसमें सीताजी की जीवनी तो विस्तारपूर्वक लिखी ही गई है, किन्तु साथ ही उनकी जीवनघटनाओं का महत्त्व भी विस्तार के साथ दिखाया गया है । यह पुस्तक अपने ढंग की निराली है । भारतवर्ष की प्रत्येक नारी को यह पुस्तक अवश्य मँगा कर पढ़नी चाहिए । इस पुस्तक से स्त्रियाँ ही नहीं पुरुष भी अनेक शिक्षायेँ ग्रहण कर सकते हैं । क्योंकि इसमें कोरा सीताचरित ही नहीं है, पूरा रामचरित भी है । आशा है, स्त्रीशिक्षा के प्रेमी महाशय इस पुस्तक का प्रचार करके स्त्रियों को पातिव्रत धर्म की शिक्षा से अलङ्कृत करने में पूरा प्रयत्न करेंगे ।

पृष्ठ २३५ । कागज़ मोटा । सुनहली जिल्द । पर, तो भी सर्वसाधारण के सुभीते के लिए मूल्य बहुत ही कम । केवल १।। सवा रुपया ।

चरित्रगठन ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें ; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेष रूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रति-योगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या स्त्री सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकाग्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें । २३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल १।। बारह आना है ।

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टेन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रूस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्य्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया गया है । भारत की अधोगति पर आँसू बहानेवाले देश-भक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए । ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १। से घटा कर १।। बारह आने कर दिया ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

[कविरत्न श्रीअखिलानन्द-प्रणीत]

दयानन्ददिग्विजय ।

महाकाव्य

हिन्दी-अनुवादसहित

जिसके देखने के लिए सहस्रों आर्य्य वर्षों से उत्कण्ठित हो रहे थे, जिसके रसास्वादन के लिए सैकड़ों संस्कृतज्ञ विद्वान् लालायित हो रहे थे, जिसकी सरल, मधुर और रसीली कविता के लिए सहस्रों आर्यों की वाणी चंचल हो रही थी वही महाकाव्य छप कर तैयार हो गया । यह ग्रन्थ आर्य-समाज के लिए बड़े गौरव की चीज है । इसे आर्यों का भूषण कहें तो अत्युक्ति न होगी । स्वामीजी कृत ग्रन्थों को छोड़ कर आज तक आर्य-समाज में जितने छोटे बड़े ग्रन्थ बने हैं उन सबमें इसका आसन ऊँचा है । प्रत्येक वैदिकधर्मानुरागी आर्य्य का यह ग्रन्थ लेकर अपने घर को अवश्य पवित्र करना चाहिए । यह महाकाव्य २१ सर्गों में सम्पूर्ण हुआ है । मूल ग्रन्थ के रायल आठ पेजी साँची के ६१५ पृष्ठ हैं । इसके अतिरिक्त ५७ पृष्ठों में भूमिका, ग्रन्थकार का परिचय, विषयानुक्रमणिका, आवश्यक विवरण, श्रुतिपूर्ति, यन्त्रालय-प्रशस्ति और सहायक-सूची आदि अनेक विषयों का समावेश किया गया है ।

उत्तम सुनहरी जिल्द बँधी हुई इतनी भारी पोथी का मूल्य सर्वसाधारण के सुभीते के लिए केवल ४) बार रुपये ही रक्खा है । जल्द मंगाइए ।

सम्पत्तिशास्त्र ।

आप जानते हैं जर्मन, अमरीका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन दिन क्यों समृद्धिशाली होते जाते हैं ? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है ? ऐसी कौनसी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होते चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत

हो रहा है ? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है "सम्पत्तिशास्त्र" । इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है । आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था । लीजिए, इसे पढ़ कर देश की दशा सुधारिए । मूल्य सुवर्णवर्ण-कृत जिल्द का २॥) ढाई रुपये ।

कविता-कलाप ।

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है । हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए० बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, और पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी की भोजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए । इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं । ऐसी उत्तम सचित्र पुस्तक का मूल्य केवल २॥) ढाई रुपये ।

शिक्षा ।

बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षासम्बन्धिनी मीमांसा को पढ़ें और अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृस्व-धर्म से उद्धार हों । जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आरुढ़ होंगे । इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए । पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है । पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है । कागज़ चिकना और मोटा है । छपाई साफ़-सुथरी है । सुवर्णक्षरों से अलङ्कृत मनोहर जिल्द बँधी हुई है । आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है, हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवन-चरित है । पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है । ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) ढाई रुपया रक्खा गया है ।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

FOR SALE.

INTERESTING AND INSTRUCTIVE PROFUSELY ILLUSTRATED BOOKS.

- | | Rs. | A. | P. |
|---|-----|----|----|
| 1. Allahabad in Pictures , containing an account of the Past History, the antiquities and principal sights of Allahabad with information about Allahabad as it is and the U. P. Exhibition, by Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. Price | 2 | 8 | 0 |
| 2. Agra in Pictures , containing an account of the Past History of Agra and an exhaustive description of the principal sights and buildings of Agra and its neighborhood. By Satya Chandra Mukerji, M.A., B.L. A splendid Drawing Room Book. An excellent guide to Agra. Price | 5 | 0 | 0 |
| 3. Kashi , the City illustrious, or Benares illustrated. By Rev. Edwin Greaves. Fully treats of matters Ethnographical, Architectural, Historical, Educational and what not, about the world-famous City of Benares, from a very sympathetic and scholarly point of view. Best Guide Book to pilgrims. Price | 2 | 8 | 0 |
| 4. Life of Ravi Varma , the greatest Indian Artist, with illustrations from his paintings with explanatory notes of each of them. The following paintings have been included in the book—those marked with an asterisk are not available elsewhere :— | | | |

* RAVI VARMA.	RADHA.
SHAKUNTALA.	VANITY.
* RAJ VARMA.	BASHFULNESS.
TADGATACHITTA (on tiptoe of expectation).	MALATI.
SITA AND THE GOLDEN DEER.	ARJUN AND SUBHADRA.
* SITA AT THE ASOKA BAY.	AHALYA.
* RUKMANGAD AND MOHINI.	DESCENT OF GANGA.
* RADHA AND KRISHNA.	A MALABAR LADY.
* SITA DISAPPEARING IN THE GROUND.	JOGI GOPICHAND.
* DRAUPADI AND KICHAK (at the State chamber of KING BHARAT.)	MOHINI.
	DAMAYANTI.

* DRAUPADI AND SINHIKA.

Printed on highly-finished Art paper and bound in gilt cover Postage extra. Price **3 0 0**

Lawyer's Vade Mecum for Civil and Criminal Courts.

For the whole series (payable by instalments of Rs. 4 per month on the publication of each Vol.)	28	0	0
For the whole series 5 Civil Law Vols., to be realised by instalments of Rs. 4-8 on the publication of each Vol.	22	8	0
For each of the 5 Vols. separately	6	0	0
For the 2 Criminal Law Vols. to be realised by instalments of Rs. 5 each	10	0	0
For each of the 2 Vols. separately	6	0	0

PRICE LIST FREE ON APPLICATION.

For copies of these fine books and for other interesting and instructive books in English, Hindi, Urdu and Bengali

Apply to—**THE MANAGER, INDIAN PRESS,**
3, Pioneer Road, ALLAHABAD.

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ غنودہ تان میں لڑکیوں کی تعلیم قری کر رہی ہے اور ہر شہر ہر قصہ اور ہر گاؤں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں * اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصدیق نہیں * تہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو انکی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں خاطر خواہ فائدہ پہونچا سکے * اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصری تیار کرایا ہے جو ہر طرح اور ہر حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صرف ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے *

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ادیٹر صاحب ادیب کی اصلاح و نفاذ ثانی سے مزین ہیں * انہیں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تمیزدار - معارف - امور خانہ داری - بچوں کی پرورش - مریضوں کی تیمارداری - خاوند کی اطاعت - شرم و عفت و عہد اور بیشمار کار آمد باتیں اکھٹی کئی ہیں * علاوہ بریں ان ریڈروں میں سینا حی - دمنیتی - سنٹلا - حورتی - لیلارقی - اہلیا بائی وغیرہ کی - راج عمریاں اور چین و چپان کی لڑکوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آئیں گی زبان میں راج ہیں * کاغذ - لکھڑی - چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے * ان ریڈروں میں 118 تصاویر بھی ہیں جن میں 32 تصاویر پورے صفحوں پر عمدہ چھاپکر شامل کی گئی ہیں * پورا نصاب حسب ذیل ہے -

اردو کا نیا قاعدہ ... ۹ پائی اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - ۷ آنہ
اور انٹرمیڈی ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - ۶ آنہ لورنٹل ریڈر (پنچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - ۸ آنہ

الف بے کا کھلونا

بچوں کو تعلیم دینے کے لئے اس سے پہلے کوئی اور کتاب نہیں ہو سکتی - اس کا نام تو "کھلونا" ہے مگر یہ کھلونا "تعلیمی کھلونا" ہے - کھیل ہی کھیل میں حروف تہجی کو یاد کولتے ہیں - کاغذ عمدہ - حروف موڑے - چھپائی اعلیٰ اور تصویروں میں رنگین ہیں *



قیمت بھی کچھ نہیں صرف دو آنہ



منگائے اور اپنے بچوں کا دل دھلائے -

جام سرور

یہ منشی درگا سہائے صاحب سرور - جہان آبادی مرحوم کا کلیات ہے - سرور کی شاعری محتاج تعریف نہیں - جن لوگوں نے ان کا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ مادر گیتی روز بروز ایسے شاعر پیدا نہیں کرتی - اگر امتک اپ نے "جام سرور" کو نہیں دیکھا تو کچھ نہیں دیکھا - سرور کے کلام کی خوبیوں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں "جام سرور" کی بہت کم حلدیں باقی رہ گئی ہیں حلد طلب فہمائے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا چڑیکا *

قیمت غیر مجلد دو روپیہ
قیمت مجلد دو روپیہ آٹھ آنہ

हिन्दी में

* सचित्र महाभारत *

(मूल आख्यान)

५०० से अधिक पृष्ठ बड़ी साँची २२ चित्र
सर्वसाधारण के सुभोते के लिए मूल्य बहुत हो
कम—कुल ३ रुपये

अनुवादक—हिन्दी के प्रसिद्ध लेखक पण्डित
महावीरप्रसाद जी द्विवेदी

संस्कृत-साहित्य में महाभारत ही एक ऐसा ग्रन्थ है जो सबसे बड़ा, सबसे उत्तम और सबसे अधिक उपयोगी है। महाभारत ही आर्यों का प्रधान धर्म-ग्रन्थ है; यही आर्यों का सच्चा इतिहास है और यही सनातन धर्म का बीज है। इसी के अध्ययन से हिन्दुओं में धर्मभाव, सत्पुरुषार्थ और समयानुसार काम करने की शक्ति जाग्रत हो उठती है। यदि इस बड़े भारतवर्ष का ५ सहस्र वर्ष पहले का सच्चा इतिहास जानना हो, यदि भारतवर्ष में स्त्रियों को सुशिक्षित करके पातिव्रत धर्म का पुनरुद्धार करना अभीष्ट हो, यदि बालब्रह्मचारी भीष्म पितामह के पावन चरित्र को पढ़कर ब्रह्मचर्य-रक्षा का महत्त्व देखना हो, यदि भगवान् कृष्णचन्द्र के उपदेशों से अपने आत्मा को पवित्र और बलिष्ठ बनाना हो, तो इस “महाभारत” ग्रन्थ को मँगा कर अवश्य पढ़िए। इसकी भाषा बड़ी सरल, बड़ी ओजस्विनी और बड़ी मनोहारिणी है। प्रत्येक पढ़ी लिखी स्त्री अथवा कन्या को यह महाभारत मँगाकर अवश्य पढ़ना और उससे लाभ उठाना चाहिए। यदि हिन्दी-प्रेमी हिन्दू अपने पूर्वजों के अनुकरणीय चरित्रों और परम कल्याणकारक उपदेशों का सुन कर अपने जीवन को सफल करना चाहते हैं तो केषल ३ रुपये खर्च करके यह हिन्दी महाभारत अवश्य मँगाना चाहिए। डाकव्यय ।)

मिलने का पता—

मैनेजर, इंडियन प्रेस, इलाहाबाद।

स्कूली किताबें

* शकुन्तला नाटक।

सचित्र

कविशिरोमाण कालिदास के नाम को कौन नहीं जानता? शकुन्तला नाटक, उन्हीं कविचूड़ामणि कालिदास का रचा हुआ है। इस नाटक पर यहाँ के नहीं किन्तु विदेशी विद्वान् भी लड़ते हैं। संस्कृत में जैसा बढ़िया यह नाटक हुआ है वैसा ही मनोहर यह हिन्दी में लिखा गया है। कारण यह कि इसे हिन्दी के सब कालिदास राजा लक्ष्मणसिंह ने अनुवादित किया है। लीजिए, देखिए तो इसके पढ़ने में कैसा अनुपम आनन्द आता है। मूल्य १)

* हिन्दी-व्याकरण।

(बाबू गंगाप्रसाद कृत)

यह नये ढंग का व्याकरण है। इसमें व्याकरण के सब विषय अंगरेजी ढंग पर लिखे गये हैं। उदाहरण देकर हर एक विषय को ऐसी अच्छी तरह से समझाया है कि बालकों की समझ में बहुत जल्द आ जाता है। मूल्य ३)

* संस्कृत में संक्षिप्त कादम्बरी का दाम ।।।)

* बालविनोद।

प्रथम भाग — द्वितीय भाग — तृतीय भाग — ये तीनों भाग लड़कें, लड़कियों के लिए प्रारम्भ से शिक्षा शुरू करने के लिए अत्यन्त उपयोगी हैं। इनमें रंगान तसवीरें तथा सदुपदेशपूर्ण कवितायें भी हैं। बंगाल की टैक्स्टबुक कमिटी ने इन पुस्तकों को अपने स्कूलों में जारी कर दिया है।

१—* चिह्नवाली पुस्तकें स्कूलों में पढ़ाई जाती हैं।

२—किताब बेचनेवालों को बड़ा सूचीपत्र मँगाकर कमीशन का रेट देखना चाहिए।

पुस्तक मिलने का पता—

मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालहिन्दीव्याकरण ।

यदि आप हिन्दी-व्याकरण के गूढ़ विषयों को सरल और सुगम रीति से जानना चाहते हैं, यदि आप हिन्दी का शुद्धरूप से लिखना और बोलना जानना चाहते हैं, तो “बालहिन्दीव्याकरण” पुस्तक मैगाकर पढ़िए और अपने बालबच्चों को पढ़ाइए। इस पुस्तक से बालक और स्त्रियाँ सब बड़ी आसानी से हिन्दीभाषा का शुद्धरूप से बोलना और लिखना सीख जायेंगे। स्कूलों में लड़के लड़कियों के पढ़ाने के लिए यह पुस्तक बड़ी उपयोगी है। १३६ पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १/८ चार आने।

बालविष्णुपुराण ।

विष्णुपुराण में एकतनी ही ऐसी विचित्र और शिक्षाप्रद कथाएँ हैं कि जिनके जानने की हिन्दी-वालों की बड़ी जरूरत है। इस पुराण में कलियुगी भविष्य राजाओं की वंशावली का बड़े विस्तार से वर्णन किया गया है। जो लोग संस्कृत-भाषा में विष्णुपुराण की कथाओं का आनन्द नहीं लूट सकते, उन्हें ‘बालविष्णुपुराण’ पढ़ना चाहिए। इस पुस्तक को विष्णुपुराण का सार समझिए। भाषा बड़ी सरल है। मूल्य भी चार ही आना है।

सीतावनवास ।

जिन मर्यादा-पुरुषोत्तम श्रीरामचन्द्रजी और सती सीताजी का नाम भारतवासी हिन्दू ही नहीं विदेशी विद्वान् भी आदर के साथ लेते हैं; जिनके अनुपम, पवित्र और अनुकरणीय चरित को वर्णन करके संस्कृत के आदिकवि श्रीवाल्मीकि, हिन्दी के प्रसिद्ध कवि श्रीतुलसीदास आदि ने अपनी वाणी को पवित्र और सफल किया है; और जिस पावन-चरित और अपूर्व त्याग की कारुणिक कथा सुप्रसिद्ध पण्डित ईश्वरचन्द्र विद्यासागर ने धर्मभाषा में “सीतारवन-

वास” नामक पुस्तक में लिखकर अपनी लेखनी को कृतार्थ किया है और जिस कहानारसभरी पुस्तक के बंगला में पचासों संस्करण छपे हैं और लाखों कापियाँ बिक चुकी हैं, उसी शिक्षाप्रद और मनोरञ्जक पुस्तक का यह हिन्दी-अनुवाद “सीतावन-वास” छप कर तैयार है। इस पुस्तक में श्रीराम-चन्द्रजी की गर्भवती सीताजी के परिस्थान की विस्तारपूर्वक कथा बड़ी ही रोचक और कहानारस-भरी भाषा में लिखी गई है। इसे पढ़ सुन कर आँखों से आँसुओं की धारा बहने लगती है और पाषाण-हृदय भी मोम की तरह द्रवीभूत हो जाता है। मूल्य ॥

कर्मयोग ।

स्वामी विवेकानन्दजी के नाम से सभी शिक्षित मनुष्य परिचित होंगे। जिन्होंने उनके साथ वार्ता-लाप किया है, उनके व्याख्यान सुने हैं या उनके ग्रन्थों को पढ़ा सुना है वे अच्छी तरह जानते होंगे कि स्वामी विवेकानन्दजी अध्यात्म-विद्या के कैसे उद्भट विद्वान् थे। जिनके कर्मयोग-सम्बन्धी व्याख्याओं को सुनकर अमरीका आदि देशनिवासी पाश्चात्य विद्वान् भी वेदान्त की ओर झुक कर आध्यात्मिक ज्ञान के सम्पादन करने में दत्तचित्त हो रहे हैं उनके उन्हीं व्याख्याओं का हिन्दी-अनुवाद करा कर यह “कर्मयोग” नामक पुस्तक छपी है। इसमें सात अध्याय हैं। उनमें क्रमशः—१—कर्म का मनुष्य चरित्र पर प्रभाव, २—निराकार कर्म का महत्त्व, ३—धर्म क्या है?, ४—परमार्थ में स्वार्थ, ५—बेलाग रहना ही सच्चा त्याग है, ६—मुक्ति और ७—कर्मयोग का आदग—इन विषयों का घणन बहुत ही ओज-स्विनी भाषा में किया गया है। अध्यात्मविद्या या कर्मयोग के जिज्ञासुओं को यह पुस्तक अवश्य पढ़नी चाहिए। मूल्य केवल ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

बालोपदेश ।

यह पुस्तक बालकों को ही नहीं युवा, वृद्ध, बनिता सभी को उपयोगी तथा चतुर, धर्मात्मा और शीलसम्पन्न बनानेवाली है। राजा भर्तृहरि के विमल अन्तःकरण में जब संसार से वैराग्य उत्पन्न हुआ था तब उन्होंने एकदम भरा पूरा राजपाट छोड़ कर संन्यास ले लिया था। उस परमानन्दमयी अवस्था में उन्होंने वैराग्य और नीति-सम्यग्धी दो शतक बनाये थे। इस "बालोपदेश" में उन्होंने भर्तृहरि-कृत नीति-शतक का पूरा और वैराग्यशतक का संक्षिप्त हिन्दी-अनुवाद छापा गया है। भाषा बड़ी सरल रफ़्तकी है। यह पुस्तक स्कूलों में बालकों के पढ़ने के लिए बड़ी उपयोगी है। मूल्य ॥

बाल-आरब्धोपन्यास (सचित्र)

प्रथम भाग

दिलचस्प किस्से कहानियों के लिए दुनिया भर के उपन्यासों में अरबियन नाइट्स का नम्र सबसे पहला है। इसमें से कुछ अयोग्य कहानियों को निकाल कर, बंगला और अंगरेज़ों के प्रसिद्ध लेखक बाबू रामानन्द चट्टोपाध्याय, एम० ए०, ने इस किताब का बंगला में एक परिशोधित गार्हस्थ्य संस्करण निकाला था। "बाल-आरब्धोपन्यास" उसी बंगला किताब का हिन्दी अनुवाद है। इसलिपि, अब, यह किताब क्या लो, क्या पुरुष, सभी के पढ़ने लायक है।

इसके पढ़ने से हिन्दी भाषा का प्रचार होगा, मनोरञ्जन होगा, घर बैठे दुनिया की सैर होगी बुद्धि और विचारशक्ति बढ़ेगी, चतुराई सोचने में आवेगी, साहस और हिम्मत बढ़ेगी। कहाँ तक कहें, इसके पढ़ने से अनेक लाभ होंगे। मूल्य ॥ आठ आने।

बालपंचतंत्र ।

संस्कृत में जिनने नीतिग्रन्थ हैं उनमें से पंचतंत्र में कई प्रकार की विशेषता है। प्रसिद्ध नीतिवेत्ता पण्डित विष्णुशर्मा ने अपने रचित पंचतंत्र में ऐसी उत्तमता से नीति की शिक्षा दी है कि वैसी और किसी ग्रन्थ में नहीं पाई जाती। इसके पाँचों तंत्रों में बड़ी मनोरंजक कहानियों के द्वारा सरल रीति पर नीति की शिक्षा दी गई है। बालक बालिकाएँ इसकी मनोरंजक कहानियों को बड़े चाव से पढ़ कर नीति की शिक्षा ग्रहण कर सकती हैं। यह बालपंचतंत्र विष्णुशर्मा कृत असली पंचतंत्र का सरल हिन्दी में सार है। यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी-पाठक और विशेष कर बालकों, के पढ़ने योग्य है। २०५ पृष्ठ की इस पुस्तक का मूल्य केवल ॥ आठ आने।

बालहितोपदेश ।

बालकों के ही लिए नहीं यह पुस्तक बूढ़ों के लिए भी हित की बात बतानेवाली है। पशु-पक्षियों के बहाने से मनोरंजक और रोचक कहानियों के द्वारा इसमें मनुष्य के हितसाधन का ऐसा अच्छा उपदेश दिया गया है कि जिसके अनुसार चलने से मनुष्य कभी दुःखजाल में नहीं फँस सकता। इस पुस्तक के पढ़ने से बालकों की बुद्धि बढ़ती है, नीति की शिक्षा मिलती है, मित्रता के लाभों का ज्ञान होता है और शत्रुओं के पंजे में न फँसने और फँस जाने पर उससे निकलने के उपायों और कर्तव्यों का बोध हो जाता है। कहाँ तक कहें, इस पुस्तक से अनेक प्रकार की उपयोगी शिक्षाएँ मिलती हैं। यह पुस्तक पुरुष हो या स्त्री, बालक हो या बूढ़ा सभी के काम की है। इसे अवश्य पढ़ना चाहिए। भाषा की सरलता का क्या कहना है? स्त्रियाँ भी आसानी से समझ सकती हैं। मूल्य ॥

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

कविता-कलाप ।

[पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में सरस्वती से आरम्भ करके ४६ प्रकार की सचित्र कविताओं का संग्रह किया गया है। हिन्दी में ऐसा अनुपम संग्रह आज तक कहीं नहीं छपा। हिन्दी के प्रसिद्ध कवि राय देवीप्रसाद बी० ए०, बी० एल०, पण्डित नाथूराम शङ्कर शर्मा, पण्डित कामताप्रसाद गुरु, बाबू मैथिलीशरण गुप्त, पण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदीजी को ओजस्विनी लेखनी से लिखी गई कविताओं का यह अपूर्व संग्रह प्रत्येक हिन्दीभाषाभाषी को मँगा कर पढ़ना चाहिए। इसमें अधिकांश चित्र प्रसिद्ध चित्रकार राजा रवि-वर्मा-अंकित हैं। इसमें कई चित्र रंगीन भी हैं। ऐसी उत्तम साचित्र पुस्तक का मूल्य २॥)

शिक्षा ।

(पं० महावीरप्रसाद द्विवेदी द्वारा अनुवादित)

अपनी सन्तति का जीवन सार्थक करना, अथवा उसे महा दुर्दमनीय आपदाओं में फँसाना, सर्वथा माता-पिता के हाथ में है। अतएव बाल-बच्चोंदार मनुष्य को चाहिए कि स्पेन्सर की शिक्षा-सम्बन्धनी मामांसा को पढ़ें और प्राणों से भी प्यारी अपनी सन्तति की शिक्षा का सुप्रबन्ध करके अपने पितृत्व-धर्म से उद्धार हों। जो इस समय विद्यार्थि-दश में हैं वे भी एक दिन पिता के पद पर अवश्य आकृष्ट होंगे। इससे उन्हें भी इस पुस्तक से लाभ उठाने का यत्न करना चाहिए। हमने अपना कर्तव्य कर दिया। ऐसी उपयोगी, ऐसी आवश्यक, ऐसी समयाचित पुस्तक प्रकाशित कर दी। आशा है, जिनके लिए हमने यह काम किया वे भी इसका आदर करके अपना कर्तव्य-पालन करने में त्रुटि न करेंगे।

पुस्तक की भाषा क्लिष्ट नहीं है। पृष्ठ-संख्या ४०० से ऊपर है। कागज चिकना और मोटा है। छपाई साफ-सुथरी है। सुवर्णाक्षरों से अलंकृत मोनोहर जिल्द बँधी हुई है। आरम्भ में एक विस्तृत भूमिका है; हर्बर्ट स्पेन्सर का जीवनचरित है; पुस्तक का संक्षिप्त सारांश भी है। ऐसी अनमोल पुस्तक का मूल्य सिर्फ २॥) रक्खा गया है।

हिंदीकोविदरत्नमाला ।

[बाबू श्यामसुन्दरदास बी० ए० द्वारा सम्पादित]

इस पुस्तक में भारतेन्दु बाबू हरिश्चन्द्र और महर्षि दयानन्द सरस्वती से लेकर वर्तमान काल तक के हिन्दी के नामी नामी खालीस लेखकों और सहायकों के सचित्र संक्षिप्त जीवन-चरित दिये गये हैं। हिन्दी में यह पुस्तक अपने ढंग का अकेला ही है। स्कूलों में ऊँची कक्षाओं में पढ़नेवाले छात्रों को यह पुस्तक पारितोषिक में देने योग्य है। प्रत्येक हिन्दी-भाषा-भाषी को यह 'रत्नमाला' मँगा कर अपना कण्ठ अवश्य सुभूषित करना चाहिए। मूल्य ४० हाफ्टोन चित्रों वाले पुस्तक का १॥)

जापान-दर्पण ।

(ग्रन्थकर्ता के हाफ्टोन चित्र सहित)

जिस हिन्दुधर्मावलम्बी वीर जापान ने महाबली रुस को पछाड़ कर सारे संसार में आर्यजाति मात्र का मुख उज्ज्वल किया है, उसी वीरशिरोमणि जापान के भूगोल, आचरण, शिक्षा, उत्सव, धर्म, व्यापार, राजा, प्रजा, सेना और इतिहास आदि बातों का, इस पुस्तक में, पूरा पूरा वर्णन किया है। भारत की अथोर्गात पर आँख बहाने वाले देशभक्तों को तो इस पुस्तक से अवश्य कुछ शिक्षा लेनी चाहिए। ३५० पृष्ठ की पुस्तक का मूल्य १) से घटा कर ॥) कर दिया।

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

* * * इंडियन प्रेस, प्रयाग की सर्वोत्तम पुस्तकें * * *

रामचरितमानस ।

चंपकगद्दित असली रामायण

(इस पर कपीशन नहीं दिया जाता)

आज तक भारतवर्ष में जितनी रामायण छपीं और आजकल छप कर बिक रही हैं वे सब नकली हैं क्योंकि उनमें कितनेही दोहे-चौपाइयाँ लोगों ने पीछे से लिख कर मिला दिये हैं। असली रामायण तो केवल इंडियन प्रेस की छपी रामचरित-मानस ही है। क्योंकि इसका पाठ गुस्ताईजी के हाथ की लिखी पोथी से मिला कर दोधा गया है। और भी कितनी ही पुरानी लिखित पुस्तकों से पाठ मिला मिला कर इसमें से कूड़ा करकट अलग निकाल दिया गया है। यही विशुद्ध रामायण हमने बड़े सुन्दर और मोटे अक्षरों में, बढ़िया कागज पर, छपी है। इसमें बड़ी उत्तम उत्तम ७८ तसवीरें भी लगा दी हैं। मूल्य आठ रुपये से घटा कर अब सिर्फ ४० ही कर दिया है। डाक द्वारा मंगाने पर १० खर्च लगेगा।

मानस-कोश ।

अर्थात्

“रामचरितमानस” के कठिन कठिन शब्दों का सरल अर्थ।

हमने काशी की नागरीप्रचारिणी सभा के द्वारा सम्पादित करा कर यह “मानसकोश” नामक पुस्तक प्रकाशित की है। इस “मानसकोश” के सामने रखकर रामायण के अर्थ समझने में हिन्दी-प्रेमियों को अब बड़ी सुगमता होगी। आप रामायण के कठिन से कठिन शब्द का अर्थ देखना चाहें तो यह कोश आपको तुरन्त बता देगा। इसमें उच्चमता यह है कि एक एक शब्द के एक एक दो दो नहीं, कई कई पर्यायवाचक शब्द देकर उनका अर्थ समझाया गया है। किसी किसी शब्द के तो पन्द्रह पन्द्रह बीस बीस पर्यायवाचक शब्द दे दिये गये हैं। इसी से पाठक अनुमान कर सकते हैं कि “मानसकोश”

कितना उपयोगी है। इसमें अकारादि क्रम से ६०४५ शब्द हैं और इसका आकार-प्रकार रामचरितमानस के समान ही सुन्दर है।

आशा है, साधारणतया सभी हिन्दी-प्रेमी, और विशेषकर रामायण के कठिन शब्दों का अर्थ समझनेवाले महाशय, इस “मानसकोश” को मँगाकर बहुत लाभ उठावेंगे। मूल्य केवल १०, एक रुपया रक्खा गया है, जो पुस्तक की लागत और उपयोगिता के सामने कुछ भी नहीं है। जल्द मँगाइए।

सम्पत्तिशास्त्र ।

[पाण्डित महावीरप्रसाद द्विवेदी लिखित]

आप जानते हैं जर्मन, अमेरिका, इंग्लैंड और जापान आदि देश दिन पर दिन क्यों समृद्धिशाली होने जाते हैं? क्या आपको मालूम है कि भारतवर्ष दिन पर दिन क्यों निर्धन होता जाता है? ऐसी कौन सी चीज है जिसके होने से दूसरे देश मालामाल होने चले जाते हैं और जिसके अभाव से यह भारत गारत हो रहा है? लीजिए हम बताते हैं, उस चीज का नाम है “सम्पत्तिशास्त्र”। इसी के न जानने से आज यह भारत भूखों मर रहा है, दिन दिन निर्धन होता चला जा रहा है। आज तक हमारे देश में, हिन्दी भाषा में, ऐसा उत्तम शास्त्र कहीं नहीं छपा था। लीजिए, इसे पढ़कर देश को दशा सुधारिए। मूल्य सुवर्णवर्णाङ्कित जिल्द का २॥)

हिन्दी-व्याकरण ।

(बाबू माणिक्यचन्द्र जैनी बी० ए० कृत)

यह हिन्दी-व्याकरण अंगरेजी ढंग पर बनाया गया है। व्याकरण के प्रायः सब विषय ऐसी अच्छी रीति से समझाये गये हैं कि जो बड़ी आसानी से समझ में आ जाते हैं। हिन्दी-व्याकरण के जानने को इच्छा रखनेवालों को यह पुस्तक जरूर पढ़ना चाहिए। मूल्य २॥)

पुस्तक मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

हिंदी में दो नई उपयोगी पुस्तकें

चरित्रगठन ।

यह उपन्यास नहीं, न किसी कहानी की किताब है । यह श्री बाबू ज्ञानेन्द्रमोहनदास के बंगला “चरित्रगठन” का हिन्दी अनुवाद है । सभी सभ्य समाज के प्रधान विद्वान् समालोचक मुक्तकण्ठ से इसकी प्रशंसा कर चुके हैं ।

ग्रन्थकर्ता ने इस पुस्तक में चरित्रसुधार की जितनी बातें लिखी हैं, सभी मन्त्र के बराबर हैं । पढ़ने के साथ चित्त पर असर कर जाती हैं । कैसा ही कोई दुश्चरित्र क्यों न हो, जो इसे एक बार पढ़ेगा वह उसी घड़ी से अपने चरित्र-सुधार पर तत्पर होगा । इतना ही नहीं, बल्कि उसे दुश्चरित्रता की बातों पर इतनी घृणा उत्पन्न होगी कि वह भूल कर भी कभी उनका नाम न लेगा ।

कितने ही लोग अपने सन्तान को शिक्षित और सम्भारित्र बनाने के लिए हजारों रुपये खर्च कर डालते हैं, पर तो भी सफल-मनोरथ नहीं होते । ऐसे लोग एक बार अपने सन्तान को यह पुस्तक पढ़ने को दें, तब देखें, उनका मनोरथ कितना शीघ्र सफल होता है । जिसके घर में कम से कम एक प्रति भी चरित्रगठन रहेगा, उसके सन्तानों को दुश्चरित्र होने का भय कदापि न रहेगा ।

जो नवयुवक विद्यार्थी चरित्रगठन के अभिलाषी हैं वे तो इसे अवश्य ही पढ़ें; और विशेष कर उन्हीं के लिए यह पुस्तक बनाई गई है । वे इस पुस्तक को पढ़ कर आप तो लाभ उठावेंगे ही, किन्तु अपने भावी सन्तानों को भी विशेष लाभ पहुँचा सकेंगे । इस पुस्तक के सभी विषय सुपाठ्य हैं । जिस कर्तव्य से मनुष्य अपने समाज में आदर्श बन सकता है उसका उल्लेख इस पुस्तक में विशेषरूप से किया गया है । उन्नति, उदारता, सुशीलता, दया, क्षमा, प्रेम, प्रतियोगिता आदि अनेक विषयों का वर्णन

उदाहरण के साथ किया गया है । अतएव क्या बालक, क्या वृद्ध, क्या युवा, क्या जो सभी इस पुस्तक को एक बार अवश्य एकप्र मन से पढ़ें और इससे पूर्ण लाभ उठावें ।

२३२ पृष्ठ की ऐसी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए केवल ॥॥ बारह आना है ।

बाल-स्वास्थ्य-रक्षा ।

[“बालसखा पुस्तकमाला” सीरीज की १५ वीं पुस्तक]

यदि मनुष्य के लिए सबसे बड़ी और सबसे पहले किसी बात की आवश्यकता है तो स्वास्थ्य-रक्षा की । यदि मनुष्य अपने कर्तव्य कर्म करना चाहता है तो उसे सबसे पहले स्वास्थ्य-सुधार का प्रयत्न करना चाहिए । जिनका स्वास्थ्य बिगड़ जाता है वे कुछ भी नहीं कर सकते । उनका जीवन भार-रूप हो जाता है । पर सरल हिन्दी में अभी तक कोई ऐसी पुस्तक नहीं थी कि जिससे लोग स्वास्थ्य-सुधार के उपाय समझ सकें । इसी अभाव के दूर करने के लिए हमने यह “बालस्वास्थ्यरक्षा” नामक पुस्तक छापकर तैयार की है । इसकी भाषा बड़ी सरल है । इसके पढ़ने से लोगों को मालूम हो जायगा कि स्वास्थ्य किस प्रकार सुधर सकता है ।

यह पुस्तक प्रत्येक हिन्दी जाननेवाले को पढ़नी चाहिए । प्रत्येक गृहस्थ को इसकी एक कापी अपने घर में रखनी चाहिए । बालकों को तो आरम्भ से ही इस पुस्तक को पढ़कर स्वास्थ्य-सुधार के उपायों का ज्ञान प्राप्त कर लेना चाहिए । इसमें बतलाया गया है कि मनुष्य किस प्रकार रहकर, किस प्रकार का भोजन करके, नोराग रह सकता है । इसमें प्रतिदिन के बर्ताव में आनेवाली खाने की चीजों के गुण-दोष भी अच्छी तरह बताये गये हैं । कहाँ तक कहें, पुस्तक मनुष्य मात्र के काम की है । इतनी उपयोगी पुस्तक का मूल्य नाममात्र के लिए ॥॥ आठ आना रक्खा है ।

मिलने का पता—मैनेजर, इंडियन प्रेस, प्रयाग ।

قومی ترقی ننھی مخلوق پر منحصر ہے

یہ بات مافی ہونی چاہیے کہ قومی ترقی زیادہ تر اسکے نئی پود کی عمدہ حالت پر مبنی ہو کر ترقی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام مہذب ممالک و شاہیستہ اقوام میں سب سے زیادہ ضروری تعلیم و تربیت اولاد کا مسئلہ ہوا کرتا ہے۔ اور ہر مہذب شخص اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں عمدہ اخلاق مذہبی خیالات قوم و ملک کی محبت۔ شاہ وقت کی الفت۔ قانون مروجہ کی اطاعت غرض ایسی ہی سیکڑوں نیک و عمدہ صفات پیدا کر نیک آرزو مند رہتا ہے۔ ان ہی اغراض کو مد نظر رکھ کر یورپ و امریکہ میں سیکڑوں اخبار و رسالے بچوں کے پڑھنے کے قابل جاری کئے گئے جو پبلک کی قدر دانی کی وجہ سے اپنے مشن کو کامیابی سے انجام دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ جہاں ہندوستان میں سب قسم کی اتریان ہیں وہاں تعلیم و تربیت اولاد پر بھی توجہ نہیں دیکاتی۔ اور ایسی قسمتی جو اہر کی جو والدین کے لئے راحت قلبی اور ملک و قوم کیلئے باعث فخر و ناز ہو سکتے ہیں کچھ پر و اخت نہیں کی جاتی۔ گوا جمل ہر طبقہ قریباً بیدار ہو چکا ہے تاہم ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے تعلیم و تربیت اولاد پر توجہ ہونا چاہئے۔ جس پر بہت کچھ آئندہ ترقیان مسخر ہیں مذکورہ امور کو مد نظر رکھ کر ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ایک ماہوار رسالہ ننھی مخلوق (بچوں) کے لئے جاری کریں۔ گو ہمیں پیشتر بچوں کا اخبار ”وچھول“ اسی میدان میں کام کر رہے ہیں لیکن ابھی ایسے بیسیوں ”چھول“ و ”بچوں“ کی ضرورت ہے۔ بچوں میں ملکی و قومی درو پیدا کرنا۔ علم کا شوق، مطالعے و مضمون نگاری کا ذوق دلانا۔ مذہبی خیالات کا بھختہ کرنا۔ اطاعت قانون مروجہ کی ترغیب الفت شاہ وقت کی رغبت دلانا ہمارے خاص فرائض ہونگے۔ اگر برادران اسلام و ہندو بجا رہتے ہیں کہ انکی اولاد میں نامعلوم طور پر علم کا شوق ہو اور مزید تادیب کی حاجت نہ رہے تو انکا خیال صرف بچوں کو مطالعہ رسائل کا شوق دلانے سے پورا ہو سکتا ہے۔ ہمارا سالانہ انشا اللہ برادران اسلام و ہندو دونوں کے لئے یکساں مفید ثابت ہو گا۔ فی الحال مالی حالت پر نظر کرتے اسکا حجم ایک جز ہو گا لیکن لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا ہو گا۔ مضامین کافی اور مفید۔ اسکی قیمت بھی کوئی ایسی گران نہیں رکھی گئی صرف ایک روپیہ چودہ آنے ہوگی۔ اگر ہر اپریل ۱۹۷۱ء تک چار سو درو خواتین و مول ہوئیں تو ہم اس نیک مگر مشکل کام پر کم بہتہ ہونگے۔ در خواستوں کا پتہ۔

عقب آئندہ اسکول دار الشفا حیدر آباد دکن مرزا احمد اللہ بیگ، مشہر ادیب الاطفال

عورتوں اور بچوں کی جانوں کو بچاؤ

ہمارے ملک میں ہر سال ہزاروں عورتیں اور بچے ہر سال مائوسی وائٹوں کی بدولت بوقتِ مرتے ہیں۔ اور فائدان برباد ہو جاتے ہیں۔ ملکی بھردی کو کہ نظر رکھ کر کھیراج انباش چندر بسواس نے ایک نادر کتاب موسوم بہ ہدایت نامہ وائیان ہند مولفہ ڈاکٹر بی این مکھی صاحبہ لیل۔ ایم۔ ایس اردو زبان میں ترجمہ کر کے معرفت سول سرجن صاحب لدھیانہ خدمت جناب انسپکٹر جنرل شفا خانجات پنجاب واسطے اعلیٰ راسے روانہ کی۔ صاحب موصوف نے کتاب مذکورہ خان بہادر ڈاکٹر جیم خان پروفیسر میڈیکل کالج لاہور کے پاس بھیج کر اسے طلب کی۔ ڈاکٹر جیم خان نے لکھا۔ کتاب نہایت مفید اور قابلِ تحسین ہے۔ بعد ازاں یہ کتاب کرل ہے۔ گارڈن نیگ صاحب بہادر کشر جانہ صر نے واسطے منظوری گورنمنٹ پنجاب روانہ کی تھی۔ گورنمنٹ پنجاب نے کتاب کھڑو پسند فرما کر یک صد جلدیں خرید کیں۔ اس کتاب میں سوال و جواب کے طور پر شروع عمل سے بچہ کے پیدا ہونے تک جس طرح حاملہ و زچہ کی احتیاط خبر گیری امراض کا علاج ہونا چاہئے مفصل درج ہے اور مستورات کے متعلق خاص خاص امراض کے علاج بھی درج ہیں۔ ہر شخص خود پڑھ کر اپنی مستورات کو واقف کر سکتا ہے۔ اور جہاں عورتیں خود تعلیم یافتہ ہیں وہ اپنی اور اپنے بچوں کی جان بچا سکتی ہیں۔ پہلک کی قدر دانی کی وجہ سے۔ دس ہزار جلدیں فروخت ہو چکی ہیں۔ اب نیا ایڈیشن چھٹی مرتبہ چھاپا ہے۔

قیمت اردو با تصویر صفحہ ۳۳۲ ایک روپیہ تین آنہ (بیمبر) جلد اردو ایک روپیہ چھ آنہ (بیمبر)

قیمت ناگری با تصویر ایک روپیہ پانچ آنہ (بیمبر) جلد ناگری ایک روپیہ پانچ آنہ خریدنے پر اگر ناپسند ہو تو دام واپس لو۔ عیالدار ضرور خرید کریں۔
ملنے کا پتہ :- منیر قیصر ہند ایجنسی لودھیانہ پنجاب

اشتہار وصل حبیب

ناول نہیں دیکھ پاد او ان کی ہے تصویر
رنگ اس میں کسی شریہ طبیعت کا بھر ہے

یہ افلاقی اور سچا ناول۔ سید حبیب الحسن صاحب وکیل در طول عدالتہ ریاست بھوپال کی تازہ تصنیف ہے اس میں جن عشق کی سچی تصویریں نہایت خوبی سے دکھائی گئی ہیں۔ اور از دنیا کے ہو ہو فوٹو کمال صفائی سے لئے گئے ہیں۔ ناظرین اگر ایک بار انہ عشق کی غیر متوقع کامیابی دیکھنا مقصود ہو تو اسکی زیارت کرو شرفیاد ضبط و تحمل کی تائید اور قوت دیکھنے کی تمنا ہو تو اسکو دیکھ۔ پردہ تو بعلیہ ناول کی حمایت مرکز قاطر ہو تو اسکو مطالعہ کرو۔ عقد بیگانہ کے متعلق دیکھتی ہو اور زن بیوہ مکن اگرچہ تحریر سلی اصل تصویر یافت کرنا چاہو تو اسکو مشاہدہ کرو۔ طوائفوں کی فطری شہرت۔ کردار بد کا بد انجام دیکھنا چاہو تو اسکو پڑھو۔ دوستی کے فرائض اگر معلوم کرنا ہوں تو اسپر نگاہ ڈالو فیصلہ ایٹکے سی سالہ بندوبست منعقدہ سلاوہ ۱۹۰۷ء کے تاریخی واقعات کی حقیقت ہو تو اسکی سیر کرو۔ زبان کی نفاست۔ بیان کی سلاست۔ ترکیب کی درستی۔ عبارت کی چستی۔ فقرات کی جستگی۔ مکالمہ کی شوخی۔ علم کی صفا۔ تہذیب کی روک تھام۔ تہذیب کا ہجوم۔ حسرتوں کا انڈو ہام قابل دید ہے مصنف نے کمال کیا ہے کہ وہ دل کو غفلتوں میں بھر دیا ہے۔

اسکی خوبی کا اندازہ کئے سننے کے متعلق نہیں۔ دیکھنے اور سمجھنے کے لائق ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ۔ اعلیٰ درجہ کا حجم ۱۰۰ صفحہ بائیں ہر بخمال اشاعت قیمت ہر دو حصہ صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ مصروف لک۔

ملنے کا پتہ :-
سید حبیب الحسن وکیل۔ ڈاک خانہ گوہر گنج ریاست بھوپال



MELLIN'S FOOD

FOR INFANTS AND INVALIDS

میلنس فوڈ

بچوں اور ناتوانوں کے لئے
ہاتھ لگائے بغیر تیار کیا گیا ہے
خالص بناتا ہے

میلنس فوڈ ایک مصفی جسم پرورد غذا ہے جو بچوں کو تندرست و توانا بنادیتی ہے۔
میلنس فوڈ سن و سن و سن دونوں کو قوت و بنا دیتا ہے۔

میلنس فوڈ تمام ہندوستان - برما اور سیلون کے ہوبارہوں اور آرمھت داروں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

خوشحلی علمدہ کاغذ پر ہو۔ تنخواہ باعتبار کمال دی جائیگی۔ درختیں
بنام منیجر رسالہ ادیب جلد تر آئی چاہئیں۔

ضرورت ہے

دو چوبیس کار پر دو ریڈروں کی جو اردو فارسی میں دستگاہ
رکھتے ہوں اور ہر قسم کے خطوط روانی کے ساتھ بآسانی پڑھ
لیتے ہوں تنخواہ حسب استعداد دی جائیگی۔ حرف ہندو امیڈان
بنام منیجر رسالہ ادیب جلد تر درخواست کریں۔

ضرورت ہے

ایک کارواں کاتب کی جو ہر قسم کے نستعلیق و نسخ خطوط
بہ نفاست اور تیز لکھتا ہو۔ کسی چھاپہ خانہ میں کام کر چکا ہو۔
درخواست کے ساتھ نستعلیق و نسخ خطوط کے نمونے
الگ کاغذ پر ہوں۔ جیسی دانست ہوگی ویسی تنخواہ دی جائیگی۔
درخواستیں بنام منیجر رسالہ ادیب بہت جلد آئیں۔

ضرورت ہے

ایک پختہ کار کاتب کی جو اعلیٰ درجہ کا خوشنویس ہو۔
ہر قسم کے نفیس خط نسخ کا ماہر ہو۔ درخواست کے ساتھ نمونہ

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت

یہ بچوں کے بدن کو مضبوط بنا کر انکی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانی اور ڈھابن وغیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھاگتے نہیں۔



اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت مہی کے تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ۔ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONORE & Co., Girgaon, Bombay.

کے ٹی، ڈونگرے اینڈ کمپنی۔ گرگاؤں کمپنی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا اکیو کمپ اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور لرزہ اور متعدی بخار کو دور کرنے کے لئے اکیو کمپ کا کھرتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔
(۲) باٹلی والا کی قوت باہ کی گولیاں۔ سیدہ کی صفائی کیلئے نہایت مفید ہیں۔ جسمانی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تپ و دق کی ابتدائی حالت میں اگر انکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی مہلک سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت اپاروپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا سنہن۔ یہ سنہن مایا پھل اور دیگر ایسی انگریزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو ہر لیے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ روتھ کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا داکلہ ہم۔ ہر قسم کے داد اور کھجلی کو خواہ وہ خشک ہو یا تر، ایک روز میں دو کرتا ہے قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا۔ جے پی، دداری۔ داد پٹی

قیمت ۲ روپے ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے ایک روپیہ

ہماری آئینک نمک گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ توجہ بانی دماغی و اعصابی کو کھوکھلا کر رکھتے ہوں غیبی امداد ہیں۔ قہم کے ضعف کو دور کر کے از سر نو نوجوان بنا دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیرہ ۲ روپے ان گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۴۰ کتاب راز تندرستی اس میں سب سے بہترین

تندرستی کے مکمل رازوں سے واقف ہو کر طبعی حاصل کرنے کا اگر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر ہم سے مفت پڑھ سکتے ہیں جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوگی۔

طے کا پتہ۔ وید شاستری منی شکر گوندی جگمگ کھٹیا ڈا

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون اور رنگین بلاک درکار ہوں تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے اور نرخ مقابلہ کم ہے

درخواست آنے پر نوہ مفت ارسال ہوگا

آئی پی۔ ای۔ کرس۔ بی۔ بی۔ مرزا پور روڈ کلکتہ

Indian Photo Engraving Works,

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشار

(جُبِ وطن کا ایک دلچسپ قصہ)

یہ فنی نوب رائے صاحب کا ایک اور پینل اور اچھوتا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خداداد ہم خواب سوز وطن گشتا اور غیرہ اس سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں المذاہر و رت نہیں کہ آپ کی نسبت مجھ اور لکھا جائے جلوہ ایشار کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اسکا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے خود مثنیٰ صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس درجہ کی ہوگی۔ ضرور دیکھئے کہ جو قریباً ہم مہمفات قیمت غیر

حسنِ محفل

مثنیٰ صاحب احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام ایشوری دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے حسنِ محفل آپ کی ان تمام مقبول عام فہلوں کا مجموعہ ہے جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا فخر حاصل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں مثنیٰ پارسے لال صاحب شاکر (سیر مثنیٰ) نے دیا ہے لکھا ہے جو بکائنہ خود دیکھئے تعلق رکھتا ہے مصنف کی تصدیق کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب کی تصدیق بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے بلکہ نام نامی پراسکرمسنون کیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپائی قابلِ تعریف قیمت فی جلد آٹھ آنہ (درا)

سنہری خواب

ایک نادار اور پریست مشرقی قصہ جیکا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور جسکو زبان انگریزی سے بس لوہو رقیہ نگار لکھائی (مثنیٰ شمس الملک) اور سید علی ملگامی (مجموع) نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و خلقت دکھائی گئی ہے۔ جا بجا تصویریں بھی لگائی گئی ہیں۔ قیمت ۶/-

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت منوہر لال صاحب دکنی ایم اے نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام انجیکشن این برنس انڈیا نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال ہے کہ اسکے مطالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں اپنے اسکا خلاصہ اردو میں بھی لکھ کر جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۲/- اور یہی کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اسکی قیمت بھی ۲/- ہے۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت ۴/-

جامِ سرور

یہ فنی درگاہائے صاحب سرور دھماکے آبادی مردم کا کلیات پر سرور کی شادی عقلی تعریف نہیں جن لوگوں نے اسکا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسکا دھماکے اور ذرا لے شامیہ نہیں کرتی۔ اگر ایک اپنے جامِ سرور کو نہیں دیکھا تو کچھ نہیں لکھا۔ سرور کے کلام کی خواب دیکھنے سے تعلق نہیں ہے اس مجھ میں سرور مردم کی وہ تمام مقبول نظمیں شائع ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور جو خود مصنف نے نظرات فی ذہن انڈین پریس لال آباد کا اشاعت کی غرض سے دیا تھا۔ بہت کم طلب ہیں باقی رہ گئی ہیں طلب فرمائیے ورنہ صلیح ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت غیر جلد ۴/-

اقوالِ بدہ

بدہ مذہب کی کتابوں میں جو بدہ دھم پرکا جو وہ کسی اور کتاب کا نہیں ابتدا کرتا بالی زبان میں لکھی گئی تھی۔ ایک بہت سی مختلف زبانوں میں اسکے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں مائتا بدہ کے صلیح کو وہ مذہب کے اہل اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مریدوں کو تعین کی تھیں شائع ہیں جتنے سلاطین کے دل پرست محمد اثر محمدی خوشی کی بات ہے کہ بدہ مائتا بدہ راہِ محفل اور صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے اس راہ ترجمہ کا نام اقبال بدہ ہے۔ شروع کتاب میں مائتا بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ و نیز قیمت ۱۲/-

ادیب کے قواعد

یہ ماہوار رسالہ جو اردو عکلا ادب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے، ہر ہفت روزی
میں کے آخر میں شائع ہوتا ہے، ہر کاکے نامور دانش پر داز سے سفید اور خوب
نمائے میں سرگرم ہیں۔ اس کے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے
خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں۔ ضخامت ۲۸ صفحات ہر ۱۴ روز ہر صفحے میں
دو کالم ہونے کی وجہ سے معمولی تفعیل کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت
دیجاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ التزاماً ایک رنگین اور متحدہ کلمی تصاویر
ہوتی ہیں جنہیں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی
سالانہ قیمت چار روپیہ مع محصول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے
ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خریداری کے لئے پمپٹلی قیمت آٹھ روپیہ
نمونہ مفت نہیں دیا جاتا بلکہ ۶ روپے ٹکٹ وصول ہونے پر ارسال ہوگا
نام و پتہ خوشحفا لکھا جائے کہ ہرچہ آسانی سے پہنچ سکے خدا و کتابت کے
ساتھ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے پتہ تبدیل
کرنا ہو تو تعامی ڈاک خانہ سے بند و سبٹ کر لیا جائے اور اگر ہمیشہ یا زیادہ
عصرہ کے لئے ضرورت ہو تو منبر ادیب کو اطلاع دیجائے۔ اس رسالے میں
مذہبی سباحث اور مروجہ بالیٹکس پر کوئی مضمون نہ بھیجا جاتا بلکہ تمام
مضامین بھی نہیں لئے جائیں گے۔ جن مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت
ہو اس کے مضمون نگار حضرات خود ہی بند و سبٹ فرمائیں۔

انہر حضرات کئی کئی ماہ بعد پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ہر مہینے کے پرچے کے لئے اسی ماہ کی آخری تاریخ تک اطلاع دیجائے ورنہ بعد کو قیمت لیجائے گی۔ اس اطلاع پر خصوصیت کیساتھ عمل کرنا چاہیئے۔
المتمسکین بچہ ادیب



MELLIN'S FOOD

FOR INFANTS AND INVALIDS

میلنس فوڈ

بچوں اور ناتوانوں کے لئے
ہاتھ لگائے بغیر تیار کیا گیا ہے
خالص بناتی ہے

میلنس فوڈ ایک مصفیٰ جسم پرور غذا ہے جو بچوں کو تندرست و توانا بنادیتی ہے۔

میلنس فوڈ مسن و کمسن دونوں کو قوت و رہنا دیتا ہے۔
میلنس فوڈ تمام ہندوستان - برما اور سیلون کے یوہاریوں اور آرٹھت داروں کے دستیاب ہو سکتا ہے

نوشہ خطی علیحدہ کاغذ پر ہو۔ تنخواہ باعتبار کمال دی جائیگی۔ درخواستیں
بنام منیجر رسالہ ادیب جلد تر آئی جائیں۔

ضرورت ہے

دو تجربہ کار پروف ریڈر دس کی جوار دو فارسی میں
دستگاہ رکھتے ہوں۔ اور ہر قسم کے خطوط روانی کے ساتھ
آسانی پڑھ لیتے ہوں۔ تنخواہ حسب استعداد دی جائیگی۔ صرف
ہندو امیدواران بنام منیجر رسالہ ادیب جلد تر درخواست کریں

ضرورت ہے

ایک کارواں کاتب کی جو ہر قسم کے نستعلیق و نسخ خطوط
برنفاست اور تیز لکھتا ہو۔ کسی چھاپہ خانہ میں کام کر چکا ہو۔
درخواست کے ساتھ نستعلیق و نسخ خطوط کے نمونے
الگ کاغذ پر ہوں۔ جیسی دانت ہوگی ویسی تنخواہ دی جائیگی۔
درخواستیں بنام منیجر رسالہ ادیب بہت جلد آئیں۔

ضرورت ہے

ایک پختہ کار کاتب کی جو اعلیٰ درجہ کا خوشنویس ہو۔
ہر قسم کے نفیس خط نسخ کا ماہر ہو۔ درخواست کے ساتھ نمونہ

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت

یہ بچوں کے ہدن کو مضبوط بنا کر انکی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانسی اور بلانین وغیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھاگتے نہیں۔



اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت مہی کی تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ۔ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONORE & Co., Girgaon, Bombay.

کے ٹی ڈونگرے اینڈ کمپنی گرگاؤں ممبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا گلیکس اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور زہا اور تشدی بخار کو دور کرنے کے لئے اسکیہ کا حکم رکھتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔
(۲) باٹلی والا کی قوت باہ کی گولیک۔ سیدہ کی صفائی کیلئے نہایت مفید ہیں۔ جمائی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تپ دق کی ابتدا کی حالت میں اگر اسکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی بخار سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت اپڑ روپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا سن۔ یہ سینج یا باجیل اور دیگر ایسی انگریزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو ہر بے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ رشتہ کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا دکھارم۔ ہر قسم کے داد اور کھل کو خواہ وہ خشک ہو یا تر ایک روز میں دور کرتا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا بے پی۔ ووری۔ داد پٹی

قیمت ۲ سولہ ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے ایک روپیہ

ہماری آئینک نگہ گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ قوت جسمانی و دماغی و اعصابی کو کمزور کر مایوس ہو گئے ہوں غیبی امداد ہیں۔ قہر کم لضعف کم ڈور کر کے از سر نو نوجوان بنا دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔
قیمت فی ڈوبیہ ۲ سولہ گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۴۰
بالکل مفت
کتاب راز تندرستی
اس میں عجیب
معلومات ہیں

تندرستی کے کل رازوں سے واقف ہو کر عمر طبعی حاصل کرنے کا اگر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر ہم سے مفت پرنٹ کرالیں جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوگی۔

ملے مکاپتہ۔ وید شاستری منی شکر گووند جی جہلم نگر کاٹھیاواڈ

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہفت ٹون

اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے اور نرخ مقابلتہ کم ہے

درخواست آنے پر فوریہ مفت ارسال ہوگا

المشہ

آئی بی۔ ای۔ کرس۔ بیہ مرزا پور روڈ کلکتہ

Indian Photo Engraving Works,

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشا

(حب وطن کا ایک دلچسپ قصہ)

یہ منشی نوب مانے صاحب کا ایک اور نیک اور اچھا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خرمادہم تو اب سوز و غم کو نثر اور غزل سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایشا کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود منشی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس درجہ کی ہوگی۔ غرض درمیان کے جو ترجمان ہم مصنف کی قیمت غیر

حسن تحیل

منشی شید احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام لٹریچر دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ حسن تحیل آپ کی ان تمام مقبول عام نظموں کا مجموعہ ہے جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا فرما مل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں منشی پیارے لال صاحب شاکر دیرمئی نے دیا ہے لکھا ہے جو بچائے خود دیکھئے۔ تعلق رکھتا ہے مصنف کی تصویر کے علاوہ خان بہادر ناسطخان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے۔ کچھ نام نامی پراسکو سنوں کیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپائی قابلِ تعریف قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸)۔

سنہری مخواب

ایک نادار اور پینصبت مغربی تہذیب کا ترجمہ روپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور بلو زبان انگریزی سے اس کو لور تھیل بلگرای (بنت غم) اٹلاؤ اور سید علی بگڑا می مرحوم نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و خلقت دکھائی گئی ہے۔ ساجد تصویریں بھی لگائی گئی ہیں۔ قیمت ۶۔

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت منو ہر لال صاحب ترشی ایم اے نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام ایجوکیشن اینڈ ایتھناٹیا نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال سے کہ اسکے مطالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں آپ نے اس کا خلاصہ اردو میں بھی کر دیا جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۶۔ اردو میں کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت بھی ۶۔ ہے۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت ۱۰۔

جام سرور

یہ منشی درگاہ مانے صاحب سرور جان آبادی مرحوم کا کلیات کی سرور کی شاعری عملاً کی تعریف نہیں جن لوگوں نے اس کا کلام دیکھا وہ جانتے ہیں کہ اس کی روح و ذوق الیہ شاعرینا نہیں کرتی۔ اگر ایک اپنے تمام سرور کو نہیں دیکھا تو کچھ نہیں لکھا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق نہیں ہے۔ اس مجموعہ میں سرور مرحوم کی تمام مقبول نظمیں جمع ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور کچھ خود مصنف نے نثر و نثرانی ذرا کر انڈین پریس آلہ آباد کو اشاعت کی غرض سے دیا تھا۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ حیدر طلب فرمایا ہے ورنہ منشی غازی کا انتقال کرنا بڑے کا۔ قیمت غیر جلد کا ۶۔ محمد علی۔

اقوال بدھ

بدھ مذہب کی کتابوں میں جو بدھ دھرم پر مبنی ہے وہ کسی اور کتاب کا نہیں۔ ابتدا پر کتاب بالی زبان میں لکھی گئی تھی جب تک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں مائتا بدھ کے نصاب کو بدھ مذہب کے اصول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مریدوں کو تعین کی تھیں جمع ہیں۔ کچھ علامہ سے دل پرست علامہ انترہما جو خوشی کی بات ہے کہ پنڈت مائیک راؤ بھل ادا صاحب اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ اس راؤ ترجمہ کا نام "اقوال بدھ" ہے۔ شروع کتاب میں مائتا بدھ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ و نیز قیمت ۱۲۔

لڑکیوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہو اور ہر شہر و قصبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہوا اور وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی نہی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مطابق حال ہوا و انھیں خاطر خواہ فائدہ پہنچائے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصورت کثیر تیار کر لیا ہے جو ہر طرح اور حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف اپن کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسواں میں جاری کر دیا ہے۔ ان ریڈروں کی زبان کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اڈیشنر صاحب ادیب کی اصلاح و نگرانائی سے منبھن ہیں۔ ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تیز داری۔ سائنس۔ امور خانہ داری۔ بچوں کی پرورش۔ مریضوں کی تیمارداری۔ خاوند کی اطاعت۔ شرم و حیا۔ عفت و محنت اور دنیا کا آداب باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سیتا جی۔ مندی شنگھلا۔ ساوتری۔ میلادتی۔ اہلیا بانی وغیرہ کی طرح عظیم اور جہن و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آنے والی زبان میں درج ہیں۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی وغیرہ اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۰ اٹھواویسوی ہیں جنہیں ۲۲ تصاویر پر پورے صفوں پر ملکہ چھاپا گیا ہے جنہیں پورا نصاب بذیل ہے

- ۱۔ اردو کا نیا قاعدہ۔ - - - - - ۹ پائی
- ۲۔ لور پر انگریز ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب)۔ ۶ آنہ
- ۳۔ اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب)۔ ۷ آنہ
- ۴۔ لورڈل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب)۔ ۸ آنہ

المشہور مینجر انڈین پریس آلہ آباد

ادیب کے قواعد

یہ ماہوار رسالہ جو اردو علم ادب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے ہر لکچرری مین کے لئے آخریں شائع ہوتا ہے۔ کلکٹ نامہ اور انشاپر داڑاسے منید اور کسب بنانے میں مرگرم ہیں۔ اسکے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں۔ مضامین ۲۰ صفحات ہر ماہ اور ہر صفحے میں دو کالم ہوتے ہیں۔ وجہ سے سمو کی قطع کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت دیجاتی ہے۔ اسکے علاوہ ہر ماہ ۱۰ ترانہ ایک ٹکٹیں اور چند دھکی تصاویر ہوتی ہیں جنہیں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی سالانہ قیمت چار روپیہ مع وصول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خریداری کے لئے پیشگی قیمت آنا ضروری ہے۔ نمونہ مفت نہیں دیا جاتا بلکہ ۶ کے ٹکٹ وصول ہونے پر سالانہ ہونگا۔ نامہ ادیبہ خوشگوار لکھا جائے کہ ہر چہ آسانی سے پہنچ سکے خندا و کتاب کے ساتھ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے چاہیے کرانا ہو تو مقامی ڈاک خانہ سے بند و سب کر لیا جائے اور اگر مہینہ یا زیادہ عرصہ کے لئے ضرورت ہو تو مینجر ادیب کو اطلاع دی جائے۔ اس سالہ میں مذہبی مباحث اور موجودہ پالیٹکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائیگا۔ تاہم مضامین بھی نہیں لے جائیں گے۔ جس مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت ہو اس کا مضمون نگار حضرات خود ہی بند و سب فرمائیں۔

اطلاع

اکثر حضرات کوئی کوئی ماہ بعد پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ہر مہینے کے پہنچنے کے لئے اسی ماہ کی آخری تاریخ تک اطلاع دی جائے ورنہ بعد کو قیمت لی جائے گی۔ اس اطلاع پر خصوصیت کیساتھ عمل کرنا چاہیے۔

المشہور مینجر ادیب



MELLIN'S FOOD

FOR INFANTS AND INVALIDS

میلنس فوڈ

بچوں اور ناتوانوں کے لئے
ہاتھ لگائے بغیر تیار کیا گیا ہے

خالص بناتا ہے

میلنس فوڈ ایک مصفی جسم پرور غذا ہے جو بچوں کو تندرست و توانا بنادیتی ہے۔

میلنس فوڈ سن و سن و سن دونوں کو قوت و بنا دیتا ہے۔

میلنس فوڈ تمام ہندوستان، برما اور سیلون کے بیوہاریوں اور آرمست داروں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

خوشحلی طمعدہ کا غنہ رہو۔ تنخواہ باعتبار کمال دی جائیگی۔ درختیں
بنام منچر سالہ ادیب جلد تر آئی چاہئیں۔

ضرورت ہے

دو تجربہ کار پروف ریڈروں کی جو اردو فارسی میں دستگاہ
رکھتے ہوں لہذا ہر قسم کے خطوط و لہجے کے ساتھ آسانی سے
لیتے ہوں تنخواہ حسب استعداد دی جائیگی۔ صرف ہندو املاک
بنام منچر سالہ ادیب جلد تر درخواست کریں۔

ضرورت ہے

ایک کار داں کاتب کی جو ہر قسم کے نستعلیق و نسخ خطوط
پر نفاست اور تیز لکھتا ہو۔ کسی چھاپہ خانہ میں کام کر چکا ہو۔
درخواست کے ساتھ نستعلیق و نسخ خطوط کے نمونے
الگ کاغذ پر ہوں۔ جیسی دانست ہوگی ویسی تنخواہ دی جائیگی۔
درخواستیں بنام منچر سالہ ادیب بہت جلد آئیں۔

ضرورت ہے

ایک نختہ کار کاتب کی جو اعلیٰ درجہ کا خوشنویس ہو۔
ہر قسم کے نفیس خط نسخ کا ماہر ہو۔ درخواست کے ساتھ نمونہ۔

چھوٹے بچوں کے واسطے

ڈونگرے کا بال مرت

بچوں کے بدن کو مضبوط بنا کر انکی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ کھانی اور ڈھلان وغیرہ امراض اس کے استعمال سے جلد جاتے رہتے ہیں۔ خوش ذائقہ بھی ہے کہ بچے اس سے بھاگتے نہیں۔



اپنی ان خوبیوں کی وجہ سے ڈونگرے کا بال امرت مہینی کے تمام علاقہ میں مشہور ہے۔ قیمت فی شیٹ بارہ آنہ۔ محصول ڈاک چار آنہ۔

K. T. DONORE & Co, Girgaon, Bombay.

کے، ڈونگرے اینڈ کمپنی۔ گرگاؤں بمبئی

ڈاکٹر باٹلی والا کی مشہور عالم ادویات

(۱) باٹلی والا کا گیوکھ اور گولیاں۔ ہر قسم کے بخار اور لرزہ اور تھپیڑ کا کوڈر کرنے کے لئے اکسیر کا کمر کرتے ہیں قیمت فی شیٹ ایک روپیہ۔
(۲) باٹلی والا کی قوت باہ کی گولیک۔ سیدہ کھفانی کیلئے نہایت مفید ہیں۔ جسمانی کمزوری کو دور کر کے طاقت و قوت پیدا کرتی ہیں۔ تپ و دق کی ابتدائی حالت میں اگر اسکا استعمال کیا جائے تو انسان اس موذی مہین سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

(۳) باٹلی والا کا دانت کا سنہن۔ یہ سنہن یا باہل اور دیگر ایسی انگریزی ادویات سے بنایا جاتا ہے جو سر ہلے مادہ کو دور کرنے والی ہیں۔ رکتہ کو دور کرنا اور دانتوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے۔ قیمت چار آنہ۔

(۴) باٹلی والا کا داکلہرہم۔ ہر قسم کے داد اور کھجلی کو خواہ وہ خشک ہو یا تر، ایک روز میں دو کرتا ہے۔ قیمت چار آنہ۔

Dr. H. L. BATLIWALLA, J. P., Dadar, Bombay.

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلی والا۔ جے۔ پی۔ سوری۔ داہدی

قیمت ۲ روپے ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے ایک روپیہ

ہماری آنکھ نگہ گولیاں ان مریضوں کے حق میں جو کہ قوت جانی اور دماغی و اعصابی کو کمزور مایوس ہو گئے ہوں غیبی امداد ہیں۔ قہم کے ضعف و دور کر کے از سر نو جو ان بنادینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔
قیمت فی ڈیز ۲ روپے ان گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

صفحات ۱۴۰ کتاب راز تندرستی اس میں سب سہولتیں

تندرستی کے مکمل رازوں سے واقف ہو کر طبی حال کرنے کا کر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر ہم سے منت پید نکالیں جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی سہولیات زیادہ ہوگی۔

طے کا پتہ۔ وید شاستری مینی سنٹر گوندی جلعہ نگہ کا کھیاٹ

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہاف ٹون

اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے، اور نرخ مقابلتہ کم ہے

درخواست آنے پر فوریہ مفت ارسال ہوگا

المشہد
آئی۔ پی۔ ای۔ کرس۔ بی۔ مہر مرزا پور روڈ کلکتہ

Indian Photo Engraving Works,

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

انڈین پریس آلہ آباد کے جدید مطبوعات

جلوہ ایشار

(جُبُطْن کا ایک دلچسپ قصہ)

یہ منشی نواب رائے صاحب کا ایک اور پرخیز اور اچھوتا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خیال و ہم نوا ہیں اور جن کا شمار اس سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایشار کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود منشی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس درجہ کی ہوگی۔ ضرور دیکھنا کہ یہ حجم قویہ تمام مصنفات قیمت غیر

حسنِ محفل

منشی شہید احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام لٹریچر دنیا میں کافی مشہور محفل کر چکا ہے۔ حسنِ محفل آپ کا اُن تمام مقبول عالمِ نظمیں کا مجموعہ ہے جو ادبِ اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت عام کا فرما ل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں منشی چارے لال صاحب شاکر دیرمئی نے دیباچہ لکھا ہے جو بجائے خود دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے مصنف کی قصہ کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے جس کے نام نامی برلاسکو مستحسن کیا گیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھاپائی قابلِ تعریف قیمت فی جلد اثرائت (درہ)

سنہری مخواب

ایک نادار اور پر نصیحت مغربی قصہ جیسا کہ ترجمہ و ادب کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اور جسکو زبانِ انگریزی سے اس میں لور و تیرہ بیک بگاری اہانت شمس الملّا ڈاکو سی علی بگاری مرحوم رائے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و غفلت دکھائی گئی ہے۔ جا بجا تصویریں بھی لگائی گئی ہیں قیمت ۶

ہند میں مغربی تعلیم

ہند مت مہر مال صاحب نے انگریزی میں لکھنے والے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام انگریزین ان برٹش انڈیا میں تہذیب و تمدن کے ساتھ علمی تہذیب اس خیال سے کہ اس کے طالب سے اردو خوان حضرات بھی مستفید ہو سکیں اپنے اس خلاصہ اردو میں بھی لایا ہے جو ہند میں مغربی تعلیم کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ۶ درہمی کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت بھی ۶ درہمی۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت ۶ درہمی

جامِ سرور

پیشہ دہی دکانہ صاحب سرور جہاں آبادی جو دم کا کلیات و سرور و کلیات شاعری و محفل تعریف نہیں جن لوگوں نے اس کا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ کتنی دراز و زوے شاعر ہیں انہیں کرتی۔ اگر ایک بچہ تمام سرور و کلام میں دیکھا تو کہیں نہیں لکھا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق نہیں ہیں اس مجموعہ میں سرور جو دم کی وہ تمام مقبول عالمی نظمیں ہیں جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور جسکو خود مصنف نے نظارتی ذرا کر ان میں پریس لایا ہے اور کو شاعت کے غرض سے دیباچہ بہت کم عدد میں باقی رہ گئی ہیں یہ مطلب فرمایا ہے درجہ ثانی کا انتشار کن بڑے کا قیمت غیر محفل عمارت جلد ۶

اقوالِ بدہ

بدہ مذہب کی کتابوں میں جو بدہ مذہب کا جو وہ کسی اور کتاب کا نہیں سہارا ہے۔ بالی زبان میں لکھی گئی تھی۔ ایک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں ماسما بدہ کے خلیق اور بدہ مذہب کے مہول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے اپنے مریدوں کو تلقین کی تھیں سچ ہیں جس کے مطالعہ سے دل بہت عمدہ اثر ہو گا جو خوشی کی بات ہے کہ ہندو مالک راہ و میل اور صاحب اس کتاب کو زبانِ اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے اس انداز و ترجمہ کا نام اُقوالِ بدہ ہے۔ شروع کتاب میں ماسما بدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ لکھائی چھاپائی عمدہ اور کاغذ و نیز قیمت ۱۲-

لڑکھوں کا تعلیمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہو اور ہر شہر و قصبہ اور ہر گائوں میں لڑکیوں کے دستے جاری ہو رہے ہیں۔ اس ترقی کی تعلیم کا بنیادی حصہ قدرتی نصاب ہوا جو وہ محتاج تصریح نہیں۔ سہ ماہی عام طور پر سیر شکایت بھی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انہیں خاطر خواہ فائدہ پہنچائے۔ اسی شکایت کی بنا پر پہلے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بصورت کثیر تیار کر لیا گیا ہے جو ہر طرح اور جہت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مدارس نسوان میں جاری کر دیا ہے۔ ان ریڈروں کی زبان کی نسبت آجنا بھی کتنا کافی ہے کہ اؤٹریٹ نصاب ادیب کی اصلاح و نظروں سے فریق ہیں۔ ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کمانیوں اور سبقوں کے علاوہ تیز داری، سادگرت، امور خانہ داری، بچوں کی پرورش، سرکاریوں کی تیار داری، خاوند کی اطاعت، شرم و عفت و محنت اور ہتھیار کا کارآمد باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ ہر ان ریڈروں میں سیاقی و منافی شکستہ، سلوتری، لیلیا و آئی۔ ایلیا بانی وغیرہ کی کئی مثالیں اور جہن و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آنے والی زبان میں دیے ہیں۔ کاغذ، لکھا، چھپائی وغیرہ ب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۱ تصاویر بھی ہیں جنہیں ۲۳ تصاویر پر پورے مضمون بطور دیکھنا اور سمجھنا لگتی ہیں۔ پورا نصاب ذیل پر:

- ۱۔ اردو کا نیا قاعدہ - - - - - واپانی
- ۲۔ لور پر لٹری ریڈر (پہلی و دوسری جماعت کا نصاب) - - - - - آنہ
- ۳۔ اپر پرائمری ریڈر (تیسری و چوتھی جماعت کا نصاب) - - - - - آنہ
- ۴۔ لوئر مل ریڈر (پانچویں و چھٹی جماعت کا نصاب) - - - - - آنہ

المنہجہ - مینجر انڈین پریس الہ آباد

ادیب کے قواعد

ماہوار سالہ جو اردو علم ادب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے ہر لکھری مینے کے آخر میں شائع ہوتا ہے۔ ہر سال کے نامہ افشا پر دراز اسے منیہ اور خوب بنانے میں مرگرم ہیں۔ اس کے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں جن کا شمار ۲۰ صفحات پر ہوا اور ہر صفحے میں دو کالم ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ تفصیل کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت دیکھائی دے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ لکھنا ایک رئیس اور متعدد دیکھی تصاویر ہوتی ہیں جنہیں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی سالانہ قیمت چار روپیہ بہت معمول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خبریہ اری کے لئے پہلی قیمت آٹھ روپیہ نمونہ قیمت نہیں دیا جائے گا بلکہ ہر سال کے فٹ وصول ہونے پر سالانہ ہوگا نامہ ادیبہ خوشگوار لکھا جائے کہ ہر چہ آسانی سے پہنچ سکے خدا و کتاب کے ساتھ خبریہ اری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے پہلی کرنا ہو تو قاعدی ڈاک خانہ سے بند و بستی کر لیا جائے اور اگر کمیت یا زیادہ عرصہ کے لئے ضرورت ہو تو منیجر ادیب کو اطلاع دیکھائے۔ اس سال میں مذہبی سباحث اور مروجہ بالینکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائے گا تاہم مضامین بھی نہیں لے جائیں گے۔ جس مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت ہو اس کا سفر، نمونہ، حضرت خود ہی بند و بستی فرمائیں۔

اطلاع

اکثر حضرات کسی کئی ماہ بعد پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ہر مینے کے پہلے کے لئے اسی ماہ کی آخری تاریخ تک اطلاع دیکھائے ورنہ بعد کو قیمت لی جائے گی۔ اس اطلاع پر خصوصیت کیساتھ عمل کرنا چاہیے۔

المنہجہ مینجر ادیب

دھچپکار آمد اور مفید کتابیں از راقمیت پر

روح لیلی :- بس میری کوریلی کے معرکہ آرا ناول "سوانح للہ" کا اردو ترجمہ۔ ایک شخص ایک مردہ لڑکی کی نعش کو اکی وفات کے وقت ایسا مجوس کرتا ہے کہ وہ جسم کے ساتھ وابستہ رہتی ہے اور اس کے ذریعہ سے بہت سے کام نکالتا ہے قیمت رعایتی ہے۔

انتقام :- اسی مصنف کے ناول "وڈ ٹیڈ" کا اردو ترجمہ دو حصوں میں۔ ایک مردہ شخص قبر سے نکل کر اپنی بیوی نابینا سے ایک عجیب طریقہ پر انتقام لیتا ہے۔ عبرتناک قصہ ہے قیمت رعایتی ہے۔

دو جہان کی سیر :- اس ناولسٹ کے ناول "رومن آف ٹو ٹورلڈس" کا اردو ترجمہ جس میں دنیا۔ مذہب اور فلسفہ کی حقیقت کو ایک نئے اصول پر کھولنے کی کوشش کی گئی ہے قیمت عام۔

تھلما :- میری کوریلی کے اس نام کے ناول کا ترجمہ جس میں پاک محبت کا نقشہ نہایت پر لطف پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے قیمت عام۔

نالہ شبگیر :- میری کوریلی کے سب سے اعلیٰ ناول "سارو آف سنٹین" کا غلامہ ہندوستانی قالب میں قیمت ۱۲/-

نیرنگ زمانہ :- امور گولڈ اسٹمپ کے مشہور معروف فنانہ "وکر آف وکیفیلڈ" کا مستند اردو ترجمہ جس پر مترجم کو سرکار کی طرف سے سندھو شندی حاصل ہوئی قیمت ۸/-

تحریک :- سیمول اسمانز کی مشہور کتاب "ملن لپ" کا اردو ترجمہ جس کا ایک حصہ پنجاب کے قطعی کورس میں داخل ہے قیمت ۱۰/-

کفایت شعاری :- اسی مصنف کی دوسری کتاب "محرقت" کا مکمل اردو ترجمہ جس میں کفایت شعاری کے فضائل پر بحث کی گئی ہے قیمت عام۔

مژدہ عصمت :- دیوان بشن واس صاحب نے ایک انگریزی ناول کو نہایت دلچسپ اردو کی صورت میں لکھا ہے قیمت ۶/-

مشرق اور مغرب کی بارہ زبانیں :- جس میں ترکی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ ارمنی۔ یونانی۔ عبرانی۔ یونانی۔ فرانسیسی۔ اطالی۔ جرمنی اور انگریزی زبانوں کے صدا بالفاظ اور فقرات بالمقابل درج ہیں جس سے ان زبانوں کے سیکھنے میں بہت مدد ملتی ہے قیمت ۶/-

زینوونی :- بلورلین کے ایک مشہور قصہ کا اردو ترجمہ قابل دید قیمت عام۔

ترجمہ القرآن :- قرآن شریف کا نہایت عمدہ با محاورہ ترجمہ بغیر متن۔ ماسخ پر نبر آیات و فقر پکنا کاغذ۔ صاف اور خوشخط۔ مجلد قیمت رعایتی ہے۔

پیغمبر عالم :- جس میں حضرت رسول اکرم کی حیات مقدس کے حالات بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد تلاش کر کے شائع کئے گئے ہیں قیمت عام۔

عروج روحانی :- سوامی رام پرتھ۔ دیدانت کے رام بادشاہ کے سات لکھوں کا ترجمہ جو انھوں نے جاپان اور امریکہ میں دیئے تھے قابل دید قیمت ۸/-

راج ترنگنی :- قدیم سنسکرت تاریخ کشمیر
کا اردو ترجمہ دو جلدوں میں نجم قریباً ۲۰۰۰ مفرد
جلد قیمت آٹھ روپے +
پاتال کی سیر :- ناول کے پیرایہ میں علم الارض
کے دلچسپ حالات قیمت دس روپے۔

نوٹ :- پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ کی کتابیں
ایک ساخنہ منگوانے پر محصول ڈاک معاف ہوگا۔
پتہ :- لال برادر سنر روڈ
نولکھالاہور

LALL BROTHERS

7, PARSONS ROAD

NAULAKHA

LAHORE.

شمس العلماء ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی

یادگار کتاب اصلی "تمدن عرب"

چونکہ بہت تھوڑی سی جلدیں باقی ہیں اسلئے خاص رعایت کے ساتھ
فروخت کی جاتی ہیں۔

آخری موقع سے فائدہ اٹھاو اسکے بکھرے شدہ نسخوں کا بکافایہ نظر آئے
اصل قیمت ۷ روپے قیمت ۷ روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔
سیدناظر الحسن بلگرامی خیرت آباد حیدر آباد دکن

منقار موسیقار

یہ جامع کتاب فن موسیقی میں پروفیسر عنایت خاں لکھنؤ
صاحب کی تازہ تالیف، انڈین پریس الیاباد میں بحسن و خوبی
تیار ہوئی ہے۔ یہ کتاب دو جھولوں میں ختم ہے جسدا دل میں
سات ابواب ہیں۔ ہر باب میں فن موسیقی کے مختلف مدارج کا مفصل
بیان ہے۔ مثلاً اصول موسیقی کاواز، سماعت، سُر، اقسام سُر، انکے
اصطلاحی نقشے، راگ، رانگی، مروج راگوں کی مفصل فہرست، تیل
سُر، انگ وغیرہ کا بیان، موزن، نشانات، حصہ دوم میں بھی سات ابواب
ہیں اور یہ ابواب بھی علم راگ کے اصول و فروع کے بیان اسکے
مالا مال ہیں۔ نرت یعنی "رقص" کے متعلق نہایت جامع بیان
اور جلد اقسام نرت کی صورتیں تصاویر کے ذریعے سے دکھائی ہیں
یہ تصویر کے ساتھ اس نرت کی ترکیب و حقیقت وغیرہ بیان
کی گئی ہے۔ ان تصاویر کے علاوہ اور تصویریں بھی موقع موقع
سے موجود ہیں۔ کتابی تصاویر کے علاوہ چھ عدد رنگی تصویریں
بھی اس میں غلہ سے شامل کی گئی ہیں جنکی تفصیل یہ ہے :-
(۱) حضور نظام میر محبوب علی خاں بہادر مرحوم والی دکن۔ (۲) چوک
عنایت خاں صاحب مصنف کتاب (۳) رنگین تصویر اس جالوز
کی جبکہ موسیقار یا نقاش کہتے ہیں (۴) مداراجہ مرکب پر شاہ
وزیر اعظم ریاست نظام (۵) پروفیسر مولانا بخش صاحب (۶) پروفیسر
رحمت خاں صاحب۔ غرض کہ یہ کتاب علم راگ کے تمام باب
کو عادی ہے جبکہ خوبی دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس
جامعیت کی کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ بالکل نالی چیز
کاغذ عمدہ سفید، لکھائی چھپائی پسندیدہ۔ قطع ۲۰ x ۳۰
مجم ۳۰۰ سے زائد صفحات قیمت صرف ۷ روپے۔

منجرا انڈین پریس الیاباد

ادیب کے قواعد

یہ ماہو در سالہ جوار دو ملام ادیب کی ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے، ہر انگریزی جیسے کے آخر میں شائع ہوتا ہے۔ ملک کے نامور دانشور و دانش مند اور لکچر جاتے میں سرگرم ہیں۔ اس کے مضامین عورت و مرد دونوں طبقوں کے لئے خاص طور پر خوشگوار ہوتے ہیں۔ مضامین ۸۰ صفحات پر ہیں اور ہر صفحے میں دو کالم ہوتے ہیں کہ جو سے معمولی آفیش کے ایک سو صفحات کے قریب عبارت دیکھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ التزاماً ایک رنگین اور متعدد دیکھی تصاویر ہوتی ہیں جن میں اکثر فن مصوری کے اعلیٰ نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کی سالانہ قیمت چار روپے مع محصول ہے۔ اس قیمت میں ان خصوصیات کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں مل سکتا۔ خریداری کے لئے پیشگی قیمت آٹھ روپے ہے نمونہ نہیں دینا چاہئے گا بلکہ ہر کے ٹکٹ وصول ہونے پر ارسال ہوگا۔ نام اور پتہ لکھا جائے کہ پتہ آسانی سے پہنچ سکے خط و کتابت کے ساتھ نمونہ خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ اگر ایک دو ماہ کے لئے پتہ تبدیل کرنا ہو تو مقامی ڈاک خانہ سے بندوبست کر لیا جائے اور اگر ہمیشہ یا زیادہ عرصہ کے لئے ضرورت ہو تو نمونہ ادیب کو اطلاع دیا جائے۔ اس رسالے میں مذہبی مباحث اور موجودہ پالیٹکس پر کوئی مضمون نہ چھاپا جائے گا۔ تمام مضامین بھی نہیں لئے جائیں گے جس مضمون کے ساتھ تصویر کی ضرورت ہو، اس کا مضمون نگار حضرات خود ہی بندوبست فرمائیں۔

اطلاع

اکثر حضرات کوئی اعلیٰ ماہ پرچہ نہیں پڑھتے، اطلاع دیتے ہیں۔ ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ ہر مہینے کے پرچے کے لئے اسی ماہ کی آخری تاریخ تک اطلاع دیجائے ورنہ بعد کو قیمت لی جائے گی۔ اس اطلاع پر خصوصیت کے ساتھ عمل کرنا چاہئے۔

منیر ادیب

ان گولیوں کو غیبی امداد سمجھئے

ہماری آہنگ نگر گولیاں ان مریضوں کے حق میں ہوتی ہیں جہاں و دماغی و اعصابی کو کمزور کر دیا ہو۔ ہونے والی غیبی امداد ہیں۔ ہر قسم کے ضعف کو دور کر کے از سر نو نوجوان بنا دیتا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔
قیمت فی ڈبہ ۳۲ گولیاں ایک روپیہ (علاوہ محصول)

کتاب راز تندرستی

تندرستی کے کل رازوں سے واقف ہو کر طبیعی حاصل کرنے کا اگر خیال ہو تو ہماری کتاب راز تندرستی یعنی کام شاستر سے مفت پتہ منکر لیجئے جو قریب قریب ہندوستان کی ہر زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی معلومات زیادہ ہوں گی۔

پتہ کاپتہ۔ وید شاستری منشی شکر گوند جی جہانگیر کاٹھیاوار

اگر آپ کو

اعلیٰ درجہ کے ہانڈ ٹون

اور رنگین بلاک درکار ہوں

تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

کام وعدہ پر دیا جاتا ہے، اور نرخ مقابلتا کم ہے

درخواست آئے پر نمونہ مفت ارسال ہوگا

آئی۔ پی۔ ایس۔ وکس۔ ۳ بہیر میز پور وڈ کلاکتہ

Indian Photo Engraving Works.

30, Bahir Mirzapur Road, CALCUTTA.

انڈین پریس الہ آباد کے جدید مطبوعات

ہند میں مغربی تعلیم

پنڈت منور لال صاحب ترشی لہ ماہ نے انگریزی زبان میں ایک کتاب بنام "ایجوکیشن اینڈ نیشنل ایڈیا" نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی تھی۔ اس خیال سے کہ اس کے مطالعہ سے اردو خواں حضرات بھی مستفید ہو سکیں، آپ نے اس کا خلاصہ اردو میں بھی کر دیا ہے جو "ہند میں مغربی تعلیم" کے نام سے شائع ہوا ہے قیمت ہر دی کتاب ہندی زبان میں بھی شائع ہوئی ہے اور اس کی قیمت سی روپے۔ انگریزی ایڈیشن کی قیمت پندرہ روپے۔

جام سرور

یہ نئی درگاہ ساہ صاحب سرور دہلی آبادی مرحوم کا کلیات ہے سرور کی شاعری محتاج توجہ نہیں جن لوگوں نے ان کا کلام دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر سچی رضا دلائیے شاعر پر انہیں کرتی۔ اگر آپ کتاب نے تمام سرور کو نہیں دیکھا تو کچھ نہیں دیکھا۔ سرور کے کلام کی خوبیاں دیکھنے سے متعلق لکھی ہیں۔ اس مجرم میں سرور مرحوم کا وہ مقام مقبول عالم تعلیم میں ہے جو ہندوستان کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں اور جن کو خود مصنف نے نظرائی و نوکارانہ پریس الہ آباد کا شاعت کی غرض سے بدلتا رہتا ہے کہ جلدیں باقی رہ گئی ہیں جلد ملنے والے دورہ طبع ثنائی کا انتظار کرنا پڑے گا قیمت غیر ملکہ عا رملہ عا۔

اقول بیدہ

یوہ مذہب کی کتابوں میں جو درجہ دم پر پہلے وہ کسی درجہ کا نہیں۔ ایسا وہ کتاب پالی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اب تک بہت سی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں اس اور کتاب میں ماما بیدہ کے شعرا کا جو مذہب کے اصول اور وہ تمام باتیں جو انھوں نے مریدوں کو تلقین کی تھیں۔ راجہ میں جن کے مطالعہ کے بعد عا لہ لڑ پڑتا ہے خوشی کی بات ہے کہ مذہب مذہب اور تھیں اور صاحب نے اس کتاب کو زبان اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ اس اردو ترجمہ کا نام "اقول بیدہ" ہے۔ ترجمہ کتاب میں ماما بیدہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے۔ کھائی چھاپی ہوئی اور کاغذ بہتر قیمت ۱۲/-

جلوۂ ایشیا

(محب وطن کا ایک دلچسپ قصہ)

منشی نواب رائے صاحب کا اور نیک اور اچھوتا ناو ل ہے۔ آپ کی تعریف کا ہم تمام ہم قلوب، سوز وطن، کشنا وغیرہ اس سے پیشہ کیا ہیں۔ شاعر محاکم کی ہیں، لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی نسبت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوۂ ایشیا کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا اردو زبان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود شاعر کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کتاب پر خود مصنف کو ناز ہو وہ کس درجہ کی ہوگی۔ ہر روز دیکھائیے حجم تقریباً ۲۰ صفحات قیمت پندرہ روپے۔

حسن نعل

منشی رحیم احمد صاحب احمد تھانوی کا نام لطیف دنیا میں کافی شہرت مل کر چکا ہے۔ حسن نعل آپ کی ان تمام مقبول عالم نظموں کا مجموعہ ہے، جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر توجہ دہانہ عالم کا فخر حاصل کر چکی ہیں۔ کتاب کے شروع میں منشی پیارے لال صاحب تھاکر (میرٹھی) نے دیا ہے لکھا ہے جو بجا سے خود دیکھنے سے متعلق کتابت مصنف کی تصویر کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگائی گئی ہے جن کے نام نامی پراس کو مسنون کیا گیا ہے۔ کافہ کھائی چھاپی قابل توجہ قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸/-)

سنہری کجواب

ایک تاد اور پر نصرت مشرقی قصہ جس کا ترجمہ ادب کے مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے اور جس کو زبان انگریزی سے سب لوگوں نے یک جہاں دشت شمس العلماء و کلمہ سید علی گل (میراج) نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس قصہ میں پیشہ کی خوبی و دکھائی گئی ہے۔ جابجا تصویریں بھی لگائی گئی ہیں۔ قیمت ۶/-

منیجہ انڈین پریس الہ آباد

لڑکیوں تکلمی کورس

خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کی تعلیم ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر پر قصبہ اور گاؤں میں لڑکیوں کے مدرسے جاری ہو رہے ہیں۔ اس کی تعلیم کا نتیجہ جس قدر مفید ثابت ہوا ہے وہ محتاج تصریح نہیں۔ تاہم عام طور پر یہ شکایت بھی سنی جاتی تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابھی تک کوئی ایسا نصاب نہیں تیار ہوا ہے جو ان کی دماغی اور اخلاقی حالت کے مناسب حال ہو اور انھیں غلط فائدہ پہنچائے۔ اسی شکایت کی بنا پر ہم نے لڑکیوں کے لئے ایک ایسا نصاب بعزت تیار کیا کہ اسے جو مرحلہ اور حیثیت سے مکمل ہے اور جسے صوبہ ہذا کی تعلیمی کمیٹی نے نہ صرف پسند کر کے بلکہ تمام دیگر ریڈروں پر ترجیح دیکر مائیں سوں میں جاری کر دیا ہے۔

ان ریڈروں کی زبان کی نسبت انتہائی کتنا کافی ہے کہ اڈیٹر صاحب ادیب کی اصلاح و نظرفانی سے مزین ہیں ان میں اخلاقی اور نصیحت آمیز کہانیوں اور سبقوں کے علاوہ تیز داری، معاشرت، امور خانہ داری، بچوں کی پرورش، مریضوں کی تیمارداری، خاندان کی اطاعت، شرم و حیا، محنت و مصمت اور پیشہ کارانہ باتیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ان ریڈروں میں سیتیاجی، دینی سنگھنکار، ساو جری، لیلادتی، ایللیا بائی وغیرہ کی سوانح عمریوں اور چین و جاپان کی لڑکیوں کے حالات نہایت سلیس اور بچوں کی سمجھ میں آنیوالی زبان میں درج ہیں۔ کاغذ لکھائی، چھپائی وغیرہ سب اعلیٰ درجے کی ہیں جو انڈین پریس کا حصہ ہے۔ ان ریڈروں میں ۱۸ تصاویر بھی ہیں جن میں ۳۳ تصاویر پورے صفحوں پر طبع، چھاپا کثیر الشال کی گئی ہیں۔ پورا نصاب مسبوز ہے۔

- ۱۔ اردو کا نیا قاعدہ ۹ پائی
- ۲۔ لورڈ پریمری ریڈر پہلی دوسری جماعت کا نصاب ۶ آنہ
- ۳۔ اپریلیری ریڈر تیسری چوتھی جماعت کا نصاب ۶ آنہ
- ۴۔ بورڈل ریڈر (پانچویں چھٹی جماعت کا نصاب) ۸ آنہ

المنشہ میجر انڈین پریس الہ آباد

منقار موسیقار

یہ جامع کتاب فن موسیقی میں پروفیسر عنایت خاں آریخان صاحب کی تازہ تالیف انڈین پریس الہ آباد میں بہت سی تحسین کر تیار ہوئی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں ختم ہے۔ حصہ اول میں سات البواب ہیں۔ ہر باب میں موسیقی کے مختلف اارج کا مشمل بیان ہے۔ مثلاً اصول موسیقی، آواز سماعت، نثر، ان کے ہر اطلاقی نقشے، راگ و رگنی، مروج لگوں کی مفصل فہرست، تال، نثر، انگ، وغیرہ کا بیان، موشگفتہات، حصہ دوم میں بھی سات البواب ہیں۔ اور یہ البواب بھی علم کے اصول و ذروع کے بیانات سے مالا مال ہیں۔ نہایت ہی ”قص“ کے متعلق نہایت جامع بیان ہے اور حلقہ قسم نرت کی صورتیں تصاویر کے ذریعے سے دکھائی ہیں۔ ہر تصویر کے ساتھ اس نرت کی ترکیب و تصدیق وغیرہ بیان کی گئی ہے۔ ان تصاویر کے علاوہ اور تصویریں بھی موقع موقع سے موجود ہیں۔ کتابی تصاویر کے علاوہ چھ عدد عکسی تصویریں بھی اس میں ملنے سے شامل لکھی ہیں جن کی تفصیل ہے۔

(۱) حضور نظام میر محبوب علی خاں بہادر مرحوم والی وکن (۲) پروفیسر عنایت خاں صاحب مصنف کتاب (۳) رنگین تصویر اس جانور کی جس کو ”موسیقار“ یا ”قنص“ کہتے ہیں (۴) مدار جہ کشن پرنسدا صاحب وزیر اعظم ریاست نظام (۵) موفیسر مولابخش صاحب (۶) پروفیسر حسرت خاں صاحب، غرض کہ یہ کتاب علم راگ کے تمام بیانات کو حاوی ہے جسکی خوبی دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس جامعیت کی کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی بالکل نرالی چیز ہے۔ کاغذ عمدہ سفید لکھائی چھپائی پسندیدہ قطع ۳۰×۲۰

تجم ۳۰۰ سے زائد صفحات قیمت صرف ۵۰

المنشہ میجر انڈین پریس الہ آباد

اُردو ترجمہ
قرآن مجید
(پہلی جلد)

چھپ کر تیار ہے۔

مزید احتیاط کے لئے یہ کتاب وی پی سنہیں
بھیجی جاسکتی مگر چار روپے آٹھ آنے بذریعہ سی آر
آنے پر رجسٹری کر کے بھیجی جائے گی۔

متمم صیغہ اشاعت القرآن انڈین پریس الہ آباد

توسیع اشاعت

ذیل کے علم دوست اصحاب کی دلی شکر یہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے گزشتہ دو ماہ میں ادیب کی توسیع اشاعت میں دلچسپی لی اور اپنے احباب کو اس کی خریداری پر مائل کیا :-

(۱) مولانا احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی (۲) صاحب مہتمم نغم کلب (۳) بابو کا کاسنگھ صاحب (۴) مولوی سید حبیب الرحمن صاحب دکیل (۵) بابو تانہو لال صاحب شرما (۶) مولوی شیخ رکن الدین صاحب (۷) مولانا سید حسن مرتضیٰ صاحب شفق عابد پوری (۸) راجے بالاجی سہاسے صاحب الیکٹرک لوئیس (۹) مولانا احمد علی صاحب شوق لکھنوی (۱۰) بابو رام سرن صاحب جیلر (۱۱) راسے عجمین لال صاحب رئیس اٹاواہ (۱۲) مولوی باسط علی صاحب باسط (۱۳) مولوی محمد شبیر صاحب (۱۴) راسے گرو راؤ صاحب دکیل (۱۵) منشی برکت علی صاحب شروانی (۱۶) راسے زاوہ بابوے زائن صاحب (۱۷) مولوی احمد علی محمد علی صاحب (۱۸) مولانا مرزا محمد ہادی صاحب حویہ لکھنوی (۱۹) مولوی علی محمد صاحب (۲۰) مولوی سید عالم صاحب (۲۱) مولوی عزیز الدین صاحب ای۔ اے۔ سی (۲۲) منشی عبدالحق صاحب غلیق دہلوی (۲۳) منشی جگن کشور صاحب ضبط (۲۴) جناب مقدر صاحب مرزا پوری (۲۵) مولوی فخر الدین صاحب (۲۶) منشی لوک چنچھری

انڈین پریس الہ آباد کے جدید مطبوعات

حسن تحنیل

منشی رشید احمد صاحب ارشد تھانوی کا نام لٹریچر دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے جس تحنیل آپ کی ان تمام مقبول عام نغموں کا مجموعہ ہے جو ادب اردو کے بہترین رسائل میں شائع ہو کر قبولیت نام کا فخر حاصل کر چکی ہیں کتاب کے شروع میں منشی پیارے لال صاحب شاکر دیشی نے دیباچہ لکھا جو بجاے خود دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے معنی کی تصویر کے علاوہ خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں صاحب کی تصویر بھی شروع کتاب میں لگا لی گئی ہے جس کا نام نامی پر اسکو معنون کیا گیا ہے کاغذ لکھا فی چھپائی قابل تعریف قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸)

جلوہ ایتار

(حب وطن کا ایک پچھ قصہ)

یہ منشی ذواب راسے صاحب کا ایک اور بختل اور بھوتانا ناول ہے۔ آپ کی تصنیفات ہم خرماد ہم خواب، سوز و غم، کشمکش اور غیرہ اس سے پیشتر ملک میں شہرت حاصل کر چکی ہیں، لہذا ضرورت نہیں کہ آپ کی بہت کچھ اور لکھا جائے۔ جلوہ ایتار کی بابت ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا طرز بیان نہایت لطیف اور دلکش ہے۔ خود منشی صاحب کو بھی اپنی اس کتاب پر ناز ہوا اور یہ ظاہر ہی ہو کر جس کتاب پر خود محنت کو ناز ہو وہ کس درجہ کی ہوگی غور و نگاہیے۔ ہر قارئین کو یہ مشق قریب

منچر انڈین پریس الہ آباد

کتاب عوامی قراءت کے سلسلہ میں جو درجہ اول کتاب دوم اول ہوئی ہے اس کی ریبائیہ پوزیشن دی جائے گی۔

ڈاکٹر ایس کے برن کی بنائی ہوئی مشہور ڈاکٹر

اصل عرق کا فور

دیکھو گرمی کا موسم آیا۔ جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے۔ اس سے بچنے کا طریقہ ڈاکٹر ایس کے برن کا اصل عرق کا فور ہے۔ یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست پٹ کا درختی کے لئے کثیر کا اثر رکھتی ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی چار آنہ محصول ڈاک ایک شیشی چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

دلائی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنایا ہے۔ اس کا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برن کی صلاح سے دلائی کے نامی دوا فروشوں نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ بھون۔ ڈاکر آنہ۔ پیٹ میں درد بھٹی متی۔ اشتہا کم ہونا وغیرہ۔ ریاح کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنہ (۵) محصول ڈاک ۵

جلاب کی گولی

رات کو دو گولیاں کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرمی دمر ڈرک نہیں ہوگی۔ جب معمول نہ ملے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سولہ برس سے ڈاکٹر برن صاحب اپنے مریعوں کو دیتے چلے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار وطن میں گولیاں برابریں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیر رکھنی چاہئے ۱۴ گولیوں کی ڈبیر ۵۔ ایک سے چھ ڈبیر تک محصول ڈاک ۵

دردِ سراور ریاحی در دکی دوا

ریاحی دردِ غلط میں پہاڑ ہو جاتا ہے یہ دوا غلط میں اسکو پانی کر دیتی ہے۔ دردِ ریاح جیسے نہیں۔ چمک۔ ٹپک۔ رنگوں میں لہر۔ نہیں۔ کن کنی سے جو کہیں جھٹکتے ہو۔ تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردِ سر نصف سر ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً درد ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۲ آنکھوں کی ایک شیشی چار آنہ (۵) محصول ڈاک ۵۔ درخواست کے وقت واجب کا حوالہ ضرور دیں۔

ڈاکٹر ایس کے برن۔ ۵۔ ہمارا جنرل اسٹریٹ کلکتہ

کیا

کیا آپ کو کمزوری ہو؟ کیا آپ کی آنکھوں میں اندھیرا آ جاتا ہے؟ کیا کبھی کبھی آپ کی کمر میں درد ہو جاتا ہے؟ کیا آپ کو بھوک اچھی طرح نہیں لگتی ہو؟ کیا آپ ذرا کام سے تھک جاتے ہیں؟ کیا آپ عموماً نگلیں رہتے ہیں۔ کیا کام کرنے کو آپ کی طبیعت نہیں چاہتی؟ کیا آپ کا دل اٹھتے وقت دھڑکنے لگتا ہے؟ کیا آپ کو میٹھی میٹھی نیند نہیں آتی ہے؟ کیا آپ کو پیشاب جلد جلد آتا ہے؟ کیا آپکا چہرہ زرد رہتا ہے؟ کیا کھانے کے بعد پیٹ بھرا ہو جاتا ہے؟ کیا آپکو دماغی کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا میں سے کوئی بھی شکایت آپ کو ہو تو فوراً ٹینل صاحب کا آبجیات استعمال کرنا چاہئے جو اُنکے دواخانہ میں خاص ٹینل صاحب کے سامنے بنایا جاتا ہے اور بڑے بڑے شہروں میں انگریزی دوائی خانوں میں فروخت ہوتا ہے۔ ایک بوتل ضرور منگائیے گا۔ قیمت فی بوتل دو روپیہ آٹھ آنہ (۵) ڈاک محصول ۵

المشہور

ایم۔ این۔ ٹینل نمبر ۱۔ اگرہ

